اس کی کتاب اصلاح مفاہیم کا اردو ترجمہ کرایا۔ جس میں مروجہ میلاد، قیام، عرس، قوالی وغیرہ جیسی بدعات کو سراہا گیا اور ان کو اتحاد ملت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ نیز اصحاب قبور سے براہ راست مانگنا اور حاجت طلب کرنا جائز قرار دیا گیا۔ کئی علماء اس کی اس تدبیر شیطانی سے متاثر ہوئے مگر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اس فرقہ محمدیہ پر تن تنہا کئی وار کیے اور اپنے مجلہ حق چار یار میں ان عقائد باطلہ کا خوب رد کیا اور کہا کہ یہ عقائد اہل بدعت کے ہیں اور ایسے عقائد رکھنے والا شخص بدعتی ہے اور کہا کہ اہل قبور سے مانگنا کہ ہماری حاجت پوری کرو اگر جائز ہے تو پھر شرک کس چیز کا نام ہے؟ نیز فرمایا کہ یہ عقائد رکھنے والا شخص دیوبندی نہیں ہوسکتا ہم ایسے شخص کو سابق دیوبندی کہیں گے۔ چنانچہ آپ کی مسلسل محنت اور مساعی جمیلہ سے یہ فتنہ فرو ہوا اور جن کے لیے ہدایت مقدر تھی انہوں نے اپنا توبہ نامہ شائع کیا۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے تدریس وتعلیم، بیعت وارشاد، تصنیف وتالیف اور مواعظ کے ذریعے اہل سنت والجماعت اور اپنے اسلاف اکابر ومشائخ کے علوم وافکار کو پھیلایا اور عام کیا اور بطور مشن اس پر اپنا سارا زور صرف کیا اور اس کو اپنا سرمایہ حیات سمجھا اور امت محمدیہ کے لیے اسے راہ نجات قرار دیا۔ ایک بڑے طبقے کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل ہدایت دی اور گمراہی سے بچالیا۔

رحمة الله تعالیٰ رحمة واسعة فی الدنیا والآخرة نیز آپ نے علماء کی آبرو کو قائم رکھا حالات نے بڑی بڑی سیاسی ومذہبی قلابازیاں کھائیں لیکن حضرت کے پائے استقامت میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ حضرت نے کئی ادوار حکومت دیکھے کسی دور میں کسی حاکم کے سامنے نہ جھکے اور نہ ان سے تعلق وابستہ کرنے کی کوشش کی بلکہ ہمیشہ ان سے مجتنب اور دور دور رہے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے طریقہ کار کو اپنے لیے مشعل راہ بنایا کیونکہ آپ ان کے نظریات کے سچے وارث تھے۔ راہ حق میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن اپنے مسلک وموقف پر آنچ نہ آنے دی۔ نہ خوف کھایا نہ للچائے۔ یہی علماء حق کا طرہ امتیاز ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خاص جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے محبین اور متبعین وعامة المسلمین کو ان کے اختیار کردہ راستے پر گامزن ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ امین یارب العلمین۔

✿✿✿✿

اڈیالہ جیل کی ملاقات

جناب محمد اسرار بخاری ☆

اخبار پر نظر پڑتے ہی چند لمحوں تک بے یقینی کی کیفیت رہی۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ لیکن یہ ممکن ہو چکا تھا قتل جیسے سنگین جرم میں وقت کا ولی پابند سلاسل ہو کر حوالہ زندان کیا جا چکا تھا۔ ذہن میں ایک پریشانی کی لہر اٹھی۔ یا اللہ برسوں سے مختلف بیماریوں کا شکار اور ۹۰ سال کی عمر میں کوئی قتل کر سکتا ہے؟

بعض حکام نے خصوصی اجازت سے ذریعہ ملاقات کی راہ ہموار کی۔ راولپنڈی کی اڈیالہ جیل کے سپرنٹنڈنٹ جناب عمر دراز کے آفس میں اگرچہ میں ان سے گفتگو میں مصروف تھا لیکن ذہن حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لگا ہوا تھا کہ زندان کے شب وروز اور جواں سالہ نواسے اخیار الحسن کو سنائی جانے والی سزائے موت نے اعصاب کو بہت نڈھال کر دیا ہوگا۔ وہیل چیئر کی آواز سے خیالات کا سلسلہ ٹوٹا تو حضرت نظر کے سامنے تھے ان کی متوقع حالت کے بارے میں قائم سارے تصورات آن واحد میں بکھر گئے۔ چہرے پر حزن وملال کی بجائے بلا کا اطمینان آویزاں تھا۔ وہی شفقت آمیز ملائمت، جیسے اپنے گھر میں ہوں۔ حال احوال پوچھنے کے دوران میں نے انتہائی جذباتی طور پر اظہار ہمدردی کیا۔ حسن نواسے کی سزا پر بہت افسوس ہوا اور ساتھ ہی نگاہیں بے اختیار چہرے پر پریشانی تلاش کرنے لگیں لیکن چہرے پر پھیلی اطمینان کی کیفیت جوں کی توں تھی اور پھر اس کے جواب میں جو الفاظ سماعت سے ٹکرائے وہ مشیت ایزدی کے سامنے سر جھکانے کا غیر معمولی مظاہرہ تھا ''جو اللہ کی مرضی'' دل نے گواہی دی ان حالات میں ایسی بات وہ کر سکتا ہے جو واقعی خدا کی سچی شناخت رکھتا ہو۔

اڈیالہ جیل میں دو گھنٹے سے زائد جاری رہنے والی اس ملاقات میں ان کے کسی ایک جملے سے یہ تاثر نہیں ملا کہ موجودہ صورتحال ان کے لئے ذرا بھی پریشان کن ہے۔

☆ بیورو چیف لاہور، ہفت روزہ تکبیر، کراچی

کہتے ہیں چکوال سے تعلق رکھنے والے لیفٹیننٹ جنرل (ر) مجید ملک نے اس وقت اپنی پارٹی کے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف سے ملاقات کر کے قاضی صاحب کو کم از کم ضمانت پر رہا کرنے کی اپیل کی تھی اس کے جواب میں میاں شہباز شریف نے بڑی برہمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ جنرل صاحب یہ نہیں ہوسکتا۔ جب تک میں وزیر اعلیٰ ہوں قاضی مظہر حسین جیل سے باہر نہیں آسکتے۔

یہ بات مجھے سپرنٹنڈنٹ جیل کے دفتر میں موجود ایک آفیسر نے بتائی۔ جن کا تعلق چکوال کے کسی گاؤں سے تھا۔ اس آفیسر نے بڑے تشویش آمیز انداز میں جو بات کہی اس وقت میں اس آفیسر کا حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جذباتی وابستگی کی بنا پر جذباتی ردِّعمل سمجھا تھا لیکن بعد کے واقعات نے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے کہا تھا ''یاد رکھیں قاضی مظہر حسین اس دور کے بہت بڑے ولی اللہ ہیں جن حکمرانوں نے انہیں ہتھکڑیاں پہنوائی اور جیل میں ڈالا ہے مجھے ڈر ہے ان کا کیا انجام ہوگا؟

جناب میاں نواز شریف کی حکومت کا خاتمہ، جیل میں جانا، سزائے موت کا حکم سنایا جانا اور وطن کی مٹی سے دوری کیا یہ سب میاں شہباز شریف کی طرف سے اللہ کے اس ولی کو حوالۂ زندان کرنے کا خمیازہ ہے؟ کیا اس جیل آفیسر کے الفاظ مستقبل کی پیشین گوئی تھی؟ ان سوالوں پر سوچا تو جا سکتا ہے تاہم ان کا جواب وہی دے سکتا ہے جسے خدا نے ایسی قدرت عطا کر رکھی ہو۔

❀❀❀❀

خلافتِ راشدہ | یا اللہ مدد | حق چار یارؓ

حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملاقات کے وقت جس اپنائیت اور مسحور کن مسکراہٹ سے ہم کلام ہوتے تھے، اُس کے نقوش ابھی بھی ذہن کے پردوں پر کندہ ہیں اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے درجات بلند فرمائے (آمین)

صدیق گارمنٹس اینڈ نصیر کیفے گلی لیڈی ڈاکٹر نثار ملک چکوال

چند قابل تقلید صفات

تحریر: حضرت مولانا نور اشرف ہزاروی ☆

ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ، شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء اور تلامذہ میں سے تھے، جنہوں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیمی فیض کے ساتھ مدارج سلوک میں بھی کمال حاصل کیا اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے خلعت خلافت کے اعزاز سے نواز کر خواص وعوام کے لیے رہبری کی سند عطا فرمائی، حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتماد پر پورے اترتے ہوئے ایک عظیم مصلح اور راہنما ثابت ہوئے۔

چند نمایاں خصوصیات

یوں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سی خصوصیات سے نوازا تھا لیکن چند خصوصیات آپ میں بہت نمایاں تھیں مثلاً خلوص۔ خلوص وللہیت کا یہ حال تھا کہ آپ کسی کی خوشامد پر نہ خوش ہوتے اور نہ ہی کسی ملامت کی پرواہ کرتے تھے۔ آپ نے ذاتی مفاد کو ہمیشہ دینی مفاد پر قربان کیا۔

پرواہ نہیں جو زمانہ خلاف ہے
راستہ وہی چلوں گا جو صاف ہے

محنت اور جفاکشی

ضلع چکوال کے قریہ قریہ میں اور دیگر اضلاع میں آپ نے پیدل وسوار مذہب اہل سنت والجماعت کے عقائد حقہ سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت سے دلوں کو معمور کیا اور بدعات ورسومات کا بڑی حکمت کے ساتھ قلع قمع کرنے کی کوشش کی جس میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی۔ پیرانہ سالی اور علالت کے باوجود آپ کی شبانہ

☆ استاد حدیث جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم

روز محنت پر جواں سال تندرست حضرات کو رشک ہوتا اور تعجب کرتے۔

اعتدال

کبھی جذبات سے مغلوب ہو کر یا کسی مخالفت میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرتے۔ عصمت انبیاء علیہم السلام اور مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم، فسق یزید جیسے اہم موضوعات پر آپ نے قلم اٹھایا اور ایسی خوبی کے ساتھ ان مسائل کو صاف کیا کہ محققین علماء کرام نے تائیدی تبصرے لکھے کہ آپ نے مذہب اہل سنت کی ترجمانی کا حق کر دیا۔

سنت کی پیروی

آپ کی نمایاں خصوصیات میں سے اتباع سنت کا یہ حال تھا کہ دیکھنے والا آپ کو فنا فی الرسول ﷺ سمجھتا، زندگی کے کسی پہلو میں سنت سے سرِ مو تجاوز نہ کرتے، جب حضور اکرم ﷺ کا ذکر فرماتے تو عقیدت ومحبت کا عجیب حال آپ پر طاری ہوتا۔ مختصر جملوں میں عقیدت ومحبت کے پھول نچھاور کرتے جاتے۔

عظمت صحابہؓ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت اور ان کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جائے کہ کوئی بیان، کوئی درس آپ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکرے سے خالی نہ ہوتا۔ آپ کا ماہانہ درس قرآن کئی بار سننے کا موقع نصیب ہوا کبھی کوئی درس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکرے کے بغیر ختم نہ ہوتا تھا، خصوصاً خلافتِ راشدہ موعودہ فی القرآن کو بڑی اہمیت اور وضاحت کے ساتھ بیان فرماتے خلافت کے مسئلہ پر آیت تمکین اور آیت استخلاف آپ کا موضوع ہوتیں جن کا مفہوم بڑی خوبی سے ذہن نشین کراتے تھے۔

آپ کی مجلس

جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مجلس میں ہر شخص کو حصہ دیتے تھے یعنی ہر ایک سے حال احوال دریافت فرماتے یا کوئی ضروری بات اور نصیحت فرماتے، حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی مجلس بھی مجلسِ نبوی کا نمونہ ہوتی تھی ہر ایک سے حال دریافت فرماتے اور ایسی محبت ومسکراہٹ سے حال پوچھتے کہ دل کھینچ لیتے تھے۔

حق گوئی:

حق گوئی میں آپ نے کبھی کسی کی پرواہ نہ کرتے خواہ اپنا ہو یا بیگانہ۔ اسی لیے بعض اپنے بھی آپ کی حق گوئی کی وجہ سے آپ سے ناراض ہو جاتے تھے۔

اصول پر کاربندی

آپ نے جو موقف بھی اختیار کیا اس میں دفع الوقتی سے کبھی کام نہ لیا بلکہ شریعت اور اصولوں کی پاسداری کو ہمیشہ ملحوظ رکھا۔ اسی لیے آپ کے موقف متضاد نہ ہوتے تھے کہ آج ایک موقف اختیار کیا کل دوسرا۔

اسلاف پر اعتماد

آپ اپنے موقف اور تحقیق میں اسلاف کی تحقیق سے سرمو تجاوز نہ ہوتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ اپنے بزرگوں کی تحقیق پر اعتماد کرو۔ آپ نے جن موضوعات پر بھی قلم اٹھایا وہ اسلاف خصوصاً اکابرین دیوبند کے حوالوں سے بھرپور ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اصل کل اسلام
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مصائب میں وہ تھا حکم چٹان سخت کی صورت
وہ رو باہوں میں کر دیتا تھا چیتے کا جگر پیدا
زمانہ انتظار مرد مومن میں تڑپتا ہے
کہیں جب جا کے ہوتا ہے کوئی صاحب نظر پیدا

الفاروق پولٹری فارم
4 کلومیٹر، سرگودھا روڈ چکوال
پروپرائیٹر: راؤ محمد کاشف مظہری

قائد اہل سنت اور حضرت اوکاڑوی

تحریر: مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی ☆

وقت کے عظیم محقق و مدقق، علوم تصوف کے بحر بیکراں، حضرت مدنی کی عظیم ترین یادگار، میدان تصنیف کے شہسوار، علم کلام کے علمبردار، قلم و قرطاس کے بے تاج بادشاہ، اشعری دہر، ماتریدی عصر، غزالی زماں، جنید وقت، امین الملۃ والدین، امام المتکلمین، زبدۃ الاتقیاء والصالحین، سلطان الاولیاء، امام الملۃ البیضاء، محی السنۃ، قاطع البدعۃ، مرجع السالکین، قدوۃ المحدثین، زبدۃ المفسرین، سلسلہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے دریکتا، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے چشمہ روحانی کے قاسم، آپ کے خلیفہ مجاز، مظہر شریعت و طریقت، وکیل صحابہ، قائد اہل سنت، حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے بانی اور امیر اپنے ہزاروں مریدوں، فیض یافتہ تلامذہ کو اس اندھیر دنیا میں چھوڑ کر دار الفناء سے دار البقاء کی طرف رخت سفر باندھ گئے ہے...... انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

قائد اہل سنت اس دور کی ان چند ممتاز و یگانہ ہستیوں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے اسلام اور اہل سنت والجماعت کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ نہایت جوانمردی اور استقامت سے کیا۔ تحریر و تقریر کے میدان میں انہیں ہمیشہ ناکوں چنے چبوائے۔ حق تعالیٰ شانہ نے انہیں غیر معمولی ذہانت اور ذکاوت سے نوازا تھا ان کا وجود حق جل جلالہ کی شان عطا و جود و سخا کا عظیم نشان تھا۔ حضرت قائد اہل سنت غیر معمولی ذہانت اور ذکاوت میں اسلاف کی یادگار ہونے کے علاوہ فنا فی العلم ہونے میں بھی اکابرین کا نمونہ تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو تمام کمالات ظاہری اور باطنی سے بھرپور نوازا تھا۔

☆ برادر زادہ وکیل احناف مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی

ان کمالات میں سے ہر کمال اپنی جگہ پر نمایاں تھا۔ مگر یہ کمال اور یہ سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی کہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے آپ اجل خلیفہ بنے۔ حضرت مدنی کے چشمہ روحانی سے فیض حاصل کرنے کے لئے متلاشیان معرفت باری تعالیٰ کو آپ کے دست حق پرست پر ہاتھ رکھنا پڑتا۔ حفاظت مسلک حق میں مدبرانہ کارنامے، تعلیم و تصنیف اور سلوک کی زریں خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ گویا ان کی ایک زندگی میں بہت سی خوبیاں جمع تھیں۔ وہ ان عالی مرتبت افراد میں سے تھے جن کے متعلق کہا گیا ہے باللیل رھبان و بالنھار فرسان.

آپ کی حیات کے اتنے مختلف گوشے ہیں کہ ہر ایک گوشہ مستقل مضمون و مقالہ کا محتاج ہے مگر اس کے باوجود یہ کہنا پڑیگا...... حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ اور نہ آئندہ آنے والی نسلیں اس کا یقین کر سکیں گی کہ اس پر فتن دور میں بھی ایسی فوق العادۃ شخصیت تھی۔ ایسی جامع شخصیت کا وجود بس اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ تھا۔

اس عظیم شخصیت کے واقعات و حالات تاریخ کے درخشندہ ابواب بن جائیں گے اور تاریخ کا طالب علم ان واقعات پر آ کر رک جائے اور اس کے قلب کی تار مل جائے اور وہ اس کی روشنی میں صراط مستقیم پر چلتا ہوا باب جنت تک پہنچ جائے۔ اس غرض کو لئے ہوئے یہ ناکارہ بھی مخمل میں ٹاٹ کی پیوند کاری کے لئے حاضر ہے اور اپنے مرشد اور شیخ کی حسین یادوں کو مختصر کرنے کی کوشش میں ہے......

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

شوال ۱۴۱۴ھ کی ایک دوپہر میں طلب علم کے لئے جامعہ خیر المدارس ملتان پہنچا۔ جامعہ کے جنوبی گیٹ سے داخل ہو کر لڑکوں سے پوچھتا ہوا حضرت تایا جان (رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ) کے کمرے میں پہنچا۔ علیک سلیک کے بعد حضرت نے پوچھا کہ خیریت سے آیا ہے؟ بندہ نے گزارش کی کہ داخلہ لینا ہے۔ اگلے دن درجہ فارسی سال اول میں داخلہ کا ہو گیا اور بندہ کی رہائش بھی حضرت تایا جان کے کوارٹر میں ہی طے پائی۔ حضرت تایا جان رحمہ اللہ کی مجالس میں ایک شخصیت کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا جاتا تھا کہ جس کو سن کر یہ بات سامعین کے ذہن میں راسخ ہو جاتی کہ وہ ایک ہمہ گیر شخصیت ہے جسے خدا نے صرف فن تصوف کا ہی امام نہیں بنایا بلکہ تردید مذاہب باطلہ کا مجدد بھی بنایا ہے۔ وہ شخصیت ایک ایسا شجر سایہ دار ہے جس کے سائے تلے حاملان علوم نبوت،

وارثان انبیاء محنت و جفاکشی، مجاہدات و صبر آزما مشکلات کا سامنا کرتے کرتے تھک کر کچھ دیر ستانے کے لئے آلیتے ہیں۔ اس شجرہ طیبہ کی چھاؤں ایسی پیاری ہے کہ چند لمحوں میں سب تھکاوٹ کافور ہو جاتی ہے اور پھر مجاہدین ملت نئے ولولے اور حوصلے کو لیکر فرقہائے باطلہ کے سامنے جہاد بالسنان اور جہاد باللسان کے لئے سینہ سپر ہو جاتے ہیں۔ وہ ایک ایسا چشمہ فیض ہے جس کا ایک ایک قطرہ سالکین طریقت، طالبین معرفت کی حیثیت روحانی کے لئے آب حیات ثابت ہوتا ہے۔ خداتعالیٰ نے منازل روحانیہ اس کے لئے مسخر کر دیں ہیں، وہ خود بھی ان کی سیر کرتا ہے اور اس کی وجہ سے سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگ اس لذت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ساقی ہے جو معرفت باری عز اسمہ کی مے خود بھی پیتا ہے اور جام کے جام آتش عشق میں سوز دشدہ مخلوق خدا کو بھی پلاتا ہے۔ وہ ایسا شخص ہے جو معرفت کے سمندر اپنے قلب مبارک میں سمیٹے ہوئے ہے اس کے باوجود اس کی خاموشی اس شعر کا مصداق ہے

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

اس کا قلم جب فتنوں کی تاک میں چلتا ہے تو کوئی اس کی کاٹ کی تاب نہیں لاسکتا، اس کی زبان جب فتنوں کی سرکوبی کے لئے اپنی قوت گویائی کام میں لاتی ہے تو مذاہب باطلہ کی عمارتیں زمین بوس ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ وہ جب ھل من مبارز کا نعرہ لگا کر میدان مناظرہ میں اترتا ہے تو مقابل دم دبا کر بھاگنے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں اور اگر کوئی میدان میں آنے کی جرأت کر ہی لیتا ہے تو اس کی ایک ہی کاری ضرب کے بعد دشمن ہتھیار پھینک کر الامان الامان کی صدائیں لگا کر امن کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ رافضیت کے سورما ہوں یا خارجیت کے مداحین، اس کے ہاتھوں رسوا ہوئے ہیں۔ مودودی ہوں یا مماتی اس کی تحریروں کی وجہ سے ان کے تابوت لاشوں سمیت زمین میں دفن ہو گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا علم اس عظیم شخصیت کے ہاتھوں میں بلند ہوا۔ خلافت راشدہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کا نعرہ پھر سے دیوانوں کے قلوب کو گرمانے لگا۔ عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم پر لگائے گئے رفض کے دھبے اور اس عظیم جماعت پر لگائے گئے الزامات واتہامات کی بیخ کنی ہوئی اور عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کا حسین چہرہ یوں نکھر کرامت کے سامنے آیا جیسے شبنم سے گل گلاب نکھرتا ہے۔ عصمت انبیاء علیہم السلام پر ایسا لکھا کہ قلوب مسلمین سے مودودی کی پھینکی ہوئی سیاہی اترتی چلی گئی اور وہ قلوب حب انبیاء علیہم السلام کے نور سے جگمگانے لگے۔

جب گجراتی فتنہ اٹھا اور اس فتنہ نے معتزلہ کے طریق پر چلتے ہوئے اور ان کے اعتراضات

چراتے ہوئے توحید کی آڑ میں حیات انبیاء علیہم السلام فی القبور کا انکار کر ڈالا اور ساری امت کو، چودہ سو سالہ محدثین اور مفسرین کو، امت کے مایہ ناز متکلمین کو، ملت بیضاء کے مورخین کو، صوفیاء، اولیاء اور اتقیاء کو کافر اور مشرک گردانا، المہند جیسی علم کلام کی کتاب نا قابل اعتبار قرار دیا، محدثین کے اصولوں کو روند ڈالا، اجماع امت کا وقار مجروح کیا اور گجرات میں بیٹھ کر عالم اسلام پر اپنی توپ سے کفر کے گولے داغنے شروع کیے، اکابرین ملت کی پگڑیاں اچھالنے کی کوشش کی تو وہ مرد قلندر میدان میں اترا اور گجراتی فسادیوں کا ایسا پیچھا کیا کہ انہوں نے اپنی بلوں میں گھسنے میں ہی عافیت جانی۔

خارجیت کا فتنہ بہت ہی خطرناک فتنہ تھا جو بظاہر حب صحابہ رضی اللہ عنہم کی آڑ میں تھا مزید یہ کہ ایک عظیم الشان شہرہ آفاق شخصیت کی اولاد اس فتنہ کا صرف شکار ہی نہ ہوئی بلکہ مبلغ اور داعی بن بیٹھی (انا للہ و انا الیہ راجعون) ان حالات میں اس فتنہ کی سرکوبی بظاہر اپنوں سے ٹکرانا تھا۔ اس میں بڑی ہمت اور بلا خوف لومۃ لائم مزاج اور پہاڑ جیسے حوصلہ کی ضرورت تھی، یہ سعادت بھی اس عظیم شخصیت کے حصہ میں آئی کہ اس نے ''کشف خارجیت'' اور ''خارجی فتنہ'' لکھ کر امت محمدیہ کو بغض اہل بیت کی اندھیر کھائیوں میں گرنے سے بچالیا۔

اس شخص نے جس میدان میں بھی قدم رکھا نہایت پھونک پھونک کر رکھا، جادہ اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دیا، صراط مستقیم پر گامزن رہا، اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اتنا آگے نکل گیا کہ اس میدان کے دوسرے سوار اس کی گرد پا کو پانا بھی سعادت جاننے لگے اور کیوں نہ جانتے کیونکہ یہ ہی اس کا حق تھا کہ اس کے قدموں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ، اس کے نعلین مبارک کو سر کا تاج بنایا جاتا۔

یہ تھا وہ نقش جو میرے قلب کی لوح پر حضرت رئیس المناظرین رحمہ اللہ کی مجلس کی برکت سے جاگزیں ہوا۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا یہ بڑھتا ہی گیا پھر ایک وقت آیا کہ آتش عشق تیز تر ہو رہی ہے مگر اس پر پانی ڈالنے والا نہ رہا، میرے تایا جان مرحوم اللہ کو پیارے ہو گئے

سنے کون ہائے صدائے دل ملے کس آہ شفائے دل
وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

اب تو یہ حالت ہے۔۔

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث یار کہ تکرار می کنم

بندہ حضرت تایا جان رحمۃ اللہ علیہ سے بار بار گذارش کرتا کہ جہلم یا چکوال کے جلسہ میں مجھے ساتھ لے جائیں تاکہ میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرلوں لیکن حضرت تایا جان ساتھ نہ لے جاتے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ عموماً جہلم یا چکوال کا جلسہ درمیان ہفتہ کو ہوتا جو کہ پڑھائی کا دن ہوتا۔ سبق سے ناغہ حضرت کو برداشت نہ تھا۔ یہاں تک کہ جب بندہ کے تایا محمد اسلم مرحوم فوت ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ تو نے جاکر کیا کرنا ہے، تو سبق پڑھ یہ اہم ہے۔ حضرت کی اس سختی کی وجہ سے بندہ حضرت تایا جان کی زندگی میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت وملاقات اور حضرت کی قدم بوسی سے محروم ہی رہا۔

شوال ۱۴۲۱ھ میں یہ سوچ کر کہ حضرت تایا جان رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ومرشد کی قدم بوسی کرنی چاہئے، شاید کچھ اضطرابی روح کو تسکین مل جائے۔ چکوال کے لئے عازم سفر ہوا۔ حضرت تایا جان کے بیٹے قاری محمد معاویہ صاحب بھی میرے ہمسفر تھے۔ جب ہم مدنی جامع مسجد میں پہنچے تو جمعرات کا دن تھا اور عشاء کا وقت حضرت درس قرآن کریم ارشاد فرمارہے تھے۔ یہ پہلی زیارت تھی جو بندہ کو اس امام وقت کی نصیب ہوئی۔ درس کے بعد مصافحہ ہوا حضرت نے خود ہی پوچھا کہ مولانا امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سے مہمانوں نے آنا تھا۔ حضرت کو فون پر اطلاع کی جاچکی تھی۔ حضرت نے جوں ہی پوچھا ہم آگے بڑھے اور مصافحہ کیا، بیعت کی درخواست کی جو حضرت نے کمال شفقت فرماتے ہوئے منظور فرمالی۔ اپنے قلب کی سیاہی کی وجہ سے اس انعام کی کم ہی امید تھی، رات وہیں رہے صبح واپسی ہوئی، یوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سنا ہوا حق الیقین سے عین الیقین تک جاپہنچا۔ کیونکہ مشہور ہے......

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار

حضرت قاضی صاحب کا مرتبہ

رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نے ابتداً شیخ التفسیر سلطان العارفین حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ حضرت تایا جان کا شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا واقعہ آپ نے اپنے حالات میں لکھا ہے جو کہ تجلیات صفدر جلد اول کے شروع میں شائع ہو چکا ہے اور حضرت اوکاڑوی کی یاد میں الخیر کا جو خصوصی نمبر شائع ہوا ہے اس میں ہمارے تایا جان محترم ومکرم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب زید مجدہ نے بھی اپنے مضمون میں تحریر فرمایا ہے۔

بندہ قند مکرر کے طور پر اس کو زیب قرطاس کرتا ہے......

مولانا افضل صاحب لکھتے ہیں کہ بھائی صاحب رحمہ اللہ نے جب خدام الدین میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا یہ بیان پڑھا کہ آنکھیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ظاہر کی آنکھیں اور باطن کی آنکھیں۔ جب دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں تو آدمی حلال و حرام میں تمیز کر سکتا ہے اس پر صاحب قبر کے احوال بھی منکشف ہو جاتے ہیں۔ تو آپ کچھ سکول کے ساتھیوں کو ساتھ لے کر حضرت کا امتحان لینے لاہور پہنچے اور حرام و حلال پھل ملا کر حضرت کی خدمت میں پیش کر دیئے آپ نے حرام و حلال پھل علیحدہ علیحدہ کر دیئے۔ اس وقت

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

کے مصداق بھائی صاحب حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے گرویدہ ہو گئے اور نوبت صرف بیعت تک ہی نہ پہنچی بلکہ حضرت نے انجیل برناباس پر مقدمہ لکھنے کا حکم صادر فرمایا، اس آزمائش سے جب کامیاب ہوئے تو حضرت لاہوری کی توجہات خاصہ کا مہبط بن گئے۔ [الخیر خصوصی نمبر ص ۱۰۶]

سلطان العارفین حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کا تعلق گہرا سے گہرا ہوتا چلا گیا آپ نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی بہت سی عمدہ صفات اپنے اندر جذب کیں، آپ کا تواضع و انکساری، زہد و تقویٰ، علم و حلم، جرأت و شجاعت، بلند ہمتی و وسعت ظرفی، اعراض عن الدنیا اور احقاق حق اور ابطال باطل میں اپنے پیر و مرشد حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ رات کو سونے سے قبل اکثر حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے ملفوظات کا مطالعہ کر کے سوتے تھے۔ کبھی فرماتے میں تو حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے لئے عار ہوں۔

ہمارے شرح عقائد کے سبق میں جو ہمیں جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا شبیر الحق کشمیری دامت برکاتہم نے پڑھائی۔ حضرت کشمیری جب سبق پڑھا چکے تو انہوں نے حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ اور حضرت لاہوری کا یہی واقعہ سنایا اور فرمایا کہ ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی کرامات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تم ان کی (حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ) کی زیارت کر لو شاید پھر یہ بھی نہ رہیں۔ ہماری درجہ جلالین کی درسگاہ جامعہ خیر المدارس میں حضرت تایا جان قدس سرہ کی درسگاہ سے متصل تھی، میں ویسے تو بحمد اللہ صبح اٹھنے سے رات چارپائی پر لیٹ کر محو خواب ہونے تک حضرت کی زیارت وقفہ وقفہ سے کرتا رہتا، صبح حضرت رحمہ اللہ ہی مجھے نماز کے لئے بیدار فرماتے۔ عموماً حضرت مطالعہ میں ہوتے تو پنسل میرے ہاتھ یا ماتھے پر آہستہ سے مارتے اور فرماتے......

محمود اٹھ نماز دا ٹائم ہو گیا وا۔

بندہ اکثر پہلی آواز پر ہی اٹھ کھڑا ہوتا اور سب سے پہلے جس چہرے پر نظر پڑتی وہ حضرت رئیس المناظرین رحمہ اللہ کا ہنستا مسکراتا چہرہ ہوتا۔ آج بھی حضرت رحمہ اللہ کی آواز کی لذت تڑپاتی ہے......

آیا ہی تھا خیال کہ آنکھیں چھلک پڑیں
آنسو کسی کی یاد کے کتنے قریب تھے

خیر بات چل رہی تھی حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کے روحانی مقام کی، حضرت تایا جانؒ کا حضرت لاہوریؒ سے تعلق تو قدرے واضح ہوگیا۔ جب حضرت لاہوریؒ انتقال فرماگئے تو حضرت تایا جان نے مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ سے بیعت کی درخواست کی۔ مولانا نے فرمایا میں آپ کے قابل نہیں ہوں۔ آپ حضرت اقدس مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ کے پاس چلے جائیں۔ حضرت تایا جان حضرت جہلمیؒ (حضرت لاہوریؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے) کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت جہلمیؒ نے باوجود ماہ فضل وکمال ہونے کے فرمایا آپ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے پاس چلے جائیں۔

آہ! کیسے تھے یہ لوگ، کس قدر تھی ان میں تواضع اور خود کو نمایاں نہ کرنے کا شوق۔ زمین جیسی تواضع، پہاڑوں جیسی مضبوطی، آسمانوں جیسی بلند ہمتی تھی۔ اپنے سے دوسروں کو بہتر سمجھنا، حالانکہ ان کے پاس شیخ التفسیر امام لاہوری رحمہ اللہ کی خلافت تھی۔

امام الاولیاء، سلطان الاتقیاء حضرت مدنی رحمہ اللہ کے مرید خاص حضرت اقدس مولانا سید امین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے بارے میں عاجز نے بارہا سنا ہے کہ حضرت بار بار اصرار کے باوجود بیعت نہ لیتے تھے بلکہ فرماتے حضرت قاضی دامت برکاتہم کے بیعت ہوجاؤ میں سفارش کردوں گا۔

چنانچہ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی نور اللہ مرقدہ کے فرمان پر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے چشمہ روحانی سے اپنا تعلق جوڑلیا اور یوں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی۔

گویا سلطان المناظرین کی طرف جب حضرت قائد اہل سنتؒ کی روحانی توجہات ہوئیں تو حضرتؒ کی ترقی بڑھتی گئی۔ آپ کی روحانیت دوآتشہ ہوگئی۔ ایک حضرت لاہوریؒ کا فیض آپ کے قلب مبارک تک پہنچ رہا تھا، دوسرا حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنیؒ کا فیض بواسطہ قائد اہل سنتؒ حضرت اوکاڑویؒ کو پہنچ رہا تھا۔

حق تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ، حضرت تایا جان رحمہ اللہ اور ہمارے سب اکابر کے درجات بلند فرمائیں۔ اور ہمیں ان کے نقش پا پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں....

تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل

کالم مولانا مخلص عبداللہ ☆

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اس وقت میری عمر آٹھ سال کے لگ بھگ تھی جب مجھے پتہ چلا کہ ہمارے گاؤں بلکسر میں معراج النبی ﷺ کے موضوع پر بعد نماز ظہر جلسہ ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال تشریف لا رہے ہیں (حضرت آتے تو ہر سال ہی ہوں گے لیکن مجھے اس وقت شعور نہ تھا) میں معصوم سی سوچ لے کر اجتماع میں بیٹھ گیا کہ ابھی کوئی جبہ، کلاہ پہنے شخصیت نمودار ہوگی اور خوب سر لگا کر تقریر کرے گی، لیکن میری تمام سوچوں کے برعکس کیا دیکھتا ہوں کہ نہایت سادہ لباس میں رومال باندھے ایک شخص مجمع میں سے اٹھ کر منبر پر بیٹھ گیا۔ ہاتھ میں قرآنِ پاک لیا اور سادہ الفاظ میں قرآنِ پاک پڑھ کر تقریر کرنے لگ گیا۔ میں نے سوچا کہ جن قاضی صاحب کا اعلان ہو رہا تھا وہ تو شاید تشریف نہیں لائے ان کی جگہ یہ بابا جی آ کر تقریر کرنا شروع ہو گئے ہیں لہٰذا میں اٹھ کر چلا گیا یہ میری پہلی ملاقات تھی جو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ تو جوں جوں عمر بڑھتی گئی عقل و شعور آتا گیا اور حضرت کے ساتھ عقیدت و محبت بڑھتی چلی گئی۔ یہ عقیدت اس وقت عروج پر پہنچی جب میٹرک پاس کرنے کے بعد میں نے ۱۹۸۳ء میں گورنمنٹ کالج چکوال میں داخلہ لیا۔ ان دنوں کالج میں سنی تحریک الطلبہ کی بنیادی رکھی گئی تھی۔ اور سنی تحریک الطلبہ کا پندرہ روزہ اجلاس ہوتا تھا جس میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ درس دیا کرتے تھے۔ ان دروس میں حضرت اقدس مذہب اہل سنت والجماعت کے بنیادی مسائل میں سے ایک مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالتے اور اس مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کا دیگر فرقوں کے ساتھ اختلاف بیان فرماتے اور اپنے عقیدہ کے بارے میں قرآن وسنت اور دیگر فرقہ کی کتابوں سے دلائل بیان فرماتے ساتھ ساتھ دیگر فرقوں کی طرف سے اعتراضات کے جوابات بھی ارشاد فرماتے۔ حضرت کے بیان کا یہ انداز بڑا علمی، نہایت آسان، روحانیت سے بھرپور، دل پر اثر کرنے والا، دلائل

☆ خطیب جامع مسجد حنفیہ، بلکسر

وبراہین سے لبریز، دل روز و پر سوز ہوتا جس سے ہر سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ حضرت نے ہم
نوجوانوں کی تربیت و اصلاح کے لیے جس جانفشانی سے محنت فرمائی وہ حضرت کا کمال تھا۔

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی کا معمول رہا ہے چھوٹے چھوٹے قصبوں اور ڈیروں پر چند بوڑھے بیٹھے ہوتے اور حضرت کا وعظ گھنٹوں جاری رہتا۔ نہ تھکتے تھے نہ مایوس ہوتے۔ نہ کثیر مجمع کی خواہش ہوتی نہ خود نمائی کی فکر ہوتی۔ دنیا کی بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ ہمارے نزدیک چکوال کے ایک دیہات میں عرصۂ دراز سے سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ حضرت کے ضعف اور بیماری کی بنا پر عمر کے آخر سالوں میں بندہ کو اس جلسہ کی ذمہ داری نبھانا پڑی تو معلوم ہوا کہ آج تک ان لوگوں نے حضرت جی کی اور نہ کسی دوسرے جماعتی مبلغ کی کوئی خدمت کی ہے۔ اس کے باوجود حضرت دوسرے جلسوں کی نسبت زیادہ انہماک اور فکر سے ہر سال بذات خود تشریف لے جاتے اور دیگر مبلغین کو حکم فرماتے اور پوری زندگی کسی کے سامنے اس کا ذکر نہ کیا۔ حالانکہ جلسہ کرانے والے لاکھوں کے مالک ہیں۔ لیکن حضرت جی نے کبھی ان کے سامنے اشارہ تک نہ فرمایا کہ علمائے کرام کا یا جلسہ کا خرچ ہوتا ہے۔

مسلک حق کی صحیح ترجمانی، اکابرین کا طرز، مؤقف کی سختی، انداز کی نرمی، بڑے سے بڑے مخالف کے لیے بھی کبھی بداخلاقی یا گستاخی کا جملہ زبان پر نہ لانا حضرت کی امتیازی شان تھی۔ خود نمائی حضرت کے پاس نہ تھی، اس پیرانہ سالی میں بھی کبھی کسی سے پاؤں نہ دبوائے ہاتھوں پہ بوسہ نہ دینے دیا۔ ایک دفعہ رمضان شریف میں مدنی جامع مسجد میں ختم قرآن کی تقریب سے خطاب فرمایا اور حسب عادت وعظ کے بعد مدنی مسجد سے ملحقہ پلاٹ میں تشریف لائے اور احباب کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حافظ اللہ یار صاحب حضرت کے پرانے عقیدت مندوں اور خادموں میں سے ہیں۔ نہایت عقیدت کے ساتھ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے مونڈھے دبانے کی غرض سے پشت مبارک کی طرف بیٹھ گئے۔ جوں ہی شانوں پر ہاتھ رکھا۔ حضرت نے تکیہ سے ٹیک لگائی ہوئی تھی فوراً سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور سختی سے فرمایا رہنے دو مجھے اس کا چسکا نہیں۔

پیرانہ سالی میں لمبے لمبے سفر فرماتے لیکن کبھی تھکاوٹ کا نام نہ لیا۔ آرام کرنے کا کہہ کر کسی ساتھی کو کمرے سے باہر نہ نکالا کبھی کمرہ بند نہ کرایا۔ کھانے کے لئے کبھی کوئی چیز طلب نہ کی۔ جو کچھ کسی نے دیا اس میں نقص نکالا اور نہ ہی کھانے سے انکار کیا۔ کسی ساتھی کی دل شکنی نہ کی۔ تقریر انتہائی سادہ ہوتی۔ بڑے بڑے علمی مسائل بھی اپنے آسان الفاظ سے سمجھاتے کہ عام سطح کا آدمی بھی آسانی سے سمجھ لیتا۔

مجھے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ وفات کے صرف دو دن قبل ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ شدید

بیماری اور عمر شریف کے اس حصہ میں بھی جونہی مجھے اندر جانے کی اجازت ملی، کیا دیکھتا ہوں کہ چہرہ انور ہشاش بشاش ہے اور بیماری کا چہرہ پر کوئی اثر نہیں ہے۔ آپ تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے مصافحہ کیا۔ حضرت میری طرف دیکھ کر مسکرائے، میں نے اپنا نام بتایا تو عادت شریفہ کے مطابق ہاتھ اوپر اٹھایا اور فرمایا ''میں نے پہچان لیا ہے خیریت ہے۔'' میں ایک لمحہ کے لئے کھڑا رہا کیونکہ گفتگو کرنے اور بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی لہٰذا الٹے قدموں پیچھے ہٹا اور پھر دروازہ بند ہو گیا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے آخری ملاقات کا یہ منظر مجھے زندگی بھر نہ بھولے گا۔

اتوار کا دن درمیان میں گزرا۔ سوموار کے وقت ابھی اٹھنے کی تیاری کر رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی، جونہی میں نے فون اٹھایا تو حافظ سلطان محمود صاحب کی آواز سنائی دی، ''مخلص صاحب حضرت جی کی وفات ہو گئی ہے آپ فوراً چکوال پہنچ جائیں۔

خبر کا سننا تھا کہ دل بجھ گیا اور دنیا روٹھ گئی۔ ہمت جواب دے گئی۔ کوشش کر کے اٹھا۔ سب سے پہلے حضرت والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ مصلیٰ پر بیٹھے ذکر میں مشغول تھے قریب بیٹھ گیا۔ پوچھنے پر بتایا۔ کہ حضرت جی کی وفات ہو گئی ہے اور میں ابھی چکوال جا رہا ہوں آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ایک لمبا سانس لیا اور فرمایا اعلان کر کے جانا۔ میں نے گاڑی منگوائی اور چکوال کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور دل بار بار کہہ رہا تھا اب میری اصلاح کون کرے گا؟

سنے کون ہائے صدائے دل
ملے کس سے آہ شفائے دل

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل
وہ دکان اپنی بڑھا گئے

❀❀❀❀

قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی...... یادگار نگارشات

ترتیب! حافظ عبدالوحید حنفی ☆

تعلیم وتربیت کے چار طریقے

خداوند عالم نے نسل انسانی کی تعلیم وتربیت اور رشد وہدایت کے لیے وحی نبوت کا جو مقدس سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے جاری فرمایا تھا وہ تکمیل دین واتمام شریعت کے ساتھ ساتھ خدا کے آخری نبی سرور کائنات محبوب خدا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات قدسی صفات پر ختم ہوگیا۔

آفتاب نبوت کے روپوش ہونے کے بعد اشاعتِ اسلام اور حفاظت دین کی خدمت حق تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کے اہل ایمان کے سپرد کردی۔ رسول خدا ﷺ نے اپنے تیئس سالہ زمانہ وحی ورسالت میں انسانوں کی تعلیم وتربیت کے لیے جو چار قسم کے فرائض انجام دیئے تھے۔ سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کے بعد قیامت تک ان فرائض کی ادائیگی علمائے دین اور حاملانِ شریعت کا مقدس نصب العین ہوگا۔

ہادی عالم ﷺ نے (۱) تلاوتِ آیات قرآن (۲) تزکیہ نفوس۔ (۳) تعلیم کتاب اللہ (۴) تعلیم حکمت دین کے ذریعہ اپنی ناخواندہ اور گمراہ قوم کی اصلاح فرمائی۔"

[دوسالہ روئیداد مدرسہ اظہار الاسلام ۱۹۵۵ء ص ۲]

فرائض نبوت

آنحضرت ﷺ نے تعلیم دین اور اصلاح امت کے لیے چار قسم کے طریقے اختیار فرمائے۔ حسب ذیل آیت ان پر مکمل روشنی ڈالتی ہے......

هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلل مبين .

☆ ناظم دفتر جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

ترجمہ۔وہ اللہ ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا جو ان کو خدا کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔اوران کو پاک کرتے ہیں اوران کو قرآن کی اور حکمتِ دین کی تعلیم دیتے ہیں اور بے شک وہ لوگ اس سے پہلے بڑی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے

اس آیت نے تصریح کردی کہ ہادی عالم ﷺ نے (۱) تلاوت آیات (۲) تزکیہ نفوس۔ (۳) تعلیم کتاب اللہ۔(۴) تعلیم حکمت دین کے ذریعہ اصلاح فرمائی۔

حضور ﷺ نے سب سے پہلے اس گمراہ قوم کو قرآن مجید کی آیات سنائیں جوان کی زبان ہی میں نازل ہوا تھا۔قرآنی آیات کے ذریعہ ان کو مشرکانہ عقائد اور جاہلانہ افعال رسوم سے نجات دلائی۔اپنے فیض صحبت سے ان کے نفوس کو پاک اوران کے قلوب وارواح کو ایمان وعرفان کی روشنی سے منور فرمایا۔

کتاب اللہ کے مضامین عالیہ کی ان کو تعلیم دی اور دین خداوندی کی حکمتوں کے دروازے ان پر کھول دیئے۔" [ودسالہ روئیداد ۱۹۵۵ء، صفحہ ۳]

درس گاہ نبوی اوراصحاب صفہؓ

"آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے والوں میں یوں تو کوئی فرد بھی ایسا نہ تھا جو ایمان وعمل صالح کو اُخروی نجات کا ذریعہ سمجھنے کے باوجود اپنے آپ کو تعلیم قرآن اورسنت نبوی کا محتاج نہ سمجھتا ہو۔

گو ہر ہر صحابی قرآن وسنت سے استفادہ کرنا اپنی زندگی کا مقصود حقیقی جانتا تھا۔مگر اصحاب رسول میں سے ایک جماعت ایسی بھی تھی جنہوں نے دینوی ومعاشی ضروریات ووسائل سے کنارہ کش ہوکر بارگاہ نبوت کی حاضر باشی اور علوم وحی کے حصول کو ہی اپنا مخصوص نصب العین بنالیا تھا۔درسگاہ نبوی کے طلبہ کی یہ جماعت اصحاب صفہ کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

مسجد نبوی سے متصل ایک جھونپڑے میں اُن کا قیام رہتا تھا۔کسب معاش کی فکر سے وہ آزاد تھے۔لیکن وہ بے کار نہیں تھے۔بلکہ کارنبوت اور وراثتِ علم کی عظیم ذمہ داریاں انہوں نے قبول کرلی تھیں۔وہ مخزن نبوت سے ان جواہرات کو جمع کررہے تھے جنہوں نے قیامت تک اہل اسلام کو مالا مال کرنا تھا۔

درسگاہ نبوی کے ان مخصوص طلبہ کی معاشی ضروریات کی کفالت ان اصحاب رسول کے سپرد تھی جن کو حق تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی تھی اور جوصحبت نبوی اور علوم وحی سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ زراعت وتجارت وغیرہ کے کاروبار میں بھی مشغول رہتے تھے اوران کا یہ کسب معاش تقویت دین اور اعانت مجاہدین کی ضرورت کی نیت سے تھا۔

ان کے نزدیک کسب مال ذریعہ مقصود تھا نہ کہ خود مقصود۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کمال دین کی خود خبر دی ہے۔

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوة وايتاء الزكوة.

یعنی "وہ ایسے مرد ہیں کہ تجارت اور خرید و فروخت اُن کو ذکر الٰہی اور نماز اور زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔"

یہ وہ صفت کاملہ ہے جو صحابہ کرامؓ کو حضور اکرم ﷺ کی تعلیم و تربیت وجہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ان کے قلوب پر محبت حق غالب آچکی تھی۔ ان کے دماغ مشرکانہ تصورات سے خالی ہو چکے تھے ان کی روحیں حلاوت ایمانی اور ذکر الٰہی سے لبریز ہو چکی تھیں۔

محبوب خدا ﷺ کی صحبت نے ان کے قلوب کو غیر اللہ کے تعلق سے آزاد کر دیا تھا۔

اصحاب رسول ﷺ نے حسب استعداد آفتاب نبوت کے فیوض و انوار سے اقتباس کیا اور باقی امت کے لیے نجوم ہدایت ثابت ہوئے۔

رحمت للعالمین ﷺ کے اصحاب کے لیے سب سے بڑا مخصوص انعام یہ تھا کہ ان کی زندگی میں ہی ان کے قلبی اخلاص اور اعمال صالحہ کی بنا پر علام الغیوب خدا نے اُن کو جنت کی بشارت اور اپنی رضامندی کی سند عطا فرمادی۔ رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ (اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے) اور بلاشبہ یہ شرف و فضیلت امت محمدیہ میں سوائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اور کسی کو حاصل نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ہر صحابی کا کمال کمالات نبوت کا عکس ہے اور ہر ہر صحابی کا وجود خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کا ایک مستقل معجزہ ہے۔ [دوسالہ روئیداد مدرسہ اخبار الاسلام ۱۹۵۵، صفحہ ۴]

ایک معلم کو نصیحت

معلوم ہوا ہے کہ آپ طلبہ کو بہت مارتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ بچوں کو لٹا کر ڈنڈے ان کے پاؤں کے تلووں پر مارتے ہیں اور وہاں نشان بھی پڑتے ہیں۔ یہ مسئلہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے اور شرعاً استاد کو مارنے کا حق ہی نہیں۔

(۲) میں نے کہیں پڑھا تھا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تھانہ بھون کے مدرسہ میں اس معلم قرآن کو طلبہ کے سامنے کان پکڑوائے تھے۔ جنہوں نے طلبہ کو زدوکوب کیا تھا۔ میں عموماً یہ واقعہ بیان کرتا رہتا تھا۔ لیکن اس دفعہ سنی کانفرنس بھی ۲۶۔۲۷ محرم ۱۴۱۹ھ میں لاہور

کے ایک پروفیسر صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ جو عالم بھی ہیں اور جامعہ اشرفیہ میں پڑھاتے ہیں۔ وہ میرے پاس بیٹھے رہے۔ انہوں نے جلسہ میں تقریر بھی کی تھی۔ ان کی غیر موجودگی میں قاری شیر محمد صاحب (لاہور) نے بتایا کہ جن کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے طلبہ کے سامنے کان پکڑوائے۔ تھے وہ ان پروفیسر صاحب کے دادا تھے۔ جن کو خلیفہ اعجاز الحق کہتے تھے۔

وہ معلم قرآن بھی تھے۔ موذن بھی تھے۔ اور مہمانوں کو کھانا کھلانے کی خدمت بھی ان کے سپرد تھی۔
حضرت تھانوی نے جب کان پکڑنے کا حکم دیا تو بلا خوف انہوں نے پکڑ لیے۔ اور اس وقت چھوڑے جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کان چھوڑنے کا حکم دیا۔

میں نے احباب سے کہا کہ یہ ہے اصلاح نفس۔ اور کمال یہ ہے کہ انہوں نے کوئی ناگواری ظاہر نہیں کی۔ اور حسب سابق خدمات انجام دیتے رہے۔

(۳) آپ جو بچوں پر اس طرح تشدد کرتے ہیں تو آپ کی انسانیت بگڑی ہوئی ہے۔ اور درندگی کی صفت غالب ہے۔ اور میری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ آپ تعلیم قرآن کا سلسلہ بالکل ترک کر دیں۔ اور کوئی دوسری ملازمت یا مزدوری کر کے زندگی گذاریں۔

اگر آپ اسی طرح پہلے بھی تشدد کرتے رہے ہیں تو بجائے ثواب کے آپ نے حقوق العباد کی خلاف ورزی کر کے گناہ اکٹھے کیے ہیں۔ سابقہ گناہ سے توبہ کریں۔

اور ظالم کی مدد حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ اس کے ہاتھ کو ظلم سے روک دیا جائے

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ مدنی جامع مسجد چکوال ۱۰ جون ۱۹۹۸ء

دینی مدارس کی ضرورت

جس طرح انسانی بدن کے لیے اغذیہ وادویہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ انسانی قلب وروح کو دینی علوم وشرعی اعمال صالحہ کی حاجت ہے۔

بغیر دین کے مسلمان زندہ نہیں رہ سکتا۔ مسلمان کی دنیا دین سے علیحدہ ہو تو سراسر ہلاکت ہے۔ حقیقتاً انسانی ساری زندگی کی تہذیب واصلاح ہی کے لیے پروردگار عالم نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعہ دینی علوم وقوانین نازل فرمائے ہیں۔

اگر ارض خاکی سے انسان اپنی ہمت وکوشش کے مطابق طرح طرح کی نعمتیں حاصل کر لیتا ہے۔تو قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ میں بھی اس کے لیے ایسے خزائن وذخائر محفوظ ہیں جن سے وہ اپنی بساط کے مطابق معنوی اور اخروی نعمتوں سے دامن بھر سکتا ہے۔اگر دینی وشرعی علوم زندہ نہ رہیں تو دین محض تصور وخیال بن کر رہ جائے۔

دارالعلوم دیوبند

اس آخری دور زوال میں جبکہ انگریزوں نے مسلمانوں کی قوت وعظمت پامال کر کے متحدہ ہندوستان پر اپنا پورا حاکمانہ تسلط حاصل کر لیا تھا۔اکابر علماء نے دینی علوم واعمال کی حفاظت کے لیے اسلامی مدارس کی بقاء کو غنیمت سمجھا۔

حجۃ الاسلام قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی۔دیوبند اُس وقت کے صلحاء واولیاء کا مرکز توجہ بن گیا تھا۔دارالعلوم نے ہزاروں علماء فضلاء پیدا کیے جنہوں نے اکناف عالم میں کتاب وسنت کے انوار کو پھیلایا۔جس سے شرک وبدعت کی ظلمات کافور ہونے لگیں۔ [روئیداد ۱۹۵۵ء]

دارالعلوم دیوبند کی عظمت

دارالعلوم اب اسلامی دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں رہا۔حسب ضرورت ماہنامہ دارالعلوم دیوبند سے ہی چند سطریں درج کی جاتی ہیں جو دارالعلوم کی صحیح عظمت پر کافی روشنی ڈالتی ہیں۔

دیوبند صرف کسی ایک لٹریچر،ایک رسالہ،ایک اخبار ایک ادارہ،ایک مرکز اور اس کی چند شاخوں کا نام نہیں۔بلکہ وہ روح ہے جس نے گذشتہ سو برس میں ایشیاء،یورپ،اور افریقہ کی دور دراز تک بستیوں میں ایک دینی زندگی اسلامی روح۔صالح کردار۔ایک صاف شفاف ذہنیت۔ایک نہ مٹنے والا جذبہ۔شکست نہ کھانے والی ہمت اور آگے بڑھنے والا حوصلہ پیدا کیا ہے۔''

[از دوسالہ روئیداد ۱۹۵۵ء ص ۱۰]

دین کی سلامتی سنت کے بجالانے میں ہے

ارشاد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی۔

''اس ضعف اسلام کے زمانہ میں دین کی سلامتی سنت کے بجالانے میں اور دین کی خرابی بدعت کے حاصل کرنے میں ہے۔ بدعت خواہ کوئی ہو اس کو اس کدال کی طرح جانتا ہوں جو اسلام کی بنیاد کو گراتی ہے۔ اور سنت کو روشن ستارے کی مانند جانتا ہوں جو گمراہی کی تاریک رات میں راہ دکھلاتا ہے۔ علمائے وقت کو اللہ تعالیٰ توفیق دیں کہ وہ بدعت کو اچھا نہ کہیں اور کسی بدعت پر عمل کرنے کا فتویٰ نہ دیں۔ اگرچہ وہ بدعت ان کی نظر میں سفیدیٔ صبح کی طرح روشن دکھائی دے کیونکہ سنت کے علاوہ شیطانی فریب کاریوں کو دوسرے کاموں میں بڑا دخل حاصل ہے......

اس وقت بدعات کی کثرت کی وجہ سے جہان دریائے ظلمت کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ اور اس دریائے ظلمت میں سنت کی قلیل قلیل روشنی تاریک رات میں چمکنے والے جگنوؤں کی طرح محسوس ہوتی ہے۔

اور بدعت کا عمل اس ظلمت کو زیادہ اور نور سنت کو کم کرتا ہے۔ اور سنت پر عمل کرنا اس ظلمت کو کم اور نور کو زیادہ کرتا ہے۔ پس جو چاہتا ہے بدعت کی ظلمت کو بڑھائے اور جو چاہتا ہے سنت کی روشنی کو زیادہ کرے، وہ سنت پر عمل معمول زندگی بنالیں۔ الخ (مکتوبات مجدد دفتر دوم مکتوب ۲۳)

[سالانہ روئیداد ۱۹۵۵ء ص ۷]

علماء و مجددینِ امت

''صحابہ و خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں تو اسلام علم و عمل اور قوت و شوکت کے اعتبار سے سب ادیانِ باطلہ پر غالب تھا۔ اس کے بعد اگرچہ وہ عروج کی حالت باقی نہ رہی تاہم ہر زمانہ میں علمائے حق اور وارثانِ رسول ﷺ، غازیانِ اسلام اور مجاہدینِ امت نے اسلام کی حفاظت کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ سلاطین کے ظلم و عدوان کے خلاف ہر زمانہ میں سرفروش علمائے ربانی صدائے حق بلند کر کے دار و رسن کو قبول کرتے رہے۔

اگر کسی ملحد و زندیق نے امت میں علمی و اعتقادی گمراہی پھیلانے کی کوشش کی تو علمائے حق نے اپنی علمی و عملی قوتوں کو حمایت حق میں صرف کر دیا۔ فقہاء و مجتہدین، مفسرین و محدثین، مبلغین و صوفیائے کرام نے ہر زمانہ میں حسب ضرورت کتاب و سنت کی ہی مختلف صورتوں میں علمی و عملی، اخلاقی و روحانی خدمات انجام دیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ ہوں یا امام شافعی، امام غزالی ہوں یا علامہ رازی مولانا روم ہوں یا جنید بغدادی، قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی ہوں یا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، امام ربانی مجدد الف ثانی ہوں یا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی ہوں یا قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی یہ سب امت کے ان محسنین و مصلحین میں سے ہیں جنہوں نے اپنی علمی و روحانی قوتوں سے محبوب خدا ﷺ کی سنت و شریعت کی حفاظت فرمائی۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

[از روئیداد سالانہ ۱۹۵۵ء ص ۸]

مقام فکر

آیت (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ...... اللہ اُن سے راضی ہوگیا وہ اللہ سے راضی ہوگئے) کی روشنی میں یہ نتیجہ نکالنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ عرب کے ان گمراہ انسانوں کو ظلمتِ کفر و شرک سے نکال کر ایمان وہدایت کی روشنی میں لانے کا جو کامیاب طریقہ حضور ہادی عالم ﷺ نے اختیار فرمایا تھا وہی طریقہ قیامت تک اصلاح امت کے لیے مفید ہوگا۔ اعتقادی و عملی امراض کا جو علاج بھی طریق نبوی کے خلاف ہوگا اس میں بجائے شفاء کے ہلاکت ہوگی۔

رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو پروردگار عالم کی توحید اور عبادت کی طرف دعوت دی اور اس دعوت کا ذریعہ حق تعالیٰ کا مقدس کلام قرآن تھا۔ قرآن نے اپنے اعجازی اثرات سے بڑے بڑے مخالفین کو مطیع کرلیا۔ قرآن ہی وہ نسخہ شفا تھا جس نے صدیوں کے امراض شرک و کفر کا ازالہ کردیا۔ قرآن پاک کا عملی نمونہ رسول خدا ﷺ کی ذات اقدس تھی جس نے اپنے اخلاق کریمانہ، انوار نبوت اور فیوض و برکات سے ہزاروں قلوب و ارواح کو اپنی طرف جذب کرلیا۔ خدائے کائنات کے بعد مومنین اولین، مہاجرین و انصار کے لیے محبوب خدا ﷺ کی ذات ہی محبوب و مطلوب تھی۔ حضور ﷺ کی سنت ہی ان کے لیے رضائے الٰہی کا نشان تھی۔ اور حق یہی ہے کہ حضور ﷺ کی ذات ہی قیامت تک کے اہل ایمان کے لیے حصول جنت اور رضامندی باری تعالیٰ کا ذریعہ ہے۔ اطاعت خدا، اطاعت رسول سے وابستہ ہے۔ من یطع اللہ والرسول فقد اطاع اللہ قرب و معیت، انس و محبت خداوندی وغیرہ مدارج عالیہ بغیر اتباع رسول حاصل نہیں ہوسکے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ (اے میرے پیغمبر فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کریں گے)

پس کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ ہی دین و ایمان کا اصل سرچشمہ ہے۔

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔کا مفہوم وخلاصہ یہی ہے حق تعالیٰ کی توحید کے منافی جو عقیدہ ونظریہ ہوگا وہ سراسر باطل اور آخرت میں عذاب ابدی کا باعث ہوگا۔

اور سنت مصطفوی ﷺ کے خلاف جو بھی عمل ہوگا وہ بدعت وجہالت اور قابل خسران ہوگا۔

ذکر وفکر اور تصوف وسلوک کی وہی منازل مقبول ہیں جو سنت مبارکہ کے خلاف نہ ہوں۔"

[از روئیداد مدرسہ اظہار الاسلام ۱۹۵۵ء ص ۶]

آئینہ وفا

ایک طرف رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی فیض یافتہ جنتی جماعت صحابہ کرام ہے کہ رب العلمین نے قرآن حکیم میں ان سے راضی ہونے اور ان کے لیے جنت تیار رکھنے کا واضح اعلان فرمادیا ہے۔دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو اس جنتی جماعت کے خلاف اپنا مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔ہم نہ مسلم لیگ کے حامی ہیں نہ ایم آر ڈی وغیرہ کے۔ہم سب کو اس آئینہ وفا میں دیکھنا چاہتے ہیں۔سیاسی لیڈر ہوں یا دانشوران قوم۔حزب اقتدار ہو یا حزب اختلاف۔علماء ہوں یا مشائخ۔اپنی زندگیوں کا جائزہ لے لیں کہ آیا وہ صرف اپنی ذات اور پارٹی کا تحفظ کر رہے ہیں۔یا جنتی جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی قرآنی عظمتوں کا تحفظ بھی اُن کی زندگی کے پروگرام میں شامل ہے۔

وما علینا الا البلاغ

❀❀❀❀

معتدل مزاج عالم دین

مولانا قاری ظفر اقبال صاحب ☆

بندہ کو مع چند رفقاء حج کے لیے جانا تھا سفر سے قبل حضرت کی زیارت کا شدید داعیہ تھا۔ ساتھ ہی حضرت کی ناسازی طبع کی مسلسل خبریں مل رہی تھیں۔ اس لیے ہمت نہ ہوتی تھی کہ بغیر پیشگی اجازت کے حاضر ہو کر باعث بار خاطر ہوں۔

محترم مولانا جمیل الرحمن صاحب کو کہہ رکھا تھا کہ اجازت لے کر مطلع فرمائیں لیکن حضرت کی بیماری شدید ہوتی گئی بالاخر حضرت نے اپنی غائبانہ دعاؤں کے ساتھ اجازت سفر فرمائی کہ میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ آپ میرے لئے! ہم نے اول جملہ کو غنیمت جانا باقی کیا ہم اور کیا ہماری دعائیں۔

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد مدرسہ صولتیہ (یادگار مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ) پر اچانک نظر پڑی زیارت کا شوق ہوا۔ دوسرے یا تیسرے دن احقر اپنے رفیق حج محترم جمیل احمد صاحب کے ساتھ مدرسہ حاضر ہوا۔ مولانا مفتی شیر محمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ملتے ہی اس حادثہ فاجعہ کی خبر سنائی صدمہ کی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ جن کے ساتھ عقیدت ہوتی ہے اور آدمی جن کی زندگی کو ضروری جانتا ہو۔ ان کی جدائی سے ایسا ہی صدمہ ہوتا ہے۔ تقریب فہم کے لیے ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ حضرات صحابہ کرامؓ جو حضور ﷺ کی زیارت پر جیتے تھے ان پر وفات رسول ﷺ کی وجہ سے جو حالات آئے وہ کسی صاحب مطالعہ سے مخفی نہیں۔ ہمارے لیے ان نائبین رسول وارثان انبیاء کا وجود ہی نعمت عظمٰی ہے۔ ان کا دنیا سے جانا عقیدت مندوں کے لیے جو قیامت برپا کرے گا۔ وہ بالکل ظاہر ہے اللہ تعالیٰ حضرت سیدی حضرت قاضی صاحب کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے۔ اور ان کے جاری کردہ مشن کو تا دیر ہم خدام کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ تعلیم اسلام، جہلم

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے خاندان کے چشم و چراغ تھے جو علم و زہد کے ساتھ مجاہدت بھی آشنا تھا حضرت کی زندگی میں بھی یہ صفات ہمیشہ جھلکتی تھیں۔ حضرت کے والد ماجد ایک ثقہ عالم اور مناظر تھے اور جرأت ہمت میں اپنی نظیر آپ تھے ان کا لقب شیر پنجاب تھا۔ مرزا قادیانی کے ساتھ مقدمات لڑے اور اسے عدالتوں میں ایسا ذلیل کیا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ان مقدمات کی کاروائی ''تازیانہ عبرت'' کے نام سے مطبوع موجود ہے۔ اس طرح رافضیوں کے خلاف ایک لاجواب کتاب تحریر فرمائی جس کا صحیح جواب آج تک شیعہ سے نہ بن پڑا۔ اس کا نام ''آفتاب ہدایات'' ہے۔

حضرت قاضی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے زور قلم عطاء فرمایا تھا جس مسئلہ پر بھی قلم اٹھایا لاجواب لکھا اور اہل حق کی ترجمانی کا حق ادا فرمایا اور علم و تحقیق کے دریا بہائے۔ بلا مبالغہ کیا جا سکتا ہے کہ رد رفض میں امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو عقائد اہل سنت اور رد شیعہ میں آخری تحقیق جانا جاتا ہے اور آپ کو امام اہل سنت کہا جاتا ہے۔ آپ ان کے صحیح جانشین ثابت ہوئے اور وکالت اہل سنت والجماعت کا حق ادا کر کے امام اہل سنت بنے۔ رد شیعہ پر آپ کا لٹریچر ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ موجودہ دور میں جن مسائل پر گفتگو کی ضرورت تھی آپ نے ان پر ترجمانی کا حق ادا فرمایا۔

فتنہ مودودیت

مودودیت دراصل شیعیت کی ذیلی شاخ ہے۔ جس کے فتنہ ہونے کا ادراک سب سے پہلے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب باصفا نے فرمایا اور ''مودودی دستور و عقائد کی حقیقت'' کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی۔ علاوہ ازیں آپ کے مکتوبات شریفہ میں خاصا مواد اس پر موجود ہے۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''علمائے حق کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب'' نامی ایک رسالہ تحریر فرما کر امت کو اس فتنہ سے بچایا۔ حضرت قاضی صاحب ان دونوں حضرات سے چونکہ روحانی فیض پانے والے تھے اور سلف پر اعتماد کامل رکھتے تھے۔ آپ نے مودودیت کا ایسا تعاقب فرمایا کہ ان کی بنیادوں میں زلزلہ بپا کر دیا۔ مودودی مذہب، کھلی چھٹی، علمی محاسبہ، وغیرہ ایسی تحقیقی کتب تحریر فرمائیں کہ آج تک ان کو اعتماد کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے الاستاذ المودودی میں اسی کتاب پر اعتماد فرمایا ہے۔

خارجیت، یزیدیت

گزشتہ صدی کا ایک فتنہ جو اگرچہ نیا نہیں تھا۔ تاہم جس پیرایہ میں ظاہر ہوا تھا۔ یقیناً نیا تھا۔ وہ خارجیت اور یزیدیت ہے۔ اس کا نیا روپ چونکہ رد روافض تھا اس لیے بہت سے لوگ صحیح العقیدہ بھی ان

کے لیے نرم گوشہ رکھتے تھے اس مسئلہ پر قلم اٹھانا انتہائی مشکل تھا۔ کیونکہ یزیدیت کے علمبرداروں نے اپنی جائے پناہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بنا رکھا تھا۔ جیسا کہ شیعہ محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم کے دعویدار ہیں۔ حالانکہ دونوں کذب بیانی سے کام لیتے ہیں۔ اور اہل بیت پر تسلسل سے حملے کر رہے ہیں۔ اور اس ضمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو نام نہاد خلافت کہنا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرنا ان جرائم میں ملوث ہو رہے تھے۔ اس مسئلہ میں گفتگو کے لیے ایک ثقہ عالم، ذو ترشیحیت کی ضرورت تھی تاکہ مسلک حق کی صحیح ترجمانی ہو اور خلافت راشدہ کے آخری تاجدار کی شان میں بھی کمی نہ ہو اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب الوحی کی شان میں غلو یا بے ادبی نہ ہو۔ چنانچہ یہ قرعہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے نام نکلتا ہے۔ آپ مسلک کے لحاظ سے انتہائی ثابت اور سلف کے مذہب کے معتدل المزاج فی المسلک عالم تھے۔ اس مسئلہ میں بھی ترجمانی کا حق ادا فرمایا اور رہتی دنیا تک اپنی کتب یادگار کے طور پر چھوڑ گئے ہیں۔

حیات انبیاء کرام

ہمارے دور کا عظیم مسئلہ عقیدہ حیاۃ الانبیاء علیہم السلام بھی ہے۔ جس کے تمام اہل سنت صرف قائل ہی نہیں بلکہ پورے شدومد کے ساتھ مثبت بھی ہیں۔ انہوں نے جہاں معتزلہ کے باقی عقائد کا رد کیا وہاں ان کے نظریہ انکار حیات کا بھی بخوبی رد کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے معرض وجود میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے جو خدمات لی ہیں ان کو دیکھ کر علماء نے یہ رائے ظاہر فرمائی کہ دیوبند کی حیثیت ایک مجدد کی ہے اور مجدد کبھی ایک شخصیت ہوتی ہے اور کبھی ایک ادارہ۔ اس نے کوئی شعبہ دین ایسا نہیں چھوڑا جس کی آبیاری نہ کی ہو اور کوئی فتنہ ایسا نہیں ہوا جس نے سر اٹھایا ہو اور انہوں نے اس کی سرکوبی نہ فرمائی ہو۔ اس لیے آج اٹھنے والا ہر فتنہ اگر کسی سے خوف محسوس کرتا ہے تو وہ صرف علمائے دیوبند ہی ہیں۔ بلکہ دور حاضر کے حالات نے تو یہ ثابت کیا ہے کہ عالم کفر اگر کسی کو اپنا حریف جانتا ہے تو وہ صرف علماء دیوبند ہی ہیں۔ حضرت قاضی صاحب بھی دیوبند کے سپوت تھے۔ انہوں نے جہاں باقی فتنوں کا مقابلہ کیا وہاں اس فتنہ کے مقابلہ میں بھی بہترین کارکردگی دکھائی۔ بلکہ بقول ایک بزرگ کے کہ اس وقت مسئلہ حیاۃ الانبیاء کو زندہ رکھنے والے اگر کوئی ہیں تو وہ حضرت قاضی صاحب اور ان کے متوسلین ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت کا مزاج فتنوں کے بارے میں صدیقی مزاج تھا۔ ہر فتنہ کو فتنہ جانا کسی فتنہ کے ساتھ ذاتی و سیاسی مفاد کے لیے کبھی صلح نہ کی۔

اصلاح الناس کا طریق کار

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی بعثت اصلاح عامہ کے لیے فرمائی ہے۔ ان کی محنت کا محور انسان

ہوا کرتے ہیں چیزیں نہیں ہوا کرتیں کہ انسان کو اسفل السافلین سے نکال کر ایسی رفعت و بلندی کا مالک بنایا کہ وہ رشک ملائک بن گیا۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ نبویہ کے مطابق اپنے کام کا آغاز اصلاح الناس سے فرمایا۔ اعتدال کے ساتھ ایسی جہد مسلسل کی کہ اس کے نتیجہ میں رسم و رواج بلکہ شرک و بدعات میں پڑے ہوئے انسان توحید و سنت کے علمبردار بن گئے۔ یا اللہ مدد، ۔ شان رسالت زندہ باد اور خلافت راشدہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے مبارک اعلانات ان کی زبان پر آ گئے۔

دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت کا سب سے بڑا کارنامہ دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں سے لیا اور بہت سی جماعتوں نے یہ کام کیا۔ ہمارا مشن ان کی ناقدری کرنا نہیں ہے لیکن میرا مقصود یہ ہے کہ جس اعتدال سے آپ نے دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کا فریضہ سرانجام دیا ہے وہ یقیناً آپ ہی کا حصہ ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء آپ کی محنت سے لوگوں کے ذہنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دینی مقام بیٹھا اور اس کی اہمیت پیدا ہوئی کہ وہ حضرات قرآن و سنت، دین اسلام کی بنیاد اور نجوم ہدایت ہیں۔ حق و صداقت کی علامات ہیں۔ ان کی اتباع کے بغیر کوئی راہ راست نہیں پا سکتا۔

اس مشن کی اہمیت کے پیش نظر عمر کا کثیر حصہ اسی مقدس مشن میں صرف فرمایا ہے۔ آپ کی کوئی تحریر و تقریر کوئی مجلس اس ذکر خیر سے خالی نہ ہوتی تھی۔ بلکہ اس مشن کو جاری رکھ کر بقول شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ امت پر عائد فرض کفایہ ادا فرمایا ہے۔

اس مشن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ یہاں تک کہ خالق حقیقی سے جا ملے اور بقول مولانا عبدالرحمٰن اشرفی کہ حضرت عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے آخری کلمہ یہ نکلا تھا کہ جس نے دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کیا وہ کامیاب ہوا۔

اتباع سلف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کے کام کی رعنائی اور کمال یہ ہے کہ اپنے تمام مشن میں اتباع سلف کا دامن نہیں چھوڑا۔ سلف کے مسلک کو ہمیشہ حرز جان بنائے رکھا اور اپنے اکابر کے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائی۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر جو اعتماد فرمایا تھا آپ نے آخر دم تک اس کی لاج رکھی اللہ تعالیٰ حضرت کے متوسلین کو آپ کے نقش پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے اور خلد بریں میں اللہ تعالیٰ آپ کو درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین

کچھ یادیں...... کچھ باتیں

✍ مولانا صوفی محمد شریف صاحب☆

حضرت اقدس کے ساتھ رفاقت کی ابتداء ۱۹۵۶ء میں ہوئی۔ جنرل محمد ایوب کے دور میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی رحمہ اللہ، جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے ضلع میانوالی اور بھکر کے دورہ پر تشریف لائے۔ پہلا پروگرام ہرنولی شہر میں ہوا۔ جس میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اور حضرت جہلمی صاحب رحمہ اللہ نے اپنے خطاب میں لوگوں کو جمعیت علمائے اسلام میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ اور مختلف مسائل پر خطاب فرمایا اگلی صبح نواں جنڈانوالہ تشریف لے گئے، جہاں حافظ عباس صاحب کی مسجد میں جلسہ عام ہوا۔ جس میں حضرت قاضی صاحبؒ اور حضرت جہلمی صاحبؒ نے خطاب فرمایا اور لوگوں کو جمعیت میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ رات کا قیام جنڈانوالہ میں ہی فرمایا۔ حضرت قائد اہل سنت نے صبح کو درس قرآن پاک دیا۔ ناشتہ کے بعد دریا خان کے لیے روانگی ہوئی۔ دریا خان شہر میں جامع مسجد گلزار میں جلسہ عام ہوا حضرت مولانا شیخ غلام یٰسین صاحب جو کہ گلزار مسجد کے خطیب تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی قیام گاہ پر تشریف لائے اور عرض کیا۔ حضرت یہاں مسئلہ حیات النبیؐ پر خطاب نہ فرمائیں۔ کیونکہ ہمارے شہر کے اندر اس مسئلہ پر کوئی بحث نہ ہے۔ یہ سن کر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ہمارا کوئی ارادہ مسئلہ حیات النبی ﷺ بیان کرنے کا نہ تھا۔ کیونکہ آپ روک رہے ہیں۔ اس لئے اب ہم مسئلہ حیات النبیؐ ضرور بیان کریں گے۔ قائد اہل سنت حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے مجاہد ملت جہلمی رحمہ اللہ سے فرمایا کہ آپ نے مسئلہ حیات النبی ﷺ پر بیان کرنا ہے۔ جلسہ انتہائی کامیاب ہوا۔ عوام بڑے خوش ہوئے۔ رات کا قیام بھی دریا خاں میں فرمایا۔ رات کو بندہ نے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں بیعت ہونے کی درخواست پیش کی۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کلورکوٹ جو جانا ہے وہاں بیعت ہو جانا اگلے دن دار الہدیٰ بھکر میں پروگرام ہوا۔ بھکر سے کلور

☆ کلورکوٹ، ضلع بھکر

کوٹ تشریف لائے۔ دفتر جمعیت علمائے اسلام میں قیام فرمایا۔ بندہ نے پھر بیعت ہونے کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا آپ حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب سے بیعت ہو جائیں۔ لیکن بندہ اس دورہ میں حضرت سے بہت متاثر تھا۔ میں نے حافظ محمد طیب صاحب کلورکوٹ والوں کو واسطہ بنایا تو انہوں نے بیعت کے لیے حضرت سے میری سفارش فرمائی۔ ہمارے پرزور اصرار پر حضرت نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں بیٹھیں۔ میں مسجد میں آرہا ہوں۔ دفتر کے ساتھ ہی مسجد تھی۔ کچھ دیر کے بعد حضرت مسجد میں تشریف لے آئے۔ میرے ساتھ راؤ معصوم علی اور دیگر اصحاب بھی تھے۔ حضرت نے ہمیں بیعت فرمایا۔ حضرت سے تعلق کی ابتدا اس دور میں ہوئی۔ اس سے پہلے بندہ آزاد خیال کا مالک تھا۔ بیعت ہونے کے بعد دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ حضرت سے تعلق کی ابتداء سے لے کر وفات تک آپ کے ہر حکم پر لبیک کہا۔ ہر دینی اور دنیوی معاملات میں حضرت سے مشورہ کے بعد آپ کے حکم کے مطابق قدم اٹھایا۔

ذیل میں حضرت قائد اہل سنت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رفاقت کے چند اہم واقعات جو میرے ذہن میں محفوظ ہیں۔ بیان کروں گا......

چکوال حاضری

مجھے حافظ محمد طیب صاحب نے مدرسہ نورِ ہدایت کی بنیاد رکھنے کے سلسلہ میں حضرت قاضیؒ کی خدمت میں بھیجا۔ میں مدنی مسجد چکوال میں حاضر ہوا۔ مدنی مسجد اس وقت چھوٹی سی پرانی مسجد تھی۔ یہ ۱۹۵۷ء کی بات ہے۔ مسجد کے ساتھ ہی دو حجرے تھے ایک حجرے میں حضرت کی رہائش تھی۔ اس وقت حضرت کی دوسری شادی نہ ہوئی تھی۔ مسجد میں حافظ غلام اکبر بچوں کو پڑھاتے تھے اور امامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ میں نے حافظ صاحب سے حضرت کے بارے میں دریافت کیا۔ حافظ صاحب نے بتایا کہ حضرت اڈھروال تشریف لے گئے ہیں۔ یہ قصبہ چکوال سے (۳/۴) کلومیٹر دور تلہ گنگ روڈ پر ہے۔ میں حضرت کو ملنے کے لیے اڈھروال پہنچ گیا۔ اڈھروال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ رہتی تھیں، حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی میں نے آنے کا مقصد بیان کیا۔ مجھے یاد ہے۔ حضرت نے اسی وقت گھر سے سویاں پکوا کر کھانے کے لیے عنایت فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا تم چکوال چلو میں وہیں آرہا ہوں۔ حضرتؒ چکوال سائیکل پر تشریف لائے وہاں جناب سے تفصیلی بات ہوئی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ کلورکوٹ میں ایک بڑا مدرسہ رحیمیہ حسینیہ جو ہے۔ تو دوسرے مدرسے کی ضرورت کیسے پیش آ گئی۔ میں

نے عرض کیا کہ کچھ ساتھی مدرسہ رحیمیہ کی انتظامیہ سے ناراض ہو کر دوسرے مدرسے کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ اس پر حضرت نے فرمایا۔ اگر ایسا ہے تو پھر میں نئے مدرسے کی بنیاد رکھنے کے لیے کلورکوٹ نہیں جاؤں گا۔ وہ ساتھی مدرسہ میں پڑھائی شروع کر دیں۔ اگر اخلاص ہوا تو کام چلتا رہے گا۔ مدنی مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت حجرے میں تشریف لے آئے۔ کھانا آ گیا۔ مجھے یہ علم نہیں کہ کھانا حضرت نے کہاں سے منگوایا۔ اس وقت حجرے میں حضرت کے صاحبزادے قاضی ظہور الحسین صاحب بھی موجود تھے۔ ہم نے مل کر کھانا کھایا، کھانے کے ساتھ ایک گلاس میں دودھ اور ایک گلاس میں پانی تھا۔ میں نے کھانے کے دوران پانی پینے کے لیے گلاس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ تو آپ نے فرمایا آپ کے لیے دودھ ہے۔ آپ مہمان ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد میں نے برتن دھونے کی کوشش کی۔ تو حضرت نے منع فرمایا، اور کہا کہ برتن میرا بیٹا ظہور الحسین دھوئے گا، پھر رات کو سونے کے لیے حجرے میں ایک ہی چار پائی تھی۔ جس پر حضرت رات کو آرام فرماتے تھے۔ ایک چار پائی حضرت نے پڑوسی سے منگوائی اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ جب محمد شریف نماز سے فارغ ہو جائے تو ان کو چار پائی پر لٹا دینا اور خود مسجد میں نیچے سو جانا، دوران ملاقات ان واقعات پر مجھے بڑا تعجب ہوا کہ دنیا میں ایسے پیر بھی ہیں۔ جو ایک ادنیٰ مہمان کا اتنا اکرام کرتے ہیں۔

بلند پایہ علمی شخصیت

حضرت قائد اہلِ سنت رحمہ اللہ کے بارے میں بندہ کو شروع شروع میں ایک شبہ رہا۔ کہ ہمارے حضرت بلند پایہ کے متقی، پرہیزگار اور ولی ہیں۔ لیکن کوئی بڑی علمی شخصیت نہیں ہیں۔ کیونکہ بندہ نے علمائے کرام کی شعلہ بیان تقاریر سن رکھی تھیں اور ہمارے حضرت کے بیان سادہ سادہ ہوتے تھے۔ حضرت قاضی صاحبؒ ایک مرتبہ مدرسہ نور ہدایت کلورکوٹ کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے۔ تو دن میں حضرت کا ظہر کے بعد بیان ہوا۔ اس جلسہ میں بڑی بڑی شخصیات مولانا لعل حسین اختر، مولانا سید گل بادشاہ صاحب، صوبہ سرحد اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری وغیرہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ بندہ نے درس قرآن پاک کے لئے مولانا لعل حسین اختر کو عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ہوتے ہوئے ہم کیا درس دیں۔ اس طرح فرداً فرداً تمام شخصیات کو درس کے لیے کہا گیا۔ لیکن سب کا موقف تھا۔ کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت قاضی مظہر حسینؒ کے ہوتے

ہوئے ہم درس دینے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ حضرت نے صبح کو ایسا مشکل اور دقیق درس دیا کہ علمائے کرام کی سمجھ میں تو آیا۔ مگر عوام کچھ نہ سمجھ سکے۔ درس کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب حموکوی صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ آج تو فرشتے بھی حیران اور ششدر ہوں گے کہ کس شخصیت نے درس قرآن پاک دیا ہے۔ اور فرمایا میں اور حضرت قاضی صاحب مدظلہ دیوبند میں اکٹھے پڑھتے رہے ہیں۔ لیکن حضرت اس وقت تصوف کے آخری درجے پر فائز ہیں۔ مولانا حموکوی صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ نے لوگوں سے اپیل کی۔ کہ جو لوگ کسی بزرگ سے بیعت نہیں ہیں۔ حضرت قاضی صاحبؒ سے بیعت ہو جائیں۔ یہ آپ کے لیے سنہری موقع ہے۔ حضرت قائد اہل سنت ؒ کے درس کے بعد مجھے دل ہی دل میں بہت شرمندگی ہوئی۔ اس کے بعد میرا شبہ جاتا رہا۔ اور حضرت کے علمی مقام کا اندازہ ہوا۔ مجمع میں موجود اکثر لوگوں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت کی وعدہ وفائی

ایک دفعہ بندہ نے کلورکوٹ کے لئے حضرت کو دعوت دی۔ حضرت نے تاریخ عنایت فرمادی۔ مقررہ تاریخ پر چکوال سے میانوالی تشریف لائے اور میانوالی سے بذریعہ ٹرین کلورکوٹ تشریف لائے۔ ہم کلورکوٹ اسٹیشن پر حضرت کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ جب حضرت اسٹیشن پر اترے تو حضرت کو شدید بخار تھا۔ ہم تانگے پر حضرت کو شہر لے کر آئے۔ اور ہم نے عرض کیا حضرت آپ کو سخت تکلیف تھی۔ آپ تشریف نہ لاتے۔ جواباً حضرت نے فرمایا مجھے کل ہی بخار ہوا ہے میں آپ کو اطلاع نہیں دے سکتا تھا۔ (اس وقت ٹیلی فون کی سہولت عام نہ تھی) اس لئے میں نے سوچا کہ وعدہ خلافی نہ ہو تو چلا آیا۔ حکیم محمد ادریس کے مکان پر قیام رہا۔ اور حکیم صاحب کا حضرت سے گہرا تعلق ہے۔ حکیم صاحب نے علاج فرمایا تو بخار کی شدت کم ہوگئی۔ رات کو حضرت نے خطاب فرمایا اور صبح کو درس قرآن پاک دے کر چکوال تشریف لے گئے۔ یہ تھی حضرت کی وعدہ وفائی۔

جود وسخا کے مالک

حضرت قائد اہل سنت ؒ کی ایک مرتبہ جامع رشیدیہ بھکر کے سالانہ جلسہ پر تشریف آوری تھی۔ آپ چکوال سے میانوالی تشریف لائے اور میانوالی سے بذریعہ ٹرین بھکر تشریف لائے۔ درمیان میں کلورکوٹ کا ریلوے اسٹیشن آتا تھا۔ ہم حضرت کی آمد کی اطلاع سن کر صبح کا ناشتہ چائے وغیرہ لے کر اسٹیشن

پر پہنچے۔ جب گاڑی اسٹیشن پر رکی۔ تو ہم نے حضرت کو ناشتہ وغیرہ کرایا۔ حضرت نے فرمایا کہ محمد شریف ۳۰۰/- روپے قرض چاہییں۔ میں نے ہتھیار خریدنا ہے اس لئے مجھے تین سو روپے بطور قرضہ درکار ہیں۔ میں نے عرض کی حضرت مل جائیں گے۔ میں نے اپنے ایک جماعتی ساتھی جناب طاہر منصور صاحب سے ۳۰۰/- روپے لے کر واپسی پر حضرت کو دیے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت نے یہ رقم واپس کر دی۔ ایک وہ وقت تھا کہ حضرت کی تنگ دستی کا یہ عالم تھا کہ ہتھیار خریدنے کے لیے رقم نہ تھی۔ پھر ہم نے حضرت کا وہ وقت بھی دیکھا کہ آپ نے ہزاروں بیواؤں، غریبوں، مسکینوں، یتیموں کی کفالت کی۔ جس کے چند نمونے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں......

حضرت مولانا خدایار صاحب ضلع بھکر، تحریک خدام اہل سنت کے مرکزی مبلغ تھے۔ سخت بیمار ہو گئے۔ اس بیماری میں چند روز بعد دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انتقال کے وقت ان کی عمر تقریباً ۴۰ سال تھی۔ ورثاء میں ۴/۵ بچے اور ایک بیوہ چھوڑی۔ مولانا کے انتقال کے بعد حضرت ان کے گھر تشریف لائے۔ یہ تقریباً ۱۹۸۵ء کی بات ہے۔ حضرت نے مولانا خدایار کی قبر پر حاضری دی۔ اور لواحقین سے تعزیت فرمائی۔ مجھ سے پوچھا کہ متوفی کے گھر کے حالات کیسے ہیں۔ میں نے عرض کی حضرت ان کے دو بھائی پٹواری ہیں تو یہ ان شاء اللہ بچوں کو سنبھال لیں گے۔ کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ کوئی کسی کا بھائی نہیں ہے مشکل حالات میں۔ حضرت نے فرمایا مولانا کے بچوں کا خرچہ ہم بھیجیں گے ان شاء اللہ۔ اس موقع پر بھی حضرت نے کچھ رقم مولانا خدایار کی بیوہ کو دی۔ اس کے بعد مسلسل ۱۵ سال مولانا خدایار کے بچوں کا خرچہ میری معرفت پہنچاتے رہے۔

اسی طرح ہماری جماعت کے مرکزی نعت خواں اور شاعر جناب صوفی عبدالمجید خدامی صاحب بیمار ہوئے۔ جو تقریباً ایک سال بیمار رہے۔ حضرت نے ان کی بیماری پر وقفہ وقفہ سے تقریباً مجموعی طور پر ۳۵ ہزار روپے میری معرفت خدامی صاحب کو پہنچائے۔

اسی طرح مولانا عبدالحمید صاحب فاروقی جن کا انتقال غالباً ۱۹۹۵ء میں ہوا۔ ان کے جنازے پر حضرت تشریف لائے۔ آپ کے حکم سے مولانا عبداللطیف صاحب جہلمیؒ نے جنازہ پڑھایا۔ اور حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی موجودگی میں فاروقی صاحب کو دفن کیا۔ آپ آخر تک قبر پر تشریف فرما رہے۔ اور اپنے ہاتھوں سے قبر پر مٹی ڈالی۔ کیونکہ فاروقی صاحب سے حضرت کا بڑا پیار تھا۔ فاروقی صاحب کی پرورش اور تربیت حضرت نے خود فرمائی۔ وہ ایک مخلص جماعتی عالم تھے۔ انہوں نے جماعت

کی نشر و اشاعت میں بہت کام کیا۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ حضرت نے فاروقی صاحبؒ کے بچوں کے لیے ماہانہ -/۵۰۰ روپے وظیفہ مقرر کیا۔ جو الحمد اللہ حضرت کی وفات کے بعد بھی جاری ہے۔ اس طرح خدا جانے کتنے غریب گھرانے ہوں گے۔ جن کے حضرت نے وظیفے جاری کیے ہوئے تھے۔ اور یہ وظائف حضرت کی وفات کے بعد بھی جاری وساری ہیں۔

خلاف شریعت کام پر برہمی

ڈیرہ اسماعیل خان میں آئین شریعت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ علاقہ غیر سے قبائلی سردار قافلوں کی شکل میں ڈھولوں کے ساتھ آئے۔ جلسہ گاہ میں آ کر خٹک ڈانس بھی کرتے رہے۔ کانفرنس کی کاروائی شروع ہوئی۔ کانفرنس میں جمیعت علمائے اسلام کے تمام قائدین موجود تھے۔ حضرت قاضیؒ صاحب بھی شریک ہوئے۔ حضرت کی قیام گاہ جلسہ کے مقام سے کافی دور تھی۔ جب حضرت کو یہ بتایا گیا کہ قبائلی سردار ڈھولوں کی تاپ کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور جلسہ گاہ میں خٹک ڈانس بھی کیا۔ اور اخباری نمائندے مقررین کے فوٹو لیتے رہے۔ تو اس پر حضرت نے بہت افسوس اور دکھ کا اظہار کیا۔ کانفرنس سے آخری خطاب حضرت قاضیؒ صاحب کا ہوا۔ خطاب کے لیے حضرت جب اسٹیج پر پہنچے تو اخباری نمائندے فوٹو لینے کے لیے آگے بڑھے تو حضرت قاضیؒ صاحب نے اپنے چہرہ مبارک پر پردہ ڈال لیا۔ اور سٹیج سیکرٹری کو بلایا۔ اور فرمایا ان اخباری نمائندوں کو کہہ دو کہ میری فوٹو لینے کی کوشش نہ کریں۔ سٹیج سیکرٹری نے لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا۔ کہ پنجاب سے آئے ہوئے ہمارے بزرگ حضرت قاضی مظہر حسین، خلیفہ حضرت مدنیؒ کی کوئی اخباری نمائندہ فوٹو لینے کی کوشش نہ کرے۔ یہ حضرت کا حکم ہے۔ حضرت سپیکر پر تشریف لائے اور خطاب شروع فرمایا۔ سب سے پہلے علمائے کرام کو تنبیہ فرمائی۔ اور فرمایا یہی آئین شریعت لاؤ گے ملک میں کہ ڈھول بج رہا ہے۔ جلسہ گاہ میں خٹک ڈانس ہو رہا ہے اور اخباری نمائندے علمائے کرام کے فوٹو لے رہے ہیں یہی آئین شریعت کے نمونے ہیں۔ خدا کے بندو! اتنی بھی بات نہیں کہہ سکتے۔ کہ فوٹو شریعت میں حرام ہے۔ کہ ہماری فوٹو نہ لیں، اس کے باوجود اگر کوئی فوٹو لیتا ہے تو یہ ان کا جرم ہے آپ تو بری الذمہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے آئین شریعت کے حوالے سے تفصیلی خطاب فرمایا۔

احتیاط کا عالم

قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے مدنی مسجد کو وسیع کرنے کے لیے جنوبی مکان کا سودا کیا اور بیانہ بھی ان کو دے دیا۔ اتفاق سے مالک مکان فوت ہو گیا۔ اس کے بچے نابالغ اور یتیم تھے۔ حضرت نے وہ مکان واپس کر دیا۔ جبکہ متوفی کے وارثان نے کہا کہ ہم اس پر خوش ہیں کہ مسجد کو وسیع کریں۔ اور یہ مکان لے لیں۔ لیکن حضرت نے فرمایا کہ ہم اس مکان کو شرعاً نہیں لے سکتے۔ کیونکہ متوفی کے بچے نابالغ ہیں، یہ تھا حضرت کی احتیاط کا عالم، حضرت نے فرمایا کہ ہم اس چھوٹی مسجد میں گزارہ کر لیں گے۔ لیکن نابالغ یتیم کا مکان اس میں شامل نہیں کر سکتے۔

تبلیغی کاوشیں

ایک مرتبہ قائدِ اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ پٹی والا کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے۔ بھول کر روڑی پلی پر اتر گئے۔ جبکہ آگے نارووالی پلی پر اترنا تھا۔ روڑی پلی پر ایک بیلدار سے ملاقات ہوئی۔ اتفاق سے وہ بیلدار حضرت کا مرید تھا۔ وہ بہت خوش ہوا کہ اللہ نے حضرت کی ملاقات و زیارت جنگل بیابان میں کرا دی۔ حضرت نے اس سے کہا میں نے پٹی والا جانا ہے۔ تو بیلدار نے کہا حضرت پٹی والا کے لیے اگلی پلی پر اترنا تھا۔ جو یہاں سے تقریباً ۴/۳ میل ہے۔ بیلدار نے حضرت سے دریافت کیا کہ آپ سائیکل چلا لیتے ہیں؟ حضرت نے اثبات میں جواب دیا بیلدار نے حضرت کو اپنی سائیکل دے دی۔ چنانچہ حضرت نے سائیکل پر سوار ہو کر ۴/۳ میل تنہا سفر کیا۔ اور اگلی پلی پر آ گئے۔ ہم وہاں حضرت کے انتظار میں کھڑے تھے۔ وہاں سے ہم حضرت کو اونٹ پر سوار کر کے پٹی والا لے گئے اسی طرح حضرت نے دینی تبلیغ کے لیے بڑے بڑے طویل سفر طے کئے۔ ۱۵/۱۵، ۱۶/۱۶ میل چل کر حضرت نے دیہاتوں میں دین کا پیغام پہنچایا۔

بے نفسی کی انتہا

ایک دفعہ ہم نے سالانہ سنی کانفرنس میں حضرت کو کلور کوٹ دعوت دی۔ جو تحریک خدام اہلِ سنت کے زیر اہتمام تھی۔ جب سنی کانفرنس کے اشتہار شائع کیے گئے۔ اشتہار میں حضرت کے نام کے ساتھ امام اہلِ سنت لکھ دیا گیا۔ جب ہم نے اشتہار چکوال بھیجا تو حضرت نے امام اہل سنت پر روشنائی پھیر کو چکوال میں اشتہار لگوائے۔ اور مجھے خط لکھا کہ آپ کو کس نے کہا میرے نام کے ساتھ امام اہل سنت لکھیں؟

میرے نزدیک تو امام اہل سنت ایک ہی ہیں۔ مولانا عبدالشکور لکھنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (افسوس یہ ہے کہ میرے نام حضرت کے جو خطوط تھے وہ مولانا محمد یعقوب ہرنولی والے مطالعہ کے لیے لے گئے۔ ان میں یہ خط بھی شامل تھا عرصہ دراز ہو گیا انہوں نے مجھے وہ خطوط واپس نہیں کیے، حال ہی میں مولانا محمد یعقوب صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے امین) چنانچہ حضرت سنی کانفرنس میں تشریف لائے۔ مجھ سے پھر دریافت فرمایا کہ میرے نام کے ساتھ آپ نے امام اہل سنت کیوں لکھا؟ میں نے عرض کی کسی اشتہار پر لکھا ہوا دیکھا تھا اس لئے میں نے بھی لکھ دیا۔ آئندہ ایسا نہ ہو گا۔ حضرت اپنی تعریف میں کسی کو ایک لفظ بھی نہیں کہنے دیتے تھے۔ یہ مبالغہ آرائی نہیں۔ بلکہ بہت سے واقعات اس پر گواہ ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۹۷ء میں جنڈانوالہ ضلع بھکر تشریف لائے۔ یہ حضرت کی ہمارے علاقے میں آخری تشریف آوری ثابت ہوئی۔ پھر بوجہ علالت تشریف نہ لا سکے۔ جلسہ گاہ سے کچھ فاصلے پر حضرت کی قیام گاہ تھی۔ مسجد میں عبدالمجید خدامی نے حضرت کی شان میں نظم شروع کی۔ ابھی پہلا مصرع ہی پڑھا تھا۔ کہ حضرت تک آواز پہنچ گئی۔ حضرت نے اسی وقت مولانا فرزند علی صاحب کو بھیجا کہ اسے منع کرو میرے متعلق نظم نہ پڑھے بلکہ خلفائے راشدین کی شان میں نظم پڑھے۔ چنانچہ مولانا فرزند علی صاحب نے آ کر خدامی صاحب کو منع کر دیا۔ اور فرمایا کہ حضرت نے حکم دیا ہے کہ خلفائے راشدین کی شان میں نظم پڑھی جائے۔ خدامی کی نظم کے بعد حضرت نے شان صحابہ پر خطاب فرمایا۔ اور اپنے وعظ میں بھی فرمایا کہ آپ میری تعریف میں کچھ نہ کہا کریں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر نظمیں پڑھا کریں۔

اہل حکومت کو تنبیہ

جنرل ضیاء الحق نے ملک میں ایک مجلس شوریٰ بنائی۔ چنانچہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب شہیدؒ کی قیادت میں ایک وفد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شوریٰ میں شامل ہونے کی درخواست کی۔ لیکن حضرت نے شوریٰ میں شامل ہونے سے معذرت کر لی اور فرمایا کہ اگر میں شوریٰ میں شامل ہوا تو میرے بہت سے دینی کام رہ جائیں گے۔ میرا جنرل صاحب کو سلام کہہ دیں۔ اور شکریہ ادا کر دیں۔ ایک وقت وہ آیا کہ ظفر اللہ خان قادیانی کا انتقال ہوا۔ اس پر جنرل ضیاء الحق کا اخبارات میں بیان آیا۔ کہ "اللہ ظفر اللہ خان کی مغفرت کرے" اس پر حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے شدید احتجاج کیا۔ اور مدنی جامع مسجد چکوال میں جمعہ

کے موقع پر ایک قرار دادِ مذمت منظور کرائی۔ جس کی اشاعت پورے ملک میں کی گئی۔ قرارداد کا متن یہ تھا ''جنرل ضیاء الحق صاحب نے ظفر اللہ خان قادیانی کے بارے میں مغفرت کے الفاظ کہہ کر ایک عظیم جرم کیا ہے کسی کافر کے بارے میں مغفرت کی دعا کرنا شرعاً منع ہے۔ جنرل صاحب اس پر توبہ استغفار کریں۔ اور پوری قوم سے معافی مانگیں''۔

حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت

ایک مرتبہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا جہلمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ڈیرہ اسماعیل خان کے دورہ پر تشریف لائے، بندہ بھی ہمراہ تھا۔ ڈیرہ اسماعیل خان شہر میں ایک پروگرام ہوا۔ اس وقت حضرت جمعیت سے الگ ہو چکے تھے۔ ڈیرہ کے علماء نے ملاقات کی۔ اور علماء کے اتحاد کی بات کی۔ تو جواب میں مولانا جہلمیؒ نے فرمایا کہ ہم نے تو ان کو (حضرت قاضیؒ صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) بڑا مان لیا ہے۔ جس کا جی چاہے ہمارے ساتھ آئے۔ اس کے بعد ڈیرہ کے مضافات میں کئی مقامات پر تشریف لے گئے۔ آخری پروگرام موسیٰ زئی شریف میں ہوا۔

ذاتی مراعات قبول نہ کیں

قائد اہل سنت حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کراچی سے تشریف لائے۔ حضرت سے ملاقات کی، اور عرض کی کہ حضرت میں آپ کے لیے انگلینڈ سے گاڑی لے کر آیا ہوں۔ قبول فرمالیں۔ لیکن حضرت نے فرمایا بھائی مجھے تو گاڑی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس جماعت کی ویگن موجود ہے جہاں ضرورت پڑتی ہے ہم اس پر سفر کر لیتے ہیں۔ آپ اس گاڑی کو اپنی ضرورت میں استعمال کر لیں۔ اس ساتھی نے کافی اصرار کیا۔ لیکن حضرت نہ مانے۔ وہ ساتھی مجبور ہو کر چلا گیا۔ اس ساتھی نے گاڑی کو فروخت کر کے رقم حضرت کو بھیج دی۔ اور لکھا کہ حضرت میں گاڑی آپ کے لیے لایا تھا۔ رقم ارسالِ خدمت ہے، آپ کو اختیار ہے۔ آپ یہ رقم جہاں چاہیں خرچ کریں۔

حضرت قاضی صاحب کے پاس ایک مرتبہ کچھ ساتھی آئے، بندہ بھی مجلس میں موجود تھا، انہوں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے لیے ایک اچھا سا مکان بنوا دیتے ہیں اس تنگ جگہ میں (حضرت مدرسہ تعلیم النساء ہی میں رہائش پذیر تھے۔ اور آخر دم تک اسی مدرسہ کے حجرے میں قیام فرمایا) آپ کی صحت خراب ہو گئی ہے آپ کو ایک کھلا مکان تعمیر کرا دیتے ہیں، حضرت نے انکار فرمادیا

اور فرمایا کہ میں تو یہاں عارضی طور پر رہائش پذیر ہوں میرا اپنا مکان گاؤں میں موجود ہے۔ اس لیے مجھے مکان کی ضرورت نہیں ہے۔

دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس

دارالعلوم دیوبند میں صد سالہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں پاکستان کے ان علماء کو دعوت دی گئی جو دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر آئے تھے۔ اس صد سالہ اجلاس میں قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعوت دی گئی۔ جانشین شیخ مدنیؒ حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی مدظلہٗ کے اصرار پر آپ دیوبند اس صد سالہ اجلاس میں شریک ہوئے حضرت کا تعارف مودودی صاحب کے نام جو کھلی چھٹی لکھی گئی۔ اس حوالے سے کرایا گیا کہ پاکستان سے کھلی چھٹی کے مصنف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب تشریف لائے ہیں اس اجلاس کے موقع پر آپ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے مزارات پر حاضر ہوئے۔

حضرت کی فراست

قصبہ بہاری تحصیل کلور کوٹ میں شیعہ اور اہل سنت کے درمیان ایک مناظرہ طے ہوا۔ فریقین کے درمیان مناظرے کی شرائط بھی طے ہو گئیں۔ لیکن شرائط میں اہل تشیع مار کھا گئے۔ اہل تشیع کی طرف سے مناظرے کی منسوخی کا اعلان ہو گیا کیونکہ مناظرے کی تاریخ طے ہو چکی تھی۔ اہل سنت کی طرف سے مناظر مولانا عبدالستار صاحب تونسوی تھے اور اہل تشیع کی طرف سے مولوی اسماعیل مناظر تھا۔ جب تونسوی صاحب نے سنا کہ مناظرہ منسوخ ہو گیا ہے انہوں نے اپنا پروگرام ملتوی کر دیا اور مطمئن ہو گئے تو حضرت قاضی صاحب نے تونسوی صاحب کو تحریر کیا کہ مناظرہ ہو یا نہ ہو آپ نے مقررہ تاریخ پر ضرور پہنچنا ہے لہٰذا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی مقررہ تاریخ پر کلور کوٹ تشریف لائے۔ تو ہم تونسوی صاحب کو جمعیت علمائے اسلام کی جیپ میں قصبہ بہاری لے گئے۔ اس مناظرے میں خان محمد صاحب کمتر جو تنظیم کے مایہ ناز شاعر تھے، نے بھی آنا تھا۔ ہم ان کو لینے کے لیے علی خیل اڈے پر آئے۔ تو مولوی اسماعیل شیعہ مناظر اڈے پر بیٹھے تھے۔ وہ ہماری جیپ کے قریب آئے اور مجھ سے دریافت کیا کہ مجھے بہاری لے چلو گے؟ میں نے کہا آپ کو لے جائیں گے۔ بس وہ ہمارے ساتھ سوار ہوئے ان کو بہاری لے گئے جونہی ہم بہاری پہنچے تو اہل سنت عوام اور علماء حیران رہ گئے۔ کہ انہوں نے یعنی اہل تشیع نے تو مناظرہ منسوخ کر دیا تھا۔ اس وقت قائد اہل سنت سنی عوام کو یاد آئے کہ اگر قاضی صاحب کی یہ فراست نہ

ہوتی تو آج ہم ذلت و رسوائی کا منہ دیکھتے، کیونکہ حضرت کے حکم کے مطابق ہمارے مناظر حضرت علامہ عبدالستار صاحب پہنچے ہوئے تھے، مناظرہ تو نہ ہو سکا کیونکہ اہل تشیع شرائط میں پھنسے ہوئے تھے۔ اہل تشیع اصرار کرتے رہے کہ نئے سرے سے شرائط طے کی جائیں لیکن تونسوی صاحب نے فرمایا کہ شرائط پہلے طے ہو چکی ہیں انہی شرائط پہ مناظرہ ہوگا۔ اہل تشیع میدان میں نہ آئے۔ ہمارا بہاری میں ایک تاریخی جلسہ ہوا۔ جس سے حضرت مولانا تونسوی صاحب نے خطاب فرمایا اور دورانِ تقریر فرمانے لگے کہ مولوی اسماعیل کو تو ہمارے صوفی محمد شریف صاحب خود اپنی جیب میں لے کر آئے ہیں تا کہ مناظرہ ہو جائے۔ اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے اور لوگوں کو حق اور باطل میں فرق نظر آ جائے۔ لیکن آج شیعہ مناظر میرے مقابلے میں نہیں آ رہا اور میدان چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی صاحب کی فراست کی وجہ سے اہل سنت کے ایمان بچ گئے اور شیعہ کو رسوائی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

خلاصہ کلام

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے ان حالات و واقعات سے حضرت کی شخصیت نکھر کر سامنے آتی ہے یہ تو بندہ نے اپنے حوالے سے بیان کیے ہیں۔ خدا جانے ایسے مزید کتنے واقعات ہوں گے؟ ہمارے حضرت بہت سی صفات اور خصوصیات سے متصف تھے۔ حضرت بلند پایہ خطیب بھی تھے۔ نامور مصنف اور ادیب بھی تھے اور شاعر بھی تھے۔ جود و سخا کے مالک، اخلاق کے پیکر، شجاع و بہادر، عابد و زاہد، راہِ حق کے راہی، سلف کا نمونہ، غرض تمام صفات سے متصف تھے۔

حضرت کا اپنا ایک مزاج تھا آپ باطل فرقوں کے خلاف کسی بھی قیمت پر اتحاد کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ حضرت جب تک جمعیت سے وابستہ رہے باطل فرقوں کا تعاقب فرماتے رہے۔ پھر خدام اہل سنت کے اسٹیج سے باطل فرقوں کی تردید فرماتے رہے۔ آپ کسی مصلحت وحونس کو خاطر میں نہ لائے۔ چاہے اپنوں کو بھی ناراض کرنا پڑا مگر مسلک دیوبند اور مذہب حق اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات کا ہمیشہ تحفظ کیا۔ اور اپنے مذہب حق پہ سب کچھ قربان کر دیا ہمارے حضرت مجددانہ کردار کے حامل تھے۔
اب ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت ہمیں جو مشن دے گئے ہیں ہم اس پر صدق دل کے ساتھ کاربند رہنے کا عہد کریں اور حضرت کی روح سے وعدہ کریں کہ ہمیشہ تا دم آخر آپ کے مشن کی پیروی کریں گے۔ اور اپنے مسلک عقیدے پر کوئی آنچ نہ آنے دیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت کی مغفرت فرمائے، ان کو انبیاء خلفائے راشدین اور سلف صالحین کی معیت نصیب فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین

قلندرانہ صفات

مولانا حافظ محمد شفیق صاحب ☆

قائد اہل سنت، پیر طریقت، واقف اسرار و رموز شریعت، رئیس الاتقیاء محافظ مسلک علمائے دیوبند، متکلم اسلام ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ شیخ المشائخ امام اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو اعلیٰ مقام و مرتبہ دیا ہے وہ مجھ جیسے کوتاہ کی سمجھ سے بہت بالا ہے اور اس کا تحریر میں احاطہ کرنا مشکل ہے۔

آپ کی سب سے اہم صفت تقویٰ تھی جس کی نظیر ملنا مشکل ہے جس کی ایک مثال یہ ہے کہ پانی جیسی چیز بھی آپ مدرسہ سے نہیں استعمال کرتے تھے بلکہ اپنے ذاتی مصرف کے لئے پانی الگ دوسری جگہ سے آتا تھا پانی جیسی چیز میں یہ احتیاط تھی تو دوسری چیزوں کے متعلق خود ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے آپ کتنی احتیاط کے مالک تھے اور اس وصف میں آپ کتنے ممتاز تھے۔

دوسری بڑی صفت آپ کی مسلکی استقامت ہے جس کی مثال شاید مشکل سے ملے یہ بھی آپ کی مدنی فیض کی وجہ سے بہت بڑی خصوصیت تھی ہر فتنہ کے خلاف چاہے خارجی ہو یا داخلی آپ نے اتنا کام کیا ہے کہ بہت سارے مل کر بھی اتنا نہیں کر سکتے خصوصاً مرزائیت اور رافضیت کے علاوہ خارجیت، یزیدیت، مودودیت کے رد میں وہ کام کیا جو بڑے بڑے جبال العلم سے بھی نہیں ہو سکا۔ کئی علماء یزیدیت کے فتنہ سے متاثر ہو گئے۔ حضرت اقدس کی تحریر و بیان سے اور متنبہ کرنے سے بچ گئے۔ جیسے شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ مودودیت سے متنبہ کیا اور کئی علماء بچے اس طرح شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت قائد اہل سنت نے فتنہ خارجیت و یزیدیت سے متنبہ کیا تو کئی علماء نے اس فتنہ کو سمجھا اور اس سے محفوظ ہوئے۔ بہت سے علماء نے آپ کے

☆ مدرس جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

موقف کی تائید کی جس سے آپ کے موقف کی حقانیت معلوم ہوتی ہے اس سلسلہ میں فتنہ خارجیت حصہ اول و دوم اور کشف خارجیت اور دفاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ یہ استقامت علی المسلک آپ کی ایسی خوبی ہے جس میں آپ ممتاز ہیں کئی مواقع آئے لیکن آپ نے کسی موقع پر لغزش نہیں کھائی۔

آپ آخر تک حضرات اکابرین دیو بند کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہے اور اسے سمجھاتے رہے۔ یہی استقامت علی المسلک کے خصوصی وصف بلکہ ممتاز وصف کی بدولت علماء دیو بند کا اصلی مسلک محفوظ اور افراط تفریط سے پاک رہا۔ (الحمد للہ)

تیسرا آپ کا بڑا وصف اور آپ کی خوبی جامع ہونا ہے یہ صفت بھی آپ میں اعلیٰ اور کمال درجہ میں موجود تھی۔ الحمد للہ آپ بیک وقت بہت سارے کاموں میں مصروف تھے۔ تدریس، تحقیق، تصنیف، اہتمام، خطابت، قیادت، سرپرستی، وغیرہ ذالک۔ بلا شبہ آپ مجاہدانہ، متکلمانہ، محدثانہ، مناظرانہ، مبلغانہ، مجددانہ، قلندرانہ اور مربیانہ صفات کے حامل تھے۔ اولئک آبائی فجئنی بمثلھم

تجدیدی شان تو آپ کی ظاہر ہے ہر فتنہ کا تعاقب آپ نے کیا ہر فتنہ پر آپ کی نظر تھی دیو بندیت میں خارجیت، یزیدیت اور مودودیت جیسے فتنہ داخل ہو رہے تھے آپ نے ان فتنوں کا بھرپور تعاقب کر کے دیو بندیت کو صاف شفاف رکھا جو بات حق ہوتی وہ آپ کو بلا خوف لومۃ لائم بیان فرماتے جس کی وجہ سے آپ کو کئی دفعہ جیل میں جانا پڑا گویا اس میں آپ نے حضرت شیخ الہند اور حضرت مدنی کی سنت کو زندہ رکھا۔

اللہ نے آپ کو قلندرانہ صفات سے بھی نوازا تھا اگرچہ حضرت نے اس چیز کا اظہار نہیں فرمایا چونکہ آپ میں تواضع جیسی صفت بھی اعلیٰ درجہ میں موجود تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ چیز آپ کو حاصل تھی اور یہ چیز آپ کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے فیض سے حاصل ہوئی۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے حضرت حکیم الامت کے ہاں جانے کے متعلق خود ارشاد فرمایا ... ایک دفعہ ہم چند ساتھی حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی زیارت کے لئے دیو بند سے تھانہ بھون گئے جمعہ کے روز حضرت حکیم الامت نے قلندر کے موضوع پر ارشادات فرمائے تھے..... حضرت فرماتے ہیں کہ وہ میں نے قلم بند بھی کر لئے تھے اللہ تعالیٰ نے اسی مجلس کی برکت سے یہ شان آپ کو عطا فرمادی جیسے حضرت اقدس حضرت مدنی رحمہ اللہ کا نام عقیدت سے لیتے تھے اسی طرح حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا بھی محبت سے ذکر فرماتے بلکہ پہلے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کا اسم گرامی لیتے تھے یہ طریقہ آپ کا تقریباً ہمیشہ رہا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے

آپ کوان سب خوبیوں سے نوازا ہے جوآپ کے اکابر میں موجود تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھر پور کرامات سے بھی نوازا تھا اگر چہ ولی کامل کے لئے کرامتوں کا صدور ہونا ضروری نہیں۔ ان میں حضرت اقدس اخفاء فرماتے تھے کسی دوسرے سے بیان نہیں کر کرتے تھے اس لیے عام لوگوں میں حضرت اقدس کی کرامات کا علم کم ہوگا ویسے تو حضرت کی ساری زندگی کرامات سے بھر پور ہے۔ یہاں احقر ایک واقعہ بطور اشارہ کے ذکر کر دیتا ہے۔

حضرت اقدس مخدوم پور ضلع ملتان حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب کے ہاں جلسہ میں تشریف لے جا رہے تھے خوشاب سے آگے گاڑی جنگل میں خراب ہوگئی۔ سڑک بھی عام شاہراہ نہیں تھی ایک دن رات وہیں گزری دوسرے دن صوفی محمد رفیق آف ہرنولی فرماتے ہیں کہ میں ٹرک لے کر اس راستہ پر چلا گیا۔ پہلے کبھی نہیں گیا مقصود راستہ دیکھنا تھا آگے دیکھتا ہوں کہ حضرت اقدس اور حضرت جہلمی رحمہ اللہ موجود ہیں۔ صوفی صاحب ان کو وہاں سے لے مخدوم پور لے گئے شائد آخری اجلاس میں پہنچے۔ صوفی صاحب کہتے ہیں میرا اس دن جانا اتفاقی تھا۔ یہ حضرت اقدس کی کرامت سے ہی ہوا۔

حضرت اقدس کا زیادہ زور سنی ذہن بنانے، اہل سنت کی حقانیت سمجھانے پر ہوتا تھا۔ شان رسالت ﷺ، شان صحابہ رضی اللہ عنہم، خصوصاً خلافت راشدہ کی حقانیت کا بیان یہ آپ کے خاص موضوع ہوتے تھے قدرتی بات ہے کہ آپ کا بیان باکرامت اور مثالی ہوتا تھا۔ پر مغز، نورانیت اور عشق رسول و صحابہ رضی اللہ عنہم سے پر ہوتا تھا۔ دو تین گھنٹہ سے عموماً زائد ہوتا مگر تھکاوٹ وغیرہ کے اثرات نہیں ہوتے تھے جوں جوں آپ بیان میں آگے چلتے بیان میں چاشنی اور لذت محسوس ہوتی جاتی۔ اکثر آپ فرماتے میرا دل بیان ختم کرنے کا نہیں ہوتا لیکن وقت کی وجہ سے ختم کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح عوام میں بھی آخر تک جوش وخروش رہتا تھا۔

پھر حضرت اقدس کے سمجھانے کا انداز بھی نرالا تھا۔ آپ مثبت انداز اور دلائل سے سمجھاتے سے تا کہ اگر فریق مخالف میں سے بھی کوئی آیا ہو تو وہ بھی سمجھے اس طرز انداز سے الحمد للہ بہت فائدہ ہوا۔

علماء اور طلباء ملنے آتے تھے ان کو بھی سنی ذہن اور مسئلہ خلافت راشدہ ضرور سمجھاتے تھے اور اکثر فرماتے دینی مدارس میں یہ بحث نہیں۔ اکثروں کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ یعنی افسوس کرتے ہوئے یہ بات بتاتے اس لیے حضرت اقدس ذہن سازی کی ضرور کوشش کرتے۔ حقیقت بھی یہی ہے اکثر طلباء کو پتہ نہیں ہوتا۔ کہ خلافت راشدہ کے مصداق کون ہیں اور ان کی دلیل قرآن سے کیا ہے؟ حتیٰ کہ بعض کو آیت

استخلاف اور آیت تمکین کا بھی علم نہیں ہوتا بعض ایسے علماء بھی دیکھے ہیں جن کو المہند علی المفند پتہ نہیں ہوتا اب البتہ وفاق والوں نے نصاب میں یہ رکھی ہے۔

اسی طرح ایک اور عام بیماری کی طرف بھی اکثر حضرت اقدس قائد اہل سنت توجہ دلاتے کہ زندگی میں کسی کو بھی ولی نہیں کہنا چاہیے۔ اور نہ ہی حضرت اقدس اپنے نام کے ساتھ ولی لکھنے دیتے تھے۔ فرماتے ... موت تک کا علم نہیں ہاں زندگی کے بعد اگر اس کی زندگی اچھی گزری اور اچھی موت آئی تو پھر ولی کہہ سکتے ہیں۔ یہی بات احقر نے خیر العلوم حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کے ملفوظات میں پڑھی ہے۔ آج کل حال یہ ہے کہ جس کسی نے دس پندرہ دن پگڑی باندھی وہ ولی بن جاتا ہے وہ خلافت سے بھی نواز دیا جاتا ہے اور اگر صاحبزادہ ہو تو پھر ولی ابن ولی عام لکھا ہوا اشتہاروں میں نظر آئے گا۔ اللہ ہی معاف فرمائے اور محفوظ فرمائے۔ الحمد للہ حضرت اقدس جیسی جامع شخصیت نے اتنا کام کیا جس کی نظیر ملنا مشکل ہے حضرت اقدس نے اپنے کاموں کو خود ہی فراستِ ایمانی سے تقسیم فرما دیا اور اس دنیا سے کامیاب تشریف لے گئے۔ سب سے مشکل اور اہم کام جماعتی ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ گرامی حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر کو حسن توفیق سے نوازیں۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین

ہم وکیلِ صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ بانی تحریک خدام اہل السنت والجماعت
کو ان کی دینی خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں،
منجانب عمران بیڈنگ سٹور
پہلوان جوس والی گلی چکوال — خواجہ آفتاب احمد ● حافظ عمران احمد

حق چار یار رضی اللہ عنہم کا پرچار

کلم مفتی رشید احمد صاحب اوکاڑوی ☆

مجدد العصر پاسبان مسلک اہل السنت والجماعت حضرت قاضی صاحب ؒ مزاج کے حوالے سے بہت نرم اور حلیم تھے لیکن مسلک کے بارے میں حضرت ؒ کا موقف اتنا ہی سخت تھا اور کسی بھی موقع پر آپ نے مسلک کے معاملہ میں لچک کا مظاہرہ نہیں کیا یہی وجہ تھی کہ فرق باطلہ ہمیشہ آپ سے خائف رہتے اور اس کا اظہار بھی کرتے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ؒ مسلک کے بارے میں کس قدر پختہ و متصلب تھے۔

اور فرق باطلہ اس بات کو سمجھتے تھے کہ اگر علمی وعملی میدان میں ان کا مقابلہ کرنے والی اور ان کو شکست دینے والی کوئی شخصیت ہے تو وہ حضرت قاضی ؒ صاحب کی شخصیت ہی ہے۔

حضرت قاضی ؒ نے مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کا تحفظ بھی کیا اور اس کا پرچار بھی خوب کیا۔ بالخصوص عقیدہ خلافت راشدہ (یعنی موعودہ خلافت راشدہ چار یاروںؓ کی ہی ہے) کی اشاعت آپ کا عظیم مشن رہا۔ اس اظہار کے لیے آپ نے نعرۂ ''خلافت راشدہ۔حق چار یارؓ '' عام فرمایا اور اس عقیدہ خلافت راشدہ حق چار یارؓ پر آپ نے قرآن وحدیث اور علماء اہل سنت والجماعت کے اقوال پیش کیے اور یہ ثابت کیا کہ خلافت موعودہ جو علی منہاج النبوۃ ہے وہ چار میں منحصر ہے۔ ذیل میں حضرت قاضی صاحب ؒ کے پیش نظر رہنے والے چند دلائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

① امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

افضل الناس بعد النبین علیهم الصلاة والسلام ابوبکر الصدیق ،ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ذوالنورین ثم علی ابن ابی طالب المرتضیٰ رضوان الله

☆ جامعہ محمودیہ عیدگاہ، اوکاڑہ

نعالی علیهم اجمعین

[الفقہ الاکبر مع شرح ملا علی قاری صفحہ ۱۰۹،۱۰۸ امام ابوحنیفہ المتوفی ۱۵۰ھ]

② امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

(یقول) سمعت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یقول فی الخلافة والتفضیل ابی بکر وعمر وعثمان وعلی عنهم.

[کتاب الاعتقاد صفحہ ۱۲۸ امام البیہقی المتوفی ۴۵۸ھ]

③ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

سمعت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وقیل فی الخلافة

قال. ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی الله عنهم اجمعین.

[کتاب الاعتقاد صفحہ ۱۲۹ امام البیہقی المتوفی ۴۵۸ھ]

④ ... الخلافة بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اولا لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تفضیلا وتقدیماً علی جمیع الامة، ثم العمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ثم لعثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ثم لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وهم الخلفاء الراشدین والائمة المهدیون الذین قضوا بالحق وکانوا به یعدلون.

[متن العقیدۃ الطحاویہ صفحہ ۴ ۱ امام ابوجعفر الطحاوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۲۱ھ]

⑤ قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم الخلافة فی امتی ثلاثون سنةً ثم ملک بعد ذلک. قال لی سفینة امسک خلافة ابی بکر وخلافة عمر وخلافة عثمان وخلافة علی فنظرنا فوجدناها ثلاثین سنة.

[کتاب الاعتقاد صفحہ ۱۶۷ امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۵۸ھ]

⑥ ...... یہی چاروں خلیفہ ہدایت یافتہ خلفاء راشدین ہیں۔

[لمعات الاعتقاد مترجم اردو تالیف امام موفق الدین ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۲۰ھ]

⑦ ان خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر ثم عمر یثلثون بعثمان ویربعون بعلی رضی اللہ عنہم کمادلت علیه الآثار. [عقیدہ واسطیہ صفحہ ۱۵۵ مع شرحہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۲۸ھ]

⑧ ... ترتیب الخلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم اجمعین فی الفضل کترتیب فی الخلافته

[شرح عقیدہ طحاویہ صفحہ ۴۸۴ امام ابن ابی العز الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۹۲ھ]

(۱۱) والامام لحق بعد رسول الله ﷺ عندنا وعند المعتزلة واكثر الفرق هو ابوبكر باجماع الصحابة ثم عمر باستخلاف ابی بكر له ثم عثمان بالبيعة بعد اتفاق اصحاب الشوری ثم علی رضی الله عنهم اجمعين

[صفحہ ۲۹۱ المسایرہ مع شرح مسامرہ امام کمال الدین بن الہمام المتوفی ۸۶۱ھ]

(۱۲) فقال الامام لحق بعد رسول الله ﷺ ابوبكر ؓ ثم عمر ؓ ثم عثمان ؓ ثم علی (رضی الله عنهم اجمعين)

[شرح مسایرہ لامام قاسم بن قطلو بغا الحنفی ؒ صفحہ ۲۶۸ المتوفی ۸۸۱ھ]

(۱۳) اعلم انه لا شک فی امامة الخلفاء الاربعة علی الترتيب المذكور امامة شرعية وخلافة حقا لاجماع شرائط اطلبته الامة فی كل منهم.

[القول الفصل شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۸۹ امام محی الدین محمد بن بہاء الدین المتوفی ۹۵۶ھ]

(۱۴) وعلی ؓ ختمت الخلافة الثابتة رابعة باشارة رسول ﷺ علی هذا الترتيب فی تلک المدة . [تحفۃ اللآلی صفحہ ۸۱ محمد بن سلیمان الحلبی الریحاوی المتوفی ۱۲۲۸ھ]

(۱۵) علی بن ابی طالب ؓ رابع الخلفاء الراشدين

(الایمان والاسلام صفحہ ۴۴ مولانا ضیاء الدین الشیخ خالد البغدادی المتوفی ۱۲۴۲ھ)

(۱۶) اجماع الامة وهو ان الصحابة ؓ اجتمعت واتفقت علی خلافة ابی بكر ولم ينكر احد علی ذلک وخلافة عمر كان باستخلاف ابی بكر لم ينكر احد علی ذلک ثم خلافة عثمان وعلی كان باجماع الامة دل ان الخلافة ثابت لدلائل التی ذكرنا.

[تمہید لابی الشکور السالمی صفحہ ۱۷۳]

(۱۷) وترتيب الخلفاء الراشدين رضی الله عنهم اجمعين فی الفضل كترتيب هم فی الخلافة . (ذب شرح طحاویہ صفحہ ۳۹۸ امام قاضی علی بن ابن ابی العز الدمشقی ؒ)

(۱۸) ...اعلم ان خلافة الائمة الاربعة ثابتة بالاجماع وكذا ترتيبهم فی الخلافة ايضاً .

[التعلیقات السنیہ صفحہ ۱۸۹ امام احمد بن جبران]

(۱۹) دوستی چہار یار پیغمبر بایں ترتیب نگاہ باید کرد...... مذہب اہل سنت والجماعت آنست کہ چہار یار پیغمبر را فضیلت است ہمیں ترتیب باید۔ [شرح قصیدہ امالے صفحہ ۱۲۰-۱۲۱ خوندہ درویزہ ننگرہاری ؒ]

(۱۸) آدمیوں میں سب سے بزرگ بعد وجود مبارک حضرت رسول خدا ﷺ کے حضرت ابوبکر صدیق بن ابوقحافہ بعد ان کے حضرت عمر بن خطاب بعد ان کے حضرت عثمان بن عفان بعد ان کے حضرت علی المرتضی بن ابی طالب ہیں۔ الخ

[عقائد نظامیہ مترجم اردو صفحہ ۱۲۷ امام محمد فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ]

(۱۹) خلفاء اربعہ میں ایک دوسرے سے علی ترتیب الخلافۃ افضل ہیں اگرچہ چاروں خلفاء سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے بالاتفاق افضل ہیں۔ (عقائد اسلام ص ۲۳۳ مولانا عبدالحق حقانی المتوفی ۱۹۳۵ء)

(۲۰) بہرحال سب اپنے اپنے وقت میں خلفاء ارشد کی خلافت علی الترتیب برحق ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ (عقیدہ اہل سنت صفحہ ۹، مولانا محمد حسن چکوالی ثم لاہوری)

(۲۱) ... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیغمبر صاحب ﷺ کے بعد ان کی جگہ پر بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا اس لیے یہ خلیفہ اول کہلاتے ہیں تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دوسرے خلیفہ ہیں ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ ہیں ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔ (اہل السنت والجماعت صفحہ ۹۰ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۷۳ھ)

یہ وہ حوالہ جات ہیں جن کی کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ یہ مجدد العصر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجددانہ کوشش کا ثمرہ ہی ہے کہ آج اہل سنت والجماعت کے ہر جلسہ میں چاریاروںؓ کی خلافت کا اظہار کیا جاتا ہے اور ''خلافت راشدہ حق چاریارؓ'' کا نعرہ گونجتا ہے۔

❀❀❀❀

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مکتبہ امدادیہ
امدادیہ مسجد چھپڑی روڈ چکوال

مکتبہ اہل سنت
مکی مسجد محلہ عثمان آباد چکوال

قائد اہل سنتؒ نمبر اور دیگر اسلامی کتب بازار سے بارعایت خرید فرمائیں

اب راہنما کوئی نہیں

✍ مولانا محمد اسماعیل ریحان ☆

دنیا دار فانی ہے، یہاں ہمیشہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا، ہر آنے والا اک دن چلا جاتا ہے اور کچھ دنوں بعد زمانے کی لوح سے اس کا نام ونشان تک مٹ جاتا ہے مگر اس فنا کے گھر میں آنے والے کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو یہاں کی چند ساعتوں پر مشتمل زندگی کو بقا کا ذریعہ بنالیتے ہیں وہ جب تک رہتے ہیں مردہ دل ان سے زندگی حاصل کرتے ہیں۔ اور جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ تو ان گنت پرنم آنکھیں انہیں الوداع کہتی ہیں۔ دماغ ان کی باتوں کی خوشبو سے معطر رہتے ہیں اور سینوں میں دھڑکنے والے دل انہیں ہمیشہ یاد رکھتے ہیں، ان کا نام صدیاں گزرنے پر بھی زندہ رہتا ہے اور ان کا کام نسل در نسل جاری رہتا ہے۔

ایسی ہی خوش قسمت ہستیوں میں ایک نام حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو پیر ۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ (۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء) کو لاکھوں عقیدت مندوں کو تڑپتا چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کی وفات ایک چلتے پھرتے ادارے کا اختتام ہے، ان کی موت ایک عہد کا خاتمہ ہے جو سراسر تعلیم و تدریس، وعظ ونصیحت، تصنیف وتالیف اور باطل قوتوں کی سرکوبی میں بسر ہوا ہے۔ ان کی قریباً نوے سالہ طویل زندگی کا ہر لمحہ اجلا اور روشن ہے ان کی زندگی کا ہر پہلو اپنے اندر ایک سبق اور نصیحت رکھتا ہے۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ اور اکابر دارالعلوم کے جذبۂ حق گوئی کے سچے وارث تھے۔ انہوں نے اہل سنت و جماعت کے عقائد ونظریات کی ترجمانی میں اپنی عمر صرف کر دی اور اس سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے تحریک خدام اہل السنت والجماعت کی بنیاد رکھی اور اس کے ذریعے باطل قوتوں کے ایوانوں میں تہلکہ مچا دیا۔ ان کا جاری کردہ ماہنامہ ''حق چاریار رضی اللہ عنہم'' مسلک اہل السنت والجماعت کا بے باک ترجمان رہا

☆ کالم نویس ہفت روزہ ضرب مؤمن، کراچی

ہے اوراس کے وقیع مضامین سے عوام وخواص یکساں طور پر مستفید ہوتے آرہے ہیں۔

راقم نے حضرت قاضی مرحوم ومغفور کا نام پہلی بار اس وقت سنا جب میں مدرسہ اشرفیہ حسن ابدال میں درجہ ادنی کا طالب علم تھا، ہمارے استاد محترم مولانا فضل محمود انور حضرت قاضی صاحب کا ذکر بڑی محبت وعقیدت سے کیا کرتے تھے۔ ماہنامہ حق چار یار ؓ بھی ان کے پاس آتا تھا۔ گاہے گاہے میں فارغ اوقات میں اس رسالے کا مطالعہ بھی کرنے لگا۔ یہ شغل بڑے درجات تک جاری رہا اور جیسے جیسے شعور میں پختگی آتی گئی میں حضرت قاضی صاحب ؒ کی علمی عبقریت، بزرگی اور حق گوئی کا قائل ہوتا چلا گیا۔ امت کو درپیش نظریاتی وفکری مسائل کے گہرے ادراک اور آئے دن نمودار ہونے والے نت نئے فتنوں کی سرکوبی میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ میرا دور طالب علمی ہی تھا جب کہ خود مسلک دیوبند کے بعض خانقاہی حلقوں میں اہل بدعت وضلال سے مصالحت کا میدان ظاہر ہونے لگا۔ اس پر حضرت قاضی صاحب ؒ نے کسی رورعایت کے بغیر ''حق چار یار ؓ'' میں جو مضامین لکھے اوراس فتنے کی روک تھام کے لیے جس صلابت فکر کا مظاہرہ کیا وہ انہی کا خاصہ تھا۔

باوجودیکہ حضرت قاضی صاحب ؒ سے اکتساب فیض کا یہ سلسلہ عرصے سے جاری تھا مگر حضرت کی زیارت کا شوق پورا نہ کرسکا، کئی بار سفر کا ارادہ کیا مگر ہر بار کوئی نہ کوئی رکاوٹ آڑے آگئی۔

گزشتہ سال راقم کو ہفت روزہ ضرب مومن کے لیے ایک تاریخی مضمون کے سلسلے میں اٹک اور کلر کہار کا سفر کرنا پڑا۔ کلر کہار کے سفر میں معروف صحافی اور ادارہ علوم اسلامی اسلام آباد کے مدرس ملک سعید نوابی بھی ہمراہ تھے۔ وہ چکوال کے قریب ہی ایک گاؤں سہگل آباد سے تعلق رکھتے ہیں اور چکوال کے دینی حلقوں میں ان کے وسیع تعلقات ہیں۔ چنانچہ ان کی ہمراہی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے واپسی میں ہم حضرت قاضی صاحب ؒ کی زیارت کے لیے مدنی مسجد حاضر ہوئے۔

حضرت کے خادم خاص جنہیں حافظ صاحب کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ بڑے تپاک سے ملے اور حضرت سے اجازت لے کر ہمیں ان کے حجرے میں لے گئے۔ حضرت ؒ نے شدید علالت کے باوجود ہمیں ملاقات کی اجازت مرحمت فرمائی تھی جو ان کی ہم پر خصوصی شفقت تھی، باوجود اس کے کہ ہم بلا اطلاع چلے آئے تھے انہوں نے اس ملاقات کا اہتمام کرایا۔

حضرت ؒ ہمیں دیکھ کر اپنے بستر پر تکیوں سے سہارا لے کر بیٹھ گئے۔ ہم سب سے مصافحہ کیا اور بڑی خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے رہے ہفت روزہ ضرب مومن کی خدمات کو سراہا۔ کچھ نصیحتیں بھی

فرمائیں جو میرے حق میں وصیتیں ثابت ہوئیں اس لیے کہ یہ حضرت سے میری پہلی اور آخری ملاقات تھی۔ حضرت کی وصیتوں کا خلاصہ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت اور محبت کو دل میں بسائے رکھنا، ان کی عدالت وصداقت کا ہمیشہ پرچار کرتے رہنا اوران کے معاملے میں کسی قسم کی مداہنت اور مصالحت اختیار نہ کرنا'' پر مشتمل ہے۔ چونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت میں فنا ہو گئے تھے اس لیے آپ کی گفتگو میں بھی اس کا رنگ بہت نمایاں تھا۔ جب ہم رخصت ہونے لگے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سب کو دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی گراں مایہ کتب کے ایک ایک سیٹ سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو ان شفقتوں کا شایانِ شان بدلہ عنایت فرمائے۔ (امین)

علم ومعرفت، تقویٰ واخلاص اوراخلاق ومدارات کے ایسے پیکر اب کہاں ملتے ہیں۔ ریت کے ہزاروں صحرا چھان کر کہیں کہیں ایسا گوہر ملتا ہے۔ ان گنت اندھیری راتیں گزار کر پروانوں کو ایسی شمع نصیب ہوتی ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد، اغراض پرستی اور مفادات بینی کی اس تاریک دنیا میں اندھیرے مزید بڑھ گئے ہیں۔ حق گوئی کا وہ جوہر جوان کی ذات میں تھا، اب ڈھونڈے نہیں ملتا۔ ان کی بزم سے وابستہ ہزاروں لاکھوں، سالکین ایک شفیق وہمدرد مربی سے محروم ہو گئے ہیں اور اہل السنت والجماعت کے کروڑوں افراد کے سر سے ایک بے مثل سرپرست کا سایہ ہٹ گیا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کیا ہوئی۔ اکابر کی مسندیں یکے بعد دیگرے خالی ہوتی چلی گئیں۔ آہ! ہمیں حضرت قاضی صاحب کے سایہ شفقت سے محروم ہوئے ابھی چار ماہ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ۲۴ ربیع الاوّل /۱۵ مئی کو تبلیغی جماعت کے عظیم داعی مولانا مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بھی رخصت ہو گئے۔ پندرہ روز گزرے تھے کہ کراچی میں مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

چند روز پہلے ۲۷ جون کو ختم نبوت کے عالمی وکیل حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور اسی ہفتے جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی پیپلز کالونی فیصل آباد کے قبرستان میں اپنے شہید بیٹے مولانا محمد مجاہد مرحوم کے قریب گور کی ٹھنڈی خاک تلے جاسوئے۔

آج جب میں گزشتہ برس کے اس دن کا تصور کرتا ہوں۔ جب ہم حضرت قاضی صاحب مرحوم کے سامنے باادب بیٹھے ان کے مسکراتے ہوئے چہرے کو تک رہے تھے، تو محسوس ہوتا ہے کہ ان اکابر کی موجودگی ہمارے لیے کتنی بڑی نعمت تھی، کتنا عظیم سہارا تھی، ان کی شخصیات کتنے ناگہانی فتنوں کے آگے سد سکندری بن کر جمی ہوئی تھیں۔ آج تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے ہم مصائب، فتنوں اور آزمائشوں کے بے آب وگیاہ صحرا میں کھڑے ہیں اور ہمیں راہ بتانے والا کوئی نہیں۔

قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ ایک معتمد علیہ شخصیت

✍ ترتیب: ماسٹر منظور حسین☆

رئیس العصر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگرد، اور خلیفہ مجاز قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کی تقریری، تحریری اور تبلیغی سرگرمیاں سنی عوام وخواص میں بہت مقبول رہی ہیں۔ آپ نے ساری زندگی اہل السنت والجماعت کے مسلک حق واعتدال کی ترجمانی فرمائی اور احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ بلا خوف لومۃ لائم انجام دیا۔

چونکہ کاملین کے کمالات ومقامات کی تعیین کی اہلیت اہل کمال افراد ہی کو ہوتی ہے اور ہر فن میں ماہرین فن کی رائے کا ہی وزن ہوا کرتا ہے اس لیے ذیل میں حضرت قائد اہل سنتؒ کے بارے میں بطور نمونہ بعض اکابر علماء کی وہ آراء درج کی جاتی ہیں۔ جن میں انہوں نے آپ کے قلم حق کو مسلک اہل سنت وجماعت کا ٹھیک ٹھیک ترجمان قرار دے کر آپ کے موقف ومسلک کی تائید وتصدیق فرمائی ہے۔ جس سے آپ پر علماء حق کے اعتماد کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہوں

(۱) مبارک دھن (حضرت مدنی رحمہ اللہ)

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اپنے گرامی نامہ میں آپ کو تحریر فرماتے ہیں......

"جس دھن میں آپ لگے ہوئے ہیں بہت مبارک دھن ہے۔ تمام جیل کی تکالیف پر پانی پھیر دینے والی ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

کفر کافر را و دیں دیندار را   ذرہ دردت دل عطار را

یہ دھن اگر برسوں میں بھی حاصل ہو جائے بسا غنیمت ہے۔ ذکر وشغل میں جو حصہ عمر عزیز کا صرف ہو جائے وہی زندگی ہے۔" (مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۳ صفحہ ۲۱۰)

☆ نائب مدیر ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور

آخری سب طرق کی تعلیم (حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

ایک اور مکتوب گرامی میں ارشاد فرماتے ہیں......

''آپ کو جو تعلیم دی جا چکی ہے یہ آخری سب طرق کی تعلیم ہے اس پر کار بند رہیے اور اس میں ترقی اور مداومت رکھیے۔ استقامت اور کوشش سے آپ بڑے سے بڑے مقامات پر پہنچ سکتے ہیں۔''

[ایضاً جلد۴ صفحہ۱۱۵]

قرب وحضور کی عظیم خوشخبری

ایک اور گرامی نامہ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ......

''اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کریم کارساز بندہ نواز نے آپ کو قرب وحضور اور معیت کی نعمت وجدانی طور پر عنایت فرمائی ہے اور نسبت میں قوت اور ترقی عطا فرمائی۔

فللہ الحمد والمنتہ اللھم زد فرد...... (ایضاً جلد۴ صفحہ۱۱۲)

لطائف مدرکہ ترقی پذیر ہونا نعمتِ عظیمہ ہے اللہ تعالیٰ اور زیادہ فرمائے'' (ایضاً جلد۴ صفحہ۱۱۳)

مرتبہ احسان پر فائز ہونے پر خلافت سے سرفرازی

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ......

''میں پہلے بھی غالباً آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کو اجازت ہے جو بھی آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کرے اس کو بیعت کر لیا کریں۔ اور اشغال سلوک تلقین فرما دیا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا

[مکتوبات شیخ الاسلام جلد۲ صفحہ۲۵۴]

ایک اور مکتوب میں ارشاد فرمایا......

لوگوں کو ارشاد وہدایت کرتے رہیے۔ جو بھی آپ سے طالب رہنمائی ہو، ان شاء اللہ اس کو نفع پہنچے گا۔

[ایضاً جلد۴ صفحہ۱۱۵]

جو رشتہ دار ادھیڑ عمر والی بیعت ہونا چاہتی ہیں ان کو آپ خود کیوں نہیں بیعت کر لیتے؟ آپ نیابتاً میری طرف سے ان کو بیعت کر لیں۔'' [ایضاً جلد۴ صفحہ۱۱۹]

ایک اور گرامی نامہ میں ترغیباً اصرار فرماتے ہیں......

''اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جب کہ ملکہ حاصل ہوگیا ہے تو اس کو لعلیت کا درجہ دیکھیے اور دوام حضوری کی کوشش کیجیے۔ اگر کوئی طالب راہ حق آئے اس کو اسلاف کا راستہ بتائیے۔ اگرچہ آپ اپنے کو اس لائق نہیں سمجھتے مگر جس پروردگار نے اس کو بھیجا ہے وہ اس کا کفیل اور مربی ہے۔ حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرۃ العزیز فرماتے ہیں...... ''اگرایں روسیاہ گمراہ ہم سزاوار ایں امر عظیم نیست مگر امتثال امر بزرگاں نمود بیعت تبرکا می کند لہٰذا آں برگزیدہ کونین رانیز بطوریکہ ایں مدبر راز بزرگان خود اجازت دادہ می آید مناسب کہ ہر کدام کس طالب کہ رجوع نماید اخذ بیعت نمودہ تعلیم نام خدا نماید ہرگز انکار نہ کنند ہدایت کنندہ ہادی مطلق است آں راکہ خواہد فرستاد ہدایت ہم خواہد کرد''

[مکتوبات جلد ۴، ۱۲۴، ۱۲۳]

(۲)......توفیق الٰہی کی دستگیری (حضرت شیخ الادب ﷫)

اعزاز العلماء شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب ﷫ اپنے ایک مکتوب میں حضرت قاضی صاحب ﷫ کو تحریر فرماتے ہیں کہ

''جس راستے پر آپ خداوندی امداد سے چل رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ توفیق الٰہی نے آپ کی دستگیری کی ہے۔ اور آپ کے حالات قابلِ غبطہ ہیں خدا کا شکر کیجیے''۔

[ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۷ فروری ۲۰۰۰ء]

دوسرے مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں کہ

آپ نے علم وعقل کی روشنی میں جس طرح صبر کیا ہے وہ نہ صرف قابلِ تحسین بلکہ لائق تقلید بھی ہے۔ خدا کرے کہ ہم ضعفاء بھی اسی صبر اثبات کا ثبوت دیں آمین...... آپ کے حالات قابل غبطہ ہیں...... بہت بڑی نعمت ہے کہ آپ مولائے حقیقی کی یاد میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ اس پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین...... (ایضاً صفحہ ۷۴)

علامت مقبولیت

ایک مکتوب میں تحریر فرمایا......

''اگر آپ ذکر کر لیتے ہیں تو خدا کا ہزار ہزار شکر کیجیے یہ علامت مقبولیت کی ہے۔'' (ایضاً صفحہ ۸۲)

اور چاہتے کیا ہو؟ پیغمبری مل جائے

ایک گرامی نامہ میں حضرت شیخ الادب رحمہ اللہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو تحریر فرماتے ہیں

''جو حالات آپ نے تحریر فرمائے ہیں ان کے ہوتے ہوئے افسوس کرنا، آپ معاف کریں میرے نزدیک کفران نعمتِ الٰہیہ ہے۔ آپ ذکر قلبی بھی کرتے ہیں اور ذکر لسانی بھی۔ اور یہ بھی امید ہے کہ ذکر تمام بند پر مستولی ہو جائے۔ پھر جو آپ کا فرض منصبی ہے کہ گمراہوں کو راہ ہدایت پر لائیں، وہ بھی آپ ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اب آپ اور کیا چاہتے ہیں؟ اب اور چاہتے کیا ہو؟ پیغمبری مل جائے؟ خدا کا شکر کیجیے آپ کی یہ حالت ہم جیسے ناکاروں کے لیے غبطہ کے قابل ہے۔ آپ نے جیل خانہ میں رہ کر قلب کی ایسی اصلاح کی جو ہم جیسے آزادہ کر نہ کر سکے، ہماری حالتوں سے عبرت کیجیے اور خدا کا شکر کیجیے اور دعا کیجیے کہ خداوند عالم ہم جیسوں کو بھی توفیق عطا فرمائے اور اس کی مرضیات کو حاصل کریں۔ (ایضا ۷۳)

خلافت مدنی رحمۃ اللہ عطا ہونا غیر مترقبہ نعمت

ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں......

''سنا کرتے تھے کہ بعض لوگ دریا کو ہضم کر لیتے ہیں اور ڈکار نہیں لیتے ایسے لوگ دیکھے نہ تھے۔ مگر ایسے لوگ دیکھے کہ حضرت مدنی مدظلہ کی خلافت حاصل کر لیتے ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونے دیتے۔ معلوم نہیں آپ بھی ان میں ہیں یا نہیں؟ آپ کسر نفسی میں اس قدر متجاوز عن الحدود ہو گئے ہیں کہ مجھ کو خوف ہے کہ آپ کفرانِ نعمت میں داخل نہ ہو جاویں۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی اجازت ہرگز ہرگز نااہل کے لیے نہیں ہو سکتی ہے۔ آپ خدا کا شکر کریں اور اس منصب کو غیر مترقبہ نعمت خیال کر کے مدارج میں ترقی کریں، وساوس و خطرات کو دل سے نکال دیں۔ شکر نعمت پر از دیاد نعمت وعدہ خداوندی ہے۔

(ایضا صفحہ ۹۴)

(۳)......قاضی صاحب ہمارے خاص آدمی ہیں (حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

جناب حاجی محبوب احمد عارف ہوشیار پوری تحریر فرماتے ہیں......

شیخ التفسیر قطب زماں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ صاحب سے حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ جمعیت علمائے اسلام کی مجلسِ شوریٰ میں آپ نے حضرت قاضی

مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کو شامل کیوں نہیں فرمایا؟ کیا آپ ان سے واقف نہیں؟

تو حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے فرمایا'' میں قاضی صاحب سے خوب واقف ہوں۔ قاضی صاحب تو ہمارے خاص آدمی ہیں وہ ہمارے ہیں اور ہمارے ساتھ ہی رہیں گے۔ میں نے ان کی جگہ فلاں آدمی کو شوریٰ کا ممبر چن لیا ہے اگر وہ باہر رہتا تو ہمارے لیے پریشانی کا باعث ہوتا۔

(ماہنامہ تبصرہ لاہور حضرت ہزاروی رحمہ اللہ نمبر اپریل ۱۹۸۱ء)

(۴)......سراپا اخلاص و مجسمہ للّٰہیت (حضرت ہزاروی رحمہ اللہ)

جناب محمود عارف صاحب تحریر فرماتے ہیں ..... حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ نے احقر سے فرمایا کہ'' میں نے حضرت قاضی صاحب کیساتھ دوران سفر مشاہدہ کیا ہے۔ کہ حضرت قاضی صاحب مدظلہ سراپا اخلاص اور مجسمہ للّٰہیت ہیں۔ (ایضاً ماہنامہ تبصرہ ہزاروی نمبر)

(ب) حضرت ہزاروی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو تحریر فرماتے ہیں..... '' آپ کو ہر طرح مطاع و مقتدیٰ سمجھتا ہوں ..... دل یہی کہتا ہے کہ آپ ہماری سرپرستی فرمائیں۔'' (کشف خارجیت صفحہ ۲۵۹)

(۵)......قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ علمائے حق میں سے ہیں (حضرت بنوری رحمہ اللہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ سابق امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اپنے گرامی نامہ (بنام نعیم الیاس اعوان صاحب محررہ ۱۳ مارچ ۱۹۷۷ء) میں رقمطراز ہیں......

''حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بانی ادارہ خدام اہل سنت کو میں علماء حق میں سے سمجھتا ہوں۔''

(۶)......حضرت قاضی صاحب ''حضرت مدنی کے صحیح جانشین (حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ)

یادگار اسلاف حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ سابق شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک تحریر فرماتے ہیں کہ...... '' میرے نزدیک تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا تعاون ہر مسلمان پر لازم ہے اہل السنت والجماعت کے عقائد کے تحفظ کے سلسلہ میں اس جماعت کی خدمات قابل صد تحسین ہیں۔ جماعت کے بانی اور امیر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ شیخ الاسلام والمسلمین شیخ العرب والعجم امیر المومنین فی الحدیث مولانا سید حسین احمد المدنی قدس سرہ العزیز کے تلمیذ خاص اور آپ کے صحیح جانشین ہیں حضرت قاضی صاحب کا مجاہدانہ ولولہ، بے مثال عزم تاریخ کا ایک زریں باب ہوگا۔

(۷)......اکابر دیوبند کا تحفظ و دفاع کرنے والا (مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

مخدوم العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب دامت برکاتہم (مقیم مخدوم پور پہوڑاں ضلع خانیوال) نے فرمایا......

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے اجل خلفاء میں سے حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے چند روز پہلے بندہ سے تنہائی میں ارشاد فرمایا کہ......

''آج اکابر دیوبند اور عقائد دیوبند کا کوئی تحفظ اور دفاع کرنے والا پاکستان میں ہے تو وہ صرف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ہی ہیں اور کوئی نہیں ہے۔

(۸)......خدام اہل سنت کے لیے پیر خورشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعاء

مخدوم العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ اعظم حضرت مدنی قدس سرۃ العزیز) تحریر فرماتے ہیں......

حضرت سیدی مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی اٹھائی ہوئی تحریک خدام اہل سنت والجماعت کو مقبول فرمائے اور سنی مسلمانوں کو اس میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے......اور قدیمی لقب ''اہل السنت والجماعت'' کو آپ حضرات پر چسپاں فرماوے اور سلف صالحین کے مبارک قدموں پر چلاوے......بخدمت اقدس ذوالمجد والکرم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کو السلام علیکم عرض کریں اور خاتمہ بالایمان کی میرے لیے درخواست ہے''...... (بشارت الدارین صفحہ ۵۳۶)

(۹)......قاضی صاحب مسلک اکابر پر مضبوطی سے قائم ہیں (حضرت حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مہتمم و بانی جامعہ مدنیہ لاہور و خلیفہ مجاز حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ) تحریر فرماتے ہیں......

''محترم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم کی تحریرات بہت مفید ہوتی ہیں۔ مسلک اکابر اہل سنت (دیوبند) میں انھیں بحمد اللہ تصلب حاصل ہے۔ جماعت مودودی اور شیعوں سے انھیں اس درجہ بُعد ہے کہ وہ مصلحتاً عارضی طور پر ان سے سیاسی گٹھ جوڑ کے بھی قائل نہیں ہیں۔ مسلک اکابر رحمہم اللہ پر مضبوطی سے قیام ہی کی وجہ سے وہ شیعوں کی طرح خوارج کو بھی غلط گردانتے ہیں ان کے نظریات کی

تردید کرتے ہیں۔ میں نے ان کی تحریر ''دفاع صحابہؓ'' کا متعدد جگہ سے مطالعہ کیا اس میں ان سب مسالک پر تھوڑی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور فرقہ خوارج، یزیدیہ پر بھی رد کیا ہے۔

[مکتوب محررہ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ]

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ...... حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم کی تصنیف خارجی فتنہ حصہ اول کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ متعدد مقامات کا مطالعہ کیا۔ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے واقعات میں وہ حضرات اکابر دیوبند رحمہم اللہ کے مسلک وتحقیقات پر مضبوطی سے قائم ہیں...... حضرت قاضی صاحب مدظلہم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انھوں نے فتنہ خارجیت اور یزیدیت پر قلم اٹھایا اور اکابر دیوبند سے لے کر حضرت مجدد صاحب رحمہم اللہ تک اکابر ہند کے اقوال، قرآن وحدیث، فقہ اور تاریخ کے حوالجات جمع کر کے ان فتنوں اور غلط خیالات کی تردید شروع کی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور توفیق مزید دے۔ [تائیدی تبصرے صفحہ ۱۱]

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات مدلل

ایک دوسرے گرامی نامہ بنام مولانا محمد انور صاحب تحریر فرماتے ہیں......

''مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم ردمودودیت اور رد شیعیت کے سلسلہ میں جو کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ مولانا کی تحریرات مدلل اور معقول ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جو رد فرق باطلہ میں انھوں نے کی ہیں مشکور فرمائے اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

[صفحہ ۳۵ ماہنامہ حق چاریارؓ اپریل ۱۹۹۹ء]

(۱۰)...... پردوں میں چھپی حقیقت کو ظاہر کر دیا (علامہ افغانی رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ العلماء حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مودودی تحریک کے خلاف حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات پر تحریر فرماتے ہیں......

(حضرت) مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور دیگر علماء حق نے پردوں میں چھپی ہوئی اس حقیقت کو عوام پر ظاہر کر دیا اور سعید روحوں کے لیے راہ ہدایت کھول دی فجزاهم الله خير الجزاء وصلى الله على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين. (ہفت روزہ ترجمان الاسلام جون ۱۹۶۲ء)

(۱۱)......آپ کی کتاب سے میں نے زیادہ نفع اٹھایا (حضرت نعمانی)

بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ اپنے ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں

''آپ کی مرسلہ کئی کتابوں سے استفادہ کیا خاص کر ''تحفہ خلافت'' (از امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ) اور ''دعوت اتحاد کا جائزہ'' (مؤلفہ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ) سے میں نے زیادہ نفع اٹھایا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ'' [کمتوب خارجیت صفحہ ۵۱۹]

(۱۲)......آپ کے جذبہ ایمانی سے بہت خوشی ہوئی (حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ (جامعہ قاسم العلوم ملتان) اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں......

''مخدوم محترم حضرت قاضی صاحب دام مجدکم العالی۔ سلام مسنون۔ مزاج گرامی! ..... آپ نے جس جذبہ ایمانی کے تحت جماعتی فیصلہ پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اس سے بہت خوشی ہوئی، علماء کی باوقار اور مقدس جماعت میں ایسے افراد کی ضرورت ہے کہ وہ سختی سے جماعت کو اس مقصد پر پابند رکھے جس کے حصول کے لیے جماعت کا وجود عمل میں آیا۔''

قاضی صاحب ہمارے بزرگ ہیں

دوسرے مکتوب گرامی میں رقمطراز ہیں......

محترم قاضی صاحب ہمارے بھی بزرگ ہیں۔ ہم نے الحمد للہ اختلاف رائے کے باوجود ہمیشہ احترام سے ان کا ذکر کیا ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ جماعتی اختلاف پیدا ہو جانے کے بعد ہم نے کوئی کلمہ ان کے خلاف زبان سے نکالا ہو۔ بہرحال ہم اب بھی ان کے نیازمند ہیں خدا وہ وقت نہ لائے جب ہم میں اور ان میں کدورت پیدا ہو۔ والعیاذ باللہ ۔ (ماہنامہ حق چار یار حضرت جہلمی رحمہ اللہ نمبر صفحہ ۴۷)

تمام مکاتب فکر ان کے ساتھ متفق ہیں

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں......

قاضی صاحب موصوف جن مقاصد کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں اہل السنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر اس سلسلہ میں ان کے ساتھ متفق ہیں''۔ [ترجمان اسلام لاہور صفحہ ۴ جلد ۱۹ شمارہ ۵۲]

(۱۳)......فتنوں سے نجات کے لیے اہم ذریعہ (حضرت مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ التفسیر استاذ العلماء حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب خارجی فتنہ کی تائید میں تحریر فرماتے ہیں......

امت کی فلاح وکامیابی اسی میں مضمر ہے کہ "اصحابی کالنجوم" کا اعتقاد کامل رکھتے ہوئے سفینہ اہل بیتؓ میں پناہ لے تب ہی وہ فتنوں کی موجوں سے ہدایت ونجات کے ساحل تک پہنچ سکتا ہے۔ اس مقصدِ عظیم سے ہمکنار بنانے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی کتاب ''خارجی فتنہ'' اہم ترین ذریعہ اور سامان ہے۔ حضرت مولف زید مجدہ نے اپنی اس تالیف میں بڑی کاوش سے ایسے حقائق جمع کردیئے ہیں جو مختلف قسم کی کتابوں اور عبارتوں سے پیدا شدہ اوہام کو الحمدللہ دور کررہے ہیں۔ خداوند عالم مولف زید مجدہٗ کو جزاء خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس تالیف کے ذریعہ نفع پہنچائے۔ آمین'' (تائیدی تبصرے صفحہ۱۰)

(۱۴)......قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ امام اہل سنت کی مسند پر (حضرت مفتی جمیل احمد رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (سابق صدر مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور) کے بارہ میں مولانا سید معاویہ امجد شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں......

بندہ نے اپنے استاذ ومربی حضرت اقدس مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا سنا کہ حضرت قاضی صاحب اس وقت امامِ اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند پر فائز ہیں۔''

[ماہنامہ حق چاریارؓ صفحہ ۶۵ جلد۔۲ شمارہ:۳]

نیز حضرت مولانا مفتی شیر محمد صاحب علوی (مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور) کی درخواست پر حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے ''سلاسل طیبہ'' کے شجرات میں حسب ذیل اشعار کا اضافہ فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کی لکھی تحریر اب بھی ان کے پاس محفوظ ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نام مبارک کی مخمس سے پہلے حضرت قائد اہل سنت کے نام کی مخمس میں تحریر فرمایا......

مجھ کو بھی کردے نمونہ اپنے مقبولین کا
ابرار و اہل علم و ارباب صفا

مظہر علم لدنی مظہر نور خدا
مظہر اخلاق وآداب محمد مصطفیٰ

قاضی مظہر حسین مقتداء کے واسطے

(۱۵)...... بلاخوف لومۃ لائم اظہارِ حق کرنیوالے (حضرت مولانا محمد شریف ؒ)

حضرت مولانا محمد شریف صاحب ؒ (سابق مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان وصاحبزادہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب ؒ۔ جالندھری ؒ) تحریر فرماتے ہیں......

''جناب مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم ، اکابر واسلاف میں سے ہیں آپ کے لیے اس سے مزید فضیلت کیا ہو سکتی ہے کہ مخدومنا وسیدنا واستاذ نا حضرت مولانا الحاج الشیخ حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ ان سے کثیر علماء صلحاء امت کو روحانی فیض پہنچ رہا ہے۔ نیز تحریک خدام اہل سنت والجماعت قائم کر کے آپ نے حضرات صحابہ کرامؓ واہل بیت عظامؓ کے حقیقی فضائل ومناقب اور مکارمِ اخلاق ومجاہدانہ کارناموں کو بذریعہ تحریر وتقریر دلائل وبراہین سے خوب واضح فرمایا اور جو لوگ حضراتِ شیخین وصحابہ کرامؓ کی تنقیص و بے ادبی کرتے ہیں ان کو مسکت وحوصلہ شکن جوابات دے کر بلا خوف لومۃ لائم اظہار حق کیا۔ اوراس سلسلہ میں قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کرتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کا اجر عظیم حاصل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر سے نوازیں اور دنیا وعقبیٰ میں کامرانیوں سے سرفراز فرمائیں۔ آمین

(ماہنامہ حق چاریار صفحہ ۵۳ ستمبر ۹۹ء)

(۱۶)......محققِ اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ (قاضی زاہد الحسینی ؒ)

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحبؒ خلیفہ مجاز حضرت لاہوری ؒ ایک سائل کو تحریر فرماتے ہیں......

''اس مسئلہ کے لیے محقق اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین سے رجوع کریں'' دوسری جگہ قائد اہل سنت ؒ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ......

''حضرت قاضی صاحب زید مجدھم کے متعلق اس قدر عرض کرسکتا ہوں کہ آپ کے علم وفضل ، جہاد ومجاہدہ کے لیے یہ شہادت کافی ووافی ہے کہ قطب عالم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز

نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ یہ فضل سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑا شرف ہے۔

[ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۵۳ ستمبر ۹۹ء]

(۱۷)......صحیح معنیٰ میں اہل سنت کے ترجمان (مولانا عبدالرحیم اشعر رحمہ اللہ)

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب رحمہ اللہ ناظم تبلیغ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان رقمطراز ہیں......
الحمدللہ! اس دور میں حضرت مخدوم ومکرم مولانا قاضی مظہر حسین صاحب صحیح معنیٰ میں اہل سنت کے ترجمان ہیں......جس بات کو حق جانتے ہیں اس کی حقانیت کو وہ اپنے وابستگان کے اندر بھی پیدا کر چکے ہیں۔ ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں کہ مسلمان جس تحریک کو حق جانے اس پر صحابہ کرامؓ کی طرح اپنے تن من دھن کو قربان کر دیں۔ الحمد للہ حضرت مدظلہ تعالیٰ کے اخلاص نے مخلصین کا ایک طبقہ پیدا کر دیا ہے جو باطل کے سامنے جھک نہیں سکتا۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ ص ۴۶ نومبر ۹۹ء]

(۱۸)......قائدِ اہل سنت وفاء القوم والملت'' (مولانا بشیر احمد پسروری رحمہ اللہ)

حضرت مولانا بشیر احمد پسروری رحمہ اللہ خلیفہ مجاز حضرت لاہوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''میں خدام اہل سنت والجماعت میں کام کرنا سعادتِ عظمیٰ سمجھتا ہوں اور پیر طریقت حضرت علامہ قاضی مظہر حسین وفاء القوم والملت یقیناً قابلِ اعتماد ہیں۔'' [سلاسل طیبہ صفحہ ۱۲ و ماہنامہ حق چار یار صفحہ ۵۸ جلد ۱ شمارہ ۳]

(۱۹)......مسلک دیوبند میں نہایت پختہ (مولانا مفتی عبدالشکور رحمہ اللہ)

یادگار اسلاف حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کے بارہ میں جہاں تک مجھے علم ہے وہ مسلکِ دیوبند میں نہایت پختہ جامد اور متصلب ہیں اور ان کی تبلیغی خدمات قابلِ قدر بلکہ لائق تشکر ہیں۔'' (سلاسل طیبہ صفحہ ۱۳)

نیز تحریر فرماتے ہیں کہ ''مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کا مقالہ ''دفاع صحابہ'' احقر نے حرفاً حرفاً سنا اس میں فاضل مصنف نے مذہب اہل سنت والجماعت کی ترجمانی کا حق ادا کیا ہے۔''

(نوٹ) حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ (سابق مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور) نے حضرت ترمذی صاحب رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا تحریر پر ''افلا اکون عبداشکورا'' کے الفاظ تحریر فرما کر تصدیقی دستخط ثبت فرمائے۔ [تائیدی تبصرے صفحہ ۵۵]

ایک اور جگہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ......

حضرت قاضی صاحب موصوف کو مسلک اہل سنت والجماعت کی حقانیت کے اثبات کے سلسلہ میں خصوصی ذوق اور شغف حاصل ہے اور اپنے اکابر رحمہم اللہ کے ذوق کی حفاظت کا حضرت موصوف کو بے حد خیال ہے۔ (ماہنامہ حق چاریارؓ صفحہ ۱۰ جلد ۷۔ شمارہ ۱)

(۲۰)......حالتِ احسان کے اعتبار سے بلند مرتبہ پر (مولانا حکیم سید علی شاہ رحمہ اللہ)

حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ مجاز حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ) تحریر فرماتے ہیں کہ ''تحریک خدام اہل سنت والجماعت خالص اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے قائد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی ایک بے لوث قائد ہیں۔ جو حالتِ احسان کے اعتبار سے بھی بلند مرتبہ پر ہیں...... حضور ﷺ کے صحابہؓ کی توقیر ایک مذہبی فریضہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ اس جماعت کے ذریعہ سے یہ خدمت لے رہے ہیں۔ حضرت قائد اور ان کے مخلص ہمنواؤں کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ سنتِ رسولؐ اور مقام صحابہ کرامؓ کا تحفظ کیا جائے۔ اسی وجہ سے کسی دور میں بھی وہ اس مقصد سے ہٹ کر نہ کسی سیاسی جماعت میں شامل ہوئے، نہ اس کی تائید کی۔''

(ماہنامہ حق چاریارؓ صفحہ ۵۲ ستمبر ۹۹ء)

(۲۱)......قائد اہل سنت، انقلابی شخصیت (مولانا نذیر اللہ خاں صاحب رحمہ اللہ)

حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمہ اللہ (فاضلِ دیوبند، سابق مہتمم مدرسہ حیات النبی گجرات) تحریر فرماتے ہیں......

''صرف اتنا علم ہے کہ قضاء قدر نے احیائے ملت کے لیے اس انقلابی شخصیت (یعنی قائد اہل السنۃ) کو منتخب کیا ہے، اور اہل سنت ناجی فرقہ کو بیدار کرنے کے لیے حضرت والا کو امیر تحریک بنادیا ہے...... حضرت والا شیخ الاسلام المدنی نور اللہ مرقدہ...... کی بصیرت سے مستفید ہو کر کام کر رہے ہیں...... حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب دامت برکاتہم دونوں ہی مجاہد اس تحریک کے روحِ رواں ہیں...... بندہ ان کا پیروکار ہے۔ شائد (بداں را بہ نیکاں بہ بخشید کریم) کے تحت "الحقنا بالصالحین" کی دعا قبول ہو۔'' (ماہنامہ حق چاریار صفحہ ۱۵ ستمبر ۹۹ء)

(۲۲)......قاضی صاحبؒ نے اہل حق کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی کی (حضرت مولانا لدھیانوی رحمہ اللہ)

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ شہید ناموس ختم نبوت نے حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ کی کتاب (''خارجی فتنہ حصہ اول'') پر ماہنامہ بینات کراچی میں چھبیس صفحات کا مفصل تبصرہ تحریر فرما کر تحریر فرمایا......

''جناب مصنف نے اہل حق کے مسلک کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی کی ہے...... جناب منصف کو حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انھوں نے اہل حق کی طرف سے یہ فرض کفایہ انجام دیا ہے......خلاصہ یہ کہ حضرت قاضی صاحب کے پیش کردہ اہل حق کے موقف ومسلک سے ہمیں نہ صرف اتفاق ہے بلکہ یہی ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے۔'' [ماہنامہ بینات کراچی جنوری ۱۹۸۴ء]

(۲۳)......درویش صفت، فرشتہ سیرت'' (حضرت جہلمی رحمہ اللہ)

مجاہد ملت، خطیب جہلم حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی رحمہ اللہ (خلیفہ مجاز حضرت لاہوری رحمہ اللہ) تحریر فرماتے ہیں......

حضرت موصوف (قائد اہل سنت رحمہ اللہ) زید مجدہٗ تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے بانی اور امیر ہیں......اس عظیم کام کو ایک باعظمت اور درویش صفت انسان نے اس کے پورے حدود اربعہ کے ساتھ سمجھا اور ظاہری دنیوی وسائل کے فقدان کے باوجود اسی کام کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا۔ اس دوران چند اللہ والے بھی اس کے ساتھ ہولیے۔ اگر کوئی وسیلہ ہے تو یہ کہ صرف فرشتہ سیرت انسان، اہل سنت والجماعت اکابرین دارالعلوم دیوبند کے عقائد ونظریات، علم وعمل، فہم وبصیرت، شریعت وطریقت کا صحیح وارث، ان ہی جیسی للّٰہیت وتقویٰ کا صحیح مظہر، ان کی دیانت اور استقامت کا پیکر اور امین واقع ہوا ہے۔ اس کو علاوہ شرف تلمیذ سے نوازنے کے خلافتِ مجاز کی نسبت سے بہرور فرمایا گیا۔ ''ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء'' آپ کی زیر سرپرستی میں یہ ماہنامہ حق چار یارؓ اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کے مسلک حق کے تحفظ اور ان کے خلاف اٹھنے والے تمام فتنوں، جو شجرہ طیبہ کے دشمن اور اجاڑنے والے ہیں، ایک ایک کی نشاندہی کرتا اور دلائل وبراھین کے ساتھ عام فہم انداز میں افراط وتفریط سے اجتناب کرتے ہوئے محض رضائے الٰہی کے لیے اور اپنا مذہبی فریضہ جانتے ہوئے بلاخوف لومۃ لائم رواں دواں ہے......

تحریک خدام اہل سنت کا وجود اور اس کے بانی و امیر کی نہایت مفید متعدد تصانیف ایسی خوشبو کی ایک مہک ہے جس میں نہ آمیزش غیر کا شائبہ ہے۔ اور نہ کسی صورت قابلِ قبول۔ ایسی خالص مہک سے جو محروم ہے، سوائے اس کی شومئی قسمت کے کیا کہا جائے؟ (ماہنامہ حق چاریارؓ صفحہ۱۲ جنوری ۱۹۹۵ء)

(۲۴)......اکابرین امت کے موقف کی ترجمانی (خواجہ خان محمد صاحب مدظلہم)

پیر طریقت حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہم امیر تحفظ مجلس ختم نبوت پاکستان تحریر فرماتے ہیں ......''یزید کے متعلق اکابرین امت کا موقف جس کی ترجمانی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی فرما رہے ہیں اس کو صحیح سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ اس پر قائم رکھے اور اسی زمرہ میں محشور فرما دے آمین''۔ [ماہنامہ حق چاریارؓ صفحہ ۶۶ جلد ۲۔ شمارہ ۱۱،۱۲]

(۲۵)......قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا قلم حق گو (شیخ الحدیث صاحب مدظلہم)

شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم کتاب ''آفتاب ہدایت'' کی تقریظ میں رقمطراز ہیں کہ......

مقدمہ مولف مرحوم (حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ) کے فرزند ارجمند ہمارے مخلص بزرگ اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کے قلم حق گو کا تحریر کردہ ہے۔''

[ماہنامہ حق چاریارؓ صفحہ ۴۶ اپریل ۹۹ء]

(۲۶)......قائد اہل سنت اہلِ حق کے ترجمان (حضرت صوفی عبدالحمید صاحب مدظلہم)

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہم (مہتمم جامعہ نصرت العلوم گوجرانولہ) اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ......

''میرے ناقص خیال میں اس پر ہمارے جیسے لوگوں کے تبصرے کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ جناب والا کا اسم مبارک اور نام نامی ہی سند کافی ہے۔ آپ اہلِ حق کے ترجمان اور سلف کے امین ہیں۔''

[کشفِ خارجیت صفحہ ۵۱۶]

(۲۷)......فرقِ باطلہ کے تعاقب کا خاص ملکہ'' (حضرت مولانا عبیداللہ صاحب مدظلہم)

جامع معقول ومنقول استاذ العلماء حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب مدظلہم (مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور) کتاب خارجی فتنہ مولفہ قائداہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں......

''میں نے خارجی فتنہ......کو جستہ جستہ پڑھا، حضرت قاضی صاحب زید مجدہ نے اہلِ حق کے مسلک کو مفصل اور مدلل بیان فرما کر تمام اہل سنت والجماعت پر احسان عظیم فرمایا۔ حضرت قاضی صاحب کو حق تعالیٰ نے فرقِ باطلہ اور افراط وتفریط میں مبتلاء افراد کے تعاقب کا خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔ خارجی فتنہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں حضرت قاضی صاحب نے مولانا محمد اسحاق سندیلوی کے مسلک پر نہایت محققانہ انداز سے تنقید فرما کر مشاجراتِ صحابہؓ جیسے نازک مسئلہ کو واضح فرمایا۔

حق تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کی سعی کو مشکور فرمائیں اور اس کتاب کو مقبول اور نافع بنائیں آمین۔ (تائیدی تبصرے ۱۲)

(۲۸)......قائداہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک سعی (علامہ تونسوی مدظلہم)

حضرت مولانا علامہ عبدالستار تونسوی صاحب دامت برکاتہم (صدر تنظیم اہل سنت پاکستان) تحریر فرماتے ہیں......

مکرم ومعظم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلامی خدمات کے معاملہ میں مجاہدانہ کارنامے کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں بالخصوص تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے سلسلہ میں موصوف کی سعی تاریخ کے خصوصی باب میں سنہری حروف میں لکھی جائے گی۔''

[ماہنامہ حق چاریار صفحہ ۵۴ ستمبر ۱۹۹۹ء]

(۲۹)......مسلک حق کی خوب ترجمانی (حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم)

سابق جسٹس شرعی عدالت پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم حضرت قائداہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مکتوب گرامی میں (خارجی فتنہ حصہ اول پر) تحریر فرماتے ہیں......

تازہ کتاب ''خارجی فتنہ'' موصول ہوئی، سرسری طور پر دیکھی دل بہت خوش ہوا۔ آپ نے مسلک حق کی خوب ترجمانی فرمائی ہے، آج اس معاملے میں جو افراط وتفریط چل رہی ہے آپ نے اس سے ہٹ کر اعتدال کا جو راستہ اختیار فرمایا وہی علماء حق کا طریقہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ (محررہ ۵۹-۳-۱۴۰ھ)

(۳۰)......اہل السنّت کی صحیح ترجمانی کی (سید نفیس شاہ صاحب مدظلہ)

رئیس الخطاطین حضرت سید انور حسین شاہ صاحب نفیس رقم مدظلہم (خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ) کتاب خارجی فتنہ کی تائید میں تحریر فرماتے ہیں......

''اس فتنہ (خارجیت) کی بیخ کنی کے لیے اللہ تعالیٰ نے زبدۃ الصلحاء عمدۃ الصلحاء مولانا قاضی مظہر حسین دامت برکاتہم کو منتخب فرمایا ہے۔'' ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے کتاب ''خارجی فتنہ'' لکھ کر اہل السنّت والجماعت کی صحیح صحیح ترجمانی کی ہے اور خوارج ونواصب پر ضرب کاری لگائی ہے۔ اس کتاب کے مندرجات علماء دیوبند کے عقائد ونظریات پر مبنی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ حضرت سید احمد شہید۔ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ اسرارہم کے یہی عقائد ونظریات تھے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہم سب کے لیے ذریعہ ہدایت اور حضرت مولف مدظلہم کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (تائیدی تبصرے صفحہ ۲۸)

(۳۱)......قائد اہل سنت علم وعمل کے مجسم پیکر (مولانا محمد عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ (سابق خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد) تحریر فرماتے ہیں......

''میرے نزدیک حضرت قبلہ سیدی قاضی صاحب شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ اور علم وعمل کے مجسم پیکر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انھیں مسلک حقہ اہل سنت (دیوبند) کی خدمت کے لیے جذبہ جہاد اور اخلاص اور جمیع اوصاف حمیدہ سے نوازا ہے۔''ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور موصوف سے مجھے عقیدت اور محبت ہے اسی کو اپنے لیے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔''

[ماہنامہ حق چاریارؓ صفحہ ۴۵ نومبر ۱۹۹۹ء]

(۳۲)......حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی دُور بین سوچ کی ترجمانی (مولانا محمد یوسف بنوریؒ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ (سابق مہتمم دارالعلوم سرحد پشاور) تحریر فرماتے ہیں......

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی کی علمی اور تصنیفی خدمات قابلِ قدر ہیں جب بھی ان تصانیف کے مطالعہ کا موقع ملتا ہے روزمرہ ملالت کے باجود پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ پوری تصنیف نہ پڑھ سکوں تب بھی علمی نظر دوڑائے بغیر تجسس کو تسکین حاصل نہیں ہوتی......ان کی افادیت مسلم ہے۔ پڑھنے سے حق کی نشاندہی اور مذہبی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ مدلل جوابات، قاری کے فہم وادراک کو بیدار کرنے والے پُرمغز خیالات، حقائق سے لبریز، مرقع تحریر حضرت قاضی صاحب مدظلہ العالی ہی کا طرہ امتیاز ہے۔ سنی کاز کے لیے ان کی موثر تگ ودو اور باطل قوتوں کا کامیاب تعاقب۔ اکابر کے خیالات وافکار۔ خصوصاً شیخ مدنی رحمہ اللہ کی دوربین سوچ کی صحیح ترجمانی ہے۔ (محررہ مکتوب ۱۴/۲/۱۴۰۴ھ)

(۳۳)......سب کی طرف سے فرض کفایہ (صاحبزادہ محمد حسین انصاری مدظلہ)

حضرت مولانا ڈاکٹر صاحبزادہ محمد حسین صاحب انصاری مدظلہم (خلیفہ ارشد حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ) تحریر فرماتے ہیں......

''اہل سنت اور صحابہ کرامؓ کی طرف سے مدافعت، اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے......اور خوشی ہے کہ اس محاذ کو اس دور میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی سنبھالے ہوئے ہیں۔ دراصل یہ کام ان کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملا ہے۔ اور حضرت قاضی صاحب ہم سب کی طرف سے گویا کہ فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۵۹ نومبر ۱۹۸۹ء]

(۳۴)......علم وعمل میں یکتائے زمانہ (مولانا مفتی صدیق الرحمٰن مدظلہم)

حضرت مولانا مفتی صدیق الرحمٰن صاحب مدظلہم (فاضلِ دیوبند) خطیب مرکزی جامع مسجد مری تحریر فرماتے ہیں......

میں نے اور قاضی صاحب نے دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ (اور دیگر اجل علماء زمانہ) سے ایک ساتھ پڑھا ہے......فراغت کے بعد انھوں نے اپنے علم وعمل اور تقویٰ کی بناء پر حضرت مدنی رحمہ اللہ سے خلافت حاصل کر لی اور دنیائے علم وعمل میں یکتائے زمانہ ہوئے......قاضی صاحب کی ذات کتاب نہیں بلکہ مجسمہ آفتاب ہدایت ہے۔

[ماہنامہ حق چار یار صفحہ ۵۹ نومبر ۱۹۸۹ء]

(۳۵)......حدودِ دین میں اسلامی میزان کے نگران (مولانا غلام یٰسین مدظلہ)

حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب مدظلہم (فاضل دیوبند) ملتان۔تحریر فرماتے ہیں کہ......حضرت قاضی مظہر حسین صاحب زید مجدہ وزاد اللہ شرفاً وتکریماً......کا قدم اور قلم کسی بڑے سے بڑے عالم راسخ سے پیچھے نہیں۔حضرت صاحب کی تصانیف نے نکرہ سے معرفہ کی طرف ممتاز فرمایا۔علم ویقین کی شمع ہیں اور اسلامی عقائد ونظریات کے محافظ اور مذہبی راہنما ہیں......ہمارے حضرت قاضی صاحب دیوبندی القلم۔مدنی المذاق ہیں......حضرت قاضی صاحب عقائد ونصوص اور حدودِ دین کے بارے میں اسلامی میزان کے نگران ہیں۔توازن میں کمی وبیشی کے معاملہ میں اتنے غیور وحساس ہیں جتنے آپ کے اساتذہ اور مشائخ اور علمائے حق۔وہ جب کبھی تحریف دین کی کوشش یا دین کی ترجمانی میں کوئی بے اعتدالی یا آزادی یا غلط اجتہاد دیکھتے ہیں تو برداشت نہیں کر سکتے۔

حدی را تیز تری خواں چوں نغمہ کم یابی

وہ بتلانا چاہتے ہیں کہ خواہ کوئی ہماری جماعت کا آدمی ہی کیوں نہ ہو اور لوگوں میں اس کی بڑائی جس حد تک بھی مسلم ہو لیکن حق کا قدم جب درمیان میں آئے گا تو پھر کسی کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا۔''

[ماہنامہ حق چار یار صفحہ ۴۸ جلد ۸۔شمارہ ۱]

(۳۶)......علمائے دیوبند کی تعلیمات پھیلانے والے (مولانا ریاض احمد صاحب مدظلہ)

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز شیخ الاسلام سیدی وسندی مولانا مدنی قدس سرہ العزیز کے محبوب خلفاء میں سے ہیں۔بہت بڑے عالم دین اور صاحب ورع وتقویٰ ہیں سلسلہ چشتیہ صابریہ کے بہت بڑے مشائخ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔بہت پختہ اور صاحب عزم مجاہدین کے سرخیل ہیں......حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم ہمارے علمائے دیوبند کے صحیح ماننے والے اور ان کی تعلیمات کو تمام عالم میں پھیلانے والے ہیں......بندہ تو ان کو ائمہ دین اور مشائخ عظام میں شمار کرتا ہے اور حضرت قاضی صاحبؒ کی اہل سنت والجماعت کی خدمت میں تمام سرگرمیوں کو صحیح اور احسن سمجھتا ہے۔

[ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۹ء]

(۳۷)......اہم ترین فریضہ دینی ادا کرنے والے (مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم (مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) تحریر فرماتے ہیں......

حضرت قاضی صاحب موصوف ایک اہم ترین فریضہ دینی ادا کر رہے ہیں اور ہر لحاظ سے ہماری تائید وتحسین اور دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ (ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۴۶ نومبر ۱۹۹۹ء)

(۳۸)......فتنوں کے دور میں جائے پنا (زاہد الراشدی)

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہم (مدیر ماہنامہ الشریعۃ وخطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانولہ) حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نمبر میں رقمطراز ہیں......

وہ اہل سنت کے قافلہ عزم واستقامت سے وابستہ تھے اور سنی کہلاتے تھے، اس پر اصرار اور فخر کرتے تھے اور بلاخوف لومۃ لائم اس کا پرچار کرتے۔ اُن کے ہاں سنیت کا ایک متعین دائرہ تھا جس سے باہر نکلنا بلکہ اس دائرہ سے باہر دیکھنا بھی ان کے نزدیک گناہ تھا اس پر ان کی استقامت کا یہ عالم تھا کہ اسے پہاڑ جیسی استقامت قرار دیتے ہوئے بھی یوں لگتا تھا کہ جیسے کوئی محاورہ نہیں بولا جارہا بلکہ ایک حقیقت واقعہ کا اظہار کیا جارہا ہے

ان کے ''دائرہ سنیت'' کو میں اور میرے جیسے وہ کارکن جن کی تگ وتاز کا دائرہ دین وسیاست کے بہت سے شعبوں تک وسیع ہے ہمیشہ محدود دائرہ کہتے رہے ہیں اور اس نقطہ نظر سے اب بھی وہ دائرہ محدود دکھائی دیتا ہے۔

لیکن سچی بات یہ ہے کہ جب چاروں طرف نظر دوڑا کر ایمان کی سلامتی کے حوالہ سے کوئی گوشہء عافیت تلاش کرنے کا خیال ذہن میں آتا ہے تو بارش کی طرح برسنے والے فتنوں اور ان کی حشر سامانیوں کے اس دور میں اس ''محدود دائرہ'' کے سوا کوئی اور جائے پناہ بھی دکھائی نہیں دیتی۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ اور حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ دونوں لازم وملزوم تھے۔ دونوں ہمیشہ اسی دائرہ میں سرگرم عمل رہے۔'' [حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نمبر صفحہ ۱۶۲]

(۳۹)......علماء دیوبند کے مسلک اعتدال کے امین (مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ)

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب (مدیر ماہنامہ ''القاسم'' ومہتمم جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ

سرحد) لکھتے ہیں......

وکیل صحابہؓ، اکابر علماء دیوبند کے مسلک اعتدال کے امین، تحریک خدام اہل سنت کے بانی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ...... سب جانتے ہیں کہ حضرت قاضی صاحب موصوف اور ان کی برپا کردہ تحریک خدام اہل سنت نے دفاع صحابہؓ اور اتباع سنت کے نظریات کو فروغ دیا ہے۔ عظمت اور شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو متعارف کرایا اور لادین سیاسی انقلابات کا راستہ روکا۔ فروغ علم کی تحریکوں کو شعلے دیئے ہیں۔ رافضیت کی ظالمانہ گرفت کو توڑا ہے۔ جاہل اور فکری کج عقیدہ لوگوں کو دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشن کے لیے اُبھارا ہے۔ فکروعمل اور دفاع صحابہؓ کے نئے آفاق تلاش کئے ہیں۔ سیاسی بصیرت اور انقلابی شعور کے نئے جزیرے دریافت کئے ہیں۔ ظلم کے مستحکم نظام کو متزلزل کیا ہے۔ افتادگانِ خاک کے ادھورے خوابوں کو کامل تعبیر بخشی ہے۔

درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور تبلیغ ودعوت کا فریضہ بھی انجام دیا ہے اور ہزاروں مسلمانوں میں ازسرنو ایمان وایقان کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ عظمت صحابہؓ کا ولولہ تازہ کیا اور اعتدال میں رہ کر نظام خلافت راشدہ کے قیام کے لیے مضبوط بنیادیں فراہم کی ہیں۔

وہ جو شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت درخواستی، حضرت مفتی محمود، حضرت غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے قافلہ علم وعرفان کے روشن آفتاب ہیں۔ وہ جنہوں نے ہردور میں جبرو استبداد، کفروضلالت، رفض وعداوت صحابہؓ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ظلم وتشدد اور قیدوبند کا نشانہ بنتے رہے مگر علم حق کی بلندیوں میں فرق نہ آنے دیا۔

آج پاکستان میں چارسو جو عظمت صحابہؓ اور نظام خلافتِ راشدہ کے ترانوں کا غلغلہ ہے اس میں دیگر متعدد عوامل اور محرکات کے برملا اعتراف کے باوصف بہت سا حصہ قاضی صاحب موصوف کی دھیمی اومعتدل مساعی کا ہے۔ جو عشروں سے اذہان وقلوب کی زمین کو اس فصل کے لیے ہموار اور تیار کر رہے ہیں......

اس دور میں کچھ خاک نشینوں کی یہ دولت
باقی رہے اسلام کی عظمت کے نشاں ہیں

[ماہنامہ حق چاریارؓ صفحہ ۴۴ جون ۲۰۰۰ء]

(۴۰)......قائد اہل سنت کا وجود مسعود امت کیلئے گرانقدر عطیہ (مولانا اللہ وسایا مدظلہ)

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ...... حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کا وجود مسعود امت کے لیے اللہ رب کا گرانقدر عطیہ ہے۔ ایسے حضرات سے ہی امت کی خیر و برکت وابستہ ہے۔ اللہ رب العزت کا کرم ہے کہ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کا ہمیشہ سے طریقہ اکابر رحمہم اللہ والا رہا ہے اور کبھی بھی اعتدال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اس پر وہ پوری ملت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ جو افراد یا ادارے اس عنوان سے کام کر رہے ہیں انھیں قبلہ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کی پالیسی اپنانا چاہیے۔

[ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۵۶ جلد ا شمارہ:۴]

(۴۱)......قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا موقف درست اور علمائے دیوبند کے مطابق

(مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں مولانا لعل شاہ صاحب بخاری اور حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی کتب سے عبارات نقل کر کے بندہ نے فیصلہ کے لیے دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں بھیج کر عرض کیا کہ ہر دو حضرات میں سے کس کا موقف و مسلک، درست اور اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کے مطابق ہے؟ تو اس کے جواب میں چار مفتیان کرام دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کی مصدقہ حسب ذیل تحریر موصول ہوئی......

''قاضی مظہر حسین کا موقف درست اور اہل سنت والجماعت اور علمائے دیوبند کے مطابق ہے۔ اور بخاری لعل شاہ کا موقف اس باب میں غیر معقول اور شیعی مزاج کے مطابق ہے۔''

(۴۲)......قاضی صاحب نے مسلک اہل السنت کی ترجمانی فرمائی (ماہنامہ البلاغ کراچی)

ماہنامہ البلاغ کراچی کے شمارہ اکتوبر نومبر ۱۹۸۲ء میں تبصرہ نگار خارجی فتنہ پر لکھتے ہیں......

''مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے دو حصوں میں ان خیالات پر تنقید کی ہے اور پہلے حصہ میں مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں اکابر علمائے حق کے اقوال اور ان کے تحریری اقتباسات پیش کیے ہیں اور ہر طرح مسلک اہل السنت والجماعت کی ترجمانی فرمائی ہے۔

(۴۳)......قاضی صاحب نے اہل سنت کی صحیح ترجمانی فرمائی (ماہنامہ الخیر ملتان)

اور ماہنامہ الخیر ملتان کے شمارہ فروری ۱۹۸۴ء میں تبصرہ نگار تحریر فرماتے ہیں...

''جس موضوع پر حضرت قاضی صاحب نے قلم اٹھایا ہے وہ جمہور اہل سنت کا مختار اور راجح موقف ہے۔اس لیے مصنف نے عقلی اور نقلی دلائل اور اسلاف کی غیر مبہم عبارات وتصریحات کا کافی ذخیرہ اس سلسلے میں پیش کیا ہے۔اس میں شک نہیں کہ قاضی صاحب موصوف نے اہل سنت کی صحیح صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔

(۴۴)......قاضی صاحب کے محکم دلائل کا رد ممکن ہی نہیں (ماہنامہ ضیائے حرم بھیرہ)

ماہنامہ ''ضیائے حرم بھیرہ (سرگودھا) کے شمارہ جولائی ۱۹۸۳ء میں تبصرہ نگار تحریر فرماتے ہیں کہ...... ''خارجی فتنہ'' میں مولانا قاضی مظہر حسین نے سندیلوی صاحب کے افکار ونظریات کا بھرپور انداز میں جائزہ لیا ہے۔قاضی صاحب کے دلائل اتنے محکم ہیں کہ کسی سلیم الطبع شخص کے لیے ان کا رد کرنا ممکن ہی نہیں...... فی الحقیقت یہ کتاب ناصبیت کے سر پر گرز البرز کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کے پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ تمام شبہات اور وسوسے دور ہو جاتے ہیں جو روافض۔خوارج اور نواصب کے زہریلے پروپیگنڈے سے بعض ذہنوں میں پیدا ہو گئے ہیں۔

(۴۵)......ٹھوس علمی بنیادوں پر گفتگو (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک)

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک کے شمارہ مارچ ۱۹۸۳ء میں تبصرہ نگار خارجی فتنہ پر لکھتے ہیں......

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے بھی زیر تبصرہ کتاب میں ما انا علیہ واصحابی کے اصول کے پیش نظر اصلاً خوارج اور ضمناً اہل تشیع کا زبردست نوٹس لیا ہے۔محمود احمد عباسی اور اس کے پیروکاروں سے ٹھوس علمی بنیادوں پر گفتگو کی ہے۔

(۴۶)......ملک کی عظیم مسلمہ شخصیت (ماہنامہ النصیحۃ پشاور)

ماہنامہ النصیحۃ چارسدہ (پشاور) کے مدیر تحریر فرماتے ہیں کہ ......

رسالہ (حق چاریارؓ) کی سرپرستی ملک کی عظیم مسلمہ شخصیت پیر طریقت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ خلیفہ اجل حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں۔(شوال ۱۴۰۹ھ)

(۴۷)...... مجاہد ملت، ترجمان اہل سنت، (ماہنامہ سوغات کراچی)

ماہنامہ سوغات (بلوچی) کراچی کے مدیر ماہ شوال ۱۴۰۹ھ کے شمارہ میں لکھتے ہیں کہ......

"رسالہ حق چاریار رضی اللہ عنہم بھی ملک کی مشہور اور معروف دینی تنظیم تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا ترجمان اور ملک میں خلافت راشدہ کے نظام کا داعی پرچہ ہے۔ جو ترجمان اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت اقدس مجاہد ملت مولانا الحاج قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ) امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت کی زیر نگرانی حال ہی میں جاری ہوا ہے۔

(۴۸)...... حق گوئی کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ (ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور)

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور کے تبصرہ نگار ۱۴ تا ۲۱ اپریل ۱۹۸۹ء کے شمارہ میں لکھتے ہیں......

"اہل سنت کے لبادہ میں بہت سے ایسے گروہ بھی در آئے ہیں جن کا مشن اہل سنت کو ان کی اصل منزل اور شناخت سے محروم کرنا ہے۔ تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے امیر اور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین دامت برکاتہم ایک عرصہ سے اہل سنت کو ایسی سازشوں سے بچائے ہوئے ہیں اور انہیں بے نقاب کر کے حق گوئی کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

(۴۹)...... اکابر رحمہم اللہ کے مشن کے وارث (ہفت روزہ خدام الدین لاہور)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے شمارہ ۱۸ مئی ۱۹۷۹ء میں لکھا ہے کہ ......

قاضی صاحب موصوف جو رفض وسبائیت کے سلسلہ میں مفید خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اور نومبر ۱۹۸۲ء میں لکھا ہے کہ......

"مطرقۃ الکرامہ کے ابتدائیہ کے طور پر امیر تحریک خدام اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب زید مجدہم نے ایک انتہائی موثر ومدلل تحریر لکھی ہے۔

اور ۲۶ اگست ۱۹۸۳ء کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ ......

"ہمارے مخدوم مولانا قاضی مظہر حسین صاحب جو جماعت اسلامی کے معاملہ میں اپنے اکابر مولانا مدنی مولانا لاہوری۔ شیخ الحدیث اور مولانا غلام غوث ہزاروی قدس سرہ اسرار ہم کے مشن کے وارث ہیں۔"

(۵۰)......مسلک اعتدال کے علمبردار، (ہفت وار لولاک فیصل آباد)

ہفت روزہ ''لولاک'' فیصل آباد زیر ادارت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کی جلد ۲۰ شمارہ نمبر ۱۲ میں تبصرہ نگار رقمطراز ہیں کہ ......

حضرت پیر طریقت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال......شیخ العرب والعجم حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ ملکِ عزیز میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لیے تن من دھن کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ اپنے مشن میں اخلاص کے باعث ملک کے طول وعرض میں بے شمار ان کے مداح ومرید موجود ہیں۔ آپ نے خدام اہل سنت کے نام سے ایک تنظیم قائم کی ہوئی ہے۔ تنظیم کے کارکن اتنے مخلص ہیں کہ ان کو اپنے مشن کے ساتھ جنون کی حد تک لگاؤ ہے۔ وہ رات دن صبح وشام قریہ قریہ اپنے مشن کے علم کو لیے پھر رہے ہیں......

قاضی صاحب پر اللہ رب العزت کی بے شمار رحمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلک اعتدال کے علمبردار ہیں۔ افراط وتفریط سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ ہمیشہ اپنے بزرگوں، اکابر، اساتذہ سلف صالحین کے نظریات وعقائد کے ترجمان رہے ہیں۔ مسلک اعتدال سے کسی نے لغزش کی نہیں اور قاضی صاحب اس پر تیغ براں لے کر ٹوٹے نہیں۔

ہم نے اپنے ہوش میں دو بزرگوں کو دیکھا ہے۔ جنہوں نے جس بات کو حق سمجھا برملا دوٹوک کہا۔ ان کے ہاں مصلحت نام کی چیز کا تصور ہی نہیں۔ انھوں نے اپنے اپنے یمین ویسار کی پرواہ کیے بغیرہ جو حق سمجھا وہی کہا۔ زہر ہلال کو قند کہنے کی غلطی نہیں کی۔ ایک تھے حضرت مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ مرحوم اور دوسرے پیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب۔ رحمۃ اللہ علیہ

خدا رحمت کند این عاشقاں پاک طینت را

حق تعالیٰ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائیں اور ہم خدام کو آپ کے مبارک مشن پر قدم قدم چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں آمین۔

❀❀❀❀

بلند پایہ راہبر......شریعت وطریقت

جناب راجہ محمد شریف صاحب ☆

محترم حافظ زاہد حسین رشیدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

والا نامہ موصول کیے ہوئے کئی دن گزر گئے مگر طبیعت کی ناسازی کے باعث آپ کے حکم کی تعمیل کرنے سے معذور رہا جس کے لیے میں دلی طور پر معذرت خواہ ہوں۔ جہاں تک حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کا سانحہ پیش آیا ہے وہ واقعتاً ایک بلند پایہ شریعت وطریقت سے محرومی ہوئی ہے۔ اِس جامع شخصیت نے موجودہ پرفتن دور میں مسلک حقہ کی سربلندی کا جھنڈا بلند وبالا رکھا اور اپنے موقف میں سرمو فرق نہ لا کر بے مثال ڈھٹائی کا ثبوت فراہم کیا۔ میں تو بہر حال کم علم ہونے کے ناطے ان کی مجاہدانہ، تعلیم دین سے بے لوث آراستہ زندگی، صراط مستقیم پر گامزن، وکالت صحابہ رضی اللہ عنہم پر سینہ سپر ہونے پر وہ موزوں الفاظ پیش نہ کر سکوں گا جو اِس کی صحیح ترجمانی کر سکیں اِس کے لیے تو وسیع علم کی ضرورت ہے۔ اِس ضمن میں مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے ایک مرتبہ حضرت مولانا علامہ خالد محمود مدظلہ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے اندر عقیدہ، مسلک کی پختگی دو اہم شخصیات کی وجہ سے آئی ہے، ایک تو حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ چکوال والے تھے۔

حضرت اقدس چکوالی رحمۃ اللہ علیہ سے میری پہلی ملاقات ۱۹۶۱ء میں حضرت مولانا عبد اللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع مسجد گنبد والی میں ہوئی۔ جب کہ اُس وقت حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت تقریباً ۸ یا ۹ سال کی جدائی کے بعد ہوئی تھی پھر یہ سلسلہ جنبانی چل پڑا۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۶۱ء کو انگلینڈ چلا گیا اور وہاں سے ۱۹۶۶ء میں واپسی ہوئی تو اِس خادم نے اپنے گاؤں میں ایک تبلیغی جلسہ کا اہتمام کیا جس میں حضرت قاضی مظہر حسین

☆ ساکن بھنڈگراں، ضلع گجرات۔ تحصیل کھاریاں

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب مدعو تھے۔ ہمارے گاؤں کو مودودیت دیمک کی مانند چاٹ رہی تھی۔ وہ اس لیے کہ ہمارے گاؤں میں ایک نائب صوبیدار ۱۹۴۳ء میں یہ اکائی بنگلور (انڈیا) سے لے آئے تھے اور پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد جب پوری طرح مودودیت کا چہرہ عیاں نہیں ہوا تھا تو حلقہ کے مودودی اسلامی جماعت کے متاثرین نے حضرت مولانا محمد عبد اللہ آف ملکہ تحصیل کھاریاں فاضل دیوبند کو ۱۹۵۰ء کے الیکشن میں نامزد کروا دیا۔ یہ شخصیت زہد و تقویٰ، علمی جواہر پاروں سے لیس تھی بدیں وجہ ان کا علاقہ کے اندر اچھا خاصا اثر تھا لہٰذا اس فتنے کو سنہری موقع ہاتھ آ گیا۔ بہرحال ہمارا جلسہ منعقد ہوا جو کہ ایوبی دورِ حکومت میں تھا۔ اس میں پہلے حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا اس کے بعد حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان شروع ہوا تو حضرت موصوف نے جب سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر جو ہرزہ سرائی مودودی صاحب نے کی اس عبارت کا رد کیا جس پر موضع ننگریال کا ایک کالجیٹ لڑکا اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے سوال کر دیا۔ اس پر حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے کڑک انداز میں فرمایا کہ بیٹھ جاؤ تو کہاں سے مودودی کا متوالا آ گیا ہے تو اس پر حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں حضرت! اس نے سوال کیا ہے ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس کا معقول جواب دیویں۔ پھر کیا تھا کہ حضرت موصوف نے پہلے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ذوالنورین کے فضائل بڑے احسن طریقہ سے بیان فرما کر یوں گویا ہوئے..........

اے مودودی! تو سرورِ کائنات کے دوہرے داماد پر قلمی گستار ہا ہے۔ اے کاش تیری قلم ٹوٹ گئی ہوتی تمہارے ہاتھ شل ہو گئے ہوتے جو اس طرح کی بے بنیاد الزام تراشیاں ا ہے تھی فن کا مظاہرہ کر کے شیطان کو راضی اور رحمان یعنی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا رہا۔ کاش کہ اس وقت ٹیپ ریکارڈنگ سسٹم ہر جگہ موجود ہوتا تو یہ بیان حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ریکارڈ ہو جاتا۔ تو حضرت کے ولولہ انگیز اور دل نشیں بیان سے بہت سے دیگر لوگ بھی مستفید ہو جاتے۔ بہرحال اس جلسہ نے ہمارے ہاں مودودیوں کی چولیں ہلا کر رکھ دیں۔ سازشوں سے تو اب بھی باز نہیں آتے مگر اس دن ان کی وہ گت بنی کہ سالوں تک کچھ کہنے کے اہل نہ رہے۔ میں نے حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو دودھ کھل کر پیتے دیکھا جلسے کے بعد بھی حضرات نے میری ہاں ہی رات بسر کی اور رات کو بھی حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہوا۔ ناشتہ سے قبل ہمارے ہاں ایک لڑکے ملک مسعود صاحب نے جو اس وقت کالج میں زیر تعلیم تھے۔

حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کیا آپ اِسی لباس میں اسمبلی میں جاتے ہیں؟ تو اِس پر حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں لنگوٹ باندھ کر جاتا ہوں اِس پر قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ سمیت سبھی حضرات کھل کھلا کر ہنس دیے۔

دوسرا واقعہ یوں ہے اُوچھری ضلع اٹک میں ایک جلسہ منعقد ہوا تو واپسی پر حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ میں بھی تھا۔ تو مجھے ایک بات یاد آ گئی کہ جب میں ۱۹۶۹ء میں انگلینڈ میں تھا تو اُن دِنوں حضرت علامہ خالد محمود مدظلہ کے ہاں میرا اکثر جانا آنا تھا یہ وہ وقت تھا جب چاند پر اُترنے کا بہت زیادہ شور و غوغا اور پراپیگنڈہ تھا تو علامہ صاحب موصوف نے مجھ سے فرمایا کہ لندن سے اُدھر برمنگھم میں میرے پاس ایک پاکستانی طالب علم آیا تھا اور بڑی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا کہ وہ چڑھ گئے ہیں، وہ چڑھ گئے ہیں۔ تو علامہ صاحب نے فرمایا کہ کہاں چڑھ گئے ہیں؟ تو کہنے لگا کہ وہ چاند پر چڑھ گئے ہیں تو علامہ صاحب نے فرمایا کہ کاکا میں نے تو جانا نہیں ہے اگر آپ کو جانا ہے تو بصد خوشی چلے جایئے۔ اِس پر وہ برہم ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ لوگ چاند پر جا رہے ہیں اور مولوی صاحبان ہمیں استنجے کے مسئلے بتا رہے ہیں۔ اس پر علامہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ چاند پر انسان چڑھ جاوے تو کیا پیشاب، پاخانہ بند ہو جاتی ہے؟ کہنے لگا کہ نہیں تو فرمایا پھر استنجے کا مسئلہ تو رہے گا اس کا چاند پر چڑھنے سے کیا تعلق ہے۔ جب میں نے یہ سارا واقعہ سنایا تو حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ خوب مسکرائے۔

ووکنگ انگلینڈ والی تاریخی شاہجہان مسجد قادیانی سر ظفر اللہ خان (اُس وقت کے پاکستان کے وزیر خارجہ) کی وساطت سے ایک ہندوستانی مسلمان امام مسجد ہذا سے انگریزوں کے بل بوتے پر چھین لی گئی اور لاہوری مرزائیوں کے حوالے کر دی گئی۔ ۱۹۶۸ء میں جب مسلمانوں کی تعداد یہاں بڑھی تو کچھ ساتھیوں نے جن میں یہ احقر بھی شامل تھا حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ خالد محمود مدظلہ کے مشورے کے مطابق اِس کے حصول کے لیے تحریک چلائی۔ ایک رات لاہوری مرزائیوں کے کلرک کو نکال باہر کیا اور مسجد اور اس سے ملحقہ عمارات پر ہم لوگ قابض ہو گئے پولیس وغیرہ بھی مرزائیوں کی انگیخت پر آئی بہرحال کافی تگ و دو کے بعد مسجد واگذار ہو گئی۔ حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبداللطیف مدظلہ اِس ضمن میں رابطہ کرنے پر ہماری راہنمائی فرماتے رہے بلکہ حضرت مولانا عبد اللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا تبلیغی دورہ ۱۹۷۳ء میں اِس احقر نے انگلینڈ کا کروایا۔ حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کا

زبردست دل سوز مسجد ہذا میں بیان ہوا جس کے اثرات الحمد للہ بہت ہی اچھے رہے۔ کوٹلہ عرب علی خان تحصیل کھاریاں میں کئی مرتبہ حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ، حضرت جہلمی رحمہ اللہ، حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمہ اللہ چاروں علماء حضرات تشریف لائے اور یہاں سب حضرات کے مفصل بیان ہوئے۔ حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کا بیان منفرد حیثیت کا حامل ہوتا تھا جو دلائل سے بھرپور اور عام فہم ذہنوں میں بھی اتر جاتا تھا۔

ایک مرتبہ یہ چاروں حضرات رحمہم اللہ کوٹلہ عرب خان تحصیل کھاریاں میں تشریف لائے۔ منڈی کوٹلہ والی جامع مسجد میں، میں نے اور والد صاحب مرحوم و مغفور نے خان رحمت خان مرحوم سے جو اس وقت منڈی کے بانی ہونے کے ناطے خاصہ اثر رکھتے تھے، جلسہ کروانے کی اجازت طلب کی جو کہ خان صاحب مرحوم نے دے دی جب لوگوں کو پتہ چلا تو کچھ حضرات نے خان صاحب کو ورغلانا شروع کر دیا کہ آپ جلسہ نہ ہونے دیں کیونکہ یہاں مخالفت ہو جاوے گی مگر وہ اپنے اجازت نامہ پہ قائم رہے۔ چاروں حضرات خان صاحب کی اُس وقت کی دکان سے ملحقہ بیٹھک میں تشریف فرما تھے اتفاق سے حضرت جہلمی رحمہ اللہ الگ بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس خان صاحب مرحوم نے آ کر رٹ لگا دی کہ مولانا کسی کے خلاف کچھ نہ کہنا وغیرہ۔ حضرت جہلمی رحمہ اللہ نے بالآخر خان صاحب مرحوم سے فرمایا کہ کسی کے خلاف کہنے سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ اگر ہم بے نمازی کے متعلق کچھ کہتے ہیں تو اس کی مخالفت ہو جاوے گی بے روزہ سے متعلق کچھ کہتے ہیں تو یہ اُس کے خلاف بات ہو جاوے گی اس پر یہ لاجواب ہو گیا تاہم یہ جلسہ بہت زیادہ کامیاب رہا اور سامعین حضرات بہت ہی زیادہ متاثر ہوئے۔ امام جامع مسجد جو کہ بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتا تھا۔ جلسہ سے قبل ہی کچھ عرصہ کے لیے احتجاجاً غائب ہو گئے تو دوسرے جمعہ پر خان رحمت خان مرحوم نے گرج کر کہا کہ وہ اپنے مناظر کو لے آویں اور میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کی منت کر کے یہاں لے آؤں گا پھر دودھ کا دودھ پانی کا پانی نکھر کر آشکارا ہو جائے گا۔

میرے ایک دوست خواجہ محمد احسن ایڈووکیٹ مرحوم گجرات نے اپنی کوٹھی میں حضرت کا بیان رکھا جس کے لیے میں نے حضرت رحمہ اللہ سے وقت لے کر دیا تھا۔ سامعین میں زیادہ تعداد وکلاء کی تھی بیان اس قدر گہرا اور علمی تھا کہ سبھی وکلاء و دیگر علمی شخصیات عش عش کر اٹھیں۔ یہ تھا حضرت رحمہ اللہ کا علمی مقام کہ تمام جلسہ میں سے کوئی ایک وکیل بھی (جن کے متعلق یہ کہنا بجا ہے کہ وکیل آں باشد کہ چپ نہ شد) بول نہ سکا

لیکن اس سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ حضرت کا ہر بیان ہی علمی اور گہرے انداز کا ہوتا تھا بلکہ حضرت رحمہ اللہ ہر بیان سامعین کی حیثیت کو ملحوظ خاطر رکھ کر فرماتے تھے۔ ۱۹۶۷ء کا واقعہ ہے کہ میرے والد ماجد مرحوم نے جو کہ اگرچہ عالم نہیں تھے لیکن بہت زیرک اور سمجھ دار انسان تھے جامع مسجد گنبد والی میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا سورۃ فاتحہ کے متعلق درسِ قرآن سن کر اپنے تاثرات اس طرح بیان فرمائے۔

''حضرت مرحوم و مغفور کا بیان بہت دلنشین تھا میں نے ایسا بیان آج تک کسی دوسرے عالم دین سے نہ سنا تھا اور میرا دل چاہتا تھا کہ حضرت رحمہ اللہ اس درس کو اسی طرح جاری و ساری رکھیں اور میں دیر تک اسی کو سنتا اور فیض یاب ہوتا رہتا۔'' کیونکہ جو دلائل اور تشریحات حضرت رحمہ اللہ نے یہاں بیان فرمائیں وہ انہی کا حصہ تھا اس طرح میرے والد صاحب مرحوم و مغفور بہت ہی زیادہ متاثر اور محظوظ نظر آئے۔

میری حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ سے ذاتی ملاقاتیں چکوال میں ہوئیں جب بھی میں نے ملاقات کا موقع مانگا تو حضرت رحمہ اللہ موصوف نے بخوشی تمام وقت عنائت فرمائے اور وہاں پر خاطر و تواضع میں اپنی مثال آپ ہی ثابت ہوئے۔ وہ اس قدر شفقت فرماتے تھے جس کا میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا ان سے تعلق کی ایک طویل داستان ہے جس کو صفحۂ قرطاس پر ضبط میں لانا کم از کم میرے بس کا روگ نہیں ہے۔ وہ اس دور کے لاثانی علماء حق میں سے تھے ان کی دینی خدمات بسلسلہ مسلک حقہ تا قیامت مشعل راہ رہیں گی۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دینی مساعی جمیلہ کو قبول و مقبول فرما کر ان کے درجات کو بلند و بالا فرماوے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت سے بہرہ ور فرماوے اور ان کے مشن کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق ارزانی عطا فرماوے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین

اکابر دارالعلوم دیوبند کی جامعیت

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں......

اکابر دارالعلوم (دیوبند) مجموعی حیثیت سے ایک مجدد کی شان رکھتے ہیں ان حضرات کو حق تعالیٰ نے علم و عمل کی جامعیت عطا فرمائی تھی وہ بیک وقت شریعت و طریقت کے معلم و مربی تھے۔ اہل السنت والجماعت کے چاروں روحانی سلسلوں کا فیض ان سے پھیلا ہے البتہ نسبت چشتیہ ان میں اصل اور غالب تھی۔ [سالانہ دستیاد کیم رجب ۱۹۹۶ء، ص ۱۰]

اہل سنت کے مجاہد قائد

مولوی محمد امتیاز نسیم ☆

اللہ تعالیٰ کا نظام قدرت وحکمت بھی عجیب ہے۔ بعض حضرات بزمِ جہاں میں دیر سے آتے ہیں۔ مگر ان کو نشست صدیقین اوّلین کے پہلو میں دی جاتی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''دلائل النبوۃ'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

''اس اُمت کے آخر میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کو اَجر اُمت کے پہلوں کا سا دیا جائے گا۔ یہ لوگ ''معروف'' کا حکم کریں گے۔ ''برائیوں'' سے روکیں گے اور اہل فتنہ سے لڑیں گے۔''

[مشکوٰۃ۔ص ۵۸۴]

یعنی ''المعروف'' کا حکم کرنا، ''المنکر'' سے روکتے رہنا اور فتنہ پردازوں سے برسرپیکار رہنا۔ یہی تین اوصاف ایسے ہیں جو پچھلوں کو پہلوں سے ملا دیتے ہیں۔ بلاشبہ علم وفضل، طہارت وتقویٰ، زہد وتقدس وغیرہ ایمانی اور انسانی اوصاف بھی نہایت گرانقدر ہیں۔ مگر ان سارے اوصاف سے آدمی مقبولیت عنداللہ میں اپنے ہمعصروں سے آگے نکل سکتا ہے اور اپنے زمانے کا مقتدا بن سکتا ہے۔ تاہم شمار اُس کا اسی زمانے میں ہوگا، جس میں وہ پیدا ہوا اور اس کے اجر وثواب اور درجات کا پیمانہ بھی اسی کے لحاظ سے متعین ہوگا۔ لیکن جو چیز قرونِ متاخرہ کے افراد کو قرونِ اُولیٰ کی شخصیت بنا دیتی ہے۔ وہ ''امر بالمعروف''، ''نہی عن المنکر'' اور ''اہل فتن سے جہاد'' ہے۔

المجاہد فی سبیل اللہ الشیخ الامام السید مولانا محمد یوسف البنوری الحسینی رحمۃ اللہ علیہ بھی اُنہی ''الآخرون السابقون'' میں سے تھے۔ جنہیں بارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لھم مثل اجر اولھم کے شرف وافتخار سے نوازا گیا اور جن کی پوری زندگی اہل فتن سے جہاد وپیکار میں گزری۔ [الامام المجاہد]

☆ متعلم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم

یہ ہیں وہ گرانقدر کلمات جن کے ساتھ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے اہل فتن کے ساتھ جہاد پر بجا طور پر خراجِ تحسین پیش کیا تھا۔ بلاشبہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ کا حرف بحرف مصداق تھے۔

مندرجہ بالا کلمات وکیل صحابہؓ، ترجمان اہل حق، یادگارِ اسلاف، پیر طریقت، رہبر شریعت، جانشین شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، اہل سنت کے مجاہد قائد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کی ذاتِ گرامی پر حرف بحرف صادق آتے ہیں۔ آپ بھی یقیناً اُن آخرون (پچھلوں) میں سے تھے جن کو حدیث مذکورہ میں مذکور تین اوصاف کی بنا پر سابقوں (پہلوں) کے اجر کی بشارت دی گئی ہے کیونکہ آپ کی ساری زندگی بھی ''امر بالمعروف'' نہی عن المنکر'' اور ''اہل فتن کے خلاف جہاد'' میں گزری۔

حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اسی مذکورہ مضمون میں اہل فتن کے ساتھ قتال و جہاد کرنے والے کے لیے چند ضروری اوصاف کا ذکر کیا ہے۔ جو مختصراً یہ ہیں..........

① ''ایمانی حس'' جس کے ذریعے وہ ہر فتنے کی بو سونگھ کر اُسے پہچان لے۔

② ''ایمانی غیرت'' جس کی بنا پر اس کے لیے فتنہ کی بو نا قابل برداشت ہو اور وہ بے قرار ہو کر پکار اُٹھے ''اینتقص الدین وانا حیی'' کیا میرے جیتے جی دین میں قطع و برید کی جائے گی۔

③ ''بسالت و شجاعت'' جس کی بنا پر آدمی فتنے کی ہر آتشِ نمرود میں بے خوف و خطر کود پڑے اور نام نہاد مصلحتوں کو خاطر میں نہ لائے۔

④ ''علم و فضل کا ساز و سامان اور دلائل کا اسلحہ'' کہ اس کے بغیر کوئی جنگ لڑی نہیں جاسکتی۔

⑤ ''حق تعالیٰ سے قلبی تعلق''، اپنے ضعف و ناتوانی پر نظر'' اور ''بارگاہِ خداوندی سے پیہم التجا''۔

آیئے اب حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ ان علامات کی روشنی میں حضرت قائد اہل سنت کی زندگی کو دیکھتے ہیں۔ بحمد اللہ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ تمام اوصاف سے بتمام و کمال متصف تھے۔

ایمانی حس

اتنی تیز تھی کہ ہر فتنے کی بو دور ہی سے سونگھ لیتے۔ اور کوئی بھی فتنہ کسی بھی روپ میں ہوتا فوراً پہچان جاتے۔ خواہ وہ حب اہل بیتؓ کی آڑ میں سبائی فتنہ ہوتا یا حب معاویہؓ کی آڑ میں خارجیت و یزیدیت کا فتنہ، عمل بالقرآن کی آڑ میں انکارِ حدیث کا فتنہ ہوتا یا عمل بالقرآن والحدیث کی آڑ میں ترکِ تقلید کا فتنہ، حب

رسول ﷺ کی آڑ میں شرک وبدعات کا فتنہ ہوتا یا اشاعت توحید وسنت کے عنوان سے انکار حیات النبی کا فتنہ، وولاشیعہ ولاسنیہ اسلامیہ اور اقامت حکومتِ الٰہیہ کے خوش کن عنوانات کے پیچھے مودودی فتنہ ہوتا یا تنظیم فکر ولی اللہی کے نام سے اشتراکی فتنہ اور چاہے وُہ سیاسی اتحاد کے عنوان سے اہل حق کی قوت کو توڑنے کی سازش ہوتی یا اصلاح مفاہیم کے نام سے ماضی قریب کا دیوبندی، بریلوی نام نہاد اتحادی فتنہ، ہر فتنہ کو ہر روپ میں پہچاننا اور بروقت درست ادراک کرنا یہ حضرت قائد اہل سنت کی وہ خصوصیت تھی جو منجانب اللہ اُنہی لوگوں کو عطا ہوتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ فتنوں کے خلاف جہاد کے لیے چن لیتا ہے۔ فتنوں کی خبر رکھنے کے باب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ بالکل صحابی جلیل صاحب السر حضرت حذیفہؓ کی سنت پر عمل پیرا تھے۔ جو ہر وقت نبی کریم ﷺ سے فتنوں کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی فتنوں کا بروقت ادراک فرما کر اُن سے خود بھی بچتے اور دیگر اہل سنت والجماعت کو بھی بچانے کی کوشش فرماتے رہتے۔

غیرتِ ایمانی

اس اعلیٰ درجہ کی پائی تھی کہ جیسے ہی کسی فتنے کے بارے میں آگاہ ہوتے فوراً بے قرار ہو جاتے۔ فتنوں کے بارے میں کبھی بھی مطمئن ہو کر نہ بیٹھتے۔ بلکہ غیرتِ ایمانی اور سیمابی طبیعت کی بنا پر ہر فتنے کا اس وقت تک تعاقب فرماتے جب تک وہ اپنی موت آپ نہ مرجاتا یا کم از کم اُس کی اصل حقیقت عالم آشکارا نہ ہو جاتی۔ اسی غیرت ایمانی کے سبب آپ نام نہاد مصالح کی بنا پر اہل فتن کے ساتھ مذہبی اور سیاسی ہر طرح کے اتحاد سے ہمیشہ بیزار رہے اور ایسے ہر اتحاد سے واضح طور پر براءت کا اظہار فرماتے رہے۔ آپ ایک فتنے کا مقابلہ کرنے کے لیے کسی دوسرے فتنے سے اتحاد کی بودی منطق کے قطعاً قائل نہیں تھے۔ بلکہ اس کو اہل حق کے لیے ضرر رساں اور خاص طور پر عوام کے لیے زہرِ قاتل سمجھتے تھے۔ اسی لیے آپ نے فتنوں کے مقابلے میں مشکلات برداشت کرلیں مگر حق اور اہل حق کے چشمۂ صافی کو گدلا کرنا گوارا نہیں کیا۔ فتنوں سے نفرت میں حضرت آپ ﷺ کے اس ارشاد پر عامل تھے۔ جو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے......

> ''فتنے قلوب کے سامنے اس طرح آئیں گے جیسے چٹائی میں ایک تنکا بنا جاتا ہے۔ سو جس دل نے ان کو جذب کرلیا، اُس پر سیاہ داغ اور جس دل نے ان سے تنفر کیا، اس پر سفید نشان لگتا جائے گا۔ یہاں تک کہ دلوں کی دو قسمیں ہو جائیں گی۔ ایک (۱) سفید سنگ سفید کی طرح صاف ستھرا اور چکنا کہ رہتی دنیا تک کوئی فتنہ اِسے نقصان نہیں دے گا۔ دوسرا (۲) کالا بجنگ

کوزہ کی مانند اُلٹا، یہ سوائے اپنی خواہش کے، جو اس میں رچ بس گئی ہے، نہ کسی بھلائی کو بھلائی سمجھے گا نہ کسی بدی کو بدی'' (مشکوٰۃ ص۴۶۱)

فتنے سے مذکورہ نفرت ہی کی بنا پر آپ کے متوسلین کے عقائد جتنے صاف ستھرے اور پختہ ہیں اتنے کسی اور کے نہیں دیکھے گئے۔

شجاعت

شجاعت کا یہ عالم تھا کہ ہر فتنہ کے خلاف ہر قسم کی آتش نمرود میں بلا خوف و خطر کود پڑتے۔ اور اس بارے میں نام نہاد مصلحتوں اور بے جا اندیشوں کا کبھی شکار نہ ہوتے۔ جس موقع پر جس موقف کو اکابر کی تحقیقات کے مطابق پاتے، پورے شد و مد سے اُس کا اظہار فرماتے اور اُسی پر ڈٹ جاتے۔ اس سلسلے میں بڑی سے بڑی شخصیت یا بڑی سے بڑی جماعت سے بھی ٹکرانا پڑتا تو ٹکرا جاتے اور کسی کو خاطر میں نہ لاتے۔ اَپنے موقف کی خاطر ہتھکڑیاں، جیلیں، بائیکاٹ، مخالفتیں برداشت کرنا آپ کی مجاہدانہ زندگی کا خاصہ بن چکا تھا۔ دینی غیرت و شجاعت کی بنا پر ہر فتنے کا بھرپور اور مؤثر تعاقب کرنے کی جو صفت اہلِ نظر کے نزدیک حضرت کی نمایاں خوبی تھی وہی بعض نادان اپنوں کے ہاں ہدفِ تنقید ٹھہری۔ لہٰذا جہاں پر آپ کو غیروں کی طرف سے، فتنہ پرور، فسادی، ناصبی، سبائی وغیرہ کہا گیا وہیں بعض نادان اپنوں کی طرف سے بھی، مظہرِ مباحث، غالی، متشدد اور تنگ نظر وغیرہ کے القاب سے نوازا گیا۔ اور ہر ذی شعور جانتا ہے کہ غیروں کے تیر برداشت کرنا آسان ہوتا ہے مگر اپنوں کے نشتر سہنا خاصا مشکل ہوتا ہے۔ مگر حضرت کا حال تو یہ تھا...... ع

نہ ستائش کی تمنا، نہ صلے کی پروا

بقول مولانا زاہد الراشدی حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا ''میں مسلک کو دیکھوں یا اپنی ذات کو''۔ مسلک کے بارے میں حضرت کی اسی مذکورہ حساسیت کا نتیجہ تھا کہ کسی فتنے کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والا آدمی بھی حضرت رحمہ اللہ کے ڈر سے اُس فتنے کی برملا تائید و حمایت سے گھبراتا تھا۔ بقول مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ اگر حضرت رحمہ اللہ بھی باقی چشم پوشی کرنے والوں کی طرح فتنوں کے بارے میں نرمی کا مظاہرہ کرتے تو آدھی دیوبندیت مماتیت میں اور آدھی یزیدیت میں تحلیل ہو جاتی۔ لہٰذا حفاظت و حمایت مسلک کی خاطر کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتے ہوئے مسلک کو فتنوں کی آمیزش سے بچائے

رکھنا آپ کا وہ کارنامہ ہے جو آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہے......

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

علم و فضل

اہل فتنہ کے خلاف جہاد کے میدان میں درکار علم و فضل کے ساز و سامان اور دلائل کے اسلحہ سے بھی حضرت ؒ بخوبی لیس تھے۔ خود ایک علمی گھرانہ کے چشم و چراغ اور سلطان المناظرین مولانا محمد کرم الدین دبیر ؒ جیسے محقق عالم کے نورِ نظر تھے۔ پھر طبیعت بھی قسامِ ازل سے علم دوست پائی تھی۔ ان پر مستزاد یہ کہ آپ کو حصولِ علم کی خاطر ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ جہاں پر آپ ؒ نے شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ؒ، علامہ محمد ابراہیم بلیاوی ؒ، میاں سید اصغر حسین دیوبندی ؒ اور علامہ شمس الحق افغانی ؒ جیسے نابغۂ روزگار علماء سے کسبِ فیض کیا۔ خاندانی خصوصیات، طبیعت کی موزونیت اور چوٹی کے اہل علم سے استفادہ، ان اُمورِ ثلثہ کے سنگم نے حضرت کو ایسا کندن بنا دیا تھا کہ حضرت نے زندگی بھر میں جس باطل پر بھی گرفت فرمائی۔ اُس کا پتہ پانی ہوگیا اور جواب میں اُس کی طرف سے تبرا بازی تو ہوئی مگر حضرت کے آہنی دلائل کا جواب کوئی نہ دے سکا۔ گویا......

خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

آپ کے علم و فضل اور فراست و تدبر کا لوہا اپنے تو اپنے غیر بھی مانتے تھے۔

تعلق مع اللہ

ان اوصافِ اربعہ کے ساتھ ساتھ حضرت ؒ کا تعلق مع اللہ بھی اعلیٰ درجہ کا تھا۔ حضرت شیخ مدنی ؒ سے پائی ہوئی اس دولت کو حضرت ؒ عام بھی کرتے رہتے۔ اپنے ضعف و ناتوانی پر ہمیشہ نظر رہی اور صحابۂ کرامؓ کی مشہور صفت "رھبان باللیل و فرسان بالنھار" کے بمصداق دن اور رات کا اوّل حصہ اگر فتنوں کے ردّ میں تحریر و تقریر میں صرف ہوتا تو رات کا آخری حصہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں والتجائیں کرتے ہوئے آہ و زاری اور نالۂ ہائے نیم شبی میں بسر ہوتا۔ گزشتہ دو سال سے جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام

جہلم کے سالانہ جلسہ میں بحمد اللہ حضرت رحمہ اللہ کی خدمت کا شرف حاصل کرنے والوں میں اس عاصی کا نام بھی شامل ہوتا۔ اپنی ان گناہگار آنکھوں سے حضرت کو سارا سارا دن ملاقات کے لیے آنے والے علماء کرام اور عوام کو مستفید فرماتے ہوئے دیکھا۔ رات کہیں ساڑھے بارہ بجے کے قریب آرام کا موقع ملتا۔ حضرت رحمہ اللہ کو جاگتا ہوا چھوڑ کر ہم حضرت رحمہ اللہ کے حکم کے مطابق آرام کے لئے چلے آتے۔ لیکن صبح وقت سحر جب اُٹھ کر جاتے تو حضرت کو پہلے سے ہی بیدار پاتے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ حضرت کو بوقت تہجد جگانے کی ضرورت پیش آئی ہو۔ اس کے علاوہ بھی دن کو جس وقت کھانے وغیرہ کے وقفہ کی وجہ سے لوگوں کی آمد و رفت کم ہوتی۔ اس وقت بھی حضرت رحمہ اللہ تسبیحات میں منہمک رہتے۔ اللہ کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار اور اس سے دعا والتجا میں بھی حضرت اسلاف کی یادگار تھے۔ خود فرماتے ہیں............

مظہر بیچارہ کرتا ہے دُعا رب غفور
ہم گناہگاروں پہ ہو تیری رحمت کا ظہور

یہ تھا اہل فتن سے جہاد کے لیے درکار اوصافِ خمسہ کے حوالے سے حضرت قائد اہل سنت کی زندگی کا ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں سرسری سا جائزہ۔ اللہ تعالیٰ قلم کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ آخر میں راقم اثیم انتہائی ادب کے ساتھ حضرت قائد اہل سنت کے جملہ متوسلین سے بالعموم اور حضرات علماءِ کرام کی خدمت میں بالخصوص عرض کرتا ہے کہ ہمیں چاہیے کہ حضرت قائد رحمہ اللہ کی زندگی کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں اور جس طرح حضرت رحمہ اللہ ہر فتنہ کے خلاف ننگی تلوار تھے۔ اسی طرح ہم بھی حضرت کی پیروی میں فتنوں کا تعاقب کریں۔

❀❀❀❀

فراستہ المومن

مولانا فرزند علی صاحب ☆

سیدی و مرشدی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مورخہ ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء صبح پونے پانچ بجے اس دنیا فانی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو منور فرمائیں اور کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

اب ان کے جانشین صاحبزادہ مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب مدظلہ امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان ہیں، اللہ پاک انہیں حضرت کا مشن مزید آگے بڑھانے کی توفیق عنایت فرمائیں آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔ ذیل میں حضرت کی زندگی کا ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں جس سے حضرت قاضی صاحب ؒ کی فراست وکرامت ظاہر ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۸۶ء میں مولوی سعید احمد منکر حیات کی جنڈانوالہ (بھکر) خان سیف اللہ خان صاحب کی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد تقریر تھی۔ میزبانی اور انتظامی سلسلہ میں خان ایوب خان صاحب کی ذمہ داری تھی۔ چونکہ ہم خدام اہل سنت کے افراد جلسہ میں نہ گئے اور نہ ہی لاؤڈ سپیکر پر ان کے جلسہ کا اعلان کیا۔ جمعیت علماء اسلام جنڈانوالہ کے مولانا محمد یوسف صاحب وغیرہ نے جلسہ میں شرکت کی۔ دوران تقریر مولوی سعید احمد نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کے خلاف زبان کھولی اور ساتھ ہی مناظرہ کا چیلنج بھی دے دیا۔ چونکہ مولانا محمد یوسف صاحب حیاۃ النبی ﷺ کے قائل ہیں انہوں نے چیلنج کو قبول کیا اور اسی رات گیارہ بجے میرے پاس مدرسہ قاسم العلوم میں تشریف لائے اور چیلنج قبول کرنے کا بتایا تو میں نے کہا کہ آپ اس کی تقریر میں کیوں گئے تھے؟ جبکہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ مولوی سعید مماتی ہے اب آپ مناظرہ کے لیے کسی اچھے مناظر کا انتخاب کریں ان شاء اللہ ہم آپ کا تعاون کریں گے۔ مناظرہ کی شرائط طے کرنے کے لیے

☆ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم، جنڈانوالہ ضلع بھکر

جو تاریخ مقرر کی تھی اس سے ایک دن پہلے مولانا محمد یوسف صاحب نے علامہ خالد محمود صاحب اور دیگر علماء کو دعوت دی تھی۔ علماء تاریخ مقررہ پر جنڈانوالہ پہنچے۔ رات کو عشاء کے بعد سنہری مسجد کے پاس چوک میں علماء کی تقریریں ہوئیں خود احقر بھی تقریروں میں موجود تھا۔ اگلے روز سنی کانفرنس تھی احقر مع دیگر احباب کے گیارہ بجے دن چکوال دفتر میں پہنچ گیا۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرا سخت انتظار کر رہے ہیں۔ میں سہم گیا کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی بات پر گرفت نہ کر لی ہو۔ ڈرتے ڈرتے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں بھیں پہنچا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز تھے۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا دیئے اور اپنے پاس بٹھاتے ہوئے پوچھا کہ جنڈانوالہ میں مولوی سعید نے جو چیلنج دیا ہے آپ کا تعلق اس چیلنج کے ساتھ ہے؟ میں نے عرض کی کہ حضرت میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں ان کی تقریر عشاء کے بعد ہونی تھی اب وہ ظہر کے بعد تقریر کریں گے۔ آپ مولانا کو اپنے ساتھ جنڈانوالہ لے جائیں کیونکہ وہ راستہ سے واقف نہیں ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضرت وہاں علامہ خالد محمود صاحب اور دیگر علماء موجود ہیں۔ مناظرہ کی شرائط طے کرنے کا پورا انتظام کر لیا گیا ہے۔ میں نے حضرت مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے جنڈانوالہ نہ جانے پر اصرار کیا تو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ خدام اہل سنت کا نہیں بلکہ مسئلہ اہل سنت والجماعت کا ہے ظہر کی تقریر کے بعد آپ واپس جائیں اور مولانا محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے جائیں۔ ظہر کی تقریر کے بعد قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گاڑی نے ہمیں تلہ گنگ پہنچا دیا اور ہمیں ساتھیوں نے میانوالی جانے والی کوچ میں سوار کر دیا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی گاڑی واپس بھیں کے لیے روانہ ہوگئی۔ ہم رات کو میانوالی پہنچے تو ٹریفک جام ہو چکی تھی کوئی سواری نہ ملی۔ پھر ہم نے ایک کار میانوالی سے جنڈانوالہ کے لیے کرایہ پر لی اور رات کے ایک بجے مدینۃ العلوم مدرسہ میں جنڈانوالہ پہنچ گئے۔ صرف حافظ ربنواز صاحب مدرسہ میں موجود تھے میں نے علماء کے متعلق جو شرائط طے کرنے کے سلسلہ میں مدعو تھے پوچھا۔ تو حافظ صاحب موصوف نے بتایا کہ وہ تو اسی رات تقریر کر کے واپس چلے گئے تھے اور بتایا کہ مقامی علماء کا اجلاس مولانا حفظ الرحمٰن کے گھر اسی سوچ و فکر کے متعلق ہو رہا ہے کہ اب کیا کیا جائے؟ ہمارے پاس کوئی مناظر نہ ہے اور صبح کو شرائط طے کرنا ہے۔ محاذ مماتیوں کے لیے خالی ہے اور میرا عقل ٹھکانے آیا اب سمجھا کہ یہ ہے فراستہ المومن یا کرامت ولی یہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فراست یا کرامت تھی جو احقر نے پہلی دفعہ دیکھی، اگر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا اوکاڑوی کو میرے ساتھ

نہ بھیجتے تو ہم کو اپنا مناظر نہ ہونے کی وجہ سے میدان ہار جاتے۔ لیکن بفضل تعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی فراست نے ہار کو کامیابی میں بدل دیا۔ جس کی تفصیل کچھ ایسے ہے کہ میں مولانا حفظ الرحمٰن کے گھر گیا جہاں علماء کی میٹنگ ہو رہی تھی حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی اطلاع دی تو فوراً علماء مدرسہ میں پہنچے بہت ہی خوش وخرم معلوم ہو رہے تھے بلکہ مولانا قاری فتح محمد صاحب نے تو حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لپکتے ہوئے خوشی میں عرض کی کہ حضرت آپ کی آمد سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میں فضا میں پرواز کر رہا ہوں اور ذہن پر جو وزن تھا وہ کافور ہو گیا ہے ایک دوسرے کے حالات لینے کی بعد مشورہ ہوا کہ صبح ناشتہ کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن میں جائیں گے کیونکہ وہاں کتابیں ہیں سہولت ہوگی۔ نیز علماء نے مشورہ کے دوران ہی بتایا کہ ہم نے مناظر کے لیے ایک آدمی ملتان اور دوسرا دوسری جگہ بھیجے ہوئے ہیں۔ صبح ناشتہ کے بعد علماء مدرسہ تعلیم القران میں چلے گئے اور وہ آدمی جو مناظر کی تلاش میں گئے ہوئے تھے ناکام واپس آ گئے۔ حضرت مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتابیں دیکھنا ہی شروع کیا تھا کہ فریق مخالف کے دو نمائندے مدرسہ پہنچ گئے کیونکہ فریق مخالف نے پورا تجسس کر لیا تھا کہ ان کا کوئی مناظر نہ ہے ہمارے لئے محاذ خالی ہے۔ لیکن حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو رات کے پیٹ میں ایک بجے جڑانوالہ مدرسہ میں پہنچ چکے تھے۔ فریق مخالف کو یہ معلوم نہ تھا۔ فریق مخالف کے نمائندوں نے کہا ہمارے علماء کو شرائط طے کرنے کی جگہ کے تعین کے بارے میں کوئی فکر نہیں ہے جہاں آپ کے علماء یا خان ایوب خان صاحب جگہ کا تعین کریں ہمیں منظور ہے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ مولانا اوکاڑوی موجود ہیں تو ان کے چہرے فق ہو گئے کیونکہ ان کا گمان کیا یقین تھا کہ حیاتیوں کا کوئی مناظر نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جو جگہ بھی تم مقرر کرو میں حاضر ہوں۔ یہ سن کر علماء ممات بھی حیران رہ گئے کہ یہ کیا ہو گیا ہے کیونکہ وہ اس زعم میں تھے کہ محاذ خالی ہے۔ نہ کوئی مناظر ہوگا نہ جگہ کا تعین ہوگا اس طرح حیاتیوں کو بہت بری شکست ہوگی بہرحال علماء ممات اب پھنس چکے تھے فرار کا کوئی راستہ نہ تھا۔ خان ایوب خان صاحب اور ان کے علماء نے حکیم دوست محمد خان کے گھر کی جگہ شرائط طے کرنے کے لیے مقرر کر دی اور خود ایوب صاحب مولانا محمد امین صاحب کو اور ہمیں اپنی گاڑی میں بٹھا کر جگہ مقررہ پر لے گیا۔ اب شرائط طے کرنے کی مجلس لگی۔ ابتدا میں خطبہ حضرت مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا اور اپنا کلام المہند علی المفند سے شروع کیا جس پر ۸۵ علماء کی تصدیقات ہیں اور فرمایا کہ دونوں فریق اس دستاویز پر دستخط کر دیتے ہیں تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے۔ لیکن سعیدی گروپ نے انکار کر دیا اور اس طرح وہ دیوبندیت سے خارج ہو گئے۔ پھر پوچھا کہ

یہ علماء جن کے المہند پر دستخط ہیں ان کے نزدیک مسلمان ہیں یا کافر، قرآن کے ماننے والے ہیں یا مخالف! تو کوئی جواب نہ دے سکے۔ پھر مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چلو اس فیصلہ پر دستخط کر دیں جس پر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مولانا غلام اللہ خان صاحب اور قاضی نور محمد صاحب نے دستخط کئے تھے۔ اس فیصلہ کی پابندی کرنا آپ کا جماعتی فرض ہے لیکن سعیدی گروپ نے اس فیصلہ پر بھی دستخط کرنے سے انکار کر کے اپنی جماعت اشاعت التوحید سے بھی خارج ہو گئے اور جب حضرت مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا کہ مولانا غلام اللہ خان اور قاضی نور محمد کا عقیدہ اسلامی ہے یا کفریہ۔ وہ قرآن کے مخالف تھے یا موافق تو اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اوکاڑوی نے فرمایا کہ میں نے اپنا موضوع المہند سے لکھا دیا ہے جس پر ۸۵ علماء کی تصدیقات ہیں آپ بھی اپنی کسی ایسی کتاب سے موضوع لکھیں جو آپ کی پوری جماعت کی مسلمہ عقائد کی کتاب ہو اور آپ کی جماعت کے کم از کم ۲۵ ذمہ دار علماء کی تصدیقات اس پر موجود ہوں۔ لیکن وہ بالکل ناکام رہے۔ مولوی یونس نے کہا یہ عبارت ندائے حق میں موجود ہے تو مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کتاب پر ۲۵ علماء کی تصدیقات کب ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مولوی یونس وہ عبارت ندائے حق میں بھی نہ دکھا سکے۔ مولانا محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہودیوں، عیسائیوں، مرزائیوں اور شیعوں تک کے عقائد کی ایسی مسلمہ کتابیں موجود ہیں جن پر ان کی جماعت کو اعتماد ہے لیکن اس فرقہ کی کوئی ایسی کتاب عقائد کی موجود نہیں ہے جس میں ان کا یہ گمراہ کن عقیدہ درج ہو کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں حیات نہیں ہیں اور جو ان کو حیات مانے وہ کافر ہے۔ مولانا اوکاڑوی نے جو حال فریق مخالف کا بنایا وہ دیکھنے سننے سے تعلق رکھتا ہے حالانکہ ان کے کئی علماء موجود تھے۔ اس کے بعد کتاب وسنت کی روشنی میں شرائط مناظرہ طے کرنے سے اس پارٹی نے انکار کر دیا اور ایوب خان صاحب نے اعلان کر دیا کہ کوئی مناظرہ نہ ہوگا اور مناظرہ کی شرائط طے نہ ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فراست سے اہل سنت کو کامیابی سے نوازا اور فریق مخالف کو رسوا کیا۔

اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر محاذ پر کامیابی عنایت فرمائیں۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

❁❁❁❁

اخلاص وللّٰہیت کے پیکر

کالم مولانا قاری عطاء اللہ طارق ☆

جب سے خدا نے کائنات بنائی ہے اور انسان کو دست قدرت سے تخلیق فرمایا ہے اسی وقت سے اس رزم گاہ میں موت وحیات کا کھیل جاری ہے۔ موت وحیات کی اس کشمکش نے اب تک نہ جانے کتنے قافلے گم کیئے کتنوں کی قسمت کا فیصلہ کیا۔ کیسے کیسے حکیم ودانا اور فلاسفر وشعراء کو اپنا لقمہ بنایا۔ زندگی کے سٹیج پر کیسے کیسے اعلیٰ دماغ، حسین صورتیں، پر کشش چہرے، شان وشوکت کے مجسمے ابھرے بڑھے پھلے پھولے چمکے اور موت کی وادی میں کہیں ایسے کھو گئے کہ بعض تو اپنا نام ونشان ہی گم کر بیٹھے۔ ان کی ہستی کا کچھ پتہ نہیں اور بعض سعید ہستیاں اگر چہ پنجۂ موت کا شکار ہوئیں لیکن مری نہیں اور نہ ہی ایسے لوگوں پر موت آتی ہے وہ اپنے روشن اور اجلے کردار کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ آنے والی نسلیں ان کے کردار، اقوال وافعال نظریات اور افکار سے برابر اسی طرح سیراب اور فیض یاب ہوتی ہیں جس طرح ان کی حیات میں۔ صرف آنے والوں کو ان کے وجود مسعود کی برکات کی کمی کا احساس تو ہوتا ہے لیکن ان کے افکار ونظریات گلشن حیات میں زندگی کا برابر ذریعہ بنتے رہتے ہیں۔ مردہ دلوں کو زندگی کی حرارت بخشتے ہیں۔ روحانیت کی جلا میں ان کی فکر برقی رو کا کام دیتی ہے۔ صلاح نفس میں ان کا کردار مینارۂ نور ہوتا ہے۔ ایسی ہی سعید ہستیوں میں سے قائد اہل سنت پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ تھے جو اب اس دار فانی میں موجود نہیں ہیں۔

آپ کی شخصیت کا خلاء تو کبھی بھی پر نہیں ہوسکتا آپ کے وجود کی کمی کا ازالہ تو شاید ممکن نہیں لیکن آنے والوں کو جو مشن آپ نے دیا ہے جب تک وہ مشن زندہ ہے تو آپ بھی زندہ، آپ کا تذکرہ بھی باقی رہے گا۔

جس مشن، جس نظریئے اور فکر پر آپ نے کام فرمایا اپنی زندگی کی تمام تر توانائیاں صرف فرمائیں یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ موجودہ زمانہ میں قدرت نے دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس عظیم تحریک کے لئے ایک

☆ مہتمم مدرسہ مدینہ تعلیم القرآن، جہلم

خاص نہج پر کام کرنے میں آپ کا انتخاب فرمایا۔ سنت اللہ یہی ہے کہ ہر زمانہ کے حالات اور تقاضے و ضرورت کے مطابق قدرت ایسے افراد کا چناؤ کرتی ہے جو اس ضرورت کو کما حقہ پورا کر دیتی ہے قصر اسلام میں باطل کی تیز و تند آندھیاں جہاں جہاں شگاف ڈالتی ہیں ایسی چند ہستیاں شگافوں کو مزاج اسلام کے عین مطابق اس طرح بھر دیتی ہیں کہ کوئی رخنہ باقی نہیں رہتا۔ حضور اکرم ﷺ کی پیشین گوئی کے علی الرغم دین حقہ کی صحیح تشہیر کرنے والی ایک جماعت قیامت تک باقی رہے گی جو بلا خوف لومۃ لائم مبتدعین کی بدعات، ملحدین کے الحاد الغین کے زیغ کا پردہ چاک کرتی رہے گی۔

بلاشبہ قائد اہل سنت موجودہ زمانہ کی ان چند مبارک ہستیوں میں سے ایک تھے جن سے قدرت نے منہاج نبوت کے مطابق دین حقہ کی سربلندی کا کام لیا۔ خدائے بزرگ و برتر کی ذات تکوینی طور پر جن لوگوں کا کسی خاص مقصد کے لیے انتخاب کرتی ہے تو پھر ان کو اس بلند مقصد کی تکمیل کے لیے امتیازی شان بھی عطاء کرتی ہے۔ وہ معاشرہ کا ایک فرد ہوتے ہوئے بھی عام لوگوں سے الگ تھلگ انفرادی حیثیت کے مالک ہوتے ہیں۔ اخلاق و عادات، کردار و گفتار میں نرالی شان رکھتے ہیں۔ ہمت، حوصلہ اور استقامت کا پہاڑ ہوتے ہیں۔ خودداری، حق گوئی، استغناء اور عزت نفس ان کا سرمایہ حیات ہوتا ہے۔ وہ، شکر، توکل اور رضاء کی سچی تصویر ہوتے ہیں۔ ان اعلیٰ خوبیوں اور صفات سے قدرت نے قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی فراخدلی سے نوازا تھا میری یہ تحریر نہ تذکرہ ہے نہ سوانح سیرت نہ تاریخ نہ ملفوظات مرشد اور نہ ہی مقالات شیخ بس چند مشاہدات کی یادیں جن کو اپنے شیخ و مربی قائد اہل سنت کی نذر کر رہا ہوں۔

لاریب حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ وقت کے عظیم محدث، مفسر، مورخ، مصنف، محقق، مرشد اور صوفی باصفاء تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عاشق صادق عقائد اہل سنت کے حقیقی ترجمان تھے۔ آپ کے صحیفۂ زندگی کا ہر ورق زہد و ورع توکل و قناعت، صبر و شکر، ثبات و استقامت، استغناء و خودداری، شجاعت و شہامت، جود و سخاوت، جرأت و بہادری، بے خوفی و بے باکی کا آئینہ دار ہے۔

شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی میراث علمی و روحانی کے حقیقی وارث اور سچے جانشین تھے نہ صرف باطنی طور پر بلکہ ظاہری طور پر بھی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عکس آپ کی زندگی میں صاف نظر آتا۔ تبحر علمی کے باوصف اپنے اکابرین کے ساتھ غیر متزلزل وابستگی اور گہری عقیدت اور فرق باطلہ کے تعاقب و ابطال میں قدم قدم پر علماء دیوبند کے آثار صالحہ کی پیروی یقین و اعتماد کی آپ میں اعلیٰ جھلک تھی۔

علم کا بحر بے کراں ہوتے ہوئے بھی اپنے اکابرین کے نقوش پا کو سفر زندگی کا نشان بنا دیا۔ یہ

آپ کی بے نفسی کی بین دلیل ہے۔ مزاج میں بلا کی سادگی، تواضع تھی۔ آپ تکلف سے کوسوں دور اپنے وقت کے صوفی، مرشد حق اور زاہد شب بیدار تھے۔ افق مشرق سے صبح کی پہلی پرکشش پھوٹنے والی کرنوں کی طرح معصوم سے چہرے سے انوار روحانیت جھلکتے تو عجیب منظر ہوتا۔ عقیدت مندوں کے جھرمٹ میں حضرت کی شخصیت ایک ایسی شمع محفل تھی جس کی زیارت سے دلوں کو سکون، باطن کو راحت اور روحانیت کی غذا میسر آتی آپ یقیناً ان لوگوں میں سے ایک تھے جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔

میرے والد گرامی قدر حکیم امانت اللہ قادری صاحب کو حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ سے گہری عقیدت والہانہ محبت اور کامل وابستگی تھی۔ عوام الناس کی طرح میرے والد صاحب کی ابتدائی زندگی بھی بس نام کے مسلمان کی سی زندگی تھی۔ پھر آپ کی زندگی میں اس وقت انقلاب آیا جب آپ نے وقت کے شیخ کامل، مرشد حق، عارف باللہ، ولی کامل حضرت شیخ احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست میں اپنا ہاتھ دیا شیخ کی نگاہ اثر نواز نے کام کیا۔ دل کی مردہ کھیتی میں بہار آ گئی روحانیت کو اپنی تشنگی کا شدت سے احساس ہوا اس احساس نے آپ کے دن کا چین اور رات کا سکون چھین لیا۔ کسی لمحہ اطمینان نصیب نہ ہوا عمر عزیز کی قیمتی سوغات کو بے کار مشاغل کی بھینٹ چڑھا دینے کا قلق ہر وقت دامن گیر رہنے لگا۔ ماضی کی قیمتی گھڑیوں کا ضیاع کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا۔ تلافی مافات کا یہ اضطراب جب طلب صادق کے ساتھ دامن گیر ہوا تو اس امتزاج نے آپ کی تڑپ کو دو آتشہ بنا دیا۔ جذبہ نیک اور ارادہ صادق ہو تو منزل مل ہی جاتی ہے اور پھر حکیم صاحب کو اصلاح باطن، تزکیۂ نفس، تہذیب و اخلاق، صحتِ عقائد اور قدم قدم پر رہبری و راہنمائی کے لیے دو ہادی کامل میسر آ گئے ایک خطیب اہل سنت حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حکیم صاحب کی پہلی ملاقات ہی میلان طبع، کشش اور گہری عقیدت کا باعث بن گئی یہ کوئی قابل تعجب بات نہیں ہے اللہ والوں کی صحبت میں قدرت نے مقناطیس کی کشش رکھی ہے۔ جو ان کی صحبت پر تاثیر میں ایک دفعہ آ جائے پھر وہ انہیں کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ اللہ والوں کی محبت ہر محبت پر غالب آ کر رہتی ہے۔ قصہ یوں ہوا کہ ایک دفعہ حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ حکیم صاحب حسب معمول حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات کو آئے تو حضرت

جہلمی رحمہ اللہ نے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو حکیم صاحب کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہمارے قریبی رفقاء میں سے ہیں علاقہ راولپنڈی کے موضع کری خدا بخش کے رہنے والے ہیں یہ بیمار ہیں ان کے لیے دعا فرمائیں۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے یہ سنا تو اپنے کھانے کا برتن چھوڑ کر حکیم صاحب کے ساتھ کھانا شروع کر دیا۔ حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت قاضی رحمہ اللہ کی اس متواضعانہ اور متوکلانہ ادا نے میرے دل پر گہرا اثر کیا۔ یقین، اعتماد اور توکل علی اللہ کی ایسی مثال اس تکلف و تصنع اور من گھڑت نفاست کے زمانہ میں کہاں؟ علماء سے سن رکھا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مریض کو جو کہ مرض جذام میں مبتلا تھا کھانا کھاتے دیکھا تو آپ ﷺ بھی اس کے ساتھ شریک گئے اور فرمایا کہ کھا میرا اپنے رب کی ذات پر بھروسہ ہے۔ اتباع سنت کی یہ جھلک جب حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی زندگی میں بچشم خود دیکھ لی تو یقین ہو گیا کہ یہی اقبال کا وہ مرد مؤمن ہے جس کی تاثیر نگاہ سے تقدیر بدل سکتی ہے۔ ایک مریض آدمی کے ساتھ حضرت قائد اہل سنت کے اس طرز عمل نے نہ صرف جسمانی مرض کے اضطراب پر سکون راحت اور دلجوئی کا مرہم رکھ دیا۔ بلکہ روحانی اور باطنی مرض کا معالجہ بھی کر دیا۔

میرے والد گرامی! اس واقعہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے بعد اپنی تمام تر توجہات، جذبات، تصورات اور معتقدات کا محور و مرکز حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی شخصیت کو بنا لیا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ والد صاحب کے لیے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ سے ایک لحہ کی جدائی کا تحمل بھی کوہ گراں سے کم نہ تھا۔ جذبات سے مجبور ہو کر والد صاحب نے تمام افراد خانہ کو ہمراہ لیا آبائی وطن کو خیر باد کہا اور کشاں کشاں سنت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ زندہ کرتے ہوئے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے جوار میں ڈیرے ڈال دیئے۔ منزل مقصود تک وہی لوگ پہنچ پاتے ہیں جو اپنے نفس کی خواہشات کو قربان کرنے کی ہمت رکھتے ہوں۔ فانی الشیخ کی برکات سے آشنا ہوں۔ حضرت نے جب والد گرامی کی اس قربانی کو دیکھا تو آپ نے بھی اپنے مرید باصفا پر نوازشوں کی انتہاء کر دی۔ چونکہ والد صاحب ہم سب بہن بھائیوں کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے تھے اس لیے آپ کی اس قربانی کی بدولت راقم کو بھی ایک عرصہ تک حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو قریب سے دیکھنے، سننے اور آپ کی صحبت سے لطف اندوز ہونے کا موقع میسر آیا۔ الحمد للہ میرے لیے یہ سعادت مندی اور نیک شگون کی علامت ہے کہ میری دینی تعلیم کا آغاز حضرت رحمہ اللہ کے زیر سایہ آپ کے قائم کردہ دینی ادارہ مدرسہ اظہار الاسلام جامع مسجد مدنی چکوال سے ہوا۔

تقریباً پانچ سال تک میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ ایک طالب علم کی حیثیت سے زیر تعلیم رہا۔ بہت قریب سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو دیکھنے کا موقع ملا۔ شب و روز آپ کی مصروفیات و مشاغل درس و تدریس، ذکر و اذکار اوراد و وظائف، وعظ و ارشاد، دینی اسفار، تبلیغی امور، خطبات و ملفوظات، مہمانوں کی ملاقات و اکرام، دینی مسائل، تصنیف و تالیف، تحقیق و جستجو غرض کہ حضرت کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت دین کے لیے وقف تھا۔ للّٰہیت و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ کسی خدمت پر کوئی معاوضہ نہیں بس ایک ہی دھن کے لیے وقف تھے کہ للّٰہیت و تقویٰ حاصل ہو جائے۔ استغناء خوداری اور استقامت تو حضرت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ دین حق کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے ہر وقت تیار نظر آتے اس راہ کی نزاکتوں پر خطر پگڈنڈیوں سے وہی شخص واقف ہو سکتا ہے جس کو یہ فریضہ ادا کرنے سے سابقہ پڑا ہو۔ حق کی بلندی کے لیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ان حالات کا مقابلہ کرنا پڑا جو اس راہ میں قدم رکھنے والوں کو پیش آیا کرتے ہیں۔ آپ نے پامردی، جرأت اور بہادری سے ان تمام مصائب کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا جو آپ کو دین حق کی راہ میں پیش آئے۔ قید و بند کی صعوبتیں۔ مقدمات کی مشکلات۔ ضلع بندیوں اور نظر بندیوں کی تکالیف۔ اغیار کی چیرہ دستیاں، دشمنوں کے خطرات اور پھر اپنوں کے طعنے۔ سب آندھیاں اور طوفان اس کوہ استقلال سے ٹکراتی رہیں لیکن ان کے پائے استقلال میں کوئی لرزش پیدا نہ کر سکیں۔ باطل کی بپھرتی موجوں نے بارہا حق کی اس چٹان کے حوصلے کا امتحان لیا، ہمت کو پرکھا، تاہم اخلاص و للّٰہیت کا یہ پیکر آزمائش کی ہر گھڑی میں سرخرو ہو کر نکلا۔ کسی حاکم کی حکومت کسی بادشاہ کا نشۂ اقتدار، کسی صاحب ثروت کی دولت، کسی صاحب جاہ و مرتبہ کی جلالت اور کوئی لالچ، تحریص، ترغیب کبھی آپ کو حق کہنے سے باز نہیں رکھ سکی۔ فقر و درویشی کے ساتھ اپنے رب کی رضاء کے نشہ میں مخمور فقط اسی کی رحمت کے خواستگار تھے اسی کی خوشنودی کے متلاشی اسی کے فضل و احسان کے طلبگار تھے۔ آپ کی زندگی ایک مجاہدانہ زندگی تھی۔ لباس، بود و باش، نشست، برخاست چال ڈھال، وضع قطع، تقریر و خطابت سے ایک مجاہد کی مثال جھلکتی تھی۔ لا یخافون فی اللہ لومة لائم کا کامل نمونہ تھے۔ خلاف حق بات پر کسی طرح کی مصلحت کا شکار ہونا یا باطل کے ساتھ کسی وقتی ضرورت کے تحت ہی صرف نظر کرنا کم از کم آپ کی ذات میں اس کی گنجائش نہ تھی۔

بھٹو حکومت نے کلمہ اسلام کی تبدیلی کی ایک خطرناک سازش کرتے ہوئے جب شیعہ کے کلمہ کو نصاب تعلیم میں داخل کیا تو اس سازش کے خلاف سب سے پہلے جس مرد درویش نے آواز اٹھائی وہ

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ تھے۔ آپ نے ''پاکستان میں تبدیلی کلمہ اسلام کی ایک خطرناک سازش'' کے عنوان سے راتوں رات لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ شائع کر کے سرکاری ایوانوں سے لے کر بیابانوں تک پہنچا کر مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا اور بتایا کہ حکمرانوں نے کس طرح ان کے ایمان کی بنیاد اور پورے دین اسلام کی اساس پر ڈاکہ مارا ہے ......

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ

استقامت و جرأت کی طرح زہد و استغنا میں بھی آپ اپنی مثال آپ تھے۔ آپ ایک خوددار غیور و جسور انسان تھے۔ سخت غربت و افلاس، ناداری، تنگی اور عسرت کے زمانہ میں بھی اپنی ذات تو کجا کبھی مدرسہ کے لیے بھی دست سوال دراز نہیں کیا۔ اعلیٰ درجے کا استغناء آپ کی خوبی نہیں بلکہ خصوصیت تھی، استغناء کی یہ صفت آپ پر اس قدر غالب تھی کہ نہ صرف بڑے لوگوں یا عوام الناس سے مستغنی تھے بلکہ تمام ترخرافات دنیا سے بھی مستغنی تھے۔ جس مرد مجاہد نے زندگی کی آخری سانس تک ایک کھدر کا لباس اور چمڑے کی ایک کھلی جوتی استعمال کی ہو کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا اپنی رنگینیوں کے ساتھ اس کو دھوکہ میں مبتلا کر سکتی ہے؟ جو شخص واجبی سی ضرورت کے علاوہ مباح حد تک بھی جسم کو آرام دینے کی روایت سے مستغنی ہو جائے تو اس کی بے نفسی اور زہد رشک ملائکہ نہیں تو اور کیا ہے۔ آج جبکہ بے راہ قسم کے علماء، مشائخ اور گدی نشینوں نے اپنی پیری مریدی اور من گھڑت تقدس و مشیخیت کو پیٹ بھرنے اور سادہ لوح عقیدت مندوں کے اموال لوٹنے کا ذریعہ بنالیا ہے۔ آج استغناء اپنانا تو اپنے آپ کو مشکلات کے منہ میں دھکیل دینا سمجھا جاتا ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کے سینکڑوں عقیدت مند، مریدین، مخلصین اور محبین کی ایک کثیر تعداد تھی جن کی فرمائش پر حضرت دور دراز کے علاقوں میں تبلیغی پروگراموں کے سلسلہ میں تشریف لے جاتے۔ کئی دشوار گزار علاقے ایسے بھی ہوتے کہ جہاں ٹرانسپورٹ کا انتظام نہ ہوتا وہاں جائے مقررہ پر پیدل تشریف لے جاتے لیکن کسی جگہ نہ چندے کی اپیل ''نہ اپنی سفری ضرورتوں کا تذکرہ'' نہ لوگوں کی بے رخی کی شکایت، حد تو یہ ہے کہ پوری زندگی آپ نے کسی بھی مقصد کے لیے اپیل نہیں فرمائی جہاں بھی گئے صرف مشن کی بات کی۔ دل میں تڑپ یہی تھی کہ عوام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی شخصیات کا مقام و مرتبہ ذہن نشین ہو جائے اور سنی مذہب کی حقانیت اجاگر ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صفت جو آپ کے اسوہ حسنہ میں پائی جاتی ہے وہ طویل الصمت ہونا یعنی طویل خاموشی ہے۔ حضرت قاضی رحمہ اللہ اس صفت میں بھی اتباع سنت کا کامل نمونہ تھے۔ آپ کی مجلس میں بیٹھنے

والے بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کی مجلس مجلس سکوت ہوتی طویل خاموشی چھائی رہتی، نو وارد سے حضرت حال احوال پوچھتے ''زیر لب تبسم فرماتے'' آنے والوں کو اس مسکراہٹ میں ایسا اپنائیت کا احساس ہوتا جیسے قلب میں ٹھنڈک سی پڑ گئی ہو۔ دین سے متعلق گفتگو فرماتے یا کوئی ضروری بات ہوتی تو نہایت اختصار جامعیت اور دھیمے انداز میں ارشاد فرما دیتے اور پھر ایک طویل خاموشی چھا جاتی۔ ایسے محسوس ہوتا جیسے یہاں کوئی موجود ہی نہیں ہے۔ آپ اکثر خاموش رہا کرتے تھے بلا ضرورت کبھی گفتگو نہ فرماتے۔ آنے جانے والوں کی دل جوئی فرماتے میں نے کبھی حضرت کو کھلکھلا کر ہنستے نہیں دیکھا۔ جب کبھی مسرت وخوشی ہوتی تو بس تبسم فرما دیتے۔ خوشی اور غم میں آپ کی ظاہر یہ حالت یکساں رہتی۔ حدود شرع کی پاسداری کا ہمیشہ خیال رکھتے صبر وشکر کی کیفیت غالب رہتی۔ ذاتی اور نجی زندگی کے معاملات میں نہ آپ کی کسی سے دوستی تھی نہ کسی سے دشمنی۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ کی ذاتی زندگی تھی ہی نہیں جو کچھ تھا خدائے بزرگ برتر کے لیے تھا۔ اور دین حقہ کی سربلندی اور مذہب اہل سنت والجماعت کی ترویج واشاعت کے لیے...... یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نجی معاملات میں عفو ودرگزر کا پیکر تھے اس معاملہ میں نہ کسی سے شکایت نہ شکوہ، نہ گلہ بس راضی برضا حق، اور دوسری طرف دین کے معاملہ میں غیرت فاروقی کا کامل عکس تھے کسی بھی دشمن دین اور دشمن صحابہ رضی اللہ عنہم سے مصلحت ورواداری کے قائل نہ تھے۔

ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد میں تبلیغی دورے کے لیے تشریف لے گئے۔ راقم بھی ہمراہ تھا تقریر کے بعد جب الگ نشست گاہ میں تشریف لائے تو فرمانے لگے کہ میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ کسی دین دشمن سے مصافحہ کروں۔ اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر شمشیر برہنہ تھے۔ کسی خوف وخطر کو اپنے مشن کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ آپ کا صحیفۂ زندگی ایسا گلدستہ ہے کہ جس میں گوناگوں خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کے پھول دکھائی دیتے ہیں۔ جو آنے والوں کے عقیدہ ومسلک کی روح کو ایک عرصہ تک معطر کرتے رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ہم خدام کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مشن کمال وابستگی اور غیر متزلزل یقین کے ساتھ زندہ رکھنے اور زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

❁❁❁❁

دارالعلوم دیوبند......کے مایہ ناز فرزند

مولانا سید الامین انور حقانی ☆

گزشتہ سال عیسوی کی ابتداء اور سال ہجری کے آخری ایام میں یعنی (۳ ذی الحجہ اور ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء) کو دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فرزند، ختم نبوت کے سرخیل، قابل رشک مصنف، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ......

زبان پہ یا خدا یہ کس کا نام آیا
کہ میری نطق نے بوسے میری زبان کے لیے

قاضی صاحب ۱۹۱۴ء کو صوبہ پنجاب کے ضلع چکوال کے قصبہ ''بھیں'' میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے شروع کی۔ وسطی کتابیں اور باقی فنون دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں پڑھیں۔ ۱۹۳۶ء میں وہاں سے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ اور ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ انہوں نے دارالعلوم دیوبند میں وقت کے نامور علماء ومشائخ سے علمی وروحانی فیض حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ حدیث میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الادب مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ، خاص طور پر قابل ذکر ہیں......

اساتذہ ہم بدور بل شموس
کماۃ الحق اقیال الجود

روحانی فیض حاصل کرنے کے لیے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تھانہ بھون تشریف لے جایا کرتے تھے مگر باقاعدہ بیعت وخرقۂ خلافت حاصل کرنے کا شرف شیخ الاسلام حضرت

☆ استاد دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ

مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ اس صورت میں قاضی صاحب مجمع البحرین کے مصداق بن گئے۔

قاضی صاحب کی زندگی کا سب سے اہم کام اپنے اکابر کے عقیدے کی ترویج و اشاعت ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم اور مسلک حق کا دفاع تھا۔ جو انہوں نے انتہائی کٹھن نامساعد حالات میں بڑی کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۹ء تک انگریز کے دور حکومت میں راولپنڈی، جہلم، لاہور اور ملتان کے قید خانوں میں اسیر رہے......

حُبِسْنَا وَ اُوْذِیْنَا بِغَیْرِ خَدِیْعَۃٍ
فَمَا ذَنْبُنَا اِلَّا الدِّفَاعُ عَنِ الْحِمٰی

قاضی صاحب اپنے اکابر کی طرح جیلوں میں اسیر رہے۔ اور اپنے اساتذہ کی سنت کو زندہ کیا۔ اور ہمارے اکثر اکابر نے سنت یوسفی کو زندہ کیا۔ اور تقریباً تمام مع قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بزبان حال فرما رہے ہیں کہ ......

وما السجن للمظلوم الا عطیة
یمن بها المولی علی عبد ن اصطفی

اور پھر اس پر صبر اور ثابت قدمی کے لیے دعا بھی فرما رہے تھے......

فیا رب ثبتا و صبرا علی البلاء
ویارب عونا و انتصرا من العدی

قاضی صاحب نے ۲۹ فروری ۱۹۵۲ء کو چکوال میں امدادیہ مسجد کے نام ایک جامع مسجد اور ایک مدرسہ جامعہ اظہار الاسلام کی بنیاد ڈالی۔ قاضی صاحب تعلیمی و تبلیغی معروفیت کا آغاز اپنے وطن چکوال سے کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر و تقریر کی عمدہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ جن سے آپ نے اپنی دینی، تبلیغی، تالیفی اور اصلاحی خدمات میں بھرپور کام کیا۔ حق گوئی و بے باکی آپ کا ایسا وصف تھا۔ کہ بقیہ تمام اوصاف حمیدہ میں نمایاں تھا......

نشا پلا کہ گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۶ء تک کا زمانہ رد قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت میں گزارا ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ کئی سال جمعیت علماء اسلام کے امیر رہے اور اس شعر کا مصداق بن گئے......

خوف حاکم، خوف عزت، خوف فخر و خوف جان
کر دیا سب کو فدائے خوف رب العالمین

اس کے بعد قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو احساس ہوا کہ موجودہ زوال پذیر عہد میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو تنقید کا نشانہ بنانا اور ان کے اقوال، افعال، اعمال، کردار کو تختہ مشق بنانا بدبختوں کا معمول بنتا جا رہا ہے۔ تو انہوں نے ۱۹۶۹ء میں ''تحریک خدام اہل سنت'' کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد رکھ دی۔

اس تنظیم نے جو روشن کردار ادا کیا اب وہ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ اس تنظیم نے خلفاء راشدین کی حقانیت، نظام خلافت راشدہ کی ضرورت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صداقت کو جس انداز میں اجاگر کیا وہ ایک انوکھی حیثیت کی حامل ریکارڈ ہے۔ نبوت اور امت کے درمیان وسیلہ اور رابطہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کی جماعت ہے۔ اگر یہی جماعت مشکوک قرار دے دی گئی تو نبوت کی ساری عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔ اسی خاطر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''حق چاریارؓ'' کے نام سے ۱۹۸۹ء میں ایک دینی جریدہ جاری کیا۔ یہ تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان ماہنامہ ہے۔ گویا حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر و تحریر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کیا۔ گمراہ فرقوں کا تعاقب کیا۔ مسلک حق سے انحراف کرنے والوں کا بھرپور علمی محاسبہ کیا اور اس میں کسی قسم کی ناگواری کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اہل سنت والجماعت کے تمام عوام اور خواص میں بیداری پیدا کرنے کے لیے انتھک کوشش کی اور بڑی حد تک کامیاب رہے......

قم باذن اللہ کہہ کر خلق کو زندہ کیا
پھونک دی مردوں میں روح ایمان بالیقین

راقم الحروف چونکہ اب درس و تدریس میں بالکل مکتب طفل ہے اور تدریس کی خدمت کا بوجھ اٹھا کر اکابرین کے نقش قدم پر چلنے کے لیے خدمت دین کی خاطر مصروف عمل ہے۔ اس سے پہلے ۱۹۹۷ء میں بندہ دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں درجہ سادسہ کا طالب علم تھا۔ کلاس میں دو ساتھی چکوال سے پڑھ کر آئے تھے۔ جن میں سے اب ایک ساتھی قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں مدرس ہے۔ مولانا عزیز الحق صاحب تاجک والے، جو کہ حضرت قاضی صاحب سے بیعت بھی ہیں۔ ان کی معیت میں ۱۲ ربیع الاول کے جلسہ میں قاضی صاحب کے بیان اور خطاب سے مستفید ہوا اور مصافحہ کا شوق بھی حاصل کیا اور ساتھ ہی ایک اور شرف حاصل کیا کہ مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان جو کہ رد غیر مقلدیت پر تھا بھی سنا اور ملاقات بھی ہوئی۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان پہلے پنجابی میں شروع کیا اور

شروع کرتے ہی خود نعرہ لگایا کہ خلافت راشدہ جواب ملا کہ ''حق چار یار ؓ'' پھر قاضی صاحب نے یکدم بیان اردو میں جاری رکھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل تھا کہ بیان سے مستفید ہوا۔

آہ کس قدر جلد یہ باتیں خواب وخیال ہوگئیں ......

ڈھونڈتی پھرتی ہیں آنکھیں آج ان ایام کو
آہ وہ راتیں کہاں اور ہائے ایسے دن کہاں
دیکھنے والوں نے کیا دیکھا بتائیں کس طرح
خواب کی تھی اِک کہانی خواب کا تھا اک سماں

ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ حضرت قاضی صاحب کو اعلیٰ علیین میں مقام دے۔ مغفرت فرمائیں اور سیئات معاف فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

اور تحریک خدام اہل سنت کو کامیاب فرما کر حضرت قاضی صاحب کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔

TAHIR
Stationers & Book Sellers
بفیضانِ نظر میرے شیخ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ
طاہر سٹیشنرز اینڈ بک سیلرز
طاہر منیر
بالمقابل گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج چکوال فون: 0573-50113

حق وصداقت کی......انمول مثال

کلمہ مولانا نور حسین عارف مظہری ☆

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں علمی جلالت وعظمت کی حامل نابغہ روزگار شخصیات پیدا فرمائیں۔ جنہوں نے اپنے خون وجگر سے سنت رسول کا احیاء فرمایا اور سنت کی دل آویز مہک سے اسلام کے متوالوں کے دل ودماغ کو معطر کیا۔

اپنے علوم ومعارف کے گراں قدر خزانوں سے ملت اسلامیہ کی آبیاری کی۔ اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر کفر وشرک بدعات ورسومات کی بادسموم سے سنت رسول کا تحفظ کیا طاغوتی قوتوں کے جبر واستبداد کے سامنے سینہ سپر ہو کر اُن کے ناپاک عزائم کو تہہ وبالا کر کے رکھ دیا۔

ان شخصیات کا زندگی بھر یہ طرۂ امتیاز رہا کہ اگر وہ ایک طرف درس وتدریس کے ذریعہ مربی خلائق ہیں تو دوسری جانب تصنیف وتالیف کے میدان کے شہسوار ہیں۔

اگر محراب ومنبر میں اُن کی صدائے حق گونجتی ہے تو دوسری طرف میدان کارزار میں اُن کی تیز دھار تلواروں کی چمک بھی نظر آتی ہے۔

اگر راتوں میں اُن کو عبادت وریاضت میں سوز وگداز کرتے ہوئے دیکھا گیا تو دن میں انہیں مخلوق خدا کے دلوں سے شرک وبدعات کی گندگی کو دور کرتے ہوئے پایا گیا۔

ان خوبیوں کی وجہ سے ہی زمانہ نے اُن کو ایک انمول موتی بنا دیا جس کی وجہ سے زمانہ کے اندر اچھی نگاہوں سے دیکھے گئے اور ان کے اخلاق عالیہ کو دیکھ کر بڑے بڑے سفاک زمانہ محبوب خدا بن گئے۔

ان مقدس ہستیوں میں قائد اہل سنت پیر طریقت رہبر شریعت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی ایک ذات تھی جو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے آخری بہار تھی۔ جن کی زندگی سنت رسول سے سرشار تھی۔ زہد وتقویٰ سے آباد تھی۔ توکل علی اللہ جن کی صدا تھی۔ امانت ودیانت

☆ خطیب جامع مسجد فضل، گوجرانوالہ

جن کی غذا تھی۔ مسکراہٹ میں سنت رسول جن کی ادا تھی۔ جن کی زندگی حق وصداقت میں ایک نمول مثال تھی۔ کفر وشرک کے ایوانوں کو زیروزبر کرنے کے لیے جن کی کوشش لگاتار تھی۔ رافضیت وخارجیت کے لیے جن کی قلم تیز دھار تلوار تھی۔ پرچم اسلام کو بلند کرنا جن کی منزل مراد تھی۔ عظمت رسول وعظمت صحابہ واہل بیتؓ پر جن کی جان نثار تھی۔ مسلک اہل سنت کا پرچار کرنا جن کی شب وروز سوچ وبچار تھی۔ ہر سنی کو مسلک اہل سنت سے واقفیت کرانے کے لیے جن کی زندگی بے تاب تھی۔ ہر کارکن کی قدردانی کرنا جن کی پرواز تھی۔

افسوس صد افسوس کہ وہ ہستی یوں جدا ہوئی کہ علم انگشت بدندان ہوکر دیکھتا رہ گیا اور حلم پر ایک یتیمی کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ دل نے کہا اب وہ ہستی تم سے قیامت کی صبح تک جدا ہوگئی۔ غم کو ہلکا کرنے کے لیے خوب رولو۔ شاید کہ دل کے چکر میں آکر ہم کچھ کر لیتے لیکن فوراً حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وہ جملہ آنکھوں کے سامنے آ گیا جو انہوں نے نبی پاک ﷺ کی وفات کے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ اگر آپ ﷺ نے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں آپ کی وفات پر اتنا روتا کہ آنکھوں سے آنسو ختم ہو جاتے۔

بس ہم نے بھی اسی بات پر عمل کیا۔ گو ہمارے سینے حضرت قائد رحمہ اللہ کی جدائی کے غم سے چھلنی ہیں لیکن حضرت یعقوب نبی کی سنت فھو کظیم پر عمل کرنا اہل سنت کا ہمیشہ سے طرہ امتیاز رہا ہے۔ بندہ ناچیز بھی اُن سعادت مند لوگوں میں سے ایک ہے جنہوں نے حضرت قائد کے حضر وسفر کو قریب سے دیکھا۔

غالباً ۱۹۶۶ء کی بات ہے کہ بندہ ۱۳ سال کی عمر میں حضرت قائد کے مدرسہ اظہار الاسلام میں حضرت حاجی نادر خان صاحب کی کوشش سے حفظ قرآن کریم کے لیے داخل ہوا پھر تقریباً چار سال تک حضرت کے زیر سایہ رہ کر قرآن حفظ کیا۔ چونکہ میرا بچپن تھا حضرت کے گھر آنا جانا تھا آنے والے مہمانوں کے لیے اکثر میں بھی ناشتہ اور کھانا لایا کرتا تھا۔ اس وقت جو کچھ میں نے دیکھا تھا آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ حضرت کی عاجزی اور تقویٰ کی تصویر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔

گو میں نے حضرت شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو نہیں دیکھا۔ لیکن اُن کی للہیت، زہد وتقویٰ، مصائب پر صبر واستقامت، اتباع سنت رسول ﷺ اور اُن کی حق گوئی حضرت قائد رحمہ اللہ کی شکل میں دیکھی۔ حضرت جی اپنے شیخ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی ایک کامل تصویر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے قائد کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ ایک خوبی یہ بھی تھی کہ جس بات کو حق سمجھا اُس پر ڈٹ گئے اور اس کا اظہار برملا فرمایا اور اس سلسلہ میں کسی فرد کی مخالفت کی ذرہ بھر پرواہ نہ کی۔ اسی

وجہ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میرے استاد محترم مفسر قرآن حضرت صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ نے فرمایا تھا۔ آپ اہل حق کے ترجمان اور سلف کے امین ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں بھٹو کے دور اقتدار میں نظام مصطفیٰ کے نام سے پاکستان میں بڑی زور و شور سے تحریک چلی ہر مسلک کے علماء ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے اور پاکستان قومی اتحاد کے نام سے ایک جماعت بنی حضرت مفتی محمود صاحب اس کے صدر تھے۔ میرے قائد حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ اس اتحاد سے الگ رہے اور فرمایا میں ایسے اتحاد میں شامل نہیں ہوں گا جس میں مودودی خاکساری وغیرہ گمراہ جماعتیں شامل ہوں کیونکہ میرے شیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان جماعتوں کو گمراہ فرمایا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اتحاد پارہ پارہ ہوگیا اور ہر ایک اپنی اپنی لکیر پر سفر کرنے لگا۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد جب کہ میں مدرسہ نصرت العلوم میں زیر تعلیم تھا استاذی المکرم حضرت مولانا عبد القیوم صاحب مدظلہ نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا: مولوی چکوالوی حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے قومی اتحاد میں شامل نہ ہوکر بڑی بصیرت سے کام لیا ہے۔ بالکل صحیح اور ٹھیک فیصلہ فرمایا ہے۔

اپنے اور اپنے اکابر کے مشن کو داغ دار نہیں کیا۔ اُس پر حضرت قاضی صاحب کی بصیرت کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

پھر بآواز بلند فرمایا:

قاضی مظہر حسین کون ہے؟

جو نہ بکے اور نہ باطل کے سامنے جھکے اُس کو قاضی مظہر حسین کہتے ہیں۔

حضرت استاذی المکرم ابوداود شریف کا سبق پڑھاتے وقت کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے۔ سنو جس نے حضرت مدنی کی جھلک دیکھنی ہو چکوال جاکر دیکھو۔ وہاں ایک بابا بیٹھا ہوا ہے جس کی گفتگو اور لباس سے حضرت مدنی کی جھلک نظر آتی ہے۔

حضرت قائد اہل سنت گوجرانوالہ مدرسہ نصرت العلوم میں آتے رہتے تھے۔ اور درس بھی ارشاد فرماتے۔ استاذی المکرم حضرت صوفی صاحب مدظلہ بڑی چاہت سے حضرت کا درس رکھتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت مدرسہ میں تشریف لائے۔ جامع مسجد نور کے عقب میں مدرسہ تعلیم النساء کے اندر حضرت کا قیام تھا۔ جب رخصت ہونے لگے تو حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مدظلہ استاد الحدیث نے جلدی سے حضرت کے جوتے اٹھائے اور دروازے پر آکر رکھ دیے پھر ایک جوتا اٹھایا اور اُس کے نیچے ہاتھ پھیرا اور پھر دونوں ہاتھ اپنے منہ پر پھیر کر فرمایا الحمد للہ جب میں نے یہ منظر دیکھا تو بے ساختہ

آنکھوں سے آنسو نکل پڑے کہ میرے حضرت کا علماء کے نزدیک اتنا مقام ہے کہ ایک عالم دین حضرت کے جوتے اٹھانے میں سعادت سمجھتا ہے۔

حضرت قائد کی جرأت اور حق گوئی

حضرت کی جرأت اور حق گوئی کا یہ عالم تھا کہ چکوال کی زمین پر جو بھی فتنہ اٹھا اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ یا اللہ مدد کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ہاتھ میں حق چار یار کا گرز لے کر ہر فتنے کو پاش پاش کر دیا جو پھر کبھی بھی سر نہ اٹھا سکا۔ میرا طالب علمی کا زمانہ تھا۔ مدنی جامع مسجد کے قریب گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں حوا کی بیٹیوں سے ڈانس کرایا جاتا تھا۔ حضرت کو علم ہوا تو سکول کی ہیڈ مسٹریس کو تحریری طور پر آگاہ کیا کہ یہ فعل اسلام کے خلاف ہے اس کو ختم کرو۔ حضرت کو تحریری جواب لکھا گیا کہ یہ سکول کا معاملہ ہے تمہیں اس میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں۔

حضرت نے جمعہ کے موقع پر خوب احتجاج کیا اور فرمایا یہ فعل ہرگز نہیں ہونے دیا جائے گا۔ پھر طلباء مدرسہ کو حکم دیا کہ اس کے خلاف جلوس نکالا جائے۔ ہم نے جلوس نکالا اور خوب احتجاج کیا۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ شیطانی فعل اپنی موت مر گیا۔

تھانہ چکوال کے قریب عیسائیوں کا گرجا ہے وہاں عیسائیوں کا سکول کھلا ہوا تھا جس میں مسلمان بچے بچیاں بھی پڑھتی تھیں۔ حضرت کب برداشت کر سکتے تھے کہ مسلمانوں کے بچوں کو عیسائی بنایا جائے چنانچہ حضرت کے حکم سے ہم نے جلوس نکالا ایک بینر ہم نے پکڑا ہوا تھا جس پر لکھا ہوا تھا مسلمان بہن بھائی گرجا سکول میں پڑھنا پڑھانا چھوڑ دو، ہم نے شہر میں جلوس نکالا چلتے چلاتے گرجا کے قریب پہنچے تو پولیس آ گئی اور کہا کہ اگر جان کی ضرورت ہے تو واپس چلے جاؤ ورنہ تم کو گولی مار دی جائے گی۔ اس جلوس میں حضرت سید عبد المالک شاہ اور ان کے بھائی سید عبد الغفار شاہ صاحب بھی شامل تھے جو اُن دنوں مدرسہ اظہار الاسلام مسجد امدادیہ میں زیر تعلیم تھے۔

تھانے دار نے ایک لکیر کھینچی اور کہا کہ جو بھی اس لکیر سے آگے آئے گا اس کو گولی مار دی جائے گی حضرت شاہ صاحب نے سب سے پہلے اس لکیر کو عبور کیا ان کے پیچھے سب لکیر کو عبور کر گئے تھانہ دار حسرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہی رہ گیا۔ الحمد للہ حضرت جی کی کوششوں اور دعاؤں سے ہم نے یہ قلعہ بھی فتح کر لیا۔ سب مسلمان بچوں نے گرجا سکول میں پڑھنا چھوڑ دیا۔ چکوال میں جہلم موڑ کے قریب حاجی احمد حسین صاحب مرحوم کے گھر کے پاس قادیانوں کی ایک مسجد تھی۔ ایک دفعہ اُن کا کوئی مبلغ

لاؤڈ سپیکر لگا کر برسرعام مرزائیت کی تبلیغ کر رہا تھا۔ حضرت نے فوراً احباب کو اطلاع دی پھر جلوس کی شکل میں وہاں گئے اور فرمایا جب تک مظہر حسین زندہ ہے اس وقت تک تم جھوٹے نبی کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ الحمدللہ حضرت کی جرأت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ فتنہ بھی ختم ہو گیا ان فتنوں کے علاوہ چکوال کی سرزمین پر بیسیوں فتنے اٹھے۔ لیکن حضرت جی رحمہ اللہ کی جرأت سے تنکے کی طرح بہہ گئے۔

حضرت کی کھانے میں سادگی

جب میں مدنی جامع مسجد میں حفظ کر رہا تھا اُن دنوں کا واقعہ ہے کہ استاد محترم حضرت حافظ اللہ یار مدظلہ نے مجھے باورچی کی شکایت کے لیے حضرت کے پاس بھیجا ساتھ دو روٹیاں بھی دیں جو جلی ہوئی تھیں کہ حضرت کو دکھاؤ کہ باورچی اس طرح روٹی پکاتا ہے جو کھانے کے قابل نہیں۔ میں وہ روٹیاں حضرت کے پاس لے کر گیا اور باورچی کی شکایت کی۔ اس وقت اپنے مطالعہ والے کمرہ میں بیٹھ کر کچھ تحریر فرما رہے تھے اور ساتھ کوئی چیز کھا رہے تھے۔ میں نے دیکھا چھابی میں گھر کی روٹی توے پر پکی ہوئی کا نصف حصہ تھا جو خشک تھا۔ حضرت وہ چبا رہے تھے جب میں نے باورچی کی شکایت کی تو حضرت نے وہ روٹیاں پکڑ کر دیکھیں اور فرمایا بھائی ان کو کیا ہے۔ پھر فرمایا بھائی جاؤ جا کر حافظ اللہ یار کو کہو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو تمہیں جلی سڑی روٹی تو مل رہی ہے۔ نا ایسے بھی تو اللہ کے بندے ہیں جن کو ایسی روٹی بھی نصیب نہیں ہے۔ پھر فرمایا میں بھی تو کئی دنوں کی پکی ہوئی خشک روٹی کھا رہا ہوں۔

حضرت کا تقویٰ

ایک دن میں مدنی جامع مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا کہ ایک آدمی آیا اُس کے ہاتھ میں گوشت تھا جو تقریباً آدھا کلو کے قریب ہوگا مجھے پکڑاتے ہوئے کہا کہ یہ مدرسہ میں دے دینا۔ میں نے گوشت پکڑ لیا اور بغیر کسی استاد کے مشورہ کے خود اپنے ذہن میں فیصلہ کر لیا کہ یہ گوشت حضرت کے گھر لے جانا چاہیے۔ چنانچہ میں نے وہ گوشت جا کر حضرت کے گھر آپا جی مرحومہ ومغفورہ کو دے دیا۔ انہوں نے بھی نہ پوچھا اور خیال کیا کہ حضرت جی نے منگوایا ہوگا۔ کیونکہ حضرت کے گھر کا سودا سلف میں ہی لا کر دیتا تھا۔

خیر گوشت پک گیا۔ جب حضرت کو کھانا پیش کیا گیا تو دیکھا یہ گوشت ہے آپا جی سے فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے؟ آپا جی نے کہا آپ ہی نے تو نور حسین سے منگوایا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں نے نہیں منگوایا۔ نور حسین کو بلاؤ۔ جب میں حضرت کے پاس آیا تو فرمایا یہ گوشت تو نے کہاں سے لا کر دیا ہے۔ میں نے

سب واقعہ عرض کر دیا۔ فرمایا کان پکڑلو کچھ دیر بعد فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ جب میں کھڑا ہوا تو خوب غصہ فرمایا اور کہا یہ گوشت تو طلباء کا تھا۔ تو بغیر پوچھے یہاں کیوں لایا ہے۔ پھر فرمایا آئندہ تم نے ایسی حرکت کی تو سخت سزا ملے گی۔ پھر آپا جی سے پوچھا کہ گوشت کتنا تھا۔ انہوں نے عرض کی تقریباً آدھا کلو۔ حضرت نے مجھے ایک کلو کے پیسے دیئے اور فرمایا ابھی دفتر میں جاؤ۔ ناظم صاحب سے ان پیسوں کی رسید کٹوا کر مجھے دو۔ میں دفتر گیا اور وہاں سے رسید لے کر حضرت کو دی تو فرمایا یہ سب گوشت پکا ہوا لے جاؤ اور باورچی کو کہو شام کے سالن میں ڈال دے۔

اللہ اللہ یہ تھا میرے حضرت جی کا تقویٰ پھر کیوں نہ ایسی ہستی کی جدائی پر زمین وآسمان افسوس کریں۔

حضرت کی کرامت

ویسے تو حضرت اکثر پروگراموں پر ہوتے تھے اگر جمعرات فراغت ہوتی تو مغرب کی نماز کے بعد پلاٹ میں تشریف لاتے صف بچھا کر بیٹھ جاتے ہم طلباء بھی چھٹی کی وجہ سے فارغ ہوتے۔ کوئی حضرت کے سر کی مالش کرتا اور کوئی ٹانگیں دباتا۔ حضرت ہمیں کوئی سفر کا واقعہ سنا دیتے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ میں نے ایک سفر میں کئی دفعہ کنڈیکٹر کو کہا کہ بھائی میں نے نماز پڑھنی ہے وقت جا رہا ہے لہٰذا کسی جگہ بس کھڑی کر کے مجھے نماز پڑھنے دو لیکن اُس نے کوئی توجہ نہ دی۔ جب میں نے سختی سے کہا تو اُس کے ڈرائیور نے کہا ہم آگے لیٹ ہو گئے ہیں بس نہیں کھڑی ہو سکتی۔ نماز قضاء کر لینا یا پھر اتر جاؤ اور تسلی سے نماز پڑھ کر پیچھے والی بس میں آجانا۔ خوشاب سے کافی پہلے ایک جگہ بس سواری اتارنے کے لیے کھڑی ہوئی تو میں بھی اتر گیا۔ لوٹا میرے پاس تھا ایک مکان سے پانی لیا اور وضو کرنے لگا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کنڈیکٹر بار بار کہتا ہے استاد جی چلو، استاد جی چلو۔ لیکن ڈرائیور بس چلاتا ہے چلتی نہیں نیچے اترا اور بس کو دیکھا پھر چلانے کی کوشش کی بس نہیں چلتی۔ اور کہتا ہے بس میں کوئی خرابی بھی نہیں اور چلتی بھی نہیں۔ اب سب سواریوں کی توجہ میری طرف ہو گئی کہ اس بزرگ نے بس کو بند کر دیا ہے۔ اتنی دیر میں میں بھی نماز سے فارغ ہو گیا اور بس میں سوار ہو گیا۔ جب سوار ہوا تو بس چل پڑی میں نے تو یہی سمجھا کہ یہ سب نماز کی برکت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی لیکن سواریاں میری طرف دیکھتی اور آپس میں باتیں کرتیں کہ یہ کوئی بزرگ ہے جس نے بس کو بند کر دیا۔ کچھ دیر ہوئی کہ ایک آدمی جس نے چھوٹی چھوٹی داڑھی رکھی ہوئی تھی میرے پاس آیا مصافحہ کیا اور کہا آپ کا تعارف۔ میں نے کہا بھائی میں خدا کا بندہ ہوں میرا نام مظہر حسین ہے چکوال میں رہتا ہوں۔ وہ فوراً سمجھ گیا اور کہا اچھا آپ مولانا قاضی مظہر حسین چکوال والے

ہیں اُس نے کافی بات چیت کی اور پھر چکوال آنے کا وعدہ کیا۔ ایک دفعہ وہی آدمی جمعہ کے دن آیا جمعہ کے بعد ملاقات کی اپنا تعارف کرایا۔ پھر اپنے گاؤں کے لیے تاریخ لی (حضرت نے نام بتایا تھا مجھے اب یاد نہیں) اور وہاں بھرپور پروگرام ہوا اور اب تک ہوتا ہے۔

حضرت کی خواب میں زیارت

ابھی حضرت کی وفات کو دو دن ہی ہوئے تھے کہ بدھ کو عصر کی نماز پڑھائی اور طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے چارپائی پر لیٹ گیا اور آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت تشریف لائے چہرہ مبارک سنت رسول کی وجہ سے چمک رہا تھا۔ ہاتھ میں عصا پکڑا ہوا تھا اور گلابی رنگ کا جوڑا اور سر پر سفید کالی دھاریوں والا رومال بندھا ہوا تھا اور مجھے فرمایا بھائی نور حسین تو یہ بتا کہ تجھے ہدایت اور صراطِ مستقیم کس کی وجہ سے ملا ہے میری وجہ سے ہی تجھے خدا نے ہدایت دی ہے نا؟ میں نے عرض کیا جی حضرت آپ کی وجہ سے ہی خدا پاک نے مجھے ہدایت دی ہے۔ پھر فرمایا بھائی اس پر اب قائم رہنا وقت بہت نازک ہے اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ کچھ دنوں کے بعد چکوال حاضری ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ کی زیارت ہوئی۔ چھت کے اوپر بیٹھے کچھ اور بھی احباب زیارت کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں نے خواب کا ذکر کیا۔ تو حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ اصل خواب کی تعبیر تو حضرت استاد شیخ الحدیث صاحب مدظلہ بتا سکتے ہیں (مراد حضرت استاد محترم مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ) لیکن میرے خیال میں اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ حضرت کے مشن کے ساتھ وابستہ رہیں اور جماعت خدام اہل سنت کے ساتھ تعلق رکھیں۔

حضرت کی شفقت

بندہ کی آرزو تھی کہ حضرت میرا نکاح پڑھائیں۔ آخر وہ وقت آ گیا شادی کی تاریخ طے ہو گئی۔ میں اپنی دلی تمنا لے کر حضرت کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت آپ نکاح پڑھائیں ڈر بھی رہا تھا کہ حضرت کسی مجبوری کی وجہ سے انکار ہی نہ فرما دیں کیونکہ حضرت کے مشورہ کے بغیر ہی تاریخ مقرر کر لی تھی۔ حضرت نے سن کر فرمایا اچھا بھائی میں آؤں گا اگر صحت نے اجازت دی۔ میری خوشی کی انتہا ہی نہ رہی کہ حضرت نے قبول فرما لیا اب تو میں حضرت کے لیے ہر وقت دعائیں کرتا کہ خدا حضرت کو بیماری سے محفوظ فرمائے ورنہ میری خواہش پوری نہ ہوگی۔

آخر وہ دن آ گیا اور انتظار کی گھڑیاں ختم ہوگئیں کہ آج حضرت تشریف لائیں گے۔ بندہ کو سعادت مندی حاصل ہوگئی۔ اس وقت ٹیلی فون کا سلسلہ نہ تھا کہ معلوم کر لیتا حضرت کب چلیں گے۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب چند دوستوں کو لیا گاؤں کے باہر آ کر کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت کی گاڑی دور سے نظر آ گئی ہم راستہ میں کھڑے ہو گئے جب گاڑی قریب آئی اور رُکی حضرت سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا ''بھائی نور حسین تیری تے شادی اے تو ادے کدے پھر دا پیاں ایں''۔ حضرت نکاح والی جگہ تشریف لائے ساتھ حافظ عبدالوحید حنفی اور دیگر احباب تھے حضرت نے تقریباً پونا گھنٹہ خطاب فرمایا۔ جس کا موضوع تھا کلمہ اسلام میں تبدیلی کی خطرناک سازش۔ اس کے بعد دو بج کر بائیس منٹ پر حضرت نے خطبہ نکاح ارشاد فرمایا یوں بندہ کو وہ سعادت حاصل ہوئی جس پر آج بھی فخر کرتا ہوں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں

اللہ تعالیٰ نے آپ کے کندھوں پر بہت بڑی امانت رکھی ہے جماعت کے ہر کارکن کی نظر آپ پر ہے۔ آپ نے ہی حضرت کے دینی مشن کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ لہٰذا ہر قدم سوچ سمجھ کر رکھنا تا کہ حضرت کے لگائے ہوئے شجر طیبہ کا کوئی پتہ مرجھانہ جائے۔

حضرت کی طرح جماعتی احباب کو ساتھ لے کر چلیں تا کہ ہر رکاوٹ ڈالنے والی شیطانی سوچ ختم ہو جائے اور اتفاق واتحاد والی فضا ہر سو چھا جائے۔ آپ اپنے آپ کو کبھی بھی تنہا نہ سمجھیں۔ جماعت کے ہر کارکن نے آپ کی محبت سے دل کو سرشار کیا ہوا ہے۔ بلکہ آپ کے اشارے پر خون کا آخری قطرہ بھی بہا دینا سعادت سمجھتا ہے۔ کیونکہ آپ کے جسم سے خدام کو حضرت کی خوشبو آتی ہے۔ خدا کرے آپ کی قیادت میں خدام کا پرچم اُسی طرح لہراتا ہوا نظر آئے جیسا کہ حضرت کی زندگی میں لہراتا ہوا نظر آتا تھا۔ اور خلافت راشدہ حق چار یارؓ کی گونج گلی کوچہ میں اسی طرح آتی رہے قیامت کی صبح تک ماند نہ پڑے۔ غرضیکہ حضرت نے جو باغ لگایا تھا اُس کی آبیاری اب آپ نے کرنی ہے اور اس طریقہ سے کرنی ہے کہ باغ کی کوئی کلی مرجھانہ جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت نصیب فرمائے اور اپنے اکابر کے دینی مشن کی رکھوالی کرنے کی توفیق فرمائے۔

آمین ثم امین بجاہ النبی الکریم ﷺ

مسلک دیوبند کے محافظ!

حافظ عبدالجبار سلفی ☆

مسلک دیوبند کے بے لوث محافظ، سلوک وطریقت کے درخشندہ ستارے، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ وشاگرد، حنفی المشرب، اکابر واسلاف کا نمونہ، تقویٰ وطہارت، اور مختلف صفات سے باوصف۔ زبان وقلم کے بادشاہ، اپنی بات کے استدلال میں بے مثال، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، شمشیر بے نیام حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کا ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک شعر نوک زباں پرآ جاتا ہے۔

لو کانت الدنیا تدوم لواحد

لکان رسول اللہ فیہا مخلدا

یعنی اس دنیا کے اندر کسی فرد واحد کو بھی ہمیشہ زندہ رہنے کی صلاحیت ہوتی تو یہ اعزاز میرے سرتاج، میرے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوتا کہ وہ ہمیشہ اس دنیا میں رونق افروز رہتے۔ حضرت اقدس کی ''ہشت پہلو'' شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ حضرت کا وجود علم وعمل کا جیتا جاگتا نمونہ تھا۔ آپ کی ہر سانس، ہر صدا، اور ہر جنبش قلم، علم وفضل کی ترقی، اسلام کی سربلندی، اور امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے لیے بے تاب، اور سرگرم عمل تھی۔ مسلک دیوبند اور مذہب اہل سنت وجماعت کے دفاع کے لیے ننگی تلوار تھے اور اس میدان میں آپ نے تن تنہا کئی اداروں سے بڑھ کر کام کیا۔ مختلف فتنوں کے خلاف آپ نے تحقیقی مضامین کا ایسا ذخیرہ چھوڑا ہے کہ امت کو تشنگی کا شکوہ ہی نہ رہے۔ افسوس کہ موت نے ''ایسے گوہر آبدار'' کو ہم سے چھین لیا۔ جس کی اس ''مفلس'' سنی قوم کو کافی ضرورت تھی۔ ''گردشِ دوران'' اور ''طوفانِ فنا'' نے ایک اور مشعل کو ہمیشہ کے لیے گل کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا میدانِ تصنیف میں قلم کا یہ اعجاز تھا کہ جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتے۔ وہ

☆ خطیب جامع مسجد ختم نبوت، ملتان روڈ لاہور

علمی، تحقیقی، تاریخی اور تنقیدی جیسا بھی ''مغلق'' موضوع ہوتا آپ اس پر ایسے دلائل رقم فرماتے کہ موضوع کا حق ادا ہو جاتا...... فرقِ باطلہ کے تعاقب میں آپ نے مختلف کتابیں لکھ کر ان کو بے نقاب کیا ہے۔ خصوصاً شیعیت، خارجیت اور مودودیت کا مؤثر ردّ کیا اور اگر اس دوران کسی نے ''دیوبندیت'' کا لبادہ اوڑھ کر اکابرین دیوبند کے مسلک حق کے خلاف قدم اٹھایا تو حضرت اقدس رحمہ اللہ ان سے بھی غافل نہیں رہے۔ مسلک پر سختی سے کاربند تھے۔ راقم الحروف جب لاہور سے بیعت کرنے کی غرض سے چکوال گیا تو حضرت والا کی مجلس میں بیٹھ کر خود سنا ''کہ میں اکابر علماء دیوبند کا مردہ جامد، اور اندھا مقلد ہوں'' ...... سبحان اللہ! بلاشبہ اسلاف سے حضرت رحمہ اللہ کی محبت قابلِ رشک بھی تھی اور قابلِ تقلید بھی.. جن خوش قسمت حضرات کو حضرتِ اقدس رحمہ اللہ کی زیارت ہوئی وہ جانتے ہیں کہ ان کی زندگی اتباعِ سنت کی ''تجلیات'' سے منور تھی۔ وہ اپنے ''شگفتہ قلم'' اور ''مشفقانہ تکلم'' سے شبانہ روز اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت رحمہ اللہ کی متواضع شخصیت اور ''شیریں گفتگو'' اپنی طرف کھینچتی تھی۔ اور ان کا ''حکیمانہ انداز'' تخاطب و نگارش قلوب میں گھر کرتا تھا۔ حضرت والا مختلف فتنوں کے متعلق انتہائی ''بے چین'' رہتے تھے، اور کسی شخصیت کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ''مجاہدانہ جذبے'' سے ان کی سرکوبی کے لیے ''آمادۂ پیکار'' رہتے تھے۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کا معاملہ ہو، یا حضرات صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم کے تقدس کا معاملہ ہو۔ ہر میدان میں آپ رحمہ اللہ سینہ سپر رہتے تھے۔

حضرت رحمہ اللہ اپنے وقت کے معروف ''صاحبِ طریقت'' بھی تھے، ان کے ''سوز دروں'' نے بے شمار متلاشیانِ حق کے اطوارِ زندگی بدل ڈالے۔ عوام الناس میں ایک بہت بڑا ''سنجیدہ طبقہ'' حضرت کا عقیدت مند اور ''دلدادہ'' تھا۔ وہ اہل سنت کا ایک ''قیمتی اثاثہ'' تھے۔ وہ مردِ درویش اور مردِ قلندر تھے۔ مادی وسائل نہ ہونے کے باوجود ''ان کے نالہ ہائے نیم شبی'' کی بدولت اسلام اور اہلِ اسلام کے مسائل ومشکلات کے لیے وقف تھی۔ اللہ پاک کی ذات ''قادر'' ہے جو ناممکن کو ممکن بنا سکتی ہے۔ مگر بظاہر اس قحط الرجال میں یوں نظر آتا ہے کہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کا خلاء شاید کبھی پورا نہ ہو سکے۔ قادیانیت، رافضیت اور ''مماتیت'' آپ کا وجود برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ تمام مصالحت سے بے نیاز ہو کر ''فتنوں'' کے سامنے پوری جرأت سے ڈٹ جانے والا ''وہ چراغ روشن'' گل ہو گیا......

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے، چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت کا شمار ''اکابرین'' میں ہوتا تھا۔ اکثر سنی جماعتوں کی قیادت حضرت والا سے مختلف امور میں مشورہ کرتی تھی۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کو اہمیت دی جاتی تھی۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ ''اصاغر'' کی بھی ''دلجوئی'' فرماتے تھے۔ ان کی پوری اصلاح فرماتے تھے۔ راقم الحروف کا یہ ذاتی تجربہ ہے'' کہ آج کل بڑے بڑے حضرات تکلفات اور تصنع و بناوٹ'' کی ''دلدل'' میں پھنس کر ''کبر و نخوت'' کے مریض بن جاتے ہیں۔ مگر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو ''پیکر عجز و نیاز'' کہہ دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ راقم الحروف بیعت ہونے سے قبل آپ کی کتابوں سے متاثر ہوا تھا۔ خصوصاً آپ کی مشہور کتاب ''بشارت الدارین بالصبر علی شہادت الحسین'' نے تو انقلاب برپا کر دیا۔ یہ ردِ ماتم پر ایک لاجواب کتاب ہے۔ اور اسی موضوع پر آپ کی ایک مختصر مگر نہایت جامع کتاب ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے ہے'' جس میں اہل سنت کے نظریئے کو کتاب و سنت سے پیش کر کے ''رافضیت کے ایوانوں میں'' ہلچل'' مچا دی گئی ہے۔ آپ کی بزرگی اور تقویٰ کا معترف تو ''مخالف'' بھی تھا۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ ولایت سے وابستہ ہونے کی ٹھان لی، اور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ آف بھکر (امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب) کی خدمت میں راقم حاضر ہوا، حضرت مدظلہ نے ''سفارشی'' رقعہ دیا اور ساتھ ہی تحریک خدام اہل سنت کے مبلغ مولانا قاری محمد عبیداللہ صاحب نے بھی ایک ''چٹھی'' دی اور راقم چکوال پہنچ گیا۔ جناب حافظ عبدالوحید حنفی صاحب نے ''انٹرکام'' پر بتلایا کہ لاہور سے مہمان آئے ہیں اور زیارت کے مشتاق ہیں۔ حضرت والا نے کمالِ شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اجازت مرحمت فرمائی۔ الحمد للہ زیارت ہوئی حضرت کے ہاتھ پر بیعت بھی ہوئی اور کافی دیر حضرت نصیحت فرماتے رہے۔ فرمایا کہ تمام فتنوں کے خلاف ڈٹ کر کام کرو۔ میں نے کہا حضرت میرے پاس آپ کی تصنیف ''کشفِ خارجیت'' نہیں ہے۔ تو فرمایا یہ کافی ساری کتابیں نایاب ہیں۔ اور پھر ساتھ ہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''دولت خانے'' پر موجود اپنی ذاتی کتاب ''کشف خارجیت'' نکالی اور میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا، لو اس کو پڑھ لو۔ یہ تمہاری ہے۔ آج کے اس دور میں ''چھوٹوں'' سے اتنی شفقت، محبت اور پیار دینے والا ڈھونڈنے سے بھی ''کم ہی ملتا ہے۔''

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فتنوں کے تعاقب میں!

دنیا میں جو بھی فتنہ پھیلتا ہے وہ اپنا ایک اثر ضرور دکھاتا ہے۔ پھر علماءِ حق آگے بڑھ کر اس فتنے کے

ساتھ ''چوکھی'' لڑائی لڑتے ہیں، حق و باطل کی کشمکش جاری رہتی ہے اور بالآخر حق کے سامنے نہ ٹھہرتے ہوئے باطل چاروں شانے چت ہو جاتا ہے۔ علماءِ دیوبند کا ہر دور میں یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ انہوں نے فتنوں کی سرکوبی کرتے ہوئے حق کو واضح کیا اور اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ اس دور میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے پوری للکار کے ساتھ ''باطل فتنوں'' کا تعاقب کیا ہے۔ آپ کی تقریریں تو بے شمار ہیں لیکن ذیل میں ہم آپ کی تصانیف کا مختصراً ذکر کریں گے جو رہتی دنیا تک اہل باطل کے سروں پر تلوار کی طرح لٹکتی رہیں گی۔

①

۱۳۹۳ھ میں شیعوں نے ماتم کے جواز میں ایک کتاب بنام ''فلاح الکونین فی عزاء الحسین'' لکھی اور پورے ملک یہ کتاب تقسیم ہوئی۔ حسب عادت کتاب ہذا میں شیعہ حضرات نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بالخصوص خلیفۂ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر تبرا کیا۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ بھلا چین سے کہاں بیٹھتے۔ چنانچہ ایک ضخیم اور لاجواب کتاب آپ نے اس کے جواب میں لکھی جس کا نام ''بشارۃ الدارین'' ہے۔ دنیائے رافضیت تا صبح قیامت اس کا جواب دینے سے عاجز ہے۔ لیکن اس کتاب کی موجودگی میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو مختصر ہوتی اور عوام الناس جسے بآسانی سمجھ پاتے۔ چنانچہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے بیس صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ بنام ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟'' لکھا اور یوں کم علم رکھنے والے حضرات کی تشنگی بھی دور ہو گئی۔

②

جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے پوری امت کو حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور انبیاء کرام کو بھی آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ جن کے متعلق شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بجا فرمایا ہے کہ مودودی صاحب جب ''تہذیب جدید اور الحاد و زندقہ'' کے خلاف قلم اٹھاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا شیخ الحدیث گفتگو کر رہا ہے اور دوسرے ہی لمحے جب وہ اہل حق کے خلاف خامہ فرسائی فرماتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ مولانا نے مسٹر پرویز، یا غلام احمد قادیانی کا قلم کھینچ لیا ہے۔ [اختلاف اُمت اور صراط مستقیم، حصہ اوّل]

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ بھی مودودیت کو بہت بڑا فتنہ قرار دیتے تھے۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بالکل واضح اور بے لچک موقف تھا کہ مودودیت و شیعیت ایک سکے کے دو رخ ہیں۔ چنانچہ آپ نے

تحریراً تقریراً اس فتنے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ چنانچہ ۱۹۵۸ء میں حضرت نے ایک کتاب ''مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر'' کے نام سے شائع کی جو بہت مقبول ہوئی اور اسی دوران آپ نے ایک اور کتاب ''مودودی مذہب'' شائع کی...... ان دو کتابوں کی اشاعت کے بعد ''قصر مودودیت میں گویا بھونچال آ گیا''......اور اگست ۱۹۶۱ء میں دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سابق مدرس مولانا محمد یوسف صاحب نے ایک کتاب ''علمی جائزہ'' لکھی جس میں انہوں نے اپنی پوری طاقت سے مودودی صاحب کا دفاع کیا۔ پھر حضرت رحمہ اللہ نے ''علمی جائزہ'' کے جواب میں تقریباً ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل کتاب ''علمی محاسبہ'' لکھی اور مودودی ''وکلاء'' کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا......اس کے علاوہ ''عقیدہ عصمتِ انبیاء اور مودودی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی، کھلی چٹھی بنام مودودی صاحب، جوابی مکتوب بنام قاضی حسین احمد وغیرہ اہم اور شاہکار کتب ہیں۔

............④............

وطنِ عزیز میں رافضیت کی طرح ''خارجیت'' کا فتنہ بھی ''بال و پر'' نکالے ہوئے ہے اور غالباً یہی گروہ یزید کا بھی ''بلا اُجرت'' وکیل ہے۔ آئے روز یہ طبقہ اپنے گمراہ کن نظریات پھیلاتا رہتا ہے۔ پاکستان میں فتنۂ یزیدیت کا بانی محمود احمد عباسی ہے اور عباسی ہی کے متاثرین میں سے مولانا محمد اسحاق سندیلوی صاحب (کراچی) بھی تھے، جنہوں نے عباسی مشن کو آگے بڑھایا، چنانچہ حضرت اقدس رحمہ اللہ نے دو حصوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ''خارجی فتنہ'' لکھی۔ جو علمی و تحقیقی حلقوں میں بہت ہی زیادہ پسند کی گئی۔ اس کتاب کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ اس پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے ماہنامہ ''بینات'' میں تبصرہ کیا جس کی وجہ سے مولانا اسحاق سندیلوی جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن سے مستعفی ہو گئے تھے۔ اسی کتاب کے متعلق حضرت مولانا سید انور حسین شاہ صاحب نفیس مدظلہ لکھتے ہیں......اس فتنے کی بیخ کنی کے لیے اللہ تعالیٰ نے زبدۃ العلماء عمدۃ الصلحاء مولانا قاضی مظہر حسین کو منتخب فرمایا ہے۔ حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب (مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور) اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں...... حضرت قاضی صاحب زید مجدہ نے اہل حق کے مسلک کو مفصل اور مدلل بیان فرما کر اہل سنت و جماعت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ ۱۹۸۶ء میں حضرت رحمہ اللہ نے ایک اور کتاب ''کشف خارجیت'' لکھ کر خارجیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ اس کے علاوہ ہر تقریر میں اور خصوصاً اپنے ماہنامہ جریدہ حق چار یار رضی اللہ عنہم میں قسط وار خارجیت کا تعاقب کرتے رہے۔

④

فتنۂ مماتیت کا تعاقب!

اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ بعد از وصال انبیاء علیہم السلام کی اپنی قبور میں وہ کیفیت نہیں ہوتی جو عام انسانوں کی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"الانبیآء احیآء فی قبورھم یصلون ." انبیاء، اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ چودہ سو سالوں میں کسی مسلمان نے اسی عقیدے کا انکار نہیں کیا حتیٰ کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلمیذ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی انفرادی رائے اور سوچ کے باوجود اس عقیدۂ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں فرماتے۔ پاکستان میں اس فتنے کے سرخیل جناب سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری ہیں۔ چنانچہ شاہ صاحب اور جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے دیگر مبلغین خصوصاً مولوی احمد سعید چتروڑ گڑھی۔ ''بے باکی'' سے حیات فی القبر کا انکار کر کے علماءِ حق پر فتوؤں کی بوچھاڑ کرتے رہے۔ ان حالات میں جب علماء حق دفاعِ مسلک کا جذبہ لے کر میدان میں اترے تو حضرتِ اقدس رحمۃ اللہ علیہ علماءِ کرام کے گروہ کے گویا''پیروکار'' تھے۔ آپ نے اپنی ہر تقریر، اور ہر بڑی کتاب میں اس پر روشنی ڈالی ہے اور ''کشف خارجیت'' ہی میں کچھ صفحات پر آپ نے اس فتنے کا تعاقب کیا۔ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب نے اپنے فتوے پر دستخط کے بعد رجوع کیا تھا، یہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے کہا کہ یہ مسئلہ پیدا کر کے یہودیوں اور دین کے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کیے جا رہے ہیں، اور مزید کہا یہ مسئلہ اہل سنت و جماعت میں شامل ہونے یا خروج کا معیار نہیں سمجھتا (حالانکہ تمام علماءِ کرام اس پر فتویٰ دے چکے ہیں کہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور متعدد علماءِ حق کے یہ فتاویٰ ہم نے اپنی کتاب ''مناظرہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے اندر درج کر دیئے ہیں۔) چنانچہ جب آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ کے تن بدن میں آگ لگ گئی کہ اتنے بڑے ادارے کے اندر رہتے ہوئے اتنی غیر ذمہ داری کہ ایک اصولی مسئلہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔ تو ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم دسمبر ۲۰۰۰ء کے شمارہ میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی درد دل کے ساتھ تقریباً پندرہ صفحات پر مفتی صاحب کے اسی غلط نظریئے کا رد کیا..... آج ''شخصیت پرستی'' کے اس نازک دور میں اگر کوئی مسلک کو داؤ پر بھی لگا دے تو ''قد آور'' شخصیت ہونے کی وجہ سے ''صرف

نظر'' کر دیا جاتا ہے مگر حضرت رحمہ اللہ کے نزدیک سب سے پہلے ''مسلک کی آبرو'' ہوتی اور بارہا کچھ حضرات کے منہ سے سنا کہ ہر ایک پر تنقید اچھی نہیں ہوتی۔ مصلحت سے کام لینا چاہیے وغیرہ وغیرہ...... مگر حضرت رحمہ اللہ کی ''مستقل مزاجی'' کی داد دیجئے کہ ''طعنوں کے نشتر چلتے رہے، تنقیدات کی آندھیاں چلتی رہیں'' مگر آپ ''استقامت'' کا کوہسار تھے اور اس موقعہ پر حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی وہ بات یاد آجاتی ہے جب کسی نے پوچھا کہ آپ کے حضرت قاضی صاحب سختی بہت کرتے ہیں تو مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ نے جواب دیا اگر قاضی صاحب سختی چھوڑ دیتے تو آدھی دیوبندیت ''مماتیت'' اور آدھی ''خارجیت'' کا شکار ہو جاتی...... مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ کی اس بات سے سو فیصد اتفاق کیا جاسکتا ہے ......غرضیکہ کون سا فتنہ ہے جو حضرت رحمہ اللہ کی ''تلوار کی کاٹ'' سے محفوظ رہا۔ بلاشبہ آپ نے مسلک کی وکالت کا حق ادا کر دیا ہے، اللہ پاک مولانا مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آپ کے خدام، متوسلین کو حضرت کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب کرے۔ آپ کے دینی مدارس، جماعت، اور ادارہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب کرے اور اللہ کرے کہ حضرت رحمہ اللہ کی جدوجہد اور محنت کی برکت سے ''وطن عزیز میں نظام خلافت راشدہ'' کا نفاذ ہو اور تب تک بلکہ تا صبح قیامت یہ دھرتی ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کے نعروں سے گونجتی رہے۔

آہ! گلچین چمن تجھ سے نادانی ہوئی
پھول وہ توڑا کہ گلشن بھر میں ویرانی ہوئی

❀❀❀❀

لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ اس آیت کی روشنی میں بندہ کے نزدیک منکر صحابہ کافر ہے
دار السّاعت
ہر قسم کی گھڑیوں اور موبائل فون کی مرمت و پرزہ جات کیلئے تشریف لائیں
نیز جماعتی احباب کے لئے خصوصی رعایت
مسجدوں کے کلاک کی ریپئرنگ مفت
خاکپائے مظہری
محمد شکور عفی عنہ (دار الساعت) چھپڑ بازار چکوال

لا یخافون لومۃ لائم کی عملی تفسیر

مولانا محمد فاروق ہزاروی ☆

۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء عالم اسلام کی نابغۂ روزگار شخصیت، پاکستان میں علمائے دیوبند کی حقیقی شناخت، وکیل صحابہ واہل بیت شیخ خلیفۂ مجاز حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آہ! ؒ، یہ لفظ زبان لینے کو تیار ہے نہ قلم لکھنے کو۔ آج کیسے یہ الفاظ اُس ذات کے لیے نکلیں جو ہم مریدین وکارکنان جماعت کے لیے اپنے والدین سے زیادہ شفیق اور اپنے اساتذہ سے زیادہ رہنما تھی۔ ہمیں تو ہر لمحہ ولحظہ اس مربی کی ضرورت ہے لیکن شاید ذات عالی کو یہی منظور ہے۔ کل من علیھا فان

وہ میرے زمانہ طالب علمی کے آخری ایام تھے، جب ۷۳۔۱۹۷۲ء میں ختم نبوت کی تحریک پورے ملک میں شروع ہو چکی تھی۔ چونکہ جہلم تحریک خدام اہل سنت کا دوسرا بڑا مرکز ہے۔ لہٰذا حضرت جی ؒ کی قیادت میں تین بسوں پر مشتمل ایک قافلہ جلوس کی صورت میں جہلم آیا، وہاں حضرت ؒ کے صاحبزادے قاضی محمد ظہور الحسین اظہر کا بیان ہوا۔ حضرت جی ؒ نے معترضین کے اعتراضات کے اپنے علم وحکمت سے خوب دلائل کے ساتھ جوابات دیئے۔ میں بذاتِ خود وہاں موجود تھا۔ حضرت جی ؒ کے علم وحکمت سے پر جوابات سن کر حضرت ؒ کی عالمانہ حکمت اور عارفانہ فضیلت کا تہہ دل سے قائل ہو گیا اور فیصلہ کر لیا کہ آئندہ ان شاء اللہ تا حیات حضرت ؒ سے منسلک رہوں گا۔

حضرت ؒ سے منسلک ہونے سے پہلے بھی میں تحریک خدام اہل سنت و جماعت کا کارکن تھا کیونکہ مشفق ومربی استاذ محترم جناب حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی ؒ تحریک خدام اہل سنت و جماعت صوبہ پنجاب کے امیر تھے اور میں انہی کے لگائے گئے شجر سدا بہار (جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم) میں انہی کے زیر سایہ حصول علم کی کوشش میں مصروف تھا۔ حضرت جی ؒ سے بیعت ہونے کے

☆ ہری پور، ہزارہ

بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کامل واکمل ولایت اور علمی شخصیت سے پوری طرح آگاہی ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہر مرید و ساتھی کی ایسی رہنمائی کی کہ ہم یہ سمجھتے ہیں اگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو شاید ہی ہم اس پرفتن دور میں اسلاف کے حقیقی مسلک پر کاربند رہ سکتے۔

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان بننے کے بعد سے ۱۹۶۰ء تک جمعیت علمائے اسلام سے منسلک رہے۔ ۱۹۵۶ء میں جب جمعیت کی نشاطِ ثانیہ ہوئی اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو امیر چنا گیا۔ اس وقت حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ضلع جہلم کا امیر مقرر کیا تھا۔ پھر جب ۱۹۵۸ء میں ایوب خان نے سیاسی جماعتوں پر پابندی لگا دی تو جمعیت کا نام تبدیل کر کے نظام العلماء رکھا گیا۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان بندی کی وجہ سے نظام العلماء کی قیادت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دی گئی جنہوں نے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مجلس شوریٰ میں شامل کر لیا۔ جب ۱۹۶۲ء میں سیاسی جماعتیں بحال ہوگئیں تو حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علماءِ اسلام کے امیر مقرر ہوئے (اسی سال حضرت لاہوری وفات پا گئے تھے) حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو شمالی پنجاب کا ناظم اعلیٰ اور ۱۹۶۵ء میں امیر مقرر کر دیا تھا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ ۱۹۶۵ء سے لے کر ۱۹۷۰ء تک جمعیت علماء اسلام نے پنجاب میں ریکارڈ ترقی کی۔

۱۹۶۹ء میں جماعت اسلامی اور دیگر سیکولر جماعتوں سے اشتراک اور ۱۹۷۰ء میں متحدہ دینی محاذ (جس میں خاکسار تحریک بھی شامل تھی) حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی جمعیت سے علیحدگی کے اسباب ہیں۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے بروقت قائدین جمعیت کو جماعتِ اسلامی اور خاکسار سے علمائے دیوبند کے نظریاتی اختلاف اور اپنے احتجاج سے آگاہ کیا۔ لیکن حوصلہ افزاء جواب نہ ملنے پر تحریک خدام اہل سنت و جماعت کی بنیاد رکھی اور پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل حضرت خورشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کو امیر مقرر کر کے کام شروع کر دیا۔ اسی جماعتی پلیٹ فارم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری استقامت سے مسلک علمائے حق کا تحفظ اور پرچار کیا۔ اس پرفتن دور میں جب صبح وشام نئے نئے فتنوں کی یلغار تھی ہر باطل اور گمراہ فتنے کا پورا پورا تعاقب کیا۔

تحریک خدام اہل سنت کے قیام کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لایخافون لومۃ لائم کی عملی تفسیر بن کر جس نے بھی ذرہ بھر اسلاف کے مسلک سے روگردانی کی پوری پوری سرزنش کی اور خلیفہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہونے کا پورا پورا حق ادا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق خاص حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تحریک خدام اہل سنت و

جماعت چار کھی جنگ لڑ رہی ہے۔ یعنی چاروں اطراف سے باطل کا مقابلہ کر رہی ہے اور کیوں نہ کرتی اس جماعت کی قیادت مجدد العصر قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ردّ مودودیت میں بیسیوں کتب ورسائل تصنیف کیے۔ عالم اسلام کو اس باطل گروہ اور اس کی ریشہ دوانیوں سے خبردار کیا۔ خلفاءِ راشدین کی محبت تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر گھر کیے ہوئے تھی۔ خلفاء ثلاثہ کے خلاف کسی بھی فتنہ (رافضیت ہو یا مودودیت) نے جب بھی زبان وقلم چلائی تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بھرپور جواب دیا۔ خلیفۂ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دفاع میں خارجی فتنہ کا بھرپور تعاقب کیا اور کشف خارجیت وخارجی فتنہ جیسی مقبول العصر کتابوں سمیت کئی دیگر کتب تصنیف کیں اور دفاع علی رضی اللہ عنہ کا کما حقہ حق ادا کر دیا۔ دفاع معاویہ رضی اللہ عنہ کے عنوان پر بھی کام کیا اور کاتب وحی پر دو کتابیں تصنیف کیں۔ رافضیت، مودودیت وخارجیت کے لیے ننگی تلوار ''خلافتِ راشدہ حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کے نعرہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ہر محفل، ہر مجلس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین ومعتقدین یہ نعرہ لگا کر خلفاء راشدین کی عظمت کا برملا اعلان کرتے ہوئے دشمنانِ صحابہؓ واہل بیتؓ سے اعلان جنگ کرتے ہیں اور انہیں ذکر چار یار رضی اللہ عنہم سے ان کے منطقی انجام کی خبر دیتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلک علمائے دیو بند کا پوری طرح حق ادا کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کے ترجمان دین مبین کے مبلغ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مداح تھے۔ علمائے حق کے مسلک سے پھر جانے، عالم اسلام کے اجماعی عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہو جانے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مماتی برادری کو بھی آڑے ہاتھوں لیا اور اپنی پوری زندگی مسلک علمائے دیو بند کے اس بنیادی عقیدہ کا تحفظ اپنی تحریر وتقریر سے کیا۔ اپنے سپاہی حضرت علامہ امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس بنیادی اسلامی عقیدہ پر تحقیقی وتصنیفی کام کرنے کے لیے منتخب فرمایا۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے تحفظ کے لیے بیسیوں مناظرے کیے اور سینکڑوں تحریریں مرتب کیں۔ اس کے علاوہ پاکستان میں خصوصاً اور پورے عالم اسلام میں عموماً رواج پانے والی بدعتوں کے قلع قمع کی کوشش کیں۔ انگریز کے پروردہ فتنوں (جماعت المسلمین وغیر مقلدین) کا بھی تعاقب فرمایا، علماءِ حق کے قافلہ میں سے بھی کوئی لغزش کھا گیا تو اس کی بھی سرزنش کی اور اس کی غلطی کو درست فرمایا.........

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے علماءِ حق کے مسلک کی ترجمانی کے لیے ایک مستقل ماہنامہ (حق چار یار رضی اللہ عنہم) لاہور سے اپنی سرپرستی میں شروع کروایا جو ابھی تک مسلک حق کی ترجمانی کرتا چلا آ رہا ہے اور ان شاء اللہ

مکتب دیو بند کے سپاہی اسے قیامت تک جاری و ساری رکھیں گے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ صحیح معنوں میں اسلاف کی نشانی تھے۔ حضرت، نی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز اور ان کی شخصیت کے آئینہ دار تھے۔ ولایت و حکمت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ، لباس وضع وقطع حتیٰ کے ہر عمل سے ٹپکتی تھی۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات تو عالم اسلام کا اتنا بڑا سانحہ ہے کہ اسے مدتوں بھلایا نہیں جا سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خلا شاید ہی پُر ہو سکے۔ بقول شاعر.....

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد منورہ پہ کروڑ ہا رحمتیں و برکتیں نازل فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ہم مریدین اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام احباب و اقرباء کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

❁❁❁❁

صفات اکابر کے مظہر

جناب عمر فاروق سرگودھوی ☆

محترم قارئین! فانی دنیا میں کسی کو بقا نہیں لیکن خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو کامیاب زندگیاں گزار گئے۔ اُنہی کامیاب شخصیات میں ایک ایسے بھی بزرگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ خوبیاں، اور کمالات جو انسان کو حاصل ہوتی ہیں ہر ایک خوبی ان کو عطاء فرمائی تھی۔ اُن خوبیوں کی بناء پر بڑے بڑے اصحابِ فضل وکمالات اُن کے مرتبے سے آشنا اور اُن کے مقام سے باخبر تھے۔ ان کی خداداد ذہانت اور معاملہ شناسی کسی سے ڈھکی چھپی نہ تھی۔ یہ ایسے شخص تھے جنہوں نے زندگی کو خوب برتا تھا۔

ہم نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی حکمت کو تو سنا تھا لیکن زیارت نہ ہوئی، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی فقاہت کا مطالعہ کیا لیکن زیارت سے محروم رہے، شیخ الہند رحمہ اللہ کی جرأت کو پڑھا لیکن ان کو دیکھ نہ سکے، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی بصیرت ہمیں سنائی گئی لیکن ہم اُن سے بھی فیض حاصل نہ کر سکے، حضرت کشمیری رحمہ اللہ کی ذہانت کا مطالعہ کیا لیکن ان کو بھی نہ دیکھ سکے، حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی عزیمت کو بھی سنا لیکن اُن کی بھی زیارت نہ ہو سکی۔ حضرت الیاس رحمہ اللہ کی دعوت وتبلیغ کو بھی سنا لیکن اُن کو بھی دیکھنا نصیب نہ ہوا، شمس الحق افغانی رحمہ اللہ کا درس وتدریس بھی سنا لیکن دیکھ اُن کو بھی نہ سکے۔ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کا زہد اور تقویٰ بھی پڑھا لیکن زیارت نہ کر سکے۔ لیکن ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی حکمت، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی فقاہت، شیخ الہند رحمہ اللہ کی جرأت، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی بصیرت، حضرت کشمیری رحمہ اللہ کی ذہانت، حضرت مدنی رحمہ اللہ کی استقامت، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عزیمت، حضرت الیاس رحمہ اللہ کی دعوت وتبلیغ، حضرت عثمانی رحمہ اللہ کی پرہیزگاری، حضرت افغانی رحمہ اللہ کی تدریس اپنے محبوب قائد کی شکل میں دیکھی۔ الحمد اللہ

☆ متعلم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم

بقول مولانا اوکاڑوی! اگر ہمارے قائد حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نہ ہوتے تو بعض دیوبندی مماتی ہو جاتے اور بعض مودودی، ہمارے قائد اللہ تعالیٰ کے ایسے ولی تھے جن کے دل میں اللہ کے سوا کسی کی عظمت نہ تھی۔ وہ نہ تو مالداروں سے دبتے نہ شاہوں سے ڈرتے تھے۔ نہ سرمایہ داروں کی خواہش نہ اُن سے کوئی امید اور نہ تعریف کی آرزو تھی اور نہ ہی تنقید اور ملامت اُنہیں راہ استقامت سے ہٹا سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور توکل تھا۔ کسی کی محبت، دشمنی، وصل اور فراق سب اسی کی رضا کے لیے تھا جن کا اوڑھنا بچھونا علم تھا۔ صبح سے شام تک، مسجد سے درس گاہ تک، سفر سے حضر تک ہمارے قائد کا ہر ہر لمحہ علم و عمل اور مذہب اہل سنت و جماعت کی اشاعت کے لیے وقف تھا۔ ہمارے قائد کو نہ تو سیاست سے دلچسپی تھی نہ ہی جلسے جلوسوں کی گرم بازاری سے کوئی تعلق تھا، اُن کی مجلس، غیبت اور چغلی سے پاک ہوتی تھی۔

ایسے مربی جن کی شخصیت نے ہزاروں کی کایا پلٹ دی، اللہ کے باغی مطیع بن گئے۔ سنت کا مذاق اڑانے والے سنت سے محبت کرنے لگے۔ دُنیا کی محبت میں دیوانہ ہونے والوں نے استغناء کی چادر اوڑھ لی، بدنظری کرنے والوں نے عفت وحیاء کا سرمہ لگالیا۔

حضرت رحمہ اللہ کی تحریر ایسی تھی جہاں میں دل کا درد بھی تھا اور اصلاح کی دعوت بھی، ایمانی پکار بھی تھی، جہادی للکار بھی، بعض سادہ لوح اپنوں کا احتساب بھی تھا اور دشمنوں کا جواب بھی اور تقریر سے ایسا کام کیا جس کی مثال قریب زمانہ میں ملنا مشکل ہے۔ اسی لیے تو جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نے پورے پاکستان کا دورہ کیا لیکن تقریر کی غرض سے کبھی جہلم اور چکوال نہ گئے تو فرمانے لگے کہ وہاں میرے دو روحانی باپ کام کر رہے ہیں۔ میری کوئی ضرورت نہیں اور یہ ایک حقیقت تھی جس کو انہوں نے واضح فرمایا۔

انہوں نے اپنی زندگی ما انا علیہ واصحابی اور مذہب اہل سنت و جماعت کے لیے وقف کی تھی اور یہی سبق ہمیں دے کر ۲۶ جنوری بروز پیر ہم سے جدا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

❀❀❀❀

قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ سے یادگار ملاقات

قاری حبیب الرحمن عابد☆

اسلام آباد کی جامع مسجد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں مؤذن ہونے کے ناطے میری ملاقات مسجد ہذا کے خطیب مولانا عبدالستار صاحب سے ہوئی جو چکوال کے رہائشی تھے۔ ان کی زبانی یہ پتہ چلا کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شرعی تحفظ کا خاص جذبہ عطا فرمایا ہے۔ جو دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہر وقت اپنے آپ کو قربان کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ دسمبر ۱۹۹۵ء میں اسلام آباد کو خیر آباد کہہ کے ہری پور لطیف گھی انڈسٹریز حطار میں امام مسجد کی ڈیوٹی پر تعینات ہوا تو وہاں کے سیکورٹی آفیسر حاجی محمد صدیق جو ریٹائرڈ کپتان ہیں قبلہ قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے پکے مرید موجود تھے۔ وہ جب بھی حضرت کا ذکر کرتے تو اس عقیدت سے کہ ان کی آنکھوں سے برسات شروع ہو جاتی اور میں اکثر ان سے ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کا مطالعہ کرتا تھا۔ وہ اکثر و بیشتر کہتے کہ حضرت کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ ہماری بھٹکتی کشتی کو ساحل دکھایا اور ہمیں حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ اور آپ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی وابستگی دکھائی۔ ایک دن میں حسب معمول رات سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ خواب میں ایک بڑے شہر سے گذر رہا۔ وہاں سے آواز آ رہی تھی میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون سے حضرت تقریر کر رہے ہیں؟ لوگ آپ کی تقریر میں اس قدر محو تھے کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ قاضی مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بیان کر رہے ہیں۔ اس دن سے میرے دل میں ایک تڑپ سی پیدا ہوئی اور آپ سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے حاجی صدیق صاحب سے خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ ضرور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کریں۔ چونکہ ان دنوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ ڈی۔ایس۔پی چوہدری یوسف کے مقدمہ قتل میں ناحق گرفتار ہو کر اڈیالہ جیل میں بھیجے گئے۔ وہاں سے وفاقی وزیر صحت کی ذاتی دلچسپی سے کمپلیکس ہسپتال معائنہ کے لیے لائے

☆ خطیب جامع مسجد لطیف گھی انڈسٹری، حطار، ہری پور

گئے۔ جہاں خرابی صحت کی وجہ سے آپ کو ہسپتال میں علاج معالجہ کے لیے داخل کیا گیا۔ میں بری پور سے سیدھا اسلام آباد جامع مسجد اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ میں اپنے ایک دوست قاری ہدایت اللہ جو وہاں مؤذن تھے کے پاس گیا کیونکہ وہ حضرت کے پرانے مریدوں میں سے تھے۔ انہیں بتایا کہ حضرت کمپلیکس ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ان کی عیادت کرتے ہیں اور ساتھ ہی ملاقات کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ ہسپتال پہنچنے پر پتہ چلا کہ ملاقات کا ٹائم نہیں ہے۔ آپ واپس چلے جائیں لیکن مایوس ہو کر جونہی گیٹ سے نکلنے لگے ایک شخص سے ملاقات ہوگئی۔ جس نے ایک خفیہ راستہ بتایا کہ وہاں سے آپ جا سکتے ہیں۔ وہاں ایک لال داڑھی مبارک والے ایک بزرگ زیر علاج ہیں جن کے ساتھ ایک باڈی گارڈ اور ایک پولیس ملازم بھی ہے۔ ہم مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے حضرت کے کمرہ کے سامنے پہنچ گئے۔ وہاں دستک دینے پر آپ کے باڈی گارڈ نے دروازہ کھولا اور ہمیں دیکھ کر پوچھا کہ خیریت ہے؟ ہم نے کہا کہ حضرت کی تیمارداری کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت اپنی چارپائی کے ساتھ ہی اٹیچ باتھ میں گئے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد باہر تشریف لائے۔ انہیں دیکھتے ہی میری آنکھوں کے سامنے خواب والا منظر آ گیا۔ حضرت نے اپنی پیاری مسکراہٹ سے شفقت فرماتے ہوئے حال واحوال دریافت کیا۔ میرے دوست جو پہلے ہی حضرت کے مرید تھے نے میرا تعارف کراتے ہوئے عرض کی کہ یہ میرے دوست قاری حبیب الرحمٰن عابد جو ہری پور انڈسٹریل اسٹیٹ میں امام مسجد ہیں۔ آپ کی تیمارداری اور بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت نے دوران گفتگو ارشاد فرمایا کہ اس پرفتن دور میں جب کہ لوگ طرح طرح کے وسوسوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کی اشد ضرورت ہے۔ اسی لمحے حضرت کے چیک اپ کے لیے ڈاکٹروں کی تین رکنی ٹیم کمرے میں داخل ہوئی۔ انہوں نے نہایت احترام سے حضرت کی مزاج پرسی کی تو حضرت نے انہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر میرا معائنہ کریں اور صحیح رپورٹ پیش کریں کہ اگر واقعی میں قابل علاج ہوں تو مجھے ہسپتال میں رکھا جائے ورنہ مجھے واپس اڈیالہ جیل بھیج دیا جائے۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد جب آپ کو جیل سے باعزت گھر بھیج دیا گیا تو ہم نے حضرت سے ملاقات کے لیے وقت کی درخواست کی جو حضرت نے ہمیں عنایت کر دیا۔ ہم یہاں سے اپنے ساتھیوں، مرید عباس، محمد امین اور دھن فائبر کے اشفاق بٹ کے ساتھ چکوال پہنچے تو حضرت نے ہمیں بعد از نماز مغرب ملاقات کا شرف بخشا۔ جب ہم آپ کے حجرہ میں گئے تو حضرت گرم چادر لیے تشریف فرما تھے۔ ہر طرف

کتابیں ہی کتابیں تھیں۔ حضرت نے اپنے معمولات سے فراغت کے بعد ہمیں فرداً فرداً خیریت بتانے کا حکم فرمایا اور نہایت ہی شفقت اور محبت بھرے انداز میں ہماری باتیں سنی۔ ہم نے آپ کے دست حق پر بیعت کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے ہمیں بیعت کرنے کے بعد وظائف اور تسبیحات بتائیں اور ان پر پابندی کرنے کو کہا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل عام کرنے کی تلقین کی۔ ہم نے رات وہاں چکوال ہی قیام کیا اور صبح واپس لوٹے تو راستہ میں ایک ساتھی سے ملاقات ہوئی اور حضرت کے متعلق مزید ایمان افروز باتیں سننے میں آئیں۔ جن میں سے خصوصی طور پر یہ کہ حضرت کے اکثر مریدین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے انہیں اپنے گھر کی حاضری اور اپنے محبوب کے در کی زیارت نصیب کرائی۔ تو ہمارے دل میں ایک عجیب سی کیفیت منڈلانے لگی۔ تب اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھی اپنے گھر کا دیدار کرنے کے لیے بلالیا۔ میں اور مرید عباس اسی سال اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوئے۔ حضرت کی زندگی میں دو ملاقاتیں ہوئیں اور پھر آخری وقت آپ سے ملاقات تب ہوئی جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وکیل اپنے صحابہؓ کی طرف لوٹ کر جارہا تھا۔ حضرت کی رحلت کی اطلاع مجھے بروز سوموار اپنے گھر پر ملی۔ جب میں فجر کی نماز پڑھا کر آرام کر رہا تھا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑے بزرگ کا انتقال ہوگیا اور لوگ جوق در جوق جارہے ہیں۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی تو پتہ چلا کہ آپ کا فون ہے۔ فون سنا تو حضرت کے انتقال کی خبر ملی۔ اطلاع تھی کہ دو بجے جنازہ ہے۔ پھر ہم ساتھی چکوال پہنچے تو ہر آنکھ اشکبار تھی اور لوگ جوق در جوق جنازہ گاہ کی طرف آرہے تھے۔ نمازِ جنازہ کے بعد جب آخری دیدار کیا تو آپ کا چہرہ چاندنی رات کی طرح چمک رہا تھا اور وکیل صحابہؓ اس شان سے بارگاہِ ایزدی میں حاضر تھے۔ جیسے سو رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور اپنی جوارِ رحمت میں جگہ نصیب کرے اور آپ کے مشن کو جاری وساری رکھے اور آپ کے لگائے ہوئے دینی پودے تاقیامت پھلوں اور پھولوں سے لدے رہیں اور خلافتِ راشدہ (حق چار یار رضی اللہ عنہم) کے جھنڈے لہراتے رہیں۔

❁❁❁❁

متکلم بھی، مصنف بھی

مولانا عابد الرشید☆

صفحہ قرطاس پر ان سطور کو لکھتے ہوئے دل انتہائی بوجھل ہے۔ قلم لرزہ براندام ہے۔ ہاتھ شل ہوتے ہوئے محسوس کرتا ہوں۔ ہمت مجتمع نہیں ہو پاتی۔ روح غمزدہ ہے۔ دل بے قرار ہے۔ اسی اثنا میں حقائق کی دنیا اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ سامنے آجاتی ہے کہ ازل سے ابد تک سورج کی شعائیں اس عالم رنگ و بو کو منور کرتی رہیں گی۔ ستاروں کی چمک پھولوں کی مہک، بلبل کی چہک، سبزے کی لہک، غنچوں کی چٹک، چاند کی چاندنی، سمندر کی طغیانی، موجوں کی روانی، درندوں کی دھاڑ، سانپ کی پھنکار، گلوں کی مہکار، خزاں اور بہار، گردشِ لیل ونہار، دریاؤں کا شور، ندیوں کا جوار بھاٹا، دکھ اور سکھ، خوشی اور غم، یہ تمام اشیاء اس کائنات ارضی کا حصہ ہیں اور رہیں گی۔ لیکن اس کائنات ارضی میں ان تمام چیزوں کو بھی ثبات نہیں ہے۔ فنا ہر چیز کا مقدر ہے۔ بقاء صرف رب کائنات کے لیے ہے۔ بقولہ تعالیٰ کل شئی ھالک الا وجھہ. انسانی برادری میں انبیاء کرام علیہم السلام جیسے نفوس قدسیہ بھی وقت مقررہ پر عالم فنا سے عالم بقاء کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع مدینہ منورہ کی فضاؤں میں نمازِ تہجد کے وقت عالی قدر حافظ محمد مسعود امام مسجد الرحمہ نے بذریعہ ٹیلی فون ان الفاظ کے ساتھ دی کہ..........

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دوکان اپنی بڑھا گئے

دل پر ایک عجیب سی چوٹ لگی۔ لیکن معاً یہ خیال آیا کہ حضرت اقدس رحمہ اللہ نے اللہ کے فضل سے دین کی خدمت جس دل جمعی اور لگن کے ساتھ کی ہے۔ اس پر ہمیں فخر بھی ہے اور ہمارے لیے مشعل راہ بھی ہے۔ وہ شفیق ہستی کہ جس کا ہر پل اتباع سنت میں گزرا۔ جو وقت کے ولی کامل بھی تھے اور عظیم مجاہد بھی۔ بہترین متکلم بھی اور بہترین مصنف بھی۔ جو رزم سے بھی آگاہ تھے اور بزم سے بھی آشنا۔ جن کا حوصلہ پہاڑوں سے زیادہ بلند تھا۔ اور جن کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہیں آئی۔ نوے (۹۰)

☆ مہتمم دار العلوم خلفاء راشدین، راولپنڈی

سال سے متجاوز عمر، بڑھاپا، بیماری اور اڈیالہ جیل کی سختیاں بھی آپ کے جذبوں کو سرد نہ کرسکیں۔ آپ شجاعت اور استقامت کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے۔ چکوال کے ایک ''بیمار ذہن'' اسمبلی ممبر نے ایک مرتبہ اپنے آرام کے خلل اور نیند خراب ہونے کا بہانہ بنا کر تھانیدار کو حکم دیا کہ خصوصاً آذانِ فجر لاؤڈ اسپیکر میں نہیں ہونی چاہیے۔ ایک مسجد کی آذان مکمل نہیں ہوتی، دوسری شروع ہو جاتی ہے۔ یوں بیک وقت آذان کے شور وغل سے میری نیند خراب ہوتی ہے۔ چنانچہ تھانیدار کے حکم پر تمام اسپیکر مساجد سے اتار لیے گئے۔ لیکن آفرین ہے حضرت ؒ کی شجاعت پر کہ ایک اسپیکر اترنے کے بعد دوسرا لگا دیا گیا، پھر تیسرا اور چوتھا۔ یہاں تک کہ اس کو مجبوراً یہ حکم واپس لینا پڑا اور پھر اس شخص کی اندھی موت نے یہ ثابت کر دیا کہ دین کے امور میں مداخلت اور اہل حق سے ٹکراؤ کا انجام کتنا بھیانک ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ؒ کے بے شمار کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہے...... چکوال عیسائی گرجے میں مسلمان طالبات کو اسکول کی تعلیم کے بہانے اپنے مذہب سے غافل یا عیسائی بنانے کی مذموم سازش کی گئی حضرت ؒ نے صدائے احتجاج بلند فرمائی۔ کہ عیسائی پادری تعلیم کے نام پر مسلمانوں میں جو بے راہ روی پھیلانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس ؒ کی کاوشوں نے اس کا قلع قمع کر کے رکھ دیا۔ حضرت ؒ نے زندگی بھر علماء دیوبند اہل سنت و جماعت کے مؤقف کی جس طرح آبیاری کی اور بعض اوقات اپنوں کی غلطیوں کی جن دلائل حقہ کے ساتھ اصلاح کی ہے یہ صرف حضرت ؒ ہی کا خاصہ تھا۔ حضرت ؒ کی زندگی کے بے شمار کارنامے ہیں۔ چند سطریں حضرت ؒ کی حیات طیبہ پر اس غرض سے لکھی ہیں کہ شاید یہی ذریعہ نجات بن جائیں۔

اصحابؓ بدر کی افضیلت

جس طرح رمضان تمام مہینوں سے اور قرآن تمام آسمانی کتب سے افضل ہے اسی طرح جنگ بدر بھی تمام اسلامی جنگوں سے افضل ہے کیونکہ اس جنگ میں خود حضور رحمۃ للعالمین ﷺ تشریف فرما تھے جو کائنات میں افضل ہیں اور پرچم نبوی ﷺ کے سایہ میں جن مومنین نے یہ عظیم جنگ لڑی ہے وہ بعد الانبیاء علیہم السلام تمام اولادِ آدم سے افضل ہیں اور انہی اصحاب رسول ﷺ کو غزوہ بدر کی نسبت سے اصحاب بدر بھی کہا جاتا ہے۔ ﷺ [ماہنامہ حق چاریارؓ ص ۵، مئی ۱۹۸۹ء]

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی محبت آمیز مسکراہٹ

✍ مولانا حافظ ظفر اقبال ☆

بندہ ناچیز نے جب سے ہوش سنبھالا ہے بحمد اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمہ اللہ کی قدم بوسی کا شرف اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمایا، چونکہ ہمارے گاؤں جھاٹلہ تحصیل تلہ گنگ میں تقریباً ۳۸۔۳۹ سال سے سالانہ ''سنی کانفرنس'' منعقد ہوتی ہے جس کو تحریک خدام اہل سنت کے اہتمام اور حضرت جی رحمہ اللہ کی سرپرستی کا اعزاز حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ حضرت کا قیام ہمارے ہی گھروں میں ہوتا تھا، تو خدمت کا موقع اس نابکار کو زیادہ سے زیادہ نصیب ہوتا۔ اس لیے حضرت بھی انتہائی شفقت سے پیش آتے تھے۔ بندہ جب دورہ حدیث سے فارغ ہوا تو دینی خدمت کے لیے مری جانے کا ارادہ کیا تو وہاں کے دوستوں کے کہنے پر بندہ نے عرض کیا کہ میں اپنے حضرت رحمہ اللہ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ جب حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کہ رات کو ملاقات کروں گا۔ عشاء کے بعد حضرت جی رحمہ اللہ نے بیٹھک میں بلایا۔ یہ میری زندگی کی حضرت سے طویل ترین ملاقات تھی۔ تقریباً گھنٹہ سوا گھنٹہ صرف اس گنہ گار کے لیے حضرت بیٹھے رہے۔ بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی اور جماعتی مشن پر گفتگو فرماتے رہے۔ پھر فرمایا کہ بہتر ہوگا کہ تم استخارہ کرلو۔ سوا دس بج چکے تھے تو فرمایا کہ اب کافی دیر ہوگئی ہے آرام کرلو اور صبح جاتے ہوئے مجھے مل کر جانا۔ جب میں خدمت اقدس سے دعا کے بعد اٹھا تو ایک سو روپیہ مرحمت فرمایا کہ یہ کرایہ وغیرہ کے لیے رکھ لو۔ حسب حکم بندہ نے استخارہ کیا تو رات کو متعین جگہ تو نہیں بہرحال علاقہ مری کا نظر آیا۔ صبح عرض کیا تو فرمایا کہ فوراً وہاں آپ چلے جاویں اور اللہ کا نام لے کر کام شروع کردیں۔ اللہ مدد فرمائے گا۔ وہاں بندہ نے تقریباً چھ سال دو مختلف جگہوں پر کام کیا اور بحمد اللہ حضرت کی دعاؤں اور توجہات سے اللہ پاک نے خوب خوب دین کا کام لیا۔ کئی لوگوں کے عقائد درست ہوئے اور قرآنی تعلیم کو اللہ پاک نے وہاں جاری فرمایا۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ آمین

☆ بمقام جھاٹلہ ضلع چکوال

وہاں مودودی جماعت (جماعت اسلامی) غیر مقلدین اور بریلویوں کے ساتھ بندہ کا بیک وقت ٹکراؤ رہا ہے۔ لوگ کہتے تھے کہ بیک وقت سارے محاذوں پر کیوں لڑ رہے ہو تو میرا جواب یہ ہوتا تھا کہ میرے حضرت کا یہ مشن بلکہ طبیعت ہے کہ ہر باطل سے ٹکراتا ہے اور دین حق کو غالب کرتا ہے تو میں بھی ان کی اتباع میں ہر باطل سے ٹکراؤں گا اور الحمد للہ تینوں گروہ پسپا ہوئے اور حق غالب ہوا اور یہ فقط حضرت کی تربیت اور توجہ تھی ورنہ بندہ تو ''من آنم کہ من دانم'' کا کلی مصداق ہے۔ بالآخر جب بریلویوں کے متعدد مولویوں سے پالا پڑا تو ہر ممکن سمجھانے کی دلائل کی کوشش بندہ نے کی لیکن ان کی اور ان کے عوام کی ایک ہی رٹ تھی کہ ''میں نہ مانوں'' تو انہوں نے ایک پمفلٹ لکھ کر بندہ کو چیلنج دے دیا اور یہ بات پوری تحصیل مری میں پھیلا دی گئی۔ تو بندہ وہ پمفلٹ لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کہ اس میں مندرجہ ہمارے اکابر کی کتب کے حوالے ہیں۔ ان کا جواب چاہیے تو بعض کتب بندہ کے پاس تھیں۔ ایک کتاب حضرت اقدس نے اپنے پاس سے ہدیۃً عنایت فرمائی۔ جس کا نام ہے ''الانتباہ'' مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور فرمایا سمجھ کر کے کہ ان دو کتابوں سے رد کر دو اور اس مولوی کو یہ کہو کہ پہلے ان دو کتابوں سے اپنی دلیل مجھے دکھاؤ۔ باقی کتب میں بعد میں لاؤں گا۔ اور ان شاء اللہ وہ ان دو میں ہی جھوٹا ہو جائے گا اور اس کا جواب نہیں دے سکے گا اور واقعی حضرت کی ہدایت کے مطابق بندہ نے جواب لکھا اور تقسیم کر دیا۔ اب تک مری کے بریلوی اس کا جواب نہیں لکھ سکے۔

- وہیں کے متعدد ساتھیوں کو جو کہ وہاں کے معززین شمار ہوتے ہیں۔ بندہ بیعت کی غرض سے حضرت کی خدمت میں لایا تو بعض حضرات حضرت اقدس کی زیارت ہی کرنے کے بعد بول اٹھے کہ حافظ صاحب آپ ہمیں صحیح جگہ پر لے آئے ہیں۔ اس وقت بندہ کے ذہن میں ایک صحابی کا قول گھومنے لگا جب انہوں نے حضور ﷺ کی پہلی زیارت کے وقت کہا تھا (اور پھر ایمان لائے) کہ ھذا لیس بوجہ کذاب. جب میرے حضرت صحیح وارث رسول تھے اور متبع سنت تھے تو آپ کا چہرہ دیکھ کر نورانی نہ ہوتا۔

- متعدد مرتبہ اس بات کا تجربہ اس ناکارہ کو ہوا کہ کتنی ہی پریشانی اور ذہنی کوفت کیوں نہ ہوتی حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات و زیارت نصیب ہو جاتی آپ مسکراہٹ کے ساتھ صرف اتنا جملہ فرماتے کہ ''کے حال اے'' ''تم ٹھیک چلدا پیا اے'' بس وہ ساری تھکان اور بوجھ اور غم ایسے غلط ہو جاتا تھا کہ گویا پہلے سے تھا ہی نہیں اور جب تک خدمت اقدس میں رہتے، اٹھنے کو جی چاہتا ہی نہیں تھا۔ لیکن

حضرت کے قیمتی وقت کا احساس کر کے بہر حال اٹھنا پڑتا تھا۔

❀ تقریباً ایک سال پہلے کی بات ہے کہ بندہ اپنے ماموں کے ساتھ عید الفطر کے بعد ان کی بچی کا داخلہ لینے کے لیے حاضر ہوا۔ تو وہاں دفتر میں گوجر خان سے ایک نوجوان عالم تشریف لائے۔ انہوں نے حافظ عبدالوحید صاحب سے کہا کہ حضرت کی زیارت کرنی ہے۔ چونکہ ضعف تھا تو حافظ صاحب نے انٹر کام پر حضرت سے گفتگو کرائی تو وہ کہنے لگے کہ حضرت کچھ ضروری بات ہے جو آپ سے کرنی ہے۔ فرمایا کہ انٹر کام پر ہی بتا دو۔ تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے اور میں نے کچھ مسائل پوچھے ہیں تو حضور ﷺ نے خواب میں حکم فرمایا ہے کہ چکوال قاضی مظہر حسین صاحب سے رابطہ کرو تمہارا مقصود تمہیں وہاں ملے گا تو میں حضور ﷺ کا فرستادہ ہوں۔ یہ کہنا تھا کہ حضرت ﷺ نے فوراً بلا لیا۔ ان کے ساتھ ہمیں بھی زیارت کی سعادت نصیب ہوگئی۔ لیکن چونکہ ان مولانا صاحب کی گفتگو علیحدگی میں ہوئی اس لیے اس کے متعلق ہمیں معلوم نہ ہو سکا۔ کہ حضور ﷺ نے کیا فرمایا: بہر حال اس وقت بندہ نے ماموں سے کہا کہ یہ ہیں ہمارے حضرت کہ جن کی طرف مراجعت کا حضور ﷺ حکم فرما رہے ہیں۔ ورنہ علماء تو بڑے بڑے اور بھی پاکستان میں ہیں۔

❀ بندہ کی جب شادی کا موقع آیا تو سسرال والوں کا اصرار تھا کہ نکاح مسجد کے مولوی صاحب پڑھائیں گے۔ جب کہ میری خواہش یہ تھی کہ تقریب نکاح میں حضرت اقدس ہوں۔ اس پر کچھ تکرار ہوا تو بندہ ڈٹ گیا بلکہ شادی سے ہی انکار کر لیا۔ جب یہ صورتِ حال بنی تو وہ مان گئے۔ میں نے کہا کہ کوئی آئے نہ آئے حضرت ضرور آئیں گے۔ اور یہ بھی کہا کہ جو دن حضرتِ اقدس فرما دیں گے وہ تاریخ رکھنی ہوگی کیونکہ ان کے اوقات مصروف ہوتے ہیں۔ میرے ساتھ نانا جان ملک حق نواز صاحب اور میرے ماموں جان حضرت کے ہاں گئے۔ تو نانا جان نے حضرت سے کہا کہ جی یہ (بندہ) یہ کہتا ہے کہ شادی ہی میں جب کروں گا جب میرے حضرت آئیں گے۔ تو حضرت اقدس مسکرا دیئے اور فرمایا کہ کل تو نہیں پرسوں میں آجاؤں گا۔ اس طرح ۱۷ جون ۱۹۹۲ء بعد نماز ظہر کو حضرت جی نے بندہ ناکارہ کی انتہائی دل جوئی فرمائی اور تقریب نکاح میں مع چند جماعتی احباب کے شرکت فرمائی۔ وہ دن بندہ کی زندگی کا خوشگوار ترین دن تھا۔

❀ میرے حضرت کے اوصاف حمیدہ کو ان کے عزیز و اقرباء خوب لکھیں گے جو شب و روز ان کے

ساتھ رہے ہیں۔ میرے حضرت کا ایک عظیم وصف جو اُن کو اپنے اکابر سے بطور ورثہ کے ملا تھا یہ کہ انہوں نے کبھی مجمع کی قلت و کثرت کو نہیں دیکھا جیسا کہ عام واعظین و مقررین کا شیوہ ہے کہ مجمع کم ہو تو وہ تقریر ہی نہیں کرتے۔ ہم نے دورانِ طالب علمی ایک دفعہ حق چار یار کانفرنس بن والی مسجد (جھانلہ) میں رکھی اور حضرت کو مدعو کیا۔ حضرت تشریف لے آئے۔ ادھر بریلویوں نے شورش برپا کر دی کہ قاضی مظہر حسین اس دفعہ ہماری مسجد میں تقریر نہیں کر سکتا۔ مسجد کو تالا لگا دیا۔ جب ہمارے رشتہ داروں کو پتہ چلا تو انہوں نے ان کو کہا کہ تالا کھول دو۔ ورنہ ہم تالا توڑ دیں گے اور جلسہ کریں گے۔ پھر دیکھیں گے کہ کون ہمارے مقابلہ میں آئے گا۔ تو انہوں نے آرام سے تالا کھول کر دے دیا۔ لیکن شورش کی وجہ سے مجمع بہت کم تھا۔ چند لوگ تھے۔ لیکن حضرت نے حسب سابق اسی طرح تقریر کی کہ جس طرح بڑے مجمعوں میں فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عام طور پر فرماتے رہتے تھے کہ قلت و کثرت کو نہ دیکھو بلکہ حق کو دیکھو وہ کس طرف ہے۔ اس دن بندہ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعہ کو یاد کر رہا تھا کہ صرف ایک آدمی کے لیے پورا وعظ دہرایا جو کہ دیر سے حضرت کے اختتام وعظ پر پہنچا تھا۔ کسی نے کہا کہ حضرت ایک آدمی کے لیے پورا وعظ دہرا دیا؟ تو فرمایا کہ پہلے بھی ایک ہی کے لیے وعظ سنایا اور اب بھی ایک ہی کے لیے دہرایا اور سنایا ہے۔ سبحان اللہ (یعنی اللہ جل جلالہ کے لیے)

❁❁❁❁

یا اللہ مدد
شفیع آرٹس پریس
خلافت راشدہ حق چار یار
SHAFI Arts Press
اشتہارات | وزٹنگ کارڈ | سٹکر | و دیگر پرنٹنگ
بینر | سائن بورڈ | فلیکس | سکرین پرنٹ | و دیگر ایڈورٹائزنگ
بھون روڈ چکوال
Ph: 0573-54071
Mob: 0320-4981159

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ .... کی حقیقی تصویر

جناب نثار معاویہ صاحب ☆

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے متعلق فرمایا تھا "ہمارے اکابر دیوبند کے بفضل تعالیٰ کچھ کچھ خصوصیات ہوتے ہیں۔ چنانچہ شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دو خداداد خصوصی کمال ہیں جو ان میں بدرجہ اتم ہیں۔ ایک مجاہدہ جو کسی دوسرے میں اتنا نہیں ہے۔ دوسرا تواضع، چنانچہ سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے۔"

میں حضرت اقدس وکیل صحابہ رحمۃ اللہ علیہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ کے چند واقعات تحریر کر رہا ہوں، جس سے واضح ہو جائے گا کہ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے یہ دونوں اوصاف حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ میں بعینہ موجود تھے۔ گویا کہ آپ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کی حقیقی تصویر تھے۔

پہلا وصف مجاہدہ

انگریز کے دور حکومت ۱۹۴۱ء میں حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ ایک آزمائش کے سلسلہ میں جیل گئے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ ہندو، سکھ اور ہر مذہب والا اپنے مذہب پر جیل کے اندر بھی عمل پیرا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو اذان دینے کی بھی اجازت نہیں تو جیل میں حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے اذان کہنی شروع کر دی۔ انہیں اس عمل سے باز رکھنے کے لیے ہر طرح سے کوشش کی گئی۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو ڈنڈہ بیڑی لگا کر کال کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا اور انہیں مختلف جیلوں میں بھیجا جاتا رہا لیکن حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے ہر سختی کو ہنس کر سہہ لیا لیکن ان کے پایۂ استقلال میں ذرہ بھر بھی لچک نہ آئی اور اذان کہنے سے باز نہ آئے۔

۳۰ اگست ۱۹۶۶ء کا دن چکوال کی تاریخ کا یادگار دن ہے۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت اور ختم نبوت کے باغیوں نے حکومت کی سرپرستی میں اپنی عبادت گاہ پر لاؤڈ سپیکر لگا کر جلسہ کیا اور

☆ ساکن چکوال شہر

مسلمانوں کو چیلنج کیے گئے تو دنیا نے دیکھا کہ ختم نبوت ﷺ کے پروانے، حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کے حقیقی عاشق نے ان کافروں کے چیلنج کے جواب میں حضور اکرم ﷺ کے جذبہ عشق میں سرشار ہو کر چند ساتھیوں کو ساتھ لیا اور عصر کی نماز کے قریب مرزائیوں کی عبادت گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ پھر تو جس کو بھی معلوم ہوا وہ بھی دیوانہ وار حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کی پیروی میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ غرضیکہ مرزائیوں کی عبادت گاہ تک پہنچتے پہنچتے اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت ﷺ کے پروانوں کا ایک جم غفیر حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کے ساتھ کر دیا۔ وہاں پہنچے تو پولیس کے ڈی۔ ایس پی نے رکنے کا کہا اور آنے کا مقصد پوچھا۔ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے فرمایا کہ مرزائی ہمیں لاؤڈ اسپیکر پر چیلنج کر رہے ہیں ہم ان کے مقابلہ کے لیے آئے ہیں۔ ہماری دینی غیرت کب گوارا کرتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے باغی ہمیں اس طرح للکاریں اور ہم گھروں میں بیٹھے رہیں۔ مرزائیوں کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ لاؤڈ اسپیکر پر مسلمانوں کو چیلنج کریں۔ ڈی ایس پی منت سماجت کرنے لگا۔ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے فرمایا کہ ان کے لاؤڈ اسپیکر اتار دیئے جائیں یا ہمارے ساتھ ان کا مناظرہ ہونے دیں۔ آپ درمیان سے ہٹ جائیں۔ اس نے کہا آپ صبر کریں میں ابھی ان کے لاؤڈ اسپیکر اتروا دیتا ہوں۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ حکومتی سرپرستی کے باوجود مرزائیوں کو ذلیل و رسوا ہونا پڑا، پھر اس دن سے آج تک مرزائیوں کو لاؤڈ اسپیکر لگا کر جلسہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

۱۹۶۸ء کا سال تھا اس وقت پاکستان میں انگریز کے خودکاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی مرزائی جماعت کو کافر کہنا بہت بڑا جرم تھا اور مرزائیوں کو کافر کہنے والے کو آج کی اصطلاح کے مطابق بہت بڑا دہشت گرد سمجھا جاتا تھا، اس وقت بھی شمع ختم نبوت ﷺ کے پروانے تاریخ میں عشق کی لازوال داستانیں رقم کر رہے تھے۔ چکوال کی تاریخ میں بھی ایسا واقعہ پیش آیا جب حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کے رفقاء حافظ غلام اکبر صاحب، صاحبزادہ قاضی ظہور الحسین صاحب اظہر اور ناظم دفتر حکیم منیر اقبال صاحب (مرحوم) نے شہر کی درودیوار پر ختم نبوت کے پروانوں کا ایمان افروز نعرہ ”مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے اور اس کو ماننے والے مرزائی کافر ہیں۔ لکھ دیا۔ پھر کیا تھا انتظامیہ کے ایوان میں بھونچال آ گیا، انہوں نے فوراً چکوال کے تمام مسالک کے علماء و مشائخ کا اجلاس سول کلب کی عمارت میں طلب کر لیا۔ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے حافظ غلام اکبر صاحب کو بلا کر پوچھا کہ یہ کس نے لکھا ہے؟ کیونکہ انتظامیہ اس کارروائی سے سخت برہم ہے اور انہوں نے مجھے بھی بلایا ہے۔ حافظ غلام اکبر صاحب نے بتایا

کہ یہ ہم بچوں نے لکھا ہے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انتظامیہ پوچھے تو میں کس کا نام لوں۔ حافظ محمد اکبر صاحب نے کہا کہ آپ میرا نام لے دیں کیونکہ حقیقت بھی یہی ہے کہ لکھا میں نے ہی ہے۔ صاحبزادہ قاضی ظہور الحسین صاحب اور میر اقبال صاحب ساتھ ضرور تھے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ آپ باہر ٹھہریں ضرورت پڑی تو آپ کو بلا لوں گا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہی میٹنگ ہال میں تشریف لے گئے۔ اس وقت چکوال ضلع جہلم کی تحصیل تھی اور میٹنگ اے سی اور ڈی ایس پی نے بلائی تھی۔ انہوں نے علماء کے سامنے بڑے سخت لہجہ میں تقریر کی کہ یہ واقعہ شرپسندوں کی شرارت ہے۔ جس سے علاقے کا امن وسکون تباہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم ان شرپسندوں کے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے۔ اپنی تحریر کے بعد انہوں نے علماء سے ان کی رائے معلوم کی سب علماء ومشائخ نے انتظامیہ کی ہاں میں ہاں ملائی کہ واقعی ایسے افراد کے ساتھ سختی سے نپٹا جائے تاکہ آئندہ کسی کو ایسا کرنے کی جرأت نہ ہو۔ یہ بڑی غلط حرکت ہے ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ خاموش بیٹھے سب کی باتیں سنتے رہے۔ آخر کار اے سی حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سے مخاطب ہوا کہ آپ خاموش ہیں۔ آپ نے اس واقعہ کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ اسے شاید یہ معلوم نہ تھا کہ یہ درویش دوسرے علماء کی طرح نہیں بلکہ اس کی تربیت اس ہستی نے کی ہے جو باطل انگریز کے سب سے بڑے باغی اور دشمن سمجھے جاتے تھے۔ وہ باطل کے سامنے جھکنے سے سر کٹانے کو ترجیح دیتے تھے۔ یہ مرد مجاہد اسی کاروان حریت کا سپاہی ہے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ لکھنے والوں نے میری اجازت کے بغیر لکھا ہے۔ میں ان کے متعلق آپ کو بتاؤں گا بھی نہیں لیکن انہوں نے جو لکھا ہے بالکل ٹھیک لکھا ہے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے تمام شرکاء سے پوچھا کہ کیا مرزائی کافر نہیں ہیں؟ سب نے کہا کہ کافر ہیں۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا تو پھر لکھنے والوں نے کیا غلط لکھا ہے؟ انہوں نے بالکل ٹھیک لکھا ہے۔ میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی جرأت اور بے باکی دیکھ کر شیعہ لیڈر کاظم رضا جعفری نے انتظامیہ کو کہا کہ جانے دیں یہ بچوں کی کارروائی ہے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فوراً فرمایا کہ یہ بچوں کی کارروائی نہیں ایمان کا مسئلہ ہے۔ یہ بچوں کا کھیل نہیں جو کچھ ہوا ہے بالکل ٹھیک ہوا ہے۔ اے سی صاحب نے کہا کہ قاضی صاحب! انہوں نے تو میری کوٹھی کی دیواروں پر بھی لکھا ہے تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ اے سی صاحب کیا آپ کی کوٹھی کی دیواریں ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ سے زیادہ مقدس ہیں؟ کہ وہاں کیوں لکھا، پھر کسی کو کوئی بات کرنے کی جرأت نہ

ہوئی جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو، سب پر واضح ہو گیا کہ

شاہین کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور

مارچ ۱۹۹۱ء میں شریف خاندان کے دور حکومت میں چکوال محکمہ ہائی وے میں ایک مرزائی ایکسیئن آیا اس نے تعصب کی وجہ سے اپنے ماتحت مسلمان عملہ کو بے جا تنگ کرنا شروع کر دیا اور اپنے کفریہ عقائد کی زبردستی کھلم کھلا تبلیغ شروع کر دی۔ عملہ نے تنگ آ کر ساری صورت حال سے حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو آگاہ کیا۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے مقامی انتظامیہ کو وارننگ دی کہ اس مرتد کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ مسلمانوں کو تنگ کرے جب کہ پاکستان کے آئین میں بھی مرزائی کافر قرار دیئے جا چکے ہیں۔ اس لیے اس مرتد کے ناپاک جسم سے چکوال کو پاک کیا جائے ورنہ ہم خود اس سے نمٹ لیں گے۔ مقامی انتظامیہ نے اعلیٰ حکام کو رپورٹ بھجوائی کہ اس شخص کے چکوال رہنے کی وجہ سے یہاں کے امن کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ اس وجہ سے چکوال سے اس ایکسیئن کا تبادلہ کر دیا گیا لیکن اس نے تبادلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کر دی۔ اسی دوران شریف خاندان کے شہباز شریف صاحب کا ٹیلی فون مدنی مسجد کے دفتر میں آیا کہ میرے خاص آدمی آپ کے ہاں آ رہے ہیں ان کی ملاقات حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سے کرائی جائے اور ان کی بات سنی جائے جب مذکورہ آدمی آئے (جن میں اس وقت بلدیہ لاہور کے کونسلر تھے جو بعد میں صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے) تو ان کی ملاقات جب حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سے کرائی گئی تو آپ نے معمول کے مطابق انہیں حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان اپنے مخصوص انداز میں سمجھائی تو وہ بہت متاثر ہوئے کہنے لگے کہ ہم بھی عاشق رسول ﷺ ہیں ہم ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس بڑے اہتمام سے نکالتے ہیں چراغاں اور سبیلیں لگاتے ہیں (شاید ان کے نزدیک یہی عشق رسول ﷺ کی علامت ہو) حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں عشق رسول ﷺ نہ ہو وہ مومن نہیں ہوسکتا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہمیں میاں شہباز شریف صاحب نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے آپ اس ایکسیئن کو معاف فرما دیں۔ وہ آپ کے پاس حاضر ہو کر معافی مانگے گا تاکہ اس کا تبادلہ دوبارہ چکوال ہو جائے کیونکہ وہ شریف خاندان کا بہت اہم آدمی ہے اور شریف خاندان کے حلقۂ انتخاب میں اس کا بڑا اثر ورسوخ ہے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے برجستہ فرمایا کہ آپ اچھے عاشق رسول ﷺ ہیں کہ ان کے باغی اور ختم نبوت ﷺ کے منکر کی سفارش کر رہے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں آپ سے تعاون کرنے میں معذور رہوں۔

وہ صاف جواب سن کر حیران رہ گئے کیونکہ انہیں اس طرح صاف جواب کی توقع نہ تھی۔

جنوری ۱۹۹۳ء میں ہندوستان میں جنوبی ہندوؤں نے مسلمانوں کی تاریخی بابری مسجد کو شہید کر دیا انہی دنوں چکوال میں ''لکی ایرانی سرکس'' لگائے جانے کا اعلان ہونے لگا۔ ادھر مسلمان بابری مسجد کی شہادت کے سانحہ پر سراپا احتجاج تھے، ادھر یہ فحاشی کے پروگرام منعقد کرنے کے اعلان ہونے لگے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے جمعہ کے خطبہ میں فرمایا کہ یہ امور تو ویسے بھی ناجائز ہیں لیکن اس عظیم سانحہ کے بعد تو حکومت کو چاہیے تھا کہ نوجوانوں کو جہاد کی ترغیب دیتی نہ کہ ایسے پروگراموں کے انعقاد کی اجازت دے جس سے نوجوان فحاشی کی طرف راغب ہوں۔ لہٰذا انتظامیہ غیرت کے تقاضا اور حالات کی نزاکت کی وجہ سے ایسے فحاشی کے پروگرام کو منعقد کرنے کی اجازت نہ دے۔ ورنہ ہم خود اس کو روکیں گے۔ انتظامیہ نے حالات کو سمجھتے ہوئے، سرکس والوں کو کہہ دیا کہ ان حالات میں آپ کو چکوال میں سرکس لگانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ سرکس والوں نے لاہور مالک کو اطلاع دی اور تمام حالات سے آگاہ کیا۔ سرکس کا مالک چکوال آیا اور اس معاملہ کا کوئی حل نکالنے کے لیے حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے حالات کی مناسبت کے حوالہ سے اسے سمجھایا وہ بہت مطمئن ہوا اور کہنے لگا کہ میرا میاں نواز شریف صاحب اوران کے خاندان سے بہت گہرا تعلق ہے لیکن جب بھی ان کی سیاسی مخالف جماعت برسر اقتدار آتی ہے تو اسے بھی جرأت نہیں ہوتی کہ میرے سرکس کے پروگراموں کو بند کر سکے ان کے دور اقتدار میں بھی میرا سرکس سارے پاکستان میں پروگرام کرتا رہتا ہے۔ اسے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اب تو ویسے بھی یہاں شریف خاندان کی حکومت ہے لیکن میں آپ کی باتوں اور شخصیت سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ آپ کی مخالفت ذاتی یا سیاسی وجہ سے نہیں بلکہ خالص دین کی وجہ سے ہے۔ اس لیے میں اپنا ذاتی نقصان تو برداشت کرلوں گا لیکن آپ کی مخالفت کرنے سے جو مجھے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی صورت میں نقصان کا اندیشہ ہے اسے برداشت نہیں کر سکتا لہٰذا اس نے چکوال میں سرکس لگانے کا ارادہ بدل دیا اور سرکس کو لے کر کہیں اور چلا گیا۔

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اپنی زندگی کے آخری عشرے میں ایک بہت بڑی آزمائش میں مبتلا ہوئے جب اکتوبر ۱۹۹۸ء میں بعض لوگوں نے اقتدار کے نشہ میں سینہ زوری سے ایک حرام فعل (قوالی) کی محفل منعقد کرنا چاہی۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے فریق مخالف اور انتظامیہ کو یہ بات سمجھائی کہ مروجہ قوالی (طبلہ، سارنگی، ساز کے ساتھ) سنی، شیعہ اور اہل حدیث سب کے نزدیک حرام ہے۔ آپ

اس پر اصرار نہ کریں اور باز رہیں، خواہ مخواہ انتشار پیدا نہ کریں۔ آپ قرآن خوانی، نعت خوانی کرا لیں لیکن قوالی نہ کرائیں۔ بظاہر فریق مخالف اور انتظامیہ رضامند ہو گئے کہ ہم محفل میں ڈھولکی، طبلہ سارنگی کے استعمال کے بغیر صرف نعت خوانی کرائیں گے۔ لیکن جب اقتدار کا نشہ ہو اور پشت پر حکمرانوں کا ہاتھ ہو تو انسان اپنے آپ کو قادرِ مطلق سمجھنے لگتا ہے اور دوسروں کو چیونٹی سے بھی حقیر سمجھتا ہے۔ اسی طرح فریق مخالف نے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور رات گئے، قوالی کی محفل شروع کر دی پھر لوگوں نے دیکھا کہ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کے خدام (جن کی تعداد ۴۰ یا ۵۰ ہو گی اور جن میں اکثریت چھوٹے طلبا کی تھی) نے جوں ہی قوالی کے پنڈال میں پہنچ کر ''نعرہ تکبیر، اللہ اکبر اور'' خلافت راشدہ حق چار یارؓ'' کا نعرہ لگایا تو اجتماع (جو ہزاروں کی تعداد میں تھا اور انہیں پولیس کی بھاری نفری کی امداد بھی حاصل تھی) کو ایسا محسوس ہوا کہ بہت بڑی جماعت ان کے پروگرام کو روکنے کے لیے آ گئی ہے۔ ان پر اتنی دہشت طاری ہوئی کہ سارا مجمع بھاگ کھڑا ہوا۔ یہ کہہ دوں تو بے جا نہ ہو گا کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کی عملی تشریح کا اس دن نظارہ ہوا..........

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

جب خدام نے سٹیج پر چڑھ کر طبلے سارنگی اور دیگر ساز و سامان کو توڑ پھوڑ دیا اور واپس ہو گئے تو کسی شر پسند نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں سے کچھ فاصلہ پر موجود پولیس کے ڈی ایس پی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا چونکہ حکومت شریف خاندان کی تھی۔ انہوں نے اپنی توہین کا بدلہ لینے کے لیے (جو گزشتہ سطور میں تحریر ہے) مقامی انتظامیہ کو خصوصی ہدایات دیں کہ مقدمہ اس طرح مضبوط بنایا جائے کہ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ ان کا خاندان اور ان کی جماعت بالکل نہ بچ سکے۔ بظاہر تو انہوں نے بہت مضبوط مقدمہ بنایا لیکن دنیا نے دیکھا کہ جب حق والے ثابت قدم رہے تو اہل اقتدار کی تدابیر الٹ ہو گئیں۔ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ اور ان کے رفقاء اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد سے آزمائش کے بعد برخرو ہو کر واپس آ گئے جب کہ اس ملک کے سیاہ و سفید کے مالک ہونے کے باوجود شریف خاندان پر اس ملک کی زمین تنگ ہو گئی اور انہیں ذلیل و رسوا ہونا پڑا، پہلے ملک کی جیلیں ان کا مقدر بنیں پھر فوجی حکومت سے معافی مانگ کر پاکستان ہی چھوڑ کر جانا پڑا۔ اس واقعہ سے لوگوں نے پراپیگنڈہ کیا کہ ملک میں قوالی اور دیگر ناجائز امور نہیں ہو رہے یہاں بھی اگر قوالی ہو جاتی تو کیا حرج تھا؟ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے

اتنی پیرانہ سالی میں اپنے آپ کو اور جماعت کو آزمائش میں کیوں ڈالا؟ عرض کرتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہِ وقت کو سجدۂ تعظیمی کرنے سے انکار کر دیا (حالانکہ علماءِ سوء نے اس کو جائز قرار دیا تھا) تو اس کی پاداش میں انہیں گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ بظاہر تو بات یہی تھی کہ اگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کو سجدۂ تعظیمی کر دیتے تو اس ابتلاء سے بچ جاتے یہ بھی معمولی بات تھی کفر اور اسلام کا مسئلہ نہ تھا۔ ایسے ہی مواقع پر رخصت یا عزیمت کسی ایک کو اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن علماءِ حق کا عموماً یہ شعار رہا ہے کہ ایسے مواقع پر عزیمت پر عمل پیرا ہو کر تاریخ میں اپنی حیثیت اجاگر کر جاتے ہیں۔ اسی لیے اس موقع پر حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے عزیمت کی راہ اختیار فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ جب باطل طاقت اور اقتدار پر بھروسہ کر کے حق کو دبانے کے لیے کوشاں ہوں اور اہلِ حق اسوۂ حسینی رضی اللہ عنہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے باطل کے سامنے ڈٹ جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد اور خوشنودی ان کے شاملِ حال ہوتی ہے۔

یوں تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی ساری زندگی انہی قسم کے مجاہدانہ کارناموں سے بھری پڑی ہے لیکن نمونہ کے لیے چند واقعات تحریر کیے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ میں شیخ العرب والعجم حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کی مجاہدہ والی صفت بدرجہ اتم موجود تھی۔ کیونکہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کی ذمہ دار حکومت ہے لیکن اگر کوئی حکومت کے نشے پر طاقت اور سینہ زوری سے علی الاعلان برائی کرنے بلکہ اس کو مسلط کرنے کی کوشش کرے تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے عزیمت پر عمل پیرا ہو کر ان منہ زوروں کو لگام ڈالنے کی لازوال روایت قائم کی ہے۔

دوسرا وصف تواضع

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی دوسری صفت ''تواضع'' بھی حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ کے عقیدت مند جلسوں میں آپ کے نام کے ساتھ مختلف القابات لگا کر (جیسا کہ آج کل رواج ہے) اعلانات کرتے تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سختی سے منع فرماتے بلکہ دورانِ تقریر بھی اس کی پرزور مذمت فرماتے کسی کو بھی اپنی تعریف میں کچھ کہنے کی بالکل اجازت نہ دیتے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ عموماً تقریر کے دوران فرماتے تھے کہ ''زندگی میں کسی کو بھی ولی اللہ مت کہو کیونکہ آج کل فتنوں کا زمانہ ہے نہ معلوم وہ کل کیا ہو جائے۔ البتہ وفات کے بعد

اس کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ قیاس کیا جا سکتا ہے لیکن یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ دل کا معاملہ خدا اور بندے کے درمیان ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ، تقریر ختم فرما کر سٹیج سے نیچے تشریف لا چکے تو نعت خواں نے لوگوں کے اصرار پر نظم ''گل مظہر حسین مجاہد دین ہیں'' شروع کی تو اسی وقت آدمی کو بھیج کر سختی سے اسے بند کرادیا۔ نعت خوانوں کو سختی سے اپنی تعریف میں نظمیں پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔ اپنے نام کے ساتھ خادم اہل السنت کا لقب اس طرح تحریر فرماتے گویا کہ نام کا جز ہو۔ دور دراز علاقوں میں پیرانہ سالی میں بھی جلسوں پر تشریف لے جاتے لیکن کبھی کھانے پینے یا دیگر ضروریات کے لیے منتظمین کو پریشان نہ کیا۔ سخت ٹھنڈا پانی اور سخت گرم چائے نوش فرمانا آپ کی عادت مبارکہ تھی۔ یخ ٹھنڈا دودھ سوڈا آپ کا مرغوب مشروب تھا لیکن کبھی خود کہہ کر میزبان سے طلب نہ کیا۔ جس طرح کا بھی دے دیا آپ نے نوش فرمایا۔ ایک دفعہ میانوالی کے قریب ایک جگہ جلسہ پر تشریف لے گئے رات کھانے کے بعد میزبان نے چائے کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا لے آئیں۔ یہ ناچیز بھی اس وقت ہمراہ تھا کسی خرابی کی وجہ سے بجلی بند تھی اور لالٹین جلائی گئی تھی۔ چائے آئی اور حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو پیش کی گئی۔ ایک پیالی مجھے بھی چائے کی دی گئی۔ میں نے جوں ہی پہلا گھونٹ بھرا تو چائے سخت ترش محسوس ہوئی۔ میری نظریں فوراً حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے چہرہ مبارکہ کی طرف اٹھ گئیں لیکن وہاں ناگواری کے کوئی تاثرات نہ تھے بلکہ وہ معمول کے مطابق چائے نوش فرماتے رہے۔ پیالی خالی کر کے واپس لوٹا دی۔ اس ناچیز نے بھی دل پر جبر کر کے پیالی خالی کی۔ جب میزبان برتن اٹھا کر کمرے سے باہر گیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیسی چائے تیار کی ہے۔ جب روشنی میں چائے دانی کا ڈھکن اٹھا کر دیکھا تو دودھ کی پھٹکیاں بنی ہوئی تھیں گویا دودھ خراب ہو گیا تھا۔ میزبان بہت پریشان ہوئے انہوں نے اہل خانہ سے اس کے متعلق استفسار کیا تو معلوم ہوا (دیہاتوں میں عموماً دودھ مٹی کے برتن میں رکھتے ہیں۔ ویسا ہی مٹی کا برتن دہی جمانے کے لیے استعمال ہوتا ہے) چونکہ بجلی بند تھی۔ اہل خانہ نے جلدی میں غلطی سے اس برتن سے دودھ نکال کر چائے میں ڈال دیا، جس میں دہی جمانے کے لیے دودھ ڈالا تھا۔ جس وجہ سے چائے خراب ہوگئی۔ لیکن اتنی بدذائقہ اور خراب چائے ہونے کے باوجود حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے میزبان کو محسوس تک نہ ہونے دیا تا کہ وہ شرمندہ نہ ہوں۔

سخت گرمیوں میں دیہاتوں میں تشریف لے جاتے بجلی نہ ہونے کی وجہ سے میزبان کوشش کرتے کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو ہوا کی راحت پہنچانے کے لیے ہاتھ والی پنکھی استعمال کریں لیکن

حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ انہیں منع فرما دیتے۔ اپنی راحت کے لیے کسی کو تکلیف دینا گوارا نہ فرماتے اگر سفر اور تھکاوٹ کی وجہ سے کوئی پاؤں دابنے کی کوشش کرتا تو اس کی اجازت نہ دیتے۔ بلکہ فرماتے کہ مجھے اس کی عادت نہیں فرماتے ایسا کرنے سے آدمی سہل پسندی کا عادی ہو جاتا ہے۔ کسی محفل میں تشریف لے جاتے اور آدمی احتراماً کھڑے ہو جاتے تو سختی سے انہیں بیٹھ جانے کا فرماتے اور اس طرح کھڑے ہونے کو مناسب خیال نہ فرماتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی ہر سنت مطہرہ پر زندگی کے ہر شعبہ میں سختی سے عمل پیرا تھے۔ بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود کسی کا سہارا لینا گوارا نہ تھا۔ اگر کوئی سہارا دینے کی کوشش کرتا تو منع فرما دیتے جب تک مسجد میں آتے رہے اپنے سہارے پر (خواہ کتنی تکلیف ہو) چل کر تشریف لاتے رہتے، آخری چند ماہ میں بڑی مشکل اور کافی اصرار کے بعد اس بات پر رضامند ہوئے کہ گھر کے دروازہ تک تشریف لاتے وہاں کرسی پر تشریف فرما ہوتے خدام کرسی اٹھا کر مسجد کے دروازہ تک لے آتے وہاں سے چل کر منبر تک تشریف لے جاتے۔ یہ بھی تب منظور فرمایا جب ضعف کی وجہ سے سیڑھیاں چڑھنا اور اترنا بہت گراں ہو گیا۔ اس دور میں آپ کی قوتِ ارادی بے مثال تھی غالباً ۶۴ سال کی عمر میں پہلی مرتبہ جب حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو مکہ مکرمہ میں غارِ ثور کی زیارت کے لیے پہاڑ کا مشکل ترین سفر پیدل طے فرمایا۔ جو لوگ ہمراہ تھے وہ بتاتے ہیں کہ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے بڑی ہمت اور جذبہ سے پہاڑی سفر طے کیا۔ راستہ میں بعض نوجوان دشوار پہاڑی سفر کی وجہ سے آرام کی غرض سے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ پاس سے گزرے تو آپس میں باتیں کرنے لگے کہ دیکھو یہ کتنا بوڑھا آدمی کس طرح پہاڑی پر چڑھ رہا ہے۔ ہمیں جوانی کے باوجود بہت دقت محسوس ہو رہی ہے۔ جن لوگوں نے وہ پہاڑی دیکھی ہے انہیں معلوم ہے کہ کتنا دشوار راستہ ہے۔ لیکن حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے حضور اکرم ﷺ اور یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت بھی غارِ ثور پر چڑھ کر پوری فرمائی۔ آپ عموماً فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس غار پر نہ جاتا (جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کی دلیل ہے کیونکہ قرآن مجید میں اسی غار کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کا ثانی فرمایا ہے) تو زندگی بھر افسوس رہتا۔ جو بھی حاجی یا عمرہ کرنے والا حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ سے ملنے آتا تو آپ اس سے یہ ضرور پوچھتے کہ کیا غارِ ثور کے اوپر گئے ہو؟

جتنا ادب و احترام حضور اکرم ﷺ کا حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ فرماتے تھے کسی کی سوچ بھی

وہاں نہیں پہنچ سکتی۔ بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے آخری عشرہ میں حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ جب عمرہ کے لیے تشریف لے جاتے تو مجبوراً طواف عمرہ کے لیے اور حرمین شریفین میں آمد ورفت کے لیے وہیل چیر کا استعمال فرماتے لیکن جب بھی حضور اکرم ﷺ کے دربار اقدس میں حاضری کے لیے جاتے تو معمول یہ تھا کہ باب بقیع کے دروازہ تک وہیل چیر پر جاتے پھر اتر کر پیدل حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لاٹھی کے سہارے کے بغیر جھکی ہوئی کمر کے ساتھ حاضر ہوتے اور مواجہہ شریف کے سامنے ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر کافی دیر تک عرض و نیاز کرتے رہتے۔ چونکہ وہیل چیر ذاتی ہوتی اور مسجد نبوی ﷺ کی انتظامیہ کا قانون ہے کہ مسجد کے اندر صرف اس وہیل چیر کو جانے کی اجازت ہوتی ہے جو مسجد کی انتظامیہ خود فراہم کرتی ہے۔ یا جس کے پاس داخلہ کے لیے اجازت نامہ ہو۔ مسجد نبوی ﷺ کے دروازہ پر متعین سیکورٹی کے اہلکاروں نے جب حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو اتنی مشقت سے اندر جاتے دیکھا تو انہیں خیال ہوا کہ شاید وہیل چیر پرائیویٹ ہے اس لیے اندر لے کر نہیں جاتے اور حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اس بڑھاپے میں اتنی مشکل سے پیدل حاضری کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔ تو اہلکاروں نے حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے خادم کو بلا کر کہا کہ آپ کو اجازت ہے کہ آپ انہیں آئندہ پرائیویٹ وہیل چیر پر ہی مسجد کے اندر حاضری کے لیے لے جایا کریں تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو۔ لیکن جب دوسرے دن بھی حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ دروازہ پر اتر کر پیدل اندر تشریف لے گئے تو سیکورٹی اہلکاروں نے خادم کو بلا کر پوچھا کہ ہم نے آپ کو اجازت دی تھی کہ آپ انہیں اسی وہیل چیر پر اندر حاضری کے لیے لے جائیں پھر آپ انہیں وہیل چیر پر اندر کیوں نہ لے گئے؟ جب انہیں بتایا گیا کہ بات اجازت کی نہیں بلکہ شاید حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اس کو بے ادبی خیال فرماتے ہوں کہ وہیل چیر پر بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ کے دربار میں حاضری دیں وہ تکلیف کے باوجود پیدل چل کر کھڑے ہو کر حضور اکرم ﷺ کے دربار اقدس میں حاضر ہونا پسند فرماتے ہیں۔ یہ سن کر اہلکار بہت حیران ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۰۰۰ء کے بعد (جس کے آخری مہینوں میں آپ عمرہ پر تشریف لے گئے) حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ عمرہ کے لیے تشریف نہ لے گئے ساتھی اصرار کرتے تو آپ فرماتے کہ اب معذوری ہے۔ جسمانی عوارض تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو پہلے بھی تھے لیکن میرے خیال میں بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے پیدل زیادہ نہ چل سکنے کا جو عارضہ تھا حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اپنے آپ کو اسی وجہ سے معذور خیال فرماتے تھے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اپنے پاؤں پر چل کر حضور اکرم ﷺ کے دربار اقدس میں حاضر نہ ہو سکنے کو خلاف

ادب سمجھتے ہوں گے (وہیل چیر پر تو اب بھی دربار اقدس میں حاضری ہوسکتی تھی جس طرح دوسرے بزرگوں کا معمول ہے) اسی وجہ سے ساتھیوں کے اصرار کے باوجود عمرہ پر تشریف نہ لے گئے۔

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے کبھی ایسا رویہ اختیار نہیں فرمایا، جس سے اپنی بڑائی ظاہر ہو بلکہ آپ کی ہر ادا اور گفتگو سے عاجزی کی جھلک ظاہر ہوتی تھی۔ آپ کی ایک تحریر ملی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو حضور اکرم ﷺ کے حضور کیسے پیش فرماتے تھے۔ یہ تحریر آپ نے اپنے ایک خادم کو دی جب وہ حج بیت اللہ شریف کے لیے جانے لگا کہ جب مدینہ منورہ میں حضور اکرم ﷺ کے دربار میں حاضری ہو تو یہ تحریر پڑھ کر میری طرف سے سلام عرض کرنا، اس خادم کے مطابق کہ جب میں مکہ مکرمہ پہنچا تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی تحریر کو کھول کر پڑھا تو سٹپٹا کر رہ گیا کیونکہ اسے بہت گراں محسوس ہوا کہ ان الفاظ کو کس طرح اپنی زبان سے ایسی عظیم ہستی کی طرف سے منسوب کر کے حضور اکرم ﷺ کے دربار اقدس میں حاضری کے وقت ادا کرے۔ بہر حال اس نے علماء کرام سے رابطہ کیا، تحریر تو نہ دکھائی بلکہ معلوم کیا کہ اس قسم کی صورت حال ہو تو کیا کیا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ پر ضروری ہے کہ جب پہلی دفعہ دربار اقدس میں حاضری ہو انہی الفاظ کو پڑھ کر سلام عرض کریں پھر اس کے بعد جب بھی حاضری ہو تو ان الفاظ کو چھوڑ کر حضرت اقدس کی طرف سے سلام عرض کر سکتے ہو۔ خادم کے مطابق کہ یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ جب ان الفاظ کے ساتھ اپنی گناہ گار زبان سے حضور اکرم ﷺ کے دربار اقدس میں حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کا سلام عرض کیا تو کیا کیفیت ہوئی؟ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی وہ تحریر بھی پیش خدمت ہے۔

بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہدیہ صلوۃ و سلام

من ارزل الخلائق واخبث الخبائث مظہر حسین غفر اللہ لہ

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا سید ولد آدم

الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا رحمۃ اللعالمین

الصلوۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین

الصلوۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین.

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کا ہمیشہ یہ معمول رہا کہ جب بھی حج یا عمرہ کے لیے تشریف لے گئے تو احباب کو تحائف دینے کے لیے تمام خریداری مدینہ منورہ سے فرماتے تھے۔ اس کی ایک وجہ تو شاید یہ تھی جس طرح تمام اکابر دیوبند اس چیز کو متبرک خیال فرماتے تھے جس کی نسبت مدینہ منورہ سے ہوتی تھی کہ اس کو اس مقدس زمین کی ہوا لگی ہے اور دوسرا ایک عالم سے سنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی کچھ یوں ہے۔ ''جس نے میرے شہر مدینہ منورہ میں اس نیت سے رقم خرچ کی کہ اس سے میرے شہر والوں کو فائدہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو صدقہ کا اجر دیں گے۔'' آپ کا یہ معمول بھی عشق رسول ﷺ کی انمول مثال ہے۔ سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور عشق رسالت ﷺ کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے زندگی کے آخری لمحات میں بھی حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات سے مماثلت عطا فرمائی۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو بھی آخری وقت شدید ترین بخار رہا اور ان کے ماتھے پر بھی اہل خانہ کپڑا پانی میں بھگو کر رکھتے رہے اور آخری وقت میں آپ رحمہ اللہ نے بھی مسواک طلب فرمائی اور آپ کا وصال بھی تہجد کے وقت اور پیر کے دن ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کی طرح حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو بھی انگریزی ثقافت سے سخت نفرت تھی۔ جب مسلمانوں کو ان کی نقالی کرتے دیکھتے تو بہت دکھ کا اظہار فرماتے جب اسکولوں میں چھٹی کے وقت چھوٹے چھوٹے بچوں کو شرٹ پتلون اور صلیب کا نشان ٹائی پہنے دیکھتے تو بہت رنجیدہ ہوتے فرمایا کرتے کہ یہ عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے اور مسلمانوں کو اس کا احساس نہیں کہ وہ اسے صرف فیشن سمجھتے ہیں حالانکہ اس سے عیسائی عقیدہ کا پرچار ہوتا ہے۔ اس سے ان کے عقیدہ تثلیث (تین خدا ماننا) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر چڑھائے جانے کے عقیدہ کا اظہار ہے۔ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کی پیروی میں ساری زندگی کھدر کا لباس استعمال فرمایا سخت گرمیوں میں بھی کھدر کا لباس استعمال فرماتے ہر ایک کو خندہ پیشانی سے ملتے جس سے بھی ملتے آپ کی مخصوص مسکراہٹ اس کے دل پر بہت اثر انداز ہوتی۔ ہر ایک کے ساتھ ایسی شفقت اور اپنائیت کا اظہار فرماتے کہ ہر کوئی سمجھتا کہ جتنی محبت اور تعلق حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو میرے ساتھ ہے کسی اور کے ساتھ نہیں۔ اگر حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ

کے سب متعلقین کو ایک جگہ اکٹھا کر کے اس بات کے متعلق پوچھا جائے کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو کس کے ساتھ زیادہ محبت تھی تو یقیناً ہر ایک اس بات کو اپنے حق میں ثابت کرنے کے لیے ایسے ایسے واقعات سنائے گا کہ آپ کسی ایک کے حق میں فیصلہ کرنے میں یقیناً اپنے آپ کو بے بس محسوس کریں گے۔

مضمون بہت زیادہ طویل ہو گیا ہے اختصار کے ساتھ صرف چند واقعات ہی تحریر کیے ہیں ورنہ ابھی تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی زندگی کے کئی پہلو تحریر کرنے سے رہ گئے ہیں (شاید دوسرے حضرات اور علماء کرام ان پر روشنی ڈالیں) حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے حالات و واقعات اتنے ہیں اور دل کی حسرت بھی یہ ہے کہ انہیں بیان کرتے کرتے ہی اپنی بھی زندگی کی شام ہو جائے۔

آخر میں شکرانِ نعمت کے لیے عرض ہے کہ جتنا حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے اپنی خصوصی شفقت سے اس حقیر پر تقصیر کو نوازا ہے شاید ہی کسی کو نوازا ہو، جیسا کہ عرض کیا ہے حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اپنے ذاتی کام میں کسی کی مدد نہیں لیتے تھے۔ جوتا پہنتے وقت اگر کوئی جوتا پہنانا یا سیدھا کرنا چاہتا تو منع فرما دیتے لیکن اس ناچیز کو کبھی بھی حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے منع نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ جمعے کے دن لاہور سے ایک ڈاکٹر صاحب حضرت کے ہاں مہمان آئے جمعہ کے بعد جب حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ مسجد سے باہر تشریف لائے تو ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے جوتے مجھے دیں میں پہنانے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ان کے اصرار پر جوتے انہیں دے دیئے جب وہ جوتے پہنا رہے تھے تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے انہیں دیکھا تو فوراً مجھ پر شکایت آمیز نگاہ ڈالی لیکن شفقت کی وجہ سے زباں سے کچھ نہ فرمایا۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے پاؤں میں جرابیں پہنانے کی سعادت گھر میں ان کی بیٹیوں کو حاصل ہوگی لیکن باہر (جب حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سفر میں ہوتے) بارہا مرتبہ اس حقیر پر تقصیر کو پاؤں میں جرابیں پہنانے کی سعادت یوں نصیب ہوتی کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ وضو فرما لیتے تو خود ہی پاؤں مبارک آگے بڑھا دیتے اور یہ ناچیز پاؤں میں جرابیں پہنا دیتا۔ اسی طرح حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ تشریف فرما ہوتے۔ میزبان اور دیگر بہت سے احباب موجود ہوتے لیکن جب حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کو بیت الخلاء جانے کی حاجت ہوتی یا وضو فرمانا ہوتا تو اس ناچیز کو نام سے پکار کر فرماتے کہ پانی کا لوٹا بھریں اگر کبھی میں اس وقت پاس نہ ہوتا تو میرے متعلق پوچھتے اور مجھے بلواتے جوں ہی میں حاضر خدمت ہوتا تو مجھے پانی بھرنے کا فرماتے گویا کہ کسی اور سے ذاتی کام میں معاونت نہ لیتے بلکہ اس ناچیز کو ہی خدمت کے لیے نوازتے۔

آہ!! اب آنکھیں ایسی نورانی ہستی کی صورت دیکھنے کو اور کان ان کے عجیب و غریب لہجہ ہر ایک کو نام کے ساتھ خاص انداز میں "صاحب" کہہ کر پکارنے کو سننے کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کو ترستے رہیں گے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی وفات پر سید امین گیلانی صاحب نے یہ اشعار لکھے تھے۔ بخاری صاحب رحمہ اللہ پر لکھے گئے یہ اشعار اس وقت ہمارے بھی دل کی کیفیت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اس لیے معمولی تصرف اور سید امین گیلانی صاحب سے معذرت کے ساتھ وہ اشعار تحریر کر رہا ہوں۔

سکون زیست کی دولت لٹا کے بیٹھ گئے
ہم ایک گوہر یکتا گنوا کے بیٹھ گئے

وہ جب سے چہرہ انوار چھپا کے بیٹھ گئے
ہم اپنی پلکوں پہ شمعیں جلا کے بیٹھ گئے

ترس رہی ہیں نگاہیں آپ کی صورت کو
اب آ بھی جاؤ کہ سب لوگ آ کے بیٹھ گئے

قریب کر کے محبت سے ایک دنیا کو
عجیب بات ہے، خود دور جا کے بیٹھ گئے

وفا شعار تھے آپ، کیا ہوا خدا کے لیے
کہ اپنے یاروں سے دامن چھڑا کے بیٹھ گئے

ہمارا جی نہیں لگتا کہیں تمہارے بغیر
مگر ہیں آپ، کہ کہیں جی لگا کے بیٹھ گئے

زمیں پہ پھولوں میں کم ہو گئی تھی بوئے وفا
کہ اب فلک پہ ستاروں میں جا کے بیٹھ گئے

رواں رہے گا یونہی کارواں قاضی کا
عدو نہ سمجھیں کہ ہم دل بجھا کے بیٹھ گئے

تڑپ کے چاک گریباں کریں گے باطل کا
وہ یہ نہ سمجھے کہ ہم چوٹ کھا کے بیٹھ گئے

رأس الاتقیاء اور مرشد العلماء

مولانا مظہر حسین کاظمی ☆

سوموار کا دن تھا ۳ رذوالحجہ ۱۴۲۴ھ شام کو چار بجے راقم الحروف اپنے ایک مہربان دوست کو ملتان جنرل بس اڈے پر ملنے کے لیے گیا۔ علیک سلیک کرنے کے بعد اس نے بتلایا کہ آج صبح دس بجے فون آیا اور فون پر بتلایا گیا کہ آج وہ شخصیت اس دار فانی سے کوچ کر گئی ہے۔ جس کی تربیت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ نے خاص طریقہ سے فرمائی تھی۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے رخصت ہوگئی جس کا قلم ہر اس آدمی کے خلاف لکھتا تھا جو مسئلہ حق سے انحراف کرنے والا ہوتا۔ وہ شخصیت آج دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف چلی گئی ہے جس کی تحریر دشمنان اسلام کے خلاف ننگی تلوار کی حیثیت رکھتی تھی۔ آج وہ شخصیت رحلت فرما گئی ہے جس کی تقریر سن کر باطل پر سکتہ طاری ہو جاتا تھا۔

آج وہ شخصیت دنیا سے چلی گئی ہے جس نے پاکستان میں اس وقت تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے تحریک بنائی جب دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کھل کر صحابہ کرامؓ کے خلاف بکواس کر رہے تھے۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے آخرت کی طرف چلی گئی ہے جو کسی دور میں مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کے شانہ بشانہ نظر آتی تھی۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے چلی گئی جو شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتی تھی۔ آج کون شخصیت اس دنیا سے گئی ہے جو ایک وقت میں قادیانیت کے خلاف گفتگو کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو دلائل کا انبار لگا دیتے ہیں۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے گئی ہے جو کسی وقت میں تحریر و تقریر کے انداز میں روافض کے خلاف گفتگو فرماتے تو روافض کی جڑیں کھوکھلی کر کے رکھ دیتے۔

☆ ساکن کسوانہ تحصیل احمد پور سیال ضلع جھنگ

آج وہ شخصیت سنیوں کو یتیم کر کے چلی گئی جو کبھی مسئلہ خلافت پر گفتگو فرماتے تو مودودیت (جماعت اسلامی) اور یزیدیت کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیتے۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے چلی گئی ہے جو کبھی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار کی حقانیت اور یزید کے فسق و فجور پر گفتگو فرماتے تو یزیدیت کے محلات لرز جاتے۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے رخصت ہوئی ہے۔ جو عقیدہ کے عظیم جز مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلائل کے ساتھ کلام فرماتے تو مماتیت کے محلات کو آگ لگ جاتی۔ آج وہ شخصیت اس دنیا سے گئی جس نے کبھی بھی تحقیق اکابرین کے علاوہ کسی کی بات کو قبول نہ کیا۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے چلی گئی ہے جو عقائد و نظریات میں ایسے پختہ تھے جب اپنے حضرات نے بھی کہا کہ نرمی اختیار فرمائیں تو حضرت نے نرمی نہ برتی۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے گئی ہے جس کے سامنے استاذ محترم امام المناظرین حضرت اقدس مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ بھی دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے۔

آج وہ شخصیت رخصت ہو گئی ہے جو آخری وقت تک علماء حق کے کامل ترجمان کی حیثیت سے نظر آتے تھے۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے گئی ہے۔ جس نے کئی مرتبہ حج وعمرہ کی سعادت حاصل کی۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے رخصت ہوئی ہے جو چلنے میں تو فرد واحد نظر آتا تھا لیکن حقیقت میں ایک تنظیم تھی۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے رخصت ہوئی ہے جس نے زندگی کا بیشتر حصہ جیل کی کال کوٹھڑیوں میں گزارا۔

آج وہ شخصیت اس دنیا سے رخصت ہوئی جو کبھی شیعہ، مودودی اور دیگر باطل کے ساتھ اتحاد نہیں کرتے تھے۔

ان سب باتوں کا مصداق کون تھا جو حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ جو وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ جو راس الاتقیاء تھے۔ جو مرشد العلماء تھے۔ جو پیر طریقت تھے اور ولی کامل تھے۔ جو تحریک خدام اہل السنت والجماعت پاکستان کے بانی و امیر اول تھے۔ وہ تھے سیدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والے رحمہ اللہ...... جو انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شوق زیارت

راقم الحروف نے پہلے بھی حضرت مرشدی ؒ کا اسم گرامی ایک دو مرتبہ سنا ہوا تھا لیکن جب میں نے جامعہ خیر المدارس میں دورہ حدیث کیا اور دورہ قراءت کے بعد امام المناظرین استاذ محترم مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی ؒ کے پاس جامعہ خیر المدارس میں ہی ایک سال کے تربیتی کورس کے لیے حاضر ہوا تو حضرت ؒ کی کلاس میں روزانہ حضرت مرشدی ؒ کا ذکر خیر ہوتا تھا۔

جب بار بار حضرت مرشدی ؒ کا ذکر خیر سنا تو دل میں شوق پیدا ہوا کہ یا اللہ وہ دن دکھا ہی دے جس دن حضرت ؒ کی زیارت ہو سکے، بالآخر بندہ مدرسہ میں پڑھانے کے لیے کلورکوٹ ضلع بھکر میں متعین ہوا تو وہاں پر تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے ساتھ رابطہ ہوتا گیا۔ تعلقات بڑھتے چلے گئے پھر مستقل ماہنامہ حق چار یارؓ کا قاری بن گیا تو ایک موقع پر تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے موجودہ امیر حضرت اقدس صاحبزادہ مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب اظہر مدظلہ کلورکوٹ میں محترم صوفی محمد شریف صاحب کی بیٹی کا نکاح پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔ تو صوفی صاحب نے راقم الحروف کا حضرت صاحبزادہ صاحب کو تعارف کروایا تو حضرت نے سنی کانفرنس بھیں میں شرکت کے لیے حکم فرمایا۔

جب حکم ملا تو اور زیادہ خوشی ہوئی۔ چلو اب تو حضرت کی زیارت یقینی ہو گئی ہے۔ بالآخر ہفتہ کا دن آ پہنچا کلورکوٹ سے ایک قافلہ کی صورت میں جس کی قیادت مولانا قاری محمد عبید اللہ صاحب فاروقی بھکر والے، اور حضرت صوفی صاحب فرما رہے تھے۔ بھیں کانفرنس میں پہنچے تو اور علماء و مشائخ کی زیارت ہوئی لیکن دل میں خواہش تھی کہ یا اللہ جلد ہی حضرت مرشدی ؒ کی زیارت نصیب فرما دے۔ بالآخر حضرت ؒ کے پاس مکان کے اوپر والے کمرے میں حاضر ہوا جہاں ایک کمزور جسم والے دراز قد وقامت والے ایک حسین عمر رسیدہ بزرگ تشریف فرما تھے جن کی گفتار اور اخلاق میں حضرت مدنی ؒ کا کامل نمونہ جھلک رہا تھا۔ حضرت مرشدی ؒ کی خدمت میں اپنی بات پیش کی۔ حضرت نے اپنے دست اقدس سے چائے اور بسکٹ عنایت فرمائے کچھ دیر مجلس میں حاضر رہا۔

اسی موقعہ پر ایک صاحب حضرت مرشدی ؒ کے داہنے کندھے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بتلایا کہ ایک علاقہ میں ایک مولوی صاحب کی تقریر تھی تو ہم نے اس کو کہا عقیدہ حیات النبی ﷺ پر تقریر فرمائیں تو اس نے کہا کیا آپ خدامی تو نہیں ہیں؟ تو حضرت مرشدی ؒ نے ہنس کر جواب عنایت فرمایا کہ کیا حیات کا عقیدہ صرف خدام کا عقیدہ ہے؟ بلکہ یہ تمام اہل سنت والجماعت کا ایک اجماعی عقیدہ ہے جو

ضروریات اہلسنت والجماعت میں شامل ہے۔ جو اس کا منکر ہو کسی تاویل سے بھی تو وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہو کر اہل بدعت میں شامل ہو جاتا ہے۔

اگلا دوسرا دن آیا اتوار کا تو حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس صوفی محمد شریف صاحب کی معیت میں حاضر ہوا۔ صوفی صاحب نے تعارف کروایا کہ یہ خدام کے پاہٹ فارم پر کلوز کورٹ کے پہرے داروں میں کام کرتا ہے اور حضرت اقدس سے بیعت کی خواہش بھی رکھتا ہے۔ تو حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ آگے کرو تو راقم الحروف نے حضرت اقدس کے دست اقدس میں اپنا ہاتھ دیا۔ حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے راقم الحروف کو بیعت فرما کر سلسلہ مدنیہ میں شامل فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں جزائے خیر عنایت فرمائے۔ آمین

آخری بات

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت اقدس مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مبارک زندگی مذہب وملت کی خدمات کے لیے وقف کر دی تھی اور انہوں نے سنی قوم پر جو احسانات فرمائے ہیں ان کو سنی قوم تا قیامت نہیں بھلا سکتی۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا صاحبزادہ قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر مدظلہ اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام فتنوں سے محفوظ فرماتے ہوئے حضرت اقدس مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو عام کرنے کی توفیق دے۔

غیر مسلک والوں سے اتحاد

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں.....

جو افراد یا جماعتیں حضرات خلفائے راشدین امہات المومنین، اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے افراط وتفریط میں مبتلاء ہیں اور اہل السنت والجماعت کے اجماعی مسلک کی پابندی نہیں کرتے ان سے اشتراک واتحاد بھی مسلک کے لیے بہت زیادہ مہلک ہے۔ [روئیداد کیم رجب ۱۳۹۶ھ، ص ۳۹]

سفینہ حق کا ناخدا ......چل بسا!

مولانا محمد عبداللہ ☆

کائنات کا ہر مربوط نظام، گردش لیل ونہار کا باقاعدہ تسلسل، موت وحیات کا لامتناہی سلسلہ اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ اس دنیا میں کسی چیز کو بھی ثبات نہیں۔ صبح کو طلوع ہونے والا سورج پیغام لاتا ہے کہ نصف النہار کو پہنچ کر روبہ زوال ہونا اس کا مقدر ہے۔ چودھویں رات کا چاند اپنی پوری تابانی کے ساتھ پکار پکار کر کہتا ہے کہ بدر ہلال سے بدر منیر، بدر منیر سے بدر ہلال بننے کا یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔

بالکل یہی کیفیت موت وحیات کی ہے۔ پیدا ہونے والا بچہ اپنی فانی زندگی پر اشکبار ہوتا ہے اور ہر جانے والا یہ احساس دلاتا ہے کہ یہ چند روزہ حیات مستعار گزار کر اسے بہر حال اس دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ اس لیے ہر ذی شعور اور صاحب عقل سلیم اس بات کی پوری کوشش کرتا ہے کہ وہ مالک حقیقی کو راضی کرلے۔ اور اس کی زندگی اس کے ابنائے جنس سے ممتاز ہو اس کے دوست اور شاہراہ زندگی کے دیگر رفقاء اسے اپنے لیے روشنی کا مینار قرار دیں۔ اس کے نقش قدم پر چلنے کو اپنے لیے فخر سمجھیں۔ اسی جذبے نے دنیا میں بے شمار ایسی شخصیات کو جنم دیا جن کی زندگیاں واقعی دیگر انسانوں کے لیے نہ صرف قابل احترام بلکہ قابل تقلید بھی ہیں۔

یہ حقیقت بھی مسلمہ ہے کہ موت کی آنکھوں میں ہر چھوٹا، بڑا، عالم، جاہل ایک ہی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ نہ کسی بادشاہ سے مرعوب ہو کر اس کے ساتھ رعایت کرتی ہے اور نہ ہی کسی مفلس وقلاش کی بے کسی وبے بسی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس پر زیادتی کرتی ہے۔

دنیا میں انسان بڑی بڑی فتوحات کرتا ہے اور عظیم ترین فاتح کہلاتا ہے اس کی فوج اور بہادر سپاہی بڑی بڑی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے ہیں۔ بڑے بڑے ملکوں کو پامال کر کے وہاں کی تہذیب

☆ متخصص فی الفقہ الاسلامی، جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

وتمدن کے نشانات مٹا دیتے ہیں۔

لیکن موت کا یہ چنگل جب اس کی تنی ہوئی گردن کی طرف اٹھتا ہے تو نہ اس کے حواری اس کو بچا سکتے ہیں نہ بڑے بڑے شہ زور پہلوان اور جانباز سپاہی۔ موت کسی امیر وغریب، فقیر وشہنشاہ کے درمیان کسی قسم کا فرق نہیں چھوڑتی۔ لیکن اس کے باوجود بعض شخصیات ایسی بھی ہیں موت اپنی پوری تندہی وتیزی، جبر وقہر کے باوجود ان کی زندگی کو عوام سے نہیں چھین سکتی۔ ان کی حیات مستعار فنا پزیری کے باوجود موت کی اس دست وبرد سے محفوظ رہتی ہے اور عرصہ دراز تک ان کا تذکرہ نسلاً بعد نسلٍ عوام میں رہتا ہے۔

کیونکہ یہ شخصیتیں کچھ ایسے معیار قائم کر جاتی ہیں جو انسانی تہذیب وتمدن، مذہبی روایات اور قومی زندگی کا ایک اہم ترین حصہ بن جاتے ہیں۔ اس لیے قوم اگر چاہے بھی تو انہیں فراموش نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی زندگیوں کو کتابوں کی شکل میں الفاظ کا جامہ پہنا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کیا جاتا ہے۔

لیکن ان مقدس ہستیوں کی داستان حیات محض اس لیے پیش نہیں کی جاتی کہ اس کی وجہ سے وہ معروف ہوں یا ان کی شہرت ہو بلکہ ان کی زندگیوں کے بلند کردار کو صفحہ قرطاس پر اس لیے نقش کیا جاتا ہے تاکہ قوم وملت اپنے اس عظیم رہنما کی زندگی کو اپنے لیے مشعل راہ جان کر دینی ودنیاوی کامیابی، کامرانی کی منزل سے ہمکنار ہو۔

کسی شخصیت کو بنانے میں ماحول۔ حالات اور واقعات ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ویسے تو قدرت ہر مولود کو فطری طور پر خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازتی ہے۔ اور اسے گوناگوں صفات سے آراستہ کر کے اس دار فانی میں بھیجتی ہے۔ وہ منصف حقیقی اپنے انصاف کے تقاضوں کے تحت ہر انسان کو انسانیت کے اصول ودیعت کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان مخفی صلاحیتوں کے اظہار کے مواقع سب کو یکساں میسر نہیں آتے لیکن جن لوگوں کو سازگار ماحول اور حقیقی رہنما مل جاتا ہے وہ لوگ عظیم کہلاتے ہیں۔ جلال الدین کے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بننے میں جہاں ان کی طبعی اور خلقی صلاحیتوں کو دخل ہے وہاں شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم اور پاکیزہ صحبت کا اثر بھی ہے کچھ ایسی ہی کیفیت قائد اہل سنت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ کی ہے۔

قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء کو ضلع چکوال کے نواحی علاقہ بھیں میں وقت کے مشہور عالم دین ومناظر اہل سنت حضرت مولانا کرم دین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی ۱۹۲۸ء میں گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے میٹرک کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔ اور

باقاعدہ دینی تعلیم کے لیے دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں داخل ہوئے۔ پھر بخت نے یاوری کی اور آپ اعلیٰ تعلیم کے لیے عالم اسلام کے عظیم دینی ادارہ مرکز رشد و ہدایت دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔

آپ نے دارالعلوم دیوبند میں جن عظیم المرتبت اساتذہ کرام کے سامنے زانوے تلمذ طے کیا ان میں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ۔ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ۔ شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علی دیوبندی رحمہ اللہ۔ مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ۔ مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ (مفتی اعظم پاکستان) اور مولانا پیر مبارک علی شاہ قدس اللہ اسرارھم جیسے جہاندیدہ علم و فن اور اساطین امت شامل ہیں۔ آپ رحمہ اللہ نے ۱۹۳۹ء میں دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔ اساتذہ کرام نے سند فراغت اور دستار فضیلت سے نوازا۔

سلوک و احسان اور اصلاح نفس کے لیے آپ رحمہ اللہ نے اپنے اُستاذ خاص امیر ملتنا مجاہد کبیر امام الذاھدین قطب الارشاد مدرس گنبد خضری حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کا دامن فیض تھام کر کسب فیض کیا۔ شیخ محترم نے آپ کو خلعت خلافت سے نوازا۔

قائد اہل سنت کی شخصیت قافلہ ہستی کے لیے مشعل ہدایت اور منارہ نور تھی۔ ان کے وجود مسعود سے زہد و تقویٰ۔ تواضع وللہیت، یقین، معرفت، علم و دانش، مکارم اخلاق اور نیک کردار کی بنیادیں استوار تھیں۔ آپ کی حیات مستعار احقاق حق و ابطال باطل میں صرف ہوئی۔ آپ کے جانے سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے کہ مستقبل میں اس کے پر ہونے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی آپ اپنے دور کے نہ صرف جید عالم دین اور ممتاز رہنما تھے بلکہ آپ تواضع للہیت، خداترسی اور اتباع سنت کا بہترین نمونہ تھے

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میرے کارواں کیلئے

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہمارے اس دور پر حرف بحرف صادق آ رہا ہے کہ……

(ترجمہ) نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے جائیں گے اور (انسانیت) کی تلچھٹ پیچھے رہ جائے گی جیسا کہ ردی جو، یا ردی کھجور رہ جاتی ہے حق تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔

(البخاری و مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۸)

حضرت اقدس! کاروان علم و فضل کے ان باقیات و صالحات میں سے تھے جنہیں دیکھ کر اطمینان ہوتا تھا کہ یہ دنیا ابھی اہل اللہ سے خالی نہیں ہوئی اور ابھی ہمارے دامن میں ایسے گنج ہائے گراں مایہ

موجود ہیں جن سے نہ صرف ہماری عظمت کا قومی بھرم قائم ہے بلکہ جو خود انسانیت کی آبرو اور اس کے چہرے کا غازہ ہیں۔ وہ خاندان ولی اللہی کے روحانی اثاثہ کے امین اور علماء سلف کی متاع عظمت کے وارث تھے۔

آپ اپنے تبحر علمی وسعت مطالعہ، سادگی، قناعت، زہد وتقوی کے لحاظ سے اسلاف دیوبند کا ایک جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ مسلک حق کے حقیقی محافظ بلکہ اسلاف کی روایات کے پاسبان تھے............

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آپ کی مجلس میں جو بھی آیا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ دین کے متعلق شکوک شبہات لے کر آنے والے تسکین قلبی اور گوہر مقصود حاصل کر کے لوٹتے۔ آپ کا ہر ایک حرف جچا تلا ہوتا جیسے دل میں ترازو رکھا ہو اور بات کو معقول اصولوں کے پیرائے میں دل نشین کرا دیتے۔

وہ ایک روح دلفراز، ایک پیکر حسن خوبی، شرافت وثروت کا ایک دریا، جذبہ حق گوئی کا ایک پہاڑ، علوم شریعت کا ایک خزانہ تھے وہ صحیح معنوں میں قائد اہل سنت تھے۔ انہوں نے چٹائی پر بیٹھ کر مخلوق خدا کی بے لوث خدمت سے ان کے دلوں پر حکومت کی۔ انہوں نے اپنے علم وعمل حق گوئی وبے باکی جاں بازی وجان سپاری اور مخلصانہ قیادت سے اپنے مربی خاص شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ رکھی۔

بات حضرت مدنی کی آگئی تو چلئے حضرت مدنی کے اوصاف جمیلہ کی ایک ادنی سی جھلک سے محظوظ ہوتے چلیں۔

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری لکھتے ہیں............

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب دماغ میں اسلامی غیرت اور انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ قومی جذبات اور حریت پسندانہ خیالات رگ رگ میں رچے ہوئے تھے ضعف اور کمزوری کے باوجود ان کی ہمت مردانہ اور قومی احساس نے انہیں چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ خدمت وطن اور اشاعت دین کا جذبہ انہیں سیماب وار لیے پھرتا رہا اور اس راہ کی تمام مشکلیں ان کے لیے سہل تھیں۔ آزادی وطن کی جدوجہد کے لیے نہ انہیں عزت کا خیال تھا نہ راحت کا نہ عزیزوں کی پرواہ تھی نہ مال و دولت پیارا تھا۔ انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے ان دشوار گزار اور پر خطر راہوں میں طعن وتشنیع کے تیر بھی کھائے سب وشتم کی بوچھاڑ بھی برداشت کی۔ گالیوں اور لغو بیانیوں کے طوفان بھی سہے بلکہ اس سے بھی زیادہ سنا اور دیکھا۔ مگر ان کی زبان اعلائے کلمۃ الحق سے باز نہ رہی وہ ببانگ دھل اپنے نظریات

کا اعلان کرتے رہے۔ (شیخ الاسلام۔ایک سیاسی مطالعہ صفحہ ۷۸)

قائد اہل سنت قدس سرہ بھی حضرت مدنی رحمہ اللہ کا پرتو تھے وہ مجموعہ کمالات تھے۔ان کی حق گوئی وبے باکی، دینی حمیت وغیرت، جرأت وہمت اور استقامت واستقلال دیکھ کر خیر القرون کی یاد تازہ ہوتی تھی وہ اہل زیغ وضلال اور ملاحدہ وزنادقہ کے معاملے میں تیغ براں تھے۔ وہ دین ومذہب اور مسلک وشریعت کے معاملہ میں کسی لگی لپٹی رورعایت کے روادار نہ تھے۔ بلاشبہ وہ اس معاملہ میں بجا طور پر امام اہل سنت تھے۔ وہ جس بات کو حق اور سچ جانتے اسے بلاخوف لومۃ لائم کہتے لکھتے اور برسرمنبر بیان کرتے اور احقاق حق اور ابطال باطل کا ملکہ انہیں وراثت میں ملا تھا چنانچہ تحریک ختم نبوت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت خود تحریر فرماتے ہیں کہ

> اس تحریک میں سینکڑوں علماء نظر بند ہوئے اور بندہ خادم علماء بھی سنٹرل جیل ساہیوال (سابق منٹگمری) میں تقریباً دس مہینے نظر بند رہا۔ بندہ کی رہائی ۱۴ جنوری ۱۹۵۴ء کو ہوئی۔ الحمدللہ تردید قادیانیت مجھے وراثت میں ملی ہے۔میرے والد محترم مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو عدالت کے کٹہرے میں ذلیل ورسوا کیا۔

(سوانح وافکار۔قاضی احسان احمد شجاع آبادی صفحہ ۱۵)

یہی وجہ تھی کہ وہ جہاں اغیار خصوصاً روافض کے معاملہ میں سیف بے نیام تھے وہاں وہ اہل سنت کہلانے والے اسلاف بیزاروں کیلئے بھی ننگی تلوار تھے۔متعدد ایسے حضرات جو اپنے کو اسلاف اہل حق کے خوشہ چین کہلاتے ہیں مگر جب مسلک اہل حق سے عدول کرتے نظر آتے تو انہوں نے نہایت خلوص، اخلاص اور پروقار طریقے سے ان کا بھی بھرپور تعاقب کیا۔حضرت قائد اہل سنت فرماتے تھے کہ دین کے معاملہ میں مصلحت پوشی دیانت اور امانت کے خلاف ہے اور واقعتہً ان کا یہ ارشاد سو فیصد صحیح تھا

انہوں نے جہاں پرویزیت، بریلویت، مماتیت، مودودیت کا تعاقب کیا اور قادیانیت ورافضیت کے کفر کا پردہ چاک کیا وہاں انہوں نے خارجیت کو بھی بے نقاب کیا۔

وہ فرماتے تھے کہ جن امور کے بارے میں ہم اغیار پر تنقید کرتے ہیں اور انہیں غلط سمجھتے ہیں وہ اپنوں کے معاملہ میں کیسے جائز ہوسکتے ہیں۔ دراصل وہ دین کے صاف وشفاف چہرہ پر کسی قسم کی کوئی گرد وغبار برداشت کرنے کے روادار نہ تھے۔

وہ اپنے استاد شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے صحیح جانشین تھے ان کی تمام عمر جد وجہد سے عبارت

تھی۔ جہاں انہوں نے انگریز کے خلاف بغاوت کے جرم میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں وہاں انہوں نے قادیانیت کے خلاف جہاد میں حصہ لے کر سنت یوسفی کی یاد تازہ کی۔ چنانچہ جہاں ایک طرف ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۹ء تک جہلم، ملتان اور راولپنڈی کی جیلوں میں پابند سلاسل رہے تو وہاں ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھی آپ پس دیوار زنداں رہے۔

حتی کہ پیرانہ سالی اور ضعف کے عالم میں جب عمر ۸۵ سال سے متجاوز تھی تو آپ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے تحفظ اصحاب رسول ﷺ کی خاطر جیل کی کال کوٹھری کو آباد کیا اور اس کے ویرانے کو صدائے حق سے معمور فرمایا ....

عشق میں ان کے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

حضرت قائد اہل سنت قدس سرہ صرف گفتار کے نہیں بلکہ کردار کے بھی غازی تھے۔ دین و مذہب اور ملک و ملت کے تحفظ کی شاید ہی کوئی تحریک ایسی ہو گی جس میں آپ نے بھرپور قائدانہ کردار نہ ادا کیا ہو۔ خصوصاً تحریک خدام اہل سنت کی داغ بیل ڈال کر آپ نے روافض کے پھیلائے ہوئے جال کو تار عنکبوت کی طرح توڑ ڈالا۔ آپ نے شہر شہر قریہ قریہ اور دور دراز دیہاتوں میں پہنچ کر پیغام حق کو عام کیا اس کے علاوہ کتابیں لکھیں تقریریں کیں مناظرے اور مباحثے کئے اور دینی مراکز و مدارس قائم فرمائے۔

خصوصاً خلافت راشدہ کے پیغام کو عام کرنے اور لادین صحافت کے تار پود بکھیرنے کے لیے ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کا اجراء فرمایا۔ غرض کوئی میدان ایسا نہیں جہاں آپ نے لازوال خدمات انجام نہ دی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی سوچ و فکر اور آپ کی تقریر و تحریر مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کی آئینہ دار ہوتی تھی۔

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ مسلک اور ذوق میں اکابر و اسلاف کے قدم بقدم تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان پر تمام اہل علم و تحقیق بھرپور اعتماد کرتے تھے۔ وہ قلندرانہ جرات اور ایک ایسے یقین کے مالک تھے جنہیں دیکھ کر ترجمان حقیقت پکار اٹھتے تھے............

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیے ہیں انداز خسروانہ

مگر آہ.....آج یہ لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ قافلہ حق کے روح رواں، اکابر علماء دیوبند کے

سچے جانشین، اسلاف کی روایات کے امین اور وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت قائد اہل سنت قدس سرہ ۱۳ / ۱ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء پیر اور منگل کی درمیانی شب بوقت سحر پونے پانچ بجے جب رات کے اندھیرے چھٹ رہے تھے اور آفتاب نہار طلوع ہونے کیلئے انگڑائیاں لے رہا تھا تو زہد و تقویٰ علم و عمل کا آفتاب زبان حال سے یہ کہتے ہوئے کہ۔

مجھ سا مشتاق نہ پاؤ گے جہاں میں ہرگز
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

اور زبان قال سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ آہ......

سفینہ حق کا ناخدا چل بسا

کہنے والے نے سچ کہا!

لو كانت الدنيا تدوم لواحد
لكان رسول الله فيها مخلدا

قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ جسمانی طور پر ہمیں داغ مفارقت دے گئے مگر وہ اپنی تاریخ اور کردار کے آئینہ میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ سنی قوم کے دلوں سے ان کی یاد کبھی محو نہیں ہوگی اور کیسے ہو سکتی ہے۔

جی ہاں وہ ..... سرخ سفید رنگ، بیضوی چہرہ، خوبصورت آنکھیں، کشادہ پیشانی، دلکش خدو خال، مخضب ریش، آنکھوں میں حیا، طبیعت میں گداز، رخ روشن پر اسلام کی چہاردہ صد سالہ روایات کی تابندگی کا پرتو، ایک پیکر حسن و جمال، ایک مجسمہ خوبی و رعنائی، ایک سراپا اخلاص وللہیت۔ علم و معرفت کا سرچشمہ، رشد وھدایت کا منبع، شریعت و طریقت کا مرکز۔ حسن ظاہری و باطنی کا جامع۔ ایک منارہ نور جس کی ضیا پاشیوں سے فکر و نظر کا دامن منور اور دلوں کی دنیا جگمگاتی۔ جس کا سینہ معرفت الٰہی کا گنجینہ اور دل انوار و تجلیات کا خزینہ تھا۔

بڑی ناشکری، ناسپاسی اور بے مروتی ہوگی اگر ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے مشن کو بھلا دیں، جی نہیں ایسا کبھی نہیں ہوسکتا اور ہاں جب تک ہمارے جسم میں جان ہے اس گلشن کی آبیاری اپنے خون سے کرتے رہیں گے

ہم راہ وفا کے رہرو ہیں
منزل ہی پہ جا کر دم لیں گے

❀❀❀❀

صراط مستقیم .... کے چراغ

جناب ضیاء اللہ خان ☆

میرے پیر و مرشد پیکر شریعت و طریقت یادگار اسلاف، قائد اہل سنت، وکیل صحابہؓ، خلیفہ مجاز وشاگرد رشید شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان مورخہ ۲۶ جنوری بروز پیر صبح ۵:۳۰ بجے اس دارفانی سے کوچ فرما گئے۔

اور یوں دارالعلوم دیوبند کی تاریخ کا ایک درخشندہ باب ختم ہو گیا۔

آپ نے ایسی سرزمین پر آنکھ کھولی جو ایک طرف شرک و بدعت سے بنجر ہو چکی تھی تو دوسری طرف اس پر کفر والحاد کے پہاڑ کھڑے تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کے ذریعہ سے اس سرزمین کو شرک و بدعت سے پاک کر کے عقائدِ حقہ سے زرخیز کر دیا۔ آپ کی شخصیت و کردار اور ذہن سازی سے کفر والحاد کے پہاڑ سرنگوں ہو گئے۔ آپ نے مسلک علماء دیوبند اہل سنت و جماعت کی صحیح معنوں میں ترجمانی ہی نہ کی بلکہ اس کا تحفظ بھی کمال جرات اور بے باکی سے کیا۔ آپ نے ہمیشہ مسلک کو شخصیت پر ترجیح دی۔ آپ مسلک علماء دیوبند کا لبادہ اوڑھ کر خارجیت۔ مماتیت اور بریلویت پھیلانے والوں کے لیے شمشیر بے نیام ثابت ہوئے آپ نے اس بات کی قطعاً کوئی پروانہ کی کہ اس طرح سے میرے مخلص رفقاء عقیدت رکھنے والے تحریک میں مرکزی حیثیت کے حامل لوگ میرا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ یہ آپ کی شخصیت کا ایک انفرادی پہلو تھا کہ آپ نے ہر باطل فتنے کا محاسبہ اور تعاقب کیا اور یوں آپ نے علماء دیوبند اہل السنت والجماعت کے تشخص کو قائم رکھنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی اور اس انفرادی پہلو کو برقرار رکھتے ہوئے آپ نے جمعیت علماء اسلام کو چھوڑ کر خالصتاً مذہبی جماعت تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی۔ جمعیت علماء اسلام میں آپ کو ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی باقاعدہ جمعیت کے منشور پر آنجناب کے دستخط موجود ہیں۔ یہ جماعت چونکہ علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات کی نگہباں تھی

☆ ابن مولانا عبدالعلیم خانؒ برادر حضرت جہلمیؒ

اس لیے آپ کو اس بات کا بڑا رنج تھا کہ کاش یہ جماعت اپنا الگ تاریخی تشخص برقرار رکھتی آپ پورے انشراح صدر سے فرماتے کہ یہ جماعت اس طرح پاکستان کی سب سے بڑی مذہبی جماعت کا مقام حاصل کر لیتی لیکن بدقسمتی سے ہمارے بڑے مدبر قسم کے علماء پاکستان کی جمہوری سیاست کے گرداب میں ایسے پھسلے کہ ایک دوسرے سے بچھڑتے چلے گئے جس کا فائدہ دوسری مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو ہوا۔ حال میں قائم ہونے والے سیاسی اتحاد میں بھی جمعیت علماء اسلام سرفہرست ہے حضرت والا نے متحدہ مجلس عمل کے بارے میں ایک نجی محفل میں فرمایا کہ اس سے علماء کا وقار تو ضرور بلند ہوا ہے لیکن اس سے عقائد ونظریات کے لیے خطرات موجود ہیں۔ آپ کی یہ بات الہامی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ موجودہ حالات میں مجلس عمل کا جو کردار ہے وہ اس بات کی غمازی کر رہا ہے جو حضرت والا نے فرمائی۔ اس مجلس عمل میں جہاں شیعہ موجود ہیں وہاں شیعہ نما جماعت اسلامی بھی ہے اور یہی دو طبقات ایسے ہیں جو ہمیشہ آستین کا سانپ ثابت ہوئے۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ دشمن زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے جو دوست کے روپ میں سامنے آئے۔ دعا ہے اللہ رب العزت ہمارے علماء کو جو سیاست کو دین پر ترجیح دے رہے ہیں عقل سلیم عطا فرمائے۔ اور انہیں علماء دیوبند کے نقش قدم پر چلائے آپس میں اتفاق واتحاد دے۔ آمین۔ اقبال نے فرمایا تھا..........

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

حضرت قائد اہل سنت کو اللہ رب العزت نے دو عظیم نعمتوں سے نوازا تھا۔ ایک دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت متعلم دوسالہ حاضری اور دوسری شیخ العرب والعجم حضرت مدنی قدس سرہ سے بیعت وتوسل۔ دارالعلوم دیوبند ایک ایسا مدرسہ ہے جس کی تاریخ پوری ایک صدی پر محیط ہے۔ یہ مدرسہ جس جگہ پر قائم ہے۔ وہاں سے جب امام المجاہدین سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا تو فرمایا کہ "مجھے یہاں سے علم کی خوشبو آتی ہے۔" مولانا محمد علی جوہر کے سامنے اس مدرسہ کے بنیادی اصول رکھے گئے تو مولانا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا کہ "یہ اصول الہامی معلوم ہوتے ہیں" اسی مدرسہ کے بارے میں موج کوثر" کا مصنف رقم طراز ہے کہ اس مدرسہ کی مثال عالم اسلام میں مشکل سے ملے گی۔"

بے شک یہ ایک ایسی عظیم الشان نعمت عظمیٰ تھی۔ ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک رہے گی جس سے شریعت وطریقت۔ جہاد وانفاق فی سبیل اللہ کے ایسے چشمے پھوٹے کہ قافلہ انسانیت اپنی تشنگی دور کرتا چلا گیا۔ اسی طرح حضرت شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بھی ایک عظیم نعمت سے کم نہ تھی آپ

جامع صفات وکمالات کے مالک تھے یوں تو دارالعلوم دیوبند نے بڑے بڑے قیمتی ہیرے پیدا کئے لیکن آپ ان میں ''کوہ نور'' کی حیثیت رکھتے تھے آپ نے برصغیر پاک وہند کی سیاست میں بھی بڑے بڑے انقلابی کام کیے انگریز کے جبر واستبداد کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اسیر مالٹا رہے۔ بہرحال یہ وہ نعمت عظمیٰ تھی جس کے انوارات سے اب بھی دنیا سیراب ہورہی ہے۔

یہ ایک فی الواقعہ حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے آزمائش انسان کے مقام اور مرتبہ وحیثیت کے مطابق آتی ہے۔ جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بڑی سے بڑی آزمائشیں آئیں اسی طرح تابعین اور تبع تابعین کو بھی بڑے کٹھن اور دشوار گزار راہوں سے گزرنا پڑا۔ کسی کو راہ حق میں جان دینی پڑی تو کسی کو قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ کسی کو کوڑے کھانے پڑے۔ اس کے بعد بزرگانِ دین اور اولیاء امت کی تاریخ بھی اس بات کی شاہد ہے کہ ان پر بڑی بڑی آزمائشیں آئیں لیکن یہ لوگ جبلِ استقامت کا نمونہ ثابت ہوئے۔

اسی طرح علماء حق علماء دیوبند کی تاریخ بھی آزمائشوں سے بھری پڑی ہے۔ جنگ آزادی ہو یا تحریک خلافت، تحریک ریشمی رومال ہو یا تحریک ختم نبوت ہو یا تحریک ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے بانی اور روح رواں یہی علماء حق علماء دیوبند تھے۔ جنہوں نے باطل قوتوں کا مقابلہ بے سروسامانی میں بھی ڈٹ کے کیا جنگ آزادی کے موقع پر جب علماء کی باہمی مشاورت ہوئی تو کچھ علماء کا موقف یہ تھا کہ اس وقت ہم انگریز کے مقابلہ میں کمزور ہیں لہذا جنگ کے لیے توقف کیا جائے۔ لیکن اس وقت بانی دارالعلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تاریخ ساز جملہ کہا کہ ''کیا ہم ۳۱۳ سے بھی کم ہیں۔'' ان کا یہ کہنا تھا کہ پھر مسلمانانِ ہند نے برصغیر کی تقدیر بدل دی۔ اور پاکستان کی تحریک اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئی۔

حضرت قائد اہل سنت پر بھی ایک آزمائش عین جوانی کے عالم میں پیش آئی اور آپ کو آٹھ ۸ سال قید بامشقت کاٹنا پڑی۔ ابھی آپ جیل میں تھے کہ آپ کے بڑے بھائی مولوی منظور حسین شہید کردیئے گئے۔ اس کے بعد آپ کے والدِ گرامی جناب مناظر اسلام حضرت مولانا کرم دین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کی دل سوز خبر بھی آپ کو جیل میں ہی ملی آپ کے لیے یہ دونوں بہت بڑے صدمے تھے لیکن آپ نے صبر واستقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپ نے قید بامشقت جیسے حالات میں بھی جیل میں اذان دی حضرت والا فرماتے کہ مجھے اس جرم میں چکیوں میں رکھا جاتا اور میری سزا میں اضافہ کردیا جاتا۔ اس کے باوجود میں پانچوں وقت اذان دیتا رہا۔ اذان سے اقبال کا یہ شعر یاد آجاتا ہے.........

دی اذانیں ہم نے کبھی مغرب کے کلیساؤں میں
اور کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

اس اسیری ہی کے دوران آپ کو گردوں کی تکلیف ہوئی جس پر ڈاکٹروں نے آپریشن کر کے آپ کا ایک گردہ جو ناکارہ ہو چکا تھا نکال دیا۔ آپ کے لیے یہ بھی ایک بڑی آزمائش تھی۔ لیکن آپ اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ثابت قدم رہے آپ کے پایہ استقامت میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ پھر آپ پر ایک ابتلاء عین پیرانہ سالی میں آیا آپ کو ڈی۔ایس۔پی چکوال کے قتل میں ملوث کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ اس دوران آپ بوجہ علالت ہسپتال کمپلیکس زیر علاج رہے۔ حضرت والا فرمایا کرتے کہ

''حضرت مدنی رحمہ اللہ کے توسل سے حق تعالیٰ نے جیل میں اپنے خاص فضل وکرم سے قلبی اطمینان بخشا۔''

حضرت والا کے مندرجہ بالا حالات پر اگر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو یقیناً یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ کا مقام ومرتبہ بہت بلند وبالا تھا۔ آپ نے صراط مستقیم پر چلنے کے لیے صحیح معنوں میں اہل سنت کی رہنمائی فرمائی۔ آپ صراط مستقیم کا چراغ تھے۔ آپ اسی مقصد کے پیش نظر ایک طویل عرصہ تک اپنے ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے اداریہ میں صراط مستقیم کے عنوان سے مضمون لکھتے رہے تاکہ لوگ سیدھے راستے پر چل کر دین ودنیا کی عافیت حاصل کر سکیں۔ اپنے بنیادی عقائد کی اصلاح کی طرف رجوع کر لیں۔ آپ ہر سنی کو حضور اکرم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت میں سرشار دیکھنا چاہتے تھے آپ کی خواہش تھی کہ ہر سنی نوجوان صحابہ کا سپاہی بن جائے۔ اپنے آخری ایام میں آپ شیخ الہند رحمہ اللہ اسیر مالٹا پر مضمون لکھ رہے تھے لیکن علالت کے باعث اسے مکمل نہ کر سکے اور یوں یہ سیدھے راستے کا ایک چراغ بجھ گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

❀❀❀❀

لاہور دے سنگی اگے آ جاؤ

حاجی امجد حسن صاحب ☆

قانونِ فطرت ہے کہ کائناتِ رنگ و بُو میں کسی شے کو ثبات نہیں۔ دوام نہیں۔ ہر چیز فانی ہے سوائے اللہ جلّ جلالہ کے۔ کل نفس ذائقة الموت کے اٹل قانون کے مطابق ہر زندہ ہستی کی آخری منزل موت ہے آج جو اس دنیا میں آیا ہے اسے کل جانا ہے۔ لیکن کچھ ہستیاں ایسی عظیم صفات و اعمال سے متصف ہوتی ہیں کہ جن کا دنیا سے پردہ فرمانا انفرادی اور اجتماعی نقصان ہوتا ہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ایسی ہی عظیم ہستیوں میں ہوتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو زندگی کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد اس عزیمت سے زندگی گزارتے ہیں کہ موت بھی ان پر ناز کرتی ہے۔

مہتمم دار العلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بارے فرمایا تھا کہ ''حضرت ممدوح صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات اس صدی کا سب سے المناک سانحہ اور ایک عظیم علمی نقصان ہے۔ جس کی تلافی بظاہر اسباب مشکل ہے ایسی جامع ہستیاں دیر سے بنتی ہیں اور جب اٹھ جاتی ہیں تو ان کی جگہ لمبی مدت تک خالی رہتی ہے۔''

عالمِ اسلام کے ممتاز عالمِ دین مولانا ابو الحسن علی ندوی صاحبؒ نے اپنے طویل تعزیتی بیان کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ ''مولاناؒ کی وفات سے علم و سیاست کی بزم میں جو جگہ خالی ہوئی ہے اس کا افسوس کرنے والے اور اس خلا کو محسوس کرنے والے بہت ہیں لیکن اخلاق و انسانیت کی صفِ اوّلین اور شہ نشین میں جو جگہ خالی ہوئی ہے اس کا احساس کرنے والے شاید کم ہیں۔ شاید اس لیے کہ انسانیت کو کوئی ایسا مرتبہ نہیں سمجھا جاتا کہ کسی بزرگ یا عالم کو اس معیار سے جانچا جائے اور کسی مردِ کامل کے اٹھ جانے سے کوئی خلا محسوس کیا جائے مگر میرے نزدیک آدمیت کے اس قحط، انسانیت اور انحطاطِ عام کے دور میں مولانا مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حادثۂ وفات ایک بڑا اخلاقی خسارہ اور انسانی حادثہ ہے۔''

☆ ملتان روڈ لاہور

ایک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خاموش ہے

جو تاثرات حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ابوالحسن ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد فرمائے۔ وہ بالکل حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر صادق آتے ہیں۔ کیونکہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کی بالکل سچی تصویر تھے۔ اور ہادی کل حضور رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے شیدائی تھی۔ شفقت ورحمت، حلم وتواضع، علو وکرم، جود ونوازش، ایثار واخلاص، خدمت ومدارات کے حسن وپاکیزگی نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو انتہائی دلآویز بنا دیا تھا۔ آپ دینِ حنیف کی شمعِ جاوداں، حریمِ چشتیاں کا چراغ تھے۔ آپ کے دن علوم معارف کی خدمت واشاعت سے روشن اور راتیں ذکرِ وخشیتِ الٰہی سے پرنور تھیں۔ حضرت مرشدی قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ بندۂ عظیم، انسانیت کی آبرو، عرفان وایقان کے تجلی، شریعت کے ہادی، طریقت کے مرشد اور میدانِ عمل میں جرات وہمت کا کوہِ گراں تھے۔ وہ خطیبِ شعلہ بیاں کہ جس نے مسلمانوں کے سینوں میں خاص طور پر خلفاءِ راشدین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چنگاریاں روشن کیں۔ حضرتؒ ان لوگوں میں سے تھے جو زندگی کو خدا کی دی ہوئی امانت سمجھ کر اس طرح گزارتے ہیں کہ تمام عمر اس امانت میں خیانت نہ کرنے کا احساس دامن گیر رہتا ہے۔ آپ میں یہ مومنانہ صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ حضرت مدرسوں اور تصنیفات کی شکل میں صدقہ جاریہ کے ایسے تناور اور سدابہار درخت پیچھے چھوڑ گئے ہیں کہ جن سے ان کے جانے کے بعد زادِراہ میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

حضرت سے میری ملاقات اس طرح ہوئی کہ حضرت مولانا مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی جناب عبدالغفار مجاہد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکھر سے تشریف لائے۔ آپ مسجد نور نسبت روڈ لاہور میں ہی نماز ادا فرماتے۔

ہمارے علاقے میں مجاہد صاحب تو کسی سے واقف نہیں تھے۔ مگر کافی نمازی ان کے پاس بیٹھنے لگے اور کچھ ساتھیوں نے ان سے بیعت کے لیے عرض کیا میں نے بھی بیعت کا ارادہ ظاہر کیا تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے بیعت وغیرہ کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں البتہ آپ لوگ چکوال چلے جائیں۔ اور حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو جائیں۔ ہم تین ساتھیوں نے پروگرام بنایا اور ۱۳ اپریل ۱۹۷۸ بروز جمعرات ۴ بجے کے قریب چکوال پہنچ گئے۔ مدنی مسجد پہنچنے پر معلوم ہوا کہ دفتر ساتھ ہی اوپر ہے۔ دفتر میں پہنچے تو عبدالوحید حنفی صاحب بڑے تپاک سے ملے۔ تعارف وغیرہ کے بعد کھانے کے

بارے میں پوچھا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دی گئی۔ نماز عشاء کے بعد کھانا کھایا اور حنفی صاحب نے ہمارے بستر مسجد کے باہر جو برآمدے یا بالکونی وغیرہ بنی ہوئی ہے وہاں لگا دیے۔ حضرت قاضی صاحبؒ نے ہمیں بلوایا۔ ہم تین ساتھیوں میں حافظ طاہر صاحب اور جناب سعید صاحب ﴿جو دونوں اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں﴾ باریش تھے اور سعید صاحب کا تبلیغی جماعت سے بہت گہرا تعلق تھا۔ ہم مرشدی حضرت قاضی صاحبؒ سے ملنے گئے حضرت کھڑے ہو کر گلے ملے اور پیار سے بٹھایا حال احوال پوچھا۔ سفر وغیرہ کے متعلق پوچھا۔ کچھ دیر بعد فرمایا۔ ٹھیک ہے آپ آرام کریں۔ میں حضرت کے قریب ہوا اور بیعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرتؒ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا کس نے بھیجا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ سکھر سے حضرت عبدالغفار مجاہد صاحب جو حضرت مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں انہوں نے بھیجا ہے۔ حضرتؒ نے خاموشی اختیار فرمائی اور پھر فرمایا کہ آگے آجائیں اور پھر حضرتؒ نے ہمیں بیعت فرمالیا۔ تیسرا کلمہ، استغفار اور درود پاک کی ایک ایک تسبیح صبح و شام پڑھنے کی تلقین کی۔ دفتر میں آکر بتایا کہ بیعت ہو گئے ہیں تو حنفی صاحب بہت حیران ہوئے۔ شاید حضرتؒ عام بیعت نہیں فرماتے تھے۔ اس لیے حنفی صاحب نے فرمایا کہ یہ خصوصی بیعت ہوئی ہے۔ جب حضرت صاحبؒ جمعہ کا بیان فرما رہے تھے تو میرے دل میں خیال آیا کہ اب میں بیعت ہو گیا ہوں اب میں ولی بن جاوں گا۔ اسی وقت حضرتؒ نے بیان کے دوران فرمایا کہ ''انسان کو ولی بننے کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے بس دین پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔''

نماز جمعہ کے بعد حضرتؒ مسجد میں ہی تشریف فرما ہوئے اور بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے اپنے مسائل پوچھ رہے تھے اور ایک آدمی بڑا سا پنکھا ہاتھ میں لیے جھل رہا تھا۔ ہم ذرا دور بیٹھے تھے۔ حضرتؒ نے بڑی ہی دلآویز مسکراہٹ اور پیارے لہجے میں ہماری طرف دیکھ کر فرمایا..........

''لاہور دے سنگی اگے آجاؤ''

یہ جملہ حضرتؒ کے منہ مبارک سے اتنا اچھا لگا کہ آج تک اس کی گونج اور مٹھاس اپنے کانوں میں محسوس ہوتی ہے۔ ہم حضرتؒ کے قریب چلے گئے پھر حضرتؒ نے حال احوال پوچھا اور فرمایا کہ رہیں گے یا جانے کا ارادہ ہے؟ ہم نے جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور اسی وقت اجازت بھی لے لی اور حضرتؒ کے چلے جانے کے بعد ہم بھی لاہور کی طرف چل پڑے۔

کیونکہ میں سٹیٹ بنک آف پاکستان میں نوکری کرتا تھا۔ اس لیے نہ وقت ملتا تھا نہ جلدی سے چھٹی ملتی تھی۔ ۱۹۷۹ء میں پھر حضرتؒ سے ملنے گیا اور ۱۹۸۰ء، ۱۹۸۱ء میں جہلم کے جلسہ میں ملاقات ہوئی۔

۱۹۸۰ء میں داڑھی رکھی اور ۱۹۸۱ء میں صاف کرادی۔ کیوں کہ ہمارا گھرانہ دینی گھرانہ نہیں تھا۔ اس لیے بہت مجبور ہو کر ایسا کرنا پڑا۔ وہی شادی وغیرہ کا مسئلہ جو پاکستان میں ہوتا ہے۔ ایک دوست کے مجبور کرنے پر اس سانحہ کا ذکر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بذریعہ خط کر دیا۔ حضرت صاحبؒ ناراض ہوئے۔ اگر میرے دوست مجھے نہ کہتے تو میں کبھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس سانحہ کا ذکر نہ کرتا۔ حضرتؒ کی ناراضگی کی وجہ سے ۱۹۸۱ء سے ۱۹۹۵ء تک حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بس کبھی کبھی خط لکھتا رہا حال احوال لکھتا رہا۔ مگر ملنے نہیں گیا۔ شرم بہت آتی تھی کہ کیسے سامنا کروں گا۔

۱۹۹۵ء میں اہلیہ کے بیمار ہونے پر حضرت صاحب کو خط لکھا اور پھر مسلسل رابطہ ہو گیا۔ لیکن حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے نہیں گیا۔ جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھتا تھا تو دو دن بعد ایسے محسوس ہوتا تھا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے ساتھ پھر رہے ہیں اور ساری باتیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بتا رہا ہوں کئی کئی دن ایسی کیفیت میں گزرتے تھے۔ جون ۱۹۹۷ء میں اہلیہ کا انتقال ہو گیا اور اسی سال اگست میں ان کی چھوٹی ہمشیرہ سے میرا دوسرا نکاح ہوا۔ پھر ۱۹۹۹ء میں اللہ تعالیٰ نے داڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور اسی سال بھیں کے جلسہ میں شامل ہوا۔

بھیں میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک طویل عرصہ کے بعد زیارت کی اور جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ صبح کے وقت درس کے لیے تشریف لا رہے تھے اور اوپر سے اتر کر گاڑی میں بیٹھے تو میں نے صحت سے اندازہ لگایا کہ حضرت بمشکل ۱۰، ۱۵ منٹ ہی بیان کریں گے۔ مگر میری حیرت کی انتہا ہو گئی جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اڑھائی گھنٹے سے زیادہ بیان فرمایا اور یہ بات دل میں پکی ہوئی کہ علماءِ دیوبند بات مکمل کیے بغیر بیان ختم نہیں کرتے۔ پھر ظہر سے پہلے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے میں اوپر گیا۔ سلام عرض کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حال پوچھا۔ نہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ میں کون ہوں نہ میں نے بتایا اور اجازت لے کر لاہور واپس آ گئے۔ پھر اسی سال جہلم کے جلسہ میں گیا اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ اسی سال رمضان سے پہلے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ٹیلیفون پر رابطہ کیا اور ملنے کی اجازت مانگی جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کمال کرم سے مرحمت فرمائی۔ کیونکہ ۱۹۹۵ء سے مسلسل رابطہ تھا۔ اس لیے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''امجد حسن'' کے نام سے بخوبی واقف ہو چکے تھے۔ مقررہ دن ہم چار ساتھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے چکوال کے لیے چلے تو راستے میں گاڑی خراب ہو گئی۔ پہلے تو ٹھیک کرانے کی پوری کوشش کی لیکن مکینک کو سمجھ نہیں آئی آٹھ بجے چکوال رابطہ کیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی ٹیلیفون سنا اور محسوس ہوا کہ شدت سے

انتظار رہے۔ جب میں نے بتایا کہ گاڑی خراب ہوگئی ہے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ہم لوگ کہاں ہیں؟ بتایا کہ ہم پنڈی بھٹیاں ہیں اور اب صبح ہی ملاقات ہوگی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ لیکن مکینک نے کہا کہ گاڑی چکوال نہیں جاسکتی واپس چلے جائیں۔ لاہور واپس ہوئے اور رات ایک بجے آہستہ آہستہ گھر واپس آگئے۔ اگلے دن صبح آٹھ بجے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو چکوال ٹیلیفون کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی ٹیلیفون سنا اور میں نے عرض کی کہ گھر واپس چلے گئے تھے کہ گاڑی بالکل خراب ہوچکی تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھیں کے جلسہ میں آنے کی تلقین کی۔ ۲۰۰۰ء میں بھیں کے جلسے میں گیا۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ اب میں نے بتایا کہ میں امجد حسن لاہور سے آیا ہوں تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چشمہ لگا کر مجھے دیکھا اور فرمایا نظر کمزور ہے اس لیے پہچاننے میں مشکل ہوتی ہے۔ پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کب آئے؟ میں نے عرض کیا ابھی آئے ہی ہیں۔ پھر پوچھا کیسے آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا اپنی گاڑی پر آئے ہیں۔ اور بھی تین ساتھی تھے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے۔ شاید چند ماہ پہلے والا واقعہ گاڑی خراب ہونے کا یاد آگیا ہو پھر ایک صاحب کو اشارہ کیا ان کو کھانا کھلاؤ۔ اگلے دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پراثر بیان ہوا۔ اس دن لاہور سے دوساتھی جو میرے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔ جناب دلبر حسین نظامی صاحب اور محمد عاصم سعید صاحب حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوگئے۔

ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لیے بغیر ہم پانچ ساتھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے چکوال۔ جمعرات کو گئے اگلے دن جمعہ تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو جمعہ کی صبح اطلاع دی گئی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بتا کر کیوں نہیں آئے۔ عمر فاروق صاحب نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ ہمارا ٹیلیفون خراب تھا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کے بیان کے بعد فرمایا مجھے معلوم ہے کہ لاہور سے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ جمعہ کے بعد ملاقات ہوگی۔ جمعہ کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے کھانے کا بلاوا آگیا اور کھانے کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کافی دیر ملاقات رہی۔

۲۰۰۰ء میں جہلم جلسہ تھا میں اور حافظ عبدالرحیم جلسے میں گئے۔ وہاں ایک صاحب سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ حافظ عبدالرحیم صاحب اور ان کی آنکھوں آنکھوں میں بات ہوئی۔ پھر بالمشافہ ملاقات پر یہ دونوں جامعہ اسلامیہ کے ہم جماعت نکلے۔ باتوں باتوں میں، میں نے کہا حضرت مولانا حافظ الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہماری ملاقات رہی ہے۔ وہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ تو سٹیج سیکرٹری صاحب نے فرمایا وہ میرے والد صاحب تھے۔ یہ صاحب حافظ رشید احمد الحسینی تھے۔ اس جلسہ میں

حضرت صاحب رحمہ اللہ سے تجدید بیعت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

۲۰۰۱ء میں حج بیت اللہ کی سعادت اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائی۔ حج پر جانے سے پہلے حافظ رشید احمد صاحب نے حضرت سے ملاقات کے لیے وقت لیا اور ہم چار ساتھی لاہور سے چکوال پہنچے اسی دن مفتی شیر محمد صاحب بمعہ ساتھیوں کے تشریف لائے۔ حضرت مفتی صاحب بھی حج پر تشریف لے جا رہے تھے۔ میری فلائٹ شاید ۲۱ فروری ۲۰۰۱ء تھی جبکہ شیر محمد صاحب کی فلائٹ ۲۲ فروری تھی۔ مکہ میں ایک دن مدرسہ صولتیہ میں حضرت سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔

ہم جمعرات کے دن چکوال گئے تھے۔ درس میں بھی شریک ہوگئے۔ عشاء کے بعد حضرت مرشدی رحمہ اللہ نے کھانے پر بلوالیا۔ ابھی ہم چائے پی رہے تھے کہ حضرت رحمہ اللہ اپنے حجرہ مبارکہ سے تشریف لے آئے۔ اور بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ حج کی برکات کے بارے میں بہت باتیں بتائیں۔ حضرت رحمہ اللہ ہمیں اور بھی وقت دیتے لیکن ہم جو لاہور سے گئے ہوئے تھے ہمیں اونگھ آنی شروع ہوگئی تو حضرت صاحب رحمہ اللہ نے ہمیں دیکھ کر فرمایا "اب آپ لوگ آرام کریں۔"

اسی ملاقات میں حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ جب میں حج یا شاید عمرہ پر گیا تو غارِ ثور دیکھنے گیا کیونکہ اس غار کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور اگر میں غارِ ثور نہ دیکھتا تو ساری عمر افسوس رہتا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ غارِ حرا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی لیکن قرآن میں اس کا ذکر نہیں مگر غارِ ثور کا ذکر ہے۔

جب حج سے واپسی پر میں نے حضرت صاحب رحمہ اللہ کو کسی مسئلہ میں ایک چھوٹی سی چٹ لکھی تو اس کے جواب میں حضرت رحمہ اللہ نے مجھے لکھا حاجی امجد حسن اور جب میں نے ٹیلیفون کیا تو پوچھا۔ کون! میں نے عرض کیا حضرت میں لاہور سے امجد حسن بول رہا ہوں تو حضرت نے فوراً فرمایا حاجی امجد۔ میں نے عرض کیا جی میں ہی ہوں مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ نے میرا حج قبول کرلیا ہے۔

المختصر حضرت رحمہ اللہ میرے لیے کیا تھے اسے الفاظ کا لبادہ اوڑھانا بہت مشکل ہے۔ انتہائی پرخلوص اور عظیم رہنما۔ حضرت رحمہ اللہ ایسی ہستی تھے جن کا ہر ہر جملہ ہر بات بغیر کسی تردد و ہچکچاہٹ کے حرفِ آخر جانا اور فرضِ اولین سمجھا جائے۔

دستورِ زمانہ ہے کہ کسی شخصیت کے چلے جانے سے کام نہیں رکتے مگر وہ خلا کبھی پر بھی نہیں ہوتا جو کہ اس شخصیت کا خاصہ رہا ہو۔ حضرت رحمہ اللہ سے ہر ملنے والا یہ ہی سمجھتا رہا ہے کہ حضرت اسی سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ طوالت کے خوف سے بس آخری ملاقات کا ذکر کرتا ہوں۔

۳ ذوالحجہ کو صبح یونائیٹڈ بنک سے بھیں والے جاوید صاحب کا ٹیلیفون آیا کہ حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہم چار ساتھی اپنی گاڑی میں چکوال روانہ ہو گئے۔ گاڑی نے راستے میں بہت تنگ کیا۔ یہاں تک کہ جب چکوال پہنچے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھیں لے جا چکے تھے۔ بھیں پہنچے تو لوگ نمازِ جنازہ پڑھ کر واپس آ رہے تھے۔ بہت افسوس ہوا۔ قبرستان پہنچے لحد میں جناب حافظ زاہد حسین صاحب رشیدی اترے ہوئے تھے اور میرے شیخ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبر میں کمبل میں لپٹے ہوئے تھے۔ اللہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک دیکھنا نصیب فرمایا۔ ایسا روشن اور پر سکون چہرہ زندگی میں پہلے کبھی کسی کا نہیں دیکھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات اس طرح ہوئی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر گلے لگایا اور آخری ملاقات ایسی کہ قبر مبارک میں لیٹے ہوئے تھے۔

حضرت مولانا قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ تھی۔ زندگی کے ہر قدم پر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جھلکتی نظر آتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ملک بیک وقت مذہبی، علمی، سیاسی اور تحریکی شخصیت سے محروم ہو گیا۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائیں۔ ان کے مرقد پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائیں اور ہمیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ﴿آمین ثم آمین﴾

❁❁❁❁

جب تک ہے یہ پرچم پیارا قاضیؒ زندہ ہے
جب تک ہے یہ حق کا نعرہ قاضیؒ زندہ ہے
اس نے زندہ رکھی اہل بیت کی آن
اس لیے مظہر حسین ہمارا قاضی زندہ ہے
جب تک ہیں بیدات کے تارے پیارے پیارے
جب تک ہے یہ دن ہمارا قاضی زندہ ہے
تجھ کو دیکھ کے آئے چین ظہور حسین
اطہر کر لو نظارہ قاضی زندہ ہے

مطیع الرحمٰن اطہر ہاشمی

مہمان نوازی اور سادگی کے پیکر

جناب مفتی وقار احمد ★

انسان کی زندگی میں بعض مرتبہ کچھ ایسے واقعات پیش آتے ہیں اور وہ کچھ ایسے صدموں سے دوچار ہوتا ہے کہ اگر وہ ساری زندگی بھی ان کو بھولنا چاہے تو بھلا نہیں سکتا۔ ایسا ہی ایک صدمہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحب رحمہ اللہ وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، قائد اہل سنت و جماعت، بانی و امیر اول تحریک خدام اہل السنت والجماعت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کے سانحہ ارتحال کا ہے۔ جو کہ پوری اُمت خصوصاً اہلیان چکوال کے لیے ایک ایسا صدمہ ہے کہ جسے شاید صدیوں تک بھلایا نہ جا سکے۔

پاکستان بلکہ اس سے پہلے متحدہ ہندوستان کی تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا بہت کم ہوا کہ دینی مدارس سے فارغ التحصیل علماء نے اپنے علاقوں کو مرکز بنا کر دینی خدمات انجام دی ہوں۔ عام طور پر حوادث زمانہ نے انہیں اس کا موقعہ نہ دیا۔ لہٰذا وطن سے دور رہ کر علم و عرفان کی شمع کو جلائے رکھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے ہی علاقے میں رہ کر دین کی محنت کا کام کرنا ایک ایسی دشوار گذار گھاٹی ہے جسے عبور کرنا دل گردے کا کام ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ان عظیم اور جلیل القدر شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے اس مشکل کٹھن ذمہ داری کو تادم آخر بطریق احسن انجام دیا۔ اس مقصد کے لیے آپ نے بے پناہ قربانیاں دیں، لوگوں کے طعن و تشنیع کا سامنا کیا حتیٰ کہ جھکڑیوں اور بیڑیوں کا زیور پہن کر جیلوں کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں زندگی کے قیمتی ترین دس سال گزار دیئے۔

حضرت رحمہ اللہ کی اسی محنت کا اثر ہے کہ آج الحمدللہ چکوال میں علماء دیوبند سے تعلق رکھنے والا ایک بہت بڑا طبقہ خواہ وہ دعوت و تبلیغ کے کام میں لگا ہوا ہے یا مدارس میں درس و تدریس کے فرائض سر انجام دے رہا ہے یا مجاہدین کی جماعتوں میں شامل ہو کر جہاد کے عظیم فریضے کی تکمیل میں مصروف ہے، ان کی نظریہ سازی اور اخلاقی تعمیر میں بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی بے لوث محنت کا

☆ دارالافتاء دارالعلوم، کراچی

ضرور دخل ہے۔ اگرچہ حضرت والا کی شخصیت متعدد صفات کا مجموعہ تھی جنہیں احاطۂ تحریر میں لانا مجھ جیسے تہی دامن کے بس کی بات نہیں......

لفظ بیگانہ بھلا کیا ترجمانی کر سکیں
شوق بے اندازہ، پیچیدہ میرے دل میں ہے

تاہم ان کی پاکیزہ صفات میں سے مشتے از خروارے کے طور پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صرف دو اہم صفات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

مہمان نوازی

ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ میں بندہ اپنے ایک ساتھی حافظ اسحاق صاحب کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے وقت لے کر ان کی ملاقات وزیارت کے لیے مدنی جامع مسجد چکوال حاضر ہوا۔ اس وقت شدید بارش ہو رہی تھی سردی بھی خوب تھی۔ سب سے پہلے ہم تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے دفتر جو کہ مدنی جامع مسجد کے احاطہ میں واقع ہے پہنچے۔ جناب عبدالوحید حنفی صاحب نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ہماری حاضری کی اجازت مانگی لیکن ہمیں اس کی اطلاع نہ ملی ہم کچھ دیر کے لیے وہیں دفتر میں حنفی صاحب کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گئے۔ ابھی پانچ منٹ بھی نہ گزرے ہوں گے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انٹرکام پر حنفی صاحب کو کہا کہ جو مہمان آئے تھے وہ ابھی تک نہ پہنچ سکے۔ شاید راستے میں بارش کی وجہ سے دقت پیش آ رہی ہو۔ میں یہ منظر دیکھ کر حیران ہوا کہ وقت کی اتنی عظیم شخصیت کو ہم جیسے عام انسانوں کا اتنا خیال اور فکر ہے۔ اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سب سے پہلی حاضری دی۔ سادگی اور دنیاوی تکلفات سے پاک کمرہ دیکھ کر عجیب حیرت ومسرت ہوئی اور دل کو ایسا سکون اور لطف حاصل ہوا کہ شاید زندگی میں اس سے پہلے کبھی ایسا سکون میسر نہیں ہوا۔ میں چونکہ جامعہ دارالعلوم کراچی سے حاضر ہوا تھا اس لیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے تمام اکابر جامعہ کی خیریت دریافت کی اور وہاں کے احوال کے بارے میں پوچھا۔

حافظہ

اس زیارت وملاقات کے تقریباً دس ماہ بعد بندہ گزشتہ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ میں دوبارہ زیارت وملاقات کے لیے حاضر ہوا تو حنفی صاحب نے تعارف کرانا چاہا مگر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ باوجود اتنے ضعف کے کہ پانچ ہفتوں سے جمعہ کے بیان کے لیے بھی تشریف نہ لا سکے تھے۔ بندہ کو دیکھتے

ہی فرمایا کہ یہ تو فلاں گاؤں (یعنی ہمارے گاؤں منوال کا نام لے کر فرمایا) سے تعلق رکھتے ہیں اور ذوالحجہ میں بھی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں یہ سن کر حیران ہو گیا اتنی عمر میں اور پھر سخت ضعف اور بیماری کے باوجود حضرت رحمہ اللہ کا حافظہ اتنا قوی کہ دس ماہ پہلے والی ملاقات کو اتنی تازگی سے بیان فرما رہے ہیں کہ جیسے کل کی بات ہو۔ سبحان اللہ۔ حضرت رحمہ اللہ کی بے شمار علمی، عملی، اصلاحی و تبلیغی خدمات کا تذکرہ تو اہل علم ہی کریں گے۔ تاہم مجھے حضرت والا رحمہ اللہ کے ساتھ جو مختصر مگر یادگار رفاقت نصیب ہوئی اس سے میرے دل پر نقش ہونے والی چند باتیں حوالہ قلم کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی بال بال مغفرت فرمائے ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ ان کے جاری کردہ علم و عرفان کا فیض دنیا کے کونے کونے تک پہنچائے اور تمام عالم اسلام کو اور خصوصاً اہلیانِ چکوال کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

❀❀❀❀

جناب محمد شریف اخونزادہ، مانسہرہ

تلاش مرشد کے لیے میں نے کئی حضرات کو دیکھا۔ متعدد مرتبہ استخارہ کیا۔ آخر ایک مرتبہ خواب میں حضرت مدنی رحمہ اللہ سے بیعت ہوا۔ جس کی تعبیر ایک عالم نے یہ بتائی کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے کسی خلیفہ سے بیعت ہو جاؤ۔ چنانچہ میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں ۹ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ بروز جمعہ حاضر ہو گیا۔ درخواست پیش کی تو فرمایا۔ میں بوڑھا اور بیمار ہوں آپ ٹیلی فون کر لیتے۔ میں نے گزارش کی میں تو حضرت مدنی رحمہ اللہ کی عقیدت کی وجہ سے آیا ہوں۔ کہ آپ اُن کے خلیفہ ہیں۔ تو چہرہ کھل اٹھا۔ فرمایا ''ہاں ٹھیک ہے سب کچھ وہی تھے۔'' چنانچہ میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور بیعت فرمالیا۔

اسلاف کی مکمل تصویر

قاری محمد انور حسین انور ☆

۲۶ جنوری صبح بعد نماز فجر درس قرآن دینے کے بعد مدرسہ فاروقیہ اہل سنت والجماعت کی مسجد میں طلباء کی تدریس میں مصروف تھا کہ گھر سے میرے بیٹے محمد طلحہ انور نے مسجد میں جا کر اطلاع دی کہ کسی نے فون پر بتایا ہے کہ حضرت جی کی وفات ہوگئی۔ بچوں کو چھٹی دی اور خود گھر پہنچا اور فون اٹھاتے ہوئے چکوال کا نمبر لیا مگر مصروف ملا جس سے اور بے چینی بڑھی جیسے کوئی قیامت صغریٰ واقعی گذر گئی ہو۔ پھر جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے مہتمم مولانا قاری خبیب احمد عمر مدظلہ کے موبائل پر رابطہ کیا۔

حضرت جہلمی کے السلام علیکم کہنے پر صرف وعلیکم السلام کہہ سکا۔ اس سے زیادہ کچھ پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی اور بے اختیار آنسوؤں کی لڑی لگ گئی۔ حضرت جہلمی مدظلہ، صورتحال کو سمجھ گئے اور خود ہی تفصیل بیان فرمادی کہ واقعی حضرت جی ہم سے جدا ہوگئے اور ۲ بجے چکوال کالج گراؤنڈ میں نماز جنازہ ہوگی۔ بہت مختصر وقت میں دوستوں سے رابطہ ہوا ایک گاڑی حاصل لے کر ہم چکوال پہنچ گئے اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ولی کامل بقیۃ السلف محدث زمان فقیہ دوراں وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

مجھے پہلی مرتبہ حضرت اقدس کی زیارت کا موقعہ ۱۹۷۱ء میں ملا۔ ان دنوں میں مدرسہ امداد العلوم وحدت کالونی لاہور استاد محترم مولانا قاری رضی الرحمٰن صاحب مدظلہ کے پاس تجوید اور ابتدائی کتب میں زیر تعلیم تھا۔ جامع مسجد نواب دین کرم آباد لاہور میں برادرم مفتی شیر محمد علوی نے سنی کانفرنس کا انعقاد کرایا۔ اس کانفرنس میں تلاوت قرآن مجید کی سعادت بھی اس گناہگار کو حاصل ہوئی۔ جبکہ مولانا قاری عبدالحمید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت نعت خوان تھے نے کلام پیش کیا۔

مجھے آج بھی یاد ہے تلاوت کے بعد جب راقم مائیک سے واپس ہونے لگا تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے

☆ مہتمم مدرسہ مظہر العلوم، جامع مسجد عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ، آزاد کشمیر

پوچھا کہ آپ سے پھر ملاقات ہوگی؟ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت صبح کا ناشتہ آپ کا محترم قاری رضی الرحمٰن صاحب مدظلہ کے گھر پر ہے اور میں وہیں موجود ہوں گا، حضرت ﷫ کا خوبصورت بیان سنا جو محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم الخ کی روشنی میں تھا۔ صبح قاری رضی الرحمٰن صاحب مدظلہ کے گھر ناشتہ کے لیے تشریف لائے تو ان کے ہمراہ قاری اظہار احمد صاحب تھانوی ﷫ بھی تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے قاری صاحب تلاوت سنائیں گے۔ پھر ناشتہ کریں گے۔ قاری صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تلاوت فرمائی۔ پھر ناشتہ شروع ہوا۔ ناشتہ کے بعد حضرت ﷫ نے استاد محترم قاری رضی الرحمٰن صاحب مدظلہ سے فرمایا کہ ''انور مجھے چکوال کے لیے دیدیں'' آپ نے فوراً جواب دیا کہ ٹھیک ہے چند دنوں تک بھیج دیا جائیگا۔ شعبان کا مہینہ تھا ۲۰ شعبان کو استاد محترم قاری صاحب مدظلہ نے اپنی جیب سے کرایہ دیتے ہوئے حکم فرمایا کہ چکوال حضرت قاضی صاحب کے پاس چلے جاؤ۔ احقر چکوال مدنی جامع مسجد میں پہنچا تو دفتر سے چٹ حضرت جی کے گھر بھیجی گئی۔ نماز عصر کے وقت حضرت جی تشریف لائے۔ دفتر میں ملاقات ہوئی ارشاد فرمایا کہ بہت اچھا ہوا کہ آپ آگئے۔ صبح ہی سے آپ مکی مسجد محلہ عثمان آباد میں بطور مدرس کام شروع کر دیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں تو کتابیں پڑھنا چاہتا ہوں۔ حضرت جی نے فرمایا کہ ٹھیک ہے صبح وشام مکی مسجد میں تدریس اور امامت کرانے کے ساتھ مدرسہ اظہار الاسلام کے شعبہ کتب جو مسجد امدادیہ متصل ڈگری کالج چکوال میں قائم ہے۔ میں بطور متعلم بھی داخلہ لے لیں۔ حضرت کے حکم سے تدریس وامامت کے ساتھ ساتھ مدرسہ اظہار الاسلام چکوال مولانا محمد یعقوب صاحب جالندھری ﷫ سے کتابیں بھی پڑھنا شروع کر دیں۔

حضرت قاضی صاحب ﷫ کی بے انتہا شفقت حاصل رہی۔ ۱۹۷۲ سے لے کر ۱۹۷۴ تک تین سالوں کی سالانہ سنی کانفرنس کے دنوں میں جامع مسجد اہل سنت بھیں میں امامت کے فرائض بھی حضرت جی ﷫ نے میرے ذمہ رکھے تھے۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی ایک کرامت جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ ۱۹۷۳ء میں ''دولہ'' ضلع چکوال کے مقام پر ایک شیعہ ذاکر خادم حسین گوجرانولہ نے مجلس پڑھتے ہوئے بڑھک ماری کہ مذہب صرف شیعہ ہے۔ سنی مذہب کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ گاؤں کے سنی دوستوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور گاؤں کے شیعوں سے لکھوالیا کہ ذاکر مذکور گاؤں میں پابند رکھیں گے۔ اور سنی علماء کے ساتھ مناظرہ ہوگا۔ جماعتی ساتھی چکوال پہنچ گئے۔ حضرت قاضی صاحب ﷫ نے مجھے حکم فرمایا کہ جاؤ اور مولانا نذیر احمد مخدوم مدظلہ کو لے کر آؤ۔ چکوال سے روانہ ہوا مخدوم صاحب مدظلہ کے گھر

پہنچا۔ انہیں لے کر ساڑھے گیارہ بجے واپس چکوال آ گیا۔ قبل نماز ظہر جیپ میں حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اور مخدوم صاحب کے ہمراہ راقم الحروف اور حافظ عبدالوحید حنفی صاحب ''دولہہ'' کے لیے روانہ ہوگئے۔ گاؤں میں پہنچے تو حضرت اقدس نے میری اور حنفی صاحب کی ڈیوٹی لگائی کہ مسجد میں اعلان کر دیں کہ سنی علماء پہنچ چکے ہیں اور نماز ظہر کے فوراً بعد مناظرہ ہوگا۔ ہم دونوں نے مسجد میں اعلان کر دیا اور نماز باجماعت کے بعد مناظرہ کی تیاری ہونے لگی۔ تو شیعہ ذاکر نے مناظرہ سے انکار کر دیا۔ ہماری طرف سے بار بار چیلنج کے بعد مقامی شیعوں نے ذاکر کو جب مجبور کیا تو اس نے یہ شرط لگا دی کہ جس کمرہ میں موجود ہوں اس کے دروازے میں بیٹھوں گا۔ باہر نہیں نکلوں گا۔ وہ مکان چونکہ مسجد کے متصل تھا اور جگہ کے اعتبار سے مسجد اونچی جگہ تھی۔ جبکہ وہ مکان کافی گہری جگہ تھا۔ حضرت جی رحمہ اللہ اس شرط پر راضی ہوگئے سنی عوام کا مجمع مسجد کے صحن میں بیٹھ گیا۔ جبکہ دو کرسیاں اس مکان کے سامنے چھت پر لگا دی گئی۔ ایک پر حضرت اقدس تشریف فرما ہوئے جبکہ دوسری کرسی پر مولانا نذیر احمد مخدوم صاحب بیٹھ گئے جب کہ حضرت جی رحمہ اللہ کی کرسی کے پیچھے راقم الحروف کھڑا ہوگیا۔ جبکہ مخدوم صاحب کی کرسی کے پیچھے عبدالوحید حنفی صاحب کھڑے ہوگئے۔ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جو حضرت جی رحمہ اللہ کے حکم سے میں نے سورۃ فتح کا آخری رکوع تلاوت کیا۔ حضرت جی رحمہ اللہ نے اس بات پر مناظرہ طے فرمایا کہ جس مذہب کا کلمہ قرآن سے ثابت ہو جائے وہ سچا اور جس مذہب کا کلمہ قرآن سے ثابت نہ ہو وہ جھوٹا۔ آغاز ہوا۔ مخدوم صاحب نے سنی مذہب کا کلمہ لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ قرآن سے ثابت کیا۔ شیعہ مجتہد نے جوابی طور پر اصل موضوع کی بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طنز کرنا شروع کر دیا تھا۔ ایک دفعہ حضرت جی رحمہ اللہ نے مخدوم صاحب کو فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں گستاخانہ انداز اختیار نہ کرے۔ اس کے باوجود ذاکر نے دوسری بار جب اصل موضوع سے ہٹ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید شروع کی تو حضرت جی رحمہ اللہ نے خود مخاطب ہو کر فرمایا کہ ''او کتے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اب اگر توہین آمیز لفظ استعمال کیا تو تمہاری زبان کھینچ دیں گے''۔ اس پر وہ ایسا بہکا کہ ہاتھ اٹھا کر اپنی آنکھوں کے سامنے اس طرح کرتا کہ گویا آنکھیں چندھیا گئی ہوں اور کرسی سے پیچھے کی طرف ہوا کہ کرسی ہی الٹ گئی اور وہ گر گیا۔ اسی حالت میں اٹھ کر دروازہ سے اندر ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا۔ اور گاڑی کا بندوبست کر کے وہاں سے بھاگ گیا۔ ہمارا الحمدللہ رات کو بھی جلسہ ہوا اور کامیاب واپس لوٹے۔

سال ۱۹۷۲ء کی بات ہے کہ اظہار الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مولوی محمد فاضل صاحب رحمہ اللہ

تھے۔ جن سے بڑے اچھے تعلقات تھے میں نے ادیب اردو کا امتحان دینے کی خواہش کا اظہار کیا ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے بتائے بغیر میرا داخلہ بھیج دیا۔ تعلیمی بورڈ سرگودھا تھا جبکہ قریب ترین سنٹر گجرات تھا اچانک رول نمبر پہنچا تو میں حیران رہ گیا جب ہیڈ ماسٹر مولوی محمد فاضل صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ رول نمبر آ گیا ہے آپ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ لیں اور امتحان میں چلے جائیں۔ میں نے کہا کہ نہیں اگر حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چل گیا تو سخت خفا ہونگے مجھے بتائے بغیر مولوی فاضل صاحب نے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو چٹ بھیجی کہ انور نے داخلہ بھیجا ہے اب رول نمبر آ گیا ہے امتحان کے لیے جانا چاہتا ہے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی چٹ پر لکھ بھیجا کہ قاری صاحب کو بیٹھک میں بھیج دیں۔ جب چٹ واپس آئی تو میں پریشان ہوا ہیڈ ماسٹر صاحب سے گلہ بھی کیا کہ آپ نے یہ چٹ کیوں بھیجی۔ انہوں نے کہا کہ باقی باتیں بعد میں آپ پہلے بیٹھک میں پہنچیں حضرت جی آ چکے ہوں گے ......

کانپتے ہوئے بیٹھک میں پہنچا۔ تھوڑی دیر میں حضرت جی مسکراتے ہوئے بیٹھک میں داخل ہوئے میں نے فوراً عرض کیا کہ حضرت جی غلطی ہو گی۔ فرمایا کیا ہوا۔ آپ نے بہت اچھا کیا داخلہ بھیجا۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ حضرت جی فرما رہے ہیں۔ حضرت جی نے -/۶۰ روپے تھماتے ہوئے فرمایا کہ یہ تنخواہ کے علاوہ ہیں خرچہ کے طور پر واپس آئیں گے تو تنخواہ پوری ملے گی۔ ساتھ ہی ایک رقعہ عطا فرمایا کہ یہ رقعہ مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دینا ہے اور رہائش ان ہی کے پاس رکھنی ہے میں پیسے اور رقعہ لے کر جب باہر نکلا تو میری خوشی کی انتہا تھی تیاری کی اور دوسرے روز صبح چکوال سے گجرات کے لیے روانہ ہو گیا۔ گجرات پہنچا تو جامع مسجد حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم گجرات کو تلاش کر کے وہاں پہنچا مسجد کے متصل حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش تھی وہاں پہنچا۔ مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے واقفیت پہلے سے تھی۔ کہ جہلم چکوال ان کا آنا جانا ہوتا رہتا تھا شام کو مجھے فرمایا کہ چائے بنا لیتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں فرمایا پھر چائے بناؤ۔ میں نے چائے بنائی۔ چائے پیتے ہوئے وہ رقعہ جو حضرت جی نے دیا تھا مولانا کو پیش کیا۔ مولانا نے رقعہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ بھائی اب تم میرے مہمان ہو گئے ہو۔ حضرت جی نے لکھا ہے کہ آپ کے مہمان ہونگے۔ آج چائے بنا لی آئندہ چائے میں خود بنایا کروں گا۔ رول نمبر سلپ دیکھی تو فرمایا کہ آپ کا سنٹر تو میرے ہی سکول میں ہے۔ مولانا نذیر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سائیکل رکھی ہوئی تھی۔ ناشتہ کے بعد سائیکل پر مجھے بیٹھا کر سکول لے جاتے اور پیپر ختم ہونے پر اپنے سائیکل پر بیٹھا کر واپس لے آتے۔ اس دوران کئی بار میں نے عرض کیا کہ حضرت

چائے میں بناتا ہوں۔ فرماتے حضرت قاضی صاحب نے آپ کو بطور مہمان میرے پاس بھیجا ہے اور مہمان کی خدمت کی جاتی ہے مہمان سے خدمت کرائی نہیں جاتی۔ امتحان کے بعد چکوال واپسی ہوئی۔ چکوال قیام کے دوران کئی بار حضرت جی سے بیعت کی درخواست کی حضرت جی فرماتے ہیں کہ کسی وقت انشاء اللہ بیعت کر لی جائے گی۔

۱۹۷۳ء دوران رمضان غالباً ۲۱ رمضان المبارک جمعہ کا دن تھا حضرت جی جمعہ کی نماز کے بعد وضو کرنے والی جگہ کے قریب تشریف فرما ہوتے۔ دراز سے آنے والے حضرت ملاقاتیں کرتے۔ میں رضائی لپیٹ کر حضرت جی کے پیچھے رکھ کر سہارا دے بیٹھا ہوا تھا کہ میری طرف نظر فرمائی اور فرمایا کہ یہاں کسی اور کو بیٹھاؤ اور خود ادھر سامنے آؤ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ چلو آج تمہیں بیعت کرتا ہوں۔ پھر خداوند عالم نے وہ سعادت بخشی کہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونا نصیب ہوگیا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی بے حد شفقت ہمیشہ حاصل رہی غالباً ۱۹۸۶ء میں جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام کے سالانہ جلسہ پر حاضری تھی۔ نماز مغرب کے بعد اس کمرے میں حاضری ہوئی جہاں حضرت اقدس تشریف فرما ہوا کرتے تھے میرے ساتھ سہانی کے دوست بھی تھے۔ ملاقات ہوئی فرداً فرداً تمام احباب کا تعارف کرایا۔ جس پر حضرت جی اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ سب سے خیریت دریافت فرماتے رہے۔ کچھ دیر بعد جب میں نے اجازت چاہی تو فرمایا کہ اپنے مدرسہ کا نام لکھ کر مجھے دیدیں تاکہ اظہار الاسلام چکوال کی شاخ کے طور پر شمار ہو جائے۔ بے حد خوشی ہوئی کہ اس قدر قبولیت اور حضرت جی کی شفقت اللہ کا خصوصی کرم اور مہربانی ہے۔ میں نے مدرسہ فاروقیہ اہل سنت والجماعت کی مسجد ہل کا نام لکھ کر دیا۔ تادم تحریر اظہار الاسلام کی طرف سے شائع ہونے والے اشتہارات اور سالانہ روئیداد میں مدرسہ فاروقیہ کا نام شاخ کے طور پر آتا رہا۔ ہمارے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ اس دور کی وہ عظیم شخصیت تھی جن پر اکابرین امت کو فخر تھا۔

مسلک سے مضبوط وابستگی اور اصلاح کے سلسلہ میں پختہ شرائط ان کا ایک خاص وصف تھا۔ علمائے دیوبند سے گہری عقیدت ان کے کمال کی سب سے بڑی دلیل ہے واقعی وہ اسلاف کی مکمل تصویر تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت جی کی رحلت امت مسلمہ کے لیے اس صدی کا سب سے بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ تلافی کی بہتر صورت پیدا فرمائیں۔

❁❁❁❁

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مجسم یادگار

مولانا حافظ طاہر اقبال ☆

''اگر ہم دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم اور خلافتِ راشدہ کے عقیدے کا تحفظ نہیں کریں گے۔ تو پھر ہم غدار ہیں ہم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے آپ کو سنی دیوبندی کہیں'' یہ الفاظ اس شخصیت کے ہیں جو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مجسم یادگار تھی یعنی سیدنا و مرشدنا حضرت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اقدس قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایسی دلنواز، ایسی حیرت افروز اور ایسی باغ و بہار شخصیت تھی کہ اس کی خصوصیات کا ایک مختصر مضمون میں سمانا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے مرشد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح دیگر کمالات کے علاوہ مجاہدہ، تواضع، حق گوئی و بے باکی کے خصوصی کمالات سے نوازا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی خلوص وللّٰہیت، زہد و تقویٰ، عجز و انکساری، قرآن و سنت کی خدمت، مسلک حق کی صحیح ترجمانی، بہادری اور دلیری اور قربانیوں سے بھرپور ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر و تقریر اور نظریات میں دینی اعتبار سے وہ تصلب تھا جو حضراتِ علماء دیوبند کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسلک حق کی ترجمانی کے سلسلے میں علامہ اقبال مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کی تصویر اور عملی تفسیر تھے......

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی انفرادی زندگی میں جتنے نرم خو، خلیق اور شگفتہ تھے۔ باطل نظریات کے بارے میں اتنے ہی شمشیر برہنہ تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس معاملہ میں نہ کسی مداھنت یا نرم گوشے کے روادار تھے اور نہ کسی قسم کی مصالح کو اہمیت دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے باطل فرقوں اور باطل نظریات کی تردید میں آپ سے بڑا

☆ متخصص فی الفقہ الاسلامی، دارالعلوم کراچی

کام لیا، یزیدیت کا فتنہ ہو یا رافضیت کا، مماتیت کا فتنہ ہو یا مودودیت کا، حضرت اقدس رحمہ اللہ ہمیشہ ان سب کے تعاقب میں پیش پیش رہے۔

حضرت رحمہ اللہ کی رگ و پے میں عشق صحابہ رضی اللہ عنہم سرایت کر چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ساری ساری رات دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے مضامین لکھتے، میلوں سفر کر کے مسلمانوں کے دلوں کو اپنی تقاریر کے ذریعے عشق صحابہ رضی اللہ عنہم سے گرماتے، جب کبھی بھی کسی نے آپ رحمہ اللہ کے سامنے اس سلسلے میں درخواست پیش کی آپ رحمہ اللہ فوراً تیار ہو جاتے اور مشکل سے مشکل حالات میں اور مخالف ترین ماحول میں بھی جا کر نہایت مثبت انداز میں حضراتِ صحابہ کرامؓ، امہات المومنینؓ، اور دیگر مسائل پر بیان فرماتے۔ آپ کی ہر تقریر وتحریر میں عشق صحابہؓ کی جھلک ضرور موجود ہوتی تھی۔ آپ اپنے بیانات اور درسِ قرآن میں قرآنی آیات کی روشنی میں عظمتِ صحابہؓ اور دفاعِ صحابہؓ کے مشن کو ثابت فرماتے۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ کی رگ و پے میں اس بات کا یقین واعتماد پیوست تھا کہ اکابر علماء دیوبند اس دور میں "ماانا علیہ واصحابی" کی عملی تفسیر تھے اور ان کا فہم دین اس دور میں خیر القرون کے مزاج ومذاق سے سب سے زیادہ قریب تھا۔ آپ رحمہ اللہ کو تمام اکابرینِ دیوبند سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی اور آپ رحمہ اللہ نے حضرات علماء دیوبند کے مسلک کی صحیح ترجمانی اور حفاظت کو اپنی زندگی کا اصلی مقصد بنایا ہوا تھا۔ اگرچہ ہم نے حضراتِ اکابرینِ کو نہیں دیکھا۔ لیکن ان کی اکثر خوبیاں حضرت اقدس رحمہ اللہ کی حیات طیبہ میں نظر آتی تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کی زندگی کے بے شمار پہلو ہیں جن پر لکھنے کو دل چاہتا ہے لیکن ......

دامانِ نگہ تنگ وگلِ حسن تو بسیار

اس لیے اب آخر میں بندہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے چند اقوال قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک مرتبہ درسِ قرآن میں ارشاد فرمایا......

''اصل تو قرآن ہے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں، حدیث اس کی تفسیر ہے یہ بنیادی علوم ہیں اوران کا نچوڑ فقہ ہے۔ دین اور قرآن کاروبار نہیں بلکہ مقصدِ حیات ہیں۔''

فرمایا...... ''طالب علمی مجاہدہ ہے، نظم وضبط کا خیال طالبعلمی میں نہ ہوا تو کہاں ہوگا؟''

فرمایا...... ''عمل کی قبولیت کے لیے دو شرطیں ہیں: ایمان اور اخلاص''۔

فرمایا...... ''صحابہ رضی اللہ عنہم کے جو مشاجرات ہیں یہ ایسا نازک موڑ ہے یہیں سے فرقے بنے اور اللہ نے اہل سنت والجماعت کو صحیح حق کی توفیق عطا فرمائی، صحابہؓ کے جو مشاجرات ہوئے تو ہم نے یہ دیکھا ہے کہ یہ عام لوگ نہیں تھے صحابہؓ تھے۔ بعض کا اجتہاد صحیح تھا اور بعض کا اجتہاد خطا تھا، ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور ایک طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، اہل سنت کا اجماع ہے کہ قرآن کے چوتھے موعودہ خلیفہ کو اللہ نے صحیح اجتہاد کی توفیق دی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطا ہوئی، یہ آخری فیصلہ ہے''۔

فرمایا...... ''الحب فی اللہ والبغض فی اللہ'' یہ ایمان کامل کی نشانی ہے، صحابہؓ کو اللہ نے یہ بلند مقام دیا تھا کہ جس سے محبت کی ایمان کی وجہ سے، اللہ کی رضا کے لیے کی، جس سے دشمنی کی ایمان کی وجہ سے، ایمان کے تقاضا کی وجہ سے''۔

فرمایا...... ''اصل فتنوں کی جڑ سلف پر عدم اعتماد ہے''۔

فرمایا...... ''ہر وہ طریقت جو شریعت کو رد کرے وہ زندیقیت ہے، میزان شریعت ہے، کشف بھی حجت نہیں خواب بھی حجت نہیں''۔

فرمایا...... ''سب طلبہ علماء حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''مودودی دستور عقائد کی حقیقت'' پڑھیں''۔

فرمایا...... ''اصلاح قرآن مجید سے، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی سے ہوگی''۔

فرمایا...... ''روح کے علاج کے لیے یہ قرآن روحانی معالج ہے''۔

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس قدس سرہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب مسلمانوں کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❀❀❀❀

ایک مہربان ذات

مولانا عبدالقدوس صاحب ☆

حضرت اقدس مرحوم کا برما کے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ تقریباً عرصہ دس سال سے رابطہ رہا۔ آپ برما کے مظلوموں کے لیے ایک مہربان ذات تھے۔ حضرت سے ہماری ملاقات ایک وفد کی شکل میں ہوئی تھی۔ حضرت اقدس سے جب برما کے موضوع پر تعارف ہوا اور حضرت مدنی ؒ کے تلامذہ اور خلفاء کا تذکرہ ہوا تو برما میں موجود علمائے کرام کے حسب ذیل اسماء سامنے آئے۔ مولانا مفتی محمد سلطان صاحب مرحوم، مفتی اعظم مولانا منیر احمد صاحب مرحوم اور مولانا مظفر احمد صاحب مدظلہ العالی۔ یہ حضرت مدنی ؒ کے خلیفہ ہیں۔ اس ملاقات سے لے کر آخر تک برمی مہاجرین مجاہدین کے ساتھ حضرت اقدس کی ہمدردی اور تعاون جاری رہا، ایک دفعہ میں نے حضرت سے کہا حضرت دعا فرمائیں ہماری حالت کمزور ہے۔ حضرت نے فرمایا دین حق کا کام کرتے جاؤ اللہ تعالیٰ آسانیاں فرمائیں گے اور پھر ایک لفافہ ہاتھ میں دیا۔ یہ مہاجرین کی تعلیم اور دیگر ضروریات میں صرف کریں۔ میں نے دیکھا دس ہزار روپے ہیں تو میں نے رسید بنا کر حضرت کو پیش کی۔ اس طرح حضرت سے جب بھی ملاقات ہوتی حضرت ضرور شفقت فرمایا کرتے۔

آخری ملاقات

جب حضرت کی زیادہ علالت کی اطلاع ملی تو میں ملاقات کے ارادہ سے پنجاب آیا اور حضرت اقدس کی خدمت میں جمعہ کے ٹائم پہنچا۔ نماز جمعہ کے بعد جب لوگوں کا ہجوم کم ہوا تو میں اندر گیا اور حضرت سے ملاقات کی۔ حضرت اپنی چارپائی پر تشریف رکھے ہوئے تھے۔ جب میں نے کہا کہ حضرت برما کے مظلوم مسلمانوں کے لیے دعا فرمائیں۔ حضرت نے پھر اور قریب کیا فرمایا حالات کیسے ہیں؟ میں

☆ امیر جمعیۃ خالد بن ولید الخیریہ ارکان برما

نے کہا حضرت عیسائیوں کی دعوت عام ہے ان کے وسائل زیادہ ہیں۔ مسلم بچوں کو عیسائی بنانے میں مصروف ہیں۔ حضرت نے دعا فرمائی اور فرمایا کام کرتے جاؤ ہمت کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہیں۔ ان شاء اللہ فتح مسلمانوں کی ہوگی۔ یہ آخری ملاقات اور آخری دعا تھی۔ اس کے بعد میں کراچی چلا گیا۔ تقریباً ۲۰۔۲۲ دن بعد اخبار پر نظر پڑی کہ قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

دل بہت رویا اور دعاء مغفرت اور تلاوت کی، پھر اس بات کی خوشی بھی ہوئی کہ حضرت سے کچھ دن پہلے ملاقات ہوئی اور دعا لینے کا موقع ملا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

❀❀❀❀

اللہ ربنا جل جلالہ | خلافت راشدہ | یا اللہ مدد | حق چار یارؓ | محمد رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم
ھو الشافی
بفیضان نظر قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب
Kent Homoeo Store & Clinic
کینٹ ہومیوپیتھک سٹور اینڈ کلینک
مریڑ حسن راولپنڈی فون: 051-5516839
پروپرائیٹر
ہومیو ڈاکٹر محمد شکیل قریشی
ہر قسم کی ملکی اور غیر ملکی معیاری ادویات و کتب
ہول سیل ریٹ پر بھی دستیاب ہیں

وقت کے انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا حافظ محمد عمر عثمانی ☆

خدام اہل سنت کو اپنے کتنے عظیم المرتبت اور جید علماء کرام کے داغ مفارقت کے شدید صدمے سہنے پڑے۔ ابھی ولی کامل مولانا حافظ محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حافظ حکیم محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ اور پاسبان مسلک اہل سنت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ قائد اہل سنت کے شیدائی شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بہت سارے علمائے کرام کے فراق کے زخم ملنے نہ پائے تھے کہ ہم خدام اپنے عظیم قائد، اکابر علمائے اہل سنت کے قدر دان، دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شرک کی نجاستوں اور ظلمتوں میں توحید کے علمبردار اور سنت کے منارہ نور، عقیدہ ختم نبوت کے نقیب، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمتوں کے پاسبان، عقیدہ عصمت انبیاء اور عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ، قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شیدائی اور شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز، قائد اہل سنت، وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی سے محروم ہو گئے......

پی گئی کتنوں کا خون تیری یاد
غم تیرا کتنے کلیجے کھا گیا

ولادت باسعادت

پنجاب کے ایک معروف گاؤں بھیں ضلع چکوال میں ایک دیندار گھر آباد تھا۔ اس دیندار گھرانے کی نگرانی ایک ایسی ہستی کر رہی تھی۔ جس کو اپنے بیگانے رئیس المناظرین کہتے ہیں (مولانا محمد کرم الدین رحمۃ اللہ علیہ) یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۳۲ھ کو اس علمی ماحول میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ حضرت نے ایسے پاکیزہ ماحول میں آنکھیں کھولیں جہاں کا ذرہ ذرہ قال اللہ اور قال الرسول سے منور

☆ خطیب جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ جھانلہ، تلہ گنگ

تھا۔ سن شعور تک پہنچنے سے پہلے پہلے نیک والدین بے جالاڈ پیار سے بگاڑنے اور بھوتوں چڑیلوں اور پریوں کی سنسنی خیز اور مافوق الفطرت کہانیاں سنانے کے بجائے معصوم ذہن میں علمی مقام ومہارت اور عملی طہارت کی طرف توجہ دلاتے رہے اور اس طرح گویا کہ آغاز ہی میں زندگی کے اصل مقصود کی طرف واضح رہنمائی ہوگئی تھی۔

عظیم خاندان کے سپوت

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم علمی خاندان کے سپوت تھے۔ آپ کے والد ماجد رئیس المناظرین فخر اہل سنت حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ گورداسپور کی عدالت میں مرزا قادیانی کے گلے میں رسوائی کے ہار ڈالنے والے ایک بلند قامت اور باوقار شخصیت تھے۔ آواز گرج دار تھی بہت ذہین وذکی تھے۔ آپ کو خداداد حاضر جوابی کا ملکہ حاصل تھا۔ قادر الکلام شاعر تھے۔ تخلص دبیر تھا۔ عربی، فارسی، اردو کے علاوہ پنجابی زبان میں بھی فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ آپ کے اندر مناظرانہ صلاحیت، علمی مہارت، عملی طہارت، جرأت، بہادری اور حاضر جوابی جیسی بے شمار خوبیاں تھیں جو کہ مستقل عنوان سے لکھنے کے قابل ہیں۔

حاضر جوابی کے تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی معترف تھے۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین آنجہانی (ابن مرزا قادیانی ملعون) کے خلاف ایک تقریر کی بنا پر امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ایک سنگین مقدمہ چلا تھا۔ جس میں امیر شریعت نے حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کو بطور گواہ طلب کیا تھا۔ سنی دیوبندی مسلک کے ایک مشہور واعظ مولانا اللہ داد گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ حضرت بخاری نے کئی مرتبہ یہ واقعہ سنایا جب مرزا کے وکلاء مولانا کرم الدین پر جرح کرتے میں سوچتا کہ اس کا کیا جواب دیں گے لیکن جب جواب دیتے تو میں حیران رہ جاتا۔ مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ردّ قادیانیت، رد رافضیت کے لیے ساری زندگی وقف کر رکھی تھی۔ اس میں کبھی لچک نہیں رکھتے تھے گویا کہ یہ چیزیں آپ کو خاندانی وراثت میں ملی تھیں۔ آپ کے چچازاد بھائی مولانا محمد حسن فیضی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بے نقطہ قصیدہ لکھ کر سیالکوٹ جا کر مرزا قادیانی کے سامنے پیش کیا کہ مرزا خود جواب دیں۔ جس سے مرزا سخت گھبرایا اور سمجھ نہ سکا۔ قصیدہ میں کیا لکھا ہے جواب نہ دے سکا۔ حضرت قاضی کے خاندان کو اللہ رب العزت نے بے شمار خوبیاں عنایت فرمائیں تھیں۔ حضرت قاضی کے والد گرامی مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کو ہر مناظرے

میں نمایاں فتح حاصل ہوتی تھی۔

عیسائیوں اور پنڈتوں سے بھی مناظرے کیے۔ غیر مقلدین سے بھی آپ کے تقلید شخصی پر مناظرے ہوئے۔ میر پور چک رجھاوی گجرات میں تقلید شخصی اور فرقہ ناجیہ کے موضوع پر غیر مقلدین کے مشہور مناظر مولوی ثناء اللہ مناظرے سے ہوئے۔ تیسرا مناظرہ منصور پور ضلع ہوشیار پور میں مولوی محمد یوسف غیر مقلد سے ہوا۔ اس میں بھی حضرت قاضی رحمہ اللہ کے والد کو نمایاں فتح نصیب ہوئی۔ چک رجھاوی والے مناظرے میں تو مولوی ثناء اللہ نے اعلان کیا کہ آئندہ مولوی کرم الدین سے تقریری مناظرہ نہیں کروں گا۔ مولانا کرم الدین رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ حضرت قائد اہل سنت سے فرمایا تھا کہ بیٹا میں کسی سے مرعوب نہیں ہوتا تھا۔ بے شک آپ نہ کسی سے دبتے نہ کسی کے سامنے جھکتے تھے۔ **ذلک فضل الله یوتیه من یشاء.** [خصوصی اشاعت شیخ الادب نمبر صفحہ ۲۲]

تعلیمی ماحول

قائد اہل سنت حضرت قاضی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم کے سایہ شفقت میں شروع کی۔ بہت جلد ہی دینی عصری علوم کے منازل طے کرتے ہوئے ۱۹۲۸ء میں ہائی سکول چکوال سے میٹرک اور ۱۹۳۴ء میں اشاعت اسلام کالج سے ماہر تبلیغ کورس پاس کیا۔ ۱۹۳۷ء میں دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ سے دورہ حدیث تک علوم دینیہ کی پیاس بجھائی۔ یہ وہ دور تھا جب برصغیر کی عظیم درسگاہ دارالعلوم دیوبند کا شہرہ آسمان کی بلندیاں چھو رہا تھا۔ دارالعلوم دیوبند کی دینی علمی خدمات کسی سے مخفی نہیں۔ رئیس المناظرین مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ، دارالعلوم دیوبند کی خدمات سے متاثر ہو کر اپنے عظیم فرزند ارجمند حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کو اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۹۳۸ء میں ایک رقعہ شیخ الادب مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ کی خدمت میں دے کر بھیجا۔ دارالعلوم کا پاکیزہ ماحول عملی جذبہ، علمی محافل سب کا سب عظیم سعادت مندی تھی۔ لیکن حضرت قاضی رحمہ اللہ کی قسمت کے کیا کہنے۔ دارالعلوم کے اپنے انوارات کے علاوہ ایسے اساتذہ کی صحبت حاصل ہوئی جن کی عظمت اور توقیر پر زمانہ رشک کرتا ہے۔ مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ اور مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ جیسے لوگ۔ ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اس فیض لاریب، برکات، انوارات کو سمیٹ کر اپنے علاقہ میں منتقل ہو گئے۔ جو کہ جہالت کی اندھیر نگری اہل بدعت اور روافض کی آماجگاہ تھی۔

خدام اہل سنت کی بنیاد

یاد رہے ۱۹۶۹ء حضرت قاضی نے تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی۔ حضرت قاضی ؒ نے اپنے علاقہ میں پیدل میلوں میلوں سفر طے کر کے قریہ قریہ بستی بستی دن رات درس قرآن، سنی کانفرنس کے عنوانات سے اپنے پروگراموں کو عام کیا اور وہ علاقہ جو جہالت اور بدعات کی آماجگاہ تھا۔ آج وہ علاقہ اس مرد قلندر کی شب روز محنت، اخلاص وللہیت کے نتیجے میں دیوبندیت کا مضبوط قلعہ سمجھا جاتا ہے۔

دو عظیم نعمتیں

اللہ رب العزت نے حضرت قاضی ؒ کو دو ایسی نعمتیں عطا فرمائیں جن پر لوگ رشک کرتے ہیں ایک دار العلوم دیوبند میں بحیثیت متعلم حاضری اور حضرت مدنی ؒ کی بیعت اور خلافت دوسری وہ رومال جو ترک والوں نے دیوبند بھیجا تھا۔ جس میں آپ ﷺ کی قمیص مبارک رکھی ہوئی تھی۔ حضرت قاضی مظہر حسین ؒ، کی پیشانی اور آنکھوں پر لگایا گیا جس کا اثر وفات کے بعد بھی چہرہ مبارک پہ رہا۔ جو ہر دیکھنے والا محسوس کرتا تھا۔

حضرت مدنی ؒ سے مشابہت

حضرت قائد اہل سنت حضرت مدنی ؒ کی حقیقی تصویر تھے۔ حضرت مدنی کی پیدائش بھی اکتوبر میں ہوئی اور قائد اہل سنت کی پیدائش اکتوبر میں ہوئی۔ حضرت مدنی ؒ نے ہمیشہ کھدر پہنا (ماہنامہ حق چار یار ؓ ستمبر ۱۹۹۹ء) حضرت قاضی ؒ نے بھی ہمیشہ کھدر استعمال کیا۔ حضرت مدنی ؒ کی جب تک صحت ٹھیک تھی خود اپنے ہاتھ سے کام کرتے (جولائی ۱۹۹۹ء حق چار یار ؓ) حضرت قاضی صاحب بھی کسی سے کام لینا پسند نہیں کرتے تھے۔

مولانا احتشام الحق کاندھلوی فرماتے ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ حضرت مدنی ؒ سے سلام کیا اور ہاتھ کا بوسہ لینے کی کوشش کی۔ حضرت مدنی ؒ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور ہاتھ زور سے کھینچ لیا۔ (حق چار یار ؓ، اکتوبر ۱۹۹۹ء)

اسی طرح کا واقعہ سالانہ سنی کانفرنس بھیں پر احقر نے خود دیکھا حضرت مولانا حافظ محمد الیاس ؒ نے حضرت قائد اہل سنت کے ہاتھ کا بوسہ لینا چاہا جب حضرت قاضی صاحب گاڑی میں

تشریف فرما تھے۔ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے زور سے ہاتھ کھینچ لیے اور ہاتھ کا بوسہ نہیں لینے دیا۔ یہ تھے ہمارے اکابر جو ہر کام میں سنت نبوی کو سامنے رکھتے تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑے مہمان نواز تھے۔ حضرت قاضی کی بھی مہمان نوازی کسی سے مخفی نہیں۔

علامہ خالد محمود صاحب کے تاریخی جملہ پر اپنی معروضات لپیٹتا ہوں۔ حضرت علامہ نے حضرت کے جنازہ سے قبل فرمایا! ''آج وقت کے علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ چلے گئے''۔

❀❀❀❀

حسن علی کلور کوٹی، واہ کینٹ

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ کرامؓ کے سچے اور وفادار سپاہی تھے۔

جناب محمد اکرم، موہڑہ کور چشم چکوال

اللہ رب العزت جانشین قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر دامت فیوضہم کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھیں اور ان کی قیادت میں ہمیں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی تکمیل کی توفیق نصیب فرمائیں۔

محمد طیب، مزمل، معاویہ، اعوان برادران، مری

ہم لورہ لئی خدام اہل سنت کے شرکاء کی طرف سے حضرت قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات دینیہ اور آپ کی جرأت وعظمت کو سلام پیش کرتے ہیں اور تادم زندگی ان کے مشن کو آگے بڑھانے کا عزم کرتے ہیں۔

صاحب کشف بزرگ

مولوی مہر محمد صاحب ☆

بیعت ہونے سے پہلے میں ایک زمیندار قسم کا آدمی تھا اور معمولی علم رکھتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کلور کوٹ پٹی والا میں تشریف فرما ہوئے تو میں اور میرا ایک ساتھی محمد خان جو کہ حسن والا کا رہائشی تھا۔ ہم دونوں نے حضرت جی کے ساتھ رات گزاری اور بیعت ہونے کی درخواست کی۔ حضرت جی نے حکم دیا کہ جاؤ استخارہ کرو۔ ہم دونوں نے مسجد جا کر دو رکعت نفل استخارہ ادا کی اور دعا مانگی اور واپس آ کر حضرت جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت جی نے ہمیں اپنی بیعت میں لے لیا۔

بندہ اُس دن سے لے کر حضرت جی کے وصال تک آپ کے ساتھ رہا اور حضرت جی کی برکت اور دعا سے دینی کتابیں پڑھتا رہا اور جب موقع ملتا حضرت جی کی خدمت کرتا رہا۔

جب حضرت جمعیت علمائے اسلام کے شمالی پنجاب کے امیر تھے۔ اس وقت لاہور میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں میانوالی کے ساتھیوں کے ساتھ میں لاہور پہنچا اور کانفرنس میں حضرت جی کے ساتھ بیٹھا رہا۔ جب جلسہ ختم ہوا تو حضرت جی نے بندہ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ پٹی والا (کلور کوٹ) سے ساتھی لے کر محرم کے موقع پر چکوال میں اڈھر وال کے مقام پہنچ جانا میں اڈھر وال ہوں گا۔ اس وقت حضرت جی کے شہر چکوال داخلہ پر پابندی تھی اور اڈھر وال چکوال سے دو اڑھائی کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ وہاں حضرت جی کے بہنوئی رہتے تھے۔ ہم پٹی والا (کلور کوٹ) سے چند آدمی اڈھر وال پہنچ گئے۔

شام کو حضرت جی نے ہمیں چکوال شہر بھیج دیا۔ دوسرے دن میں نے دیکھا کہ ہمارے ساتھی محمد اعظم خان اور صاحبزادہ ظہور الحسین دامت برکاتہم دونوں نوجوان تھے۔ یوں چلے کہ پورے شہر کا گشت لگایا اور بڑی دلیری سے بزبان حال بتا رہے تھے۔ حضرت جی رحمہ اللہ پر پابندی ہے تو کیا ہوا ہم موجود ہیں۔

☆ امام مسجد حق چاریارؓ، میانوالی

صاحب کشف بزرگ

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف بزرگ تھے۔ جس کا اندازہ ذیل کے دو واقعات سے لگایا جا سکتا ہے۔

ایک دفعہ میں چکوال گیا اور حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی ملاقات کے بعد جب گھر واپسی کے لیے اجازت لی تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کچھ رقم دی۔ مجھے یاد نہیں کہ وہ کتنی تھی اور فرمایا کہ یہ رقم غلام خواجہ خان پٹی والا کو دے دینا۔ میں اس کے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کلورکوٹ گئے ہوئے ہیں۔ میں کلورکوٹ گیا تو مجھے نہ مل سکے۔ میں گھر واپس آ رہا تھا کہ دیکھا کہ غلام خواجہ خان تھانہ کلورکوٹ سے شہر کی طرف آ رہے ہیں۔ تھانہ کلورکوٹ شہر سے مشرق کی طرف تقریباً دو کلومیٹر ہے۔ ان سے ملاقات راستے میں ہوگئی۔ سلام دعا کے بعد میں نے اسے وہ رقم جو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دی تھی اسے دی اور حضرت جی کے دعا سلام بھی دیئے۔ وہ یہ سن کر بڑا خوش ہوا اور رقم لے لی۔ اس کے پاس کوئی رقم وغیرہ نہ تھی صرف تن پر کپڑے تھے اور کندھے پر ایک چادر تھی۔ وہ رقم لے کر بہت خوش ہوا۔ بعد میں مجھے سمجھ آئی کہ حضرت جی کو کشف ہوا تھا۔

میں ایک مسجد میں امام تھا۔ اس بارے حضرت جی کو معلوم بھی تھا، چند وجوہات کی وجہ سے میں وہ مسجد چھوڑ کر ایک دوسری مسجد میں منتقل ہوگیا۔ اور حضرت جی کو اس بارے نہیں بتایا تھا کہ میں نے وہ مسجد چھوڑ دی ہے۔ کچھ دنوں بعد میں سنی کانفرنس کے سلسلہ میں چکوال گیا تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے علیحدگی میں مجھ سے پوچھا کہ دوسری مسجد کے لوگ کیسے ہیں؟ میں نے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ سادے قسم کے لوگ ہیں۔ دیوبندی اور بریلوی کے چکروں میں نہیں ہیں۔ جب میں یہ باتیں بتا رہا تھا تو میں نے سوچا کہ حضرت جی کو کیسے پتہ چل گیا ہے کہ میں دوسری مسجد میں آ گیا ہوں۔ مجھے شک ہوا کہ یہ بات مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی ہوگی۔ واپسی پر جب مولانا محمد یعقوب سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے ذکر کیا کہ آپ نے حضرت جی کو کیوں بتایا کہ میں دوسری مسجد میں چلا گیا ہوں تو انہوں نے کہا کہ میں نے ایسی کوئی بات حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں کی میں حیران ہوا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں تھا اور مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں نے حضرت جی کو نہیں بتایا تو مجھے یہ بات سمجھ آ گئی کہ حضرت جی کو کشف ہوا اور انہیں بتانے سے پہلے پتہ چل گیا کہ میں پہلی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں منتقل ہوگیا ہوں۔

عالم اسلام کے...... عظیم سپوت

مولانا مفتی محمد الیاس صفدر ☆

۲۰۰۴ء/۵/۲۵ کو میرے سامنے ملک کی عظیم ہستی قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کی تصویر بیٹھی تھی اور میں اس تصویر کی آنکھیں دیکھتا اور کبھی پیشانی۔ رخسار دیکھتا اور کبھی چہرے کی جوانی۔ چہرے پر انوارات کی بارش کی بوندیں محسوس کرتا پھر۔ یوں بھی محسوس کرتا کہ حضرت میری طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔

خوشی کے احساسات جو میرے اندر جذب تھے ان کو قلم کی نوک پر لانے سے قاصر ہوں۔

ابر شفق، مہتاب، ستارے بجلی، نغمے شبنم، پھول
اس دامن میں کیا کیا ہے ہاتھ وہ دامن آئے

حضرت چائے نوش فرمائیں گے! تصویر نے مسکرا کر جواب دیا۔ کیوں نہیں!۔

ساتھ میں کچھ اور احباب بھی تھے۔ جنہوں نے ہمارے جامعہ شریفیہ سرگودھا روڈ فیصل آباد کا نظارہ بھی کیا۔ خوشی کا اظہار فرمایا جامعہ دیکھ کر جب تشریف لائے تو چائے تیار ہو چکی تھی ایک چائے کا کپ میں نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر کے سامنے رکھ دیا۔

احباب اور تصویر چائے نوش فرمانے لگے۔ چائے کے ساتھ کچھ لوازمات دستر خوان پر تھے۔ اس تصویر نے ان لوازمات دستر خوان سے بھی شوق فرمایا۔

میں پھولے سے سما نہیں رہا تھا۔ خوشی کی انتہا ہو رہی تھی۔ آسمان کی طرف بار بار نگاہیں اُٹھا کر اس کی قدرت کے نظارے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا تھا۔ پھر میری تصویر پر نظر اُٹھی تو تصویر مجھ سے کچھ کلام چاہتی تھی۔ جب میں نے اپنی قوت سماعت و بصارت کو متوجہ کیا تو زبان حال سے کہہ رہی تھی۔

☆ پرنسپل جامعہ شریفیہ سرگودھا روڈ، فیصل آباد

ہم کو مٹا سکے! یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے ہے زمانہ! زمانہ سے ہم نہیں

تصویر قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب جانشین قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ؒ امیر خدام اہل سنت پاکستان نے فرمایا ......

ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم قائد اہل سنت نمبر شائع کرنا چاہتا ہے۔

دل میں خواہش ہوئی کچھ لکھوں کیونکہ دنیا میں اس عظیم ہستی نے اپنے قلم سے ہر باطل فرقہ کا احتساب کیا ہے۔ بلکہ آپ کے بے باک قلم نے تو اپنوں کی کمزوریوں کو بھی برداشت نہیں کیا۔

اگر کسی نے حالات وواقعات سے سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی آپ کے قلم نے بے نیام تلوار کا کام کیا آپ مسلک حقہ اہل سنت کے پاسبان تھے۔ سیاست کا میدان ہو یا مذہب کا آپ نے بے خوف وخطر ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ کی حفاظت کی۔ یہی وجہ تھی۔ زمانے کے جید علماء وفضلاء آپ کی صف میں کھڑے ہوئے گھبراتے تھے۔ اور آپ کی سپاہیانہ زندگی نے اپنی جماعت کو آرام اہل سنت کے بجائے خدام اہل سنت بنایا۔ تحریک خدام اہل سنت پاکستان کو حضرت قاضی صاحب ؒ کی شخصیت کی وجہ سے دینی وسیاسی وسماجی حلقوں میں بڑی اہمیت حاصل تھی۔ کارکنانِ تحریک کا جذبہ ایمانی دیدنی ہے۔ ان کے دل عشق مصطفیٰ اور عشق صحابہ رضی اللہ عنہم سے منور ہیں۔ نظام خلفائے راشدین کے لیے اپنی جوانیاں لگانے کے لیے بر سر بکفن ہیں۔

اور چار دانگ عالم میں خلفائے راشدین کی عظمت کا ڈنکا بجادیا۔ حضرت قاضی صاحب ؒ اہل سنت کی طرف سے وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم کے خطاب سے نوازے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عفت اور عصمت وعظمت کی جنگ منکرین صحابہ اور سے لڑتے رہے۔

آپ نے تمام زندگی اسلام کا دفاع کیا

فتنہ قادیانیت، فتنہ مودودیت، فتنہ مماتیت، فتنہ رافضیت (شیعیت) پر علمی تحقیقی کتابیں شائع کیں اور تازہ بتازہ مضامین ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم میں شائع فرماتے رہے آپ کے مضامین میں روایتی مضمون نگاری کے بجائے وکالت صحابہ رضی اللہ عنہم کی چھاپ دور سے نظر آتی تھی۔ ایک دانش ور نے مولانا ابوالکلام آزاد ؒ کے بارہ میں کہا تھا کہ یہ ایک شش جہتی شخصیت تھے۔ ان کا دماغ کئی دماغوں کا ایک دماغ تھا۔

اور چکوال سے جو صحابہؓ تو بہ بحق مخصوص تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی کئی دماغوں کا ایک دماغ عطا فرمایا تھا۔

اس کے جلوؤں کو سراپا دیدہ بن کر دیکھئے
ہو سکے تو روح کو محو تماشا کیجئے

آپ کا سینہ عشق رسول ﷺ اور عشق صحابہؓ سے منور تھا ختم نبوت سے والہانہ عقیدت تھی۔ فرق باطلہ کا تعاقب ان کی زندگی کا مشن تھا۔

پاکستان میں جتنی بھی دینی مذہبی تحریکیں پیدا ہوئیں آپ نے ان کی قیادت فرمائی۔ اگر قیادت نہ فرمائی تو دعاؤں سے نوازا ان کی زندگی کا مشن نظام خلافت راشدہ تھا۔ تمام زندگی اسی مشن کی تکمیل میں گذری۔ چکوال کے علاقہ میں منکرین صحابہ رضی اللہ عنہم سے تمام زندگی نبرد آزما رہے۔ اور حکمرانوں کے ظلم واستبداد کا بھی شکار رہے۔ سینکڑوں بار جیل کی صعوبتیں برداشت کیں یہ سلسلہ یک روزہ نہ تھا بلکہ عالم شباب سے عالم پیری تک چلتا رہا۔ تمام زندگی آپ کے پائے استقامت میں ذرا بھی جنبش نہ آئی۔

اب تو حکمرانوں اور سیاست دانوں کے ظلم واستبداد کی انتہا ہوگئی تھی۔ عالم علالت میں کمزور ونحیف جسم کے ساتھ وفات سے کچھ عرصہ قبل بھی جیل کی سلاخوں کی صعوبت دی گئی۔ آخر کار صحابہؓ کا ترجمان اور سپاہی ظلم سہتا ہوا صعوبتیں جھیلتا ہوا۔ خلافت راشدہ کے نظام کے لیے جان جوانی نچھاور کرتا ہوا اس دار فانی سے دار بقاء کو سدھار گیا

نہ تھی پر یہ خبر ہوں گے الگ بھی تیرے داماں سے

جب پورے ملک کے ٹیلی فون کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ تو آسمانوں کی فضاء منجمد ہوگئی۔ ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ چار اطراف میں قیامت کا سماں تھا۔ ملک کے ہر شہر سے قافلے صدائے خلافت راشدہ حق چار یار اٹھائے ہوئے ساکت زبانوں سے چکوال کی طرف جا رہے تھے۔ اعلان ہو رہا تھا۔ ہم عالم اسلام کے عظیم سپوت سے محروم ہو گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

❀❀❀❀

چار یار رضی اللہ عنہم کے یار

مفتی محمد ایوب سعدی ☆

غالباً ۱۹۷۸ء کا زمانہ تھا علاقہ لکی مروت کے قدیم اور مایۂ ناز دینی ادارے دار العلوم الاسلامیہ لکی مروت میں آج کل کے نصاب تعلیم کے مطابق میں تقریباً چوتھے درجے کا طالب علم تھا۔ کیونکہ اس وقت عالیہ کے علاوہ تحتانی درجات میں وفاق کی طرف سے کوئی درجہ بندی نہیں تھی۔ ہر کوئی اپنی پسند کی ترتیب چلاتے تھے۔ علاقہ مروت وہ علاقہ ہے کہ پاکستان میں چلنے والی تحریکیں یا فتنے جب دوسرے صوبوں اور علاقوں میں پرانے ہو جائیں اور تقریباً پاکستان کی سطح پر ان کی تشہیر ہو جائے تو اچانک اس تحریک یا فتنے کی ایک لہر علاقہ مروت میں بھی آتی ہے۔ تو جب لوگ اس تحریک وغیرہ کی قیل وقال اور بحث وتمحیص میں مشغول ہوتے ہیں کہ ادھر دوسرے علاقوں میں دوسری تحریک آغاز کرتی ہے۔ کچھ علاقہ کے اس روایت کے مطابق اور کچھ حصول تعلیم کے ابتدائی مراحل کی وجہ سے ہم تحریکوں کی طرح تحریکِ خدام اہل سنت سے بھی ناواقف تھے۔ کہ اچانک حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ (خلیفہ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا فضل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ) کی خصوصی دعوت پر وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم قائد خدام اہل سنت خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جلسے کے مہمان خصوصی قائد خدام اہل سنت ہی تھے۔ ہماری قائد اہل سنت کے ساتھ یہ پہلی ملاقات تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مدہم نیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ایک خاص قسم کی کیفیت کے ساتھ سر پر رومال باندھے ہوئے تھے جس کے اطراف دونوں طرف کنپٹیوں پر لٹکے ہوئے تھے۔ بتایا گیا کہ یہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور خلیفہ مجاز ہیں۔ اور رومال کے باندھنے کی یہ ترتیب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ انتہائی سادگی کے پیکر اور الــفــقــر فــخــری کے صحیح مصداق تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی گاڑی میں تشریف لائے ہوئے تھے جس کو ہم اس وقت اپنے علاقہ کی اصطلاح میں ٹویوٹا کہتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی گاڑی

☆ رئیس جامعہ عربیہ سراج العلوم لکی مروت (سرحد)

پر ہر طرف لکھا ہوا تھا، خلافت راشدہ، حق چار یار رضی اللہ عنہم ہم دیکھتے تو تھے لیکن مفہوم سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ یا تو اس وجہ سے کہ ہم چھوٹے بچے تھے اور یا اس وجہ سے کہ اب تک کانوں میں اس نعرے کی گونج نہیں آئی تھی۔ حضرت رحمہ اللہ اور ان کے چند ساتھیوں کو عشاء سے پہلے کھانا کھلایا گیا۔ دستر خوان پر پیش کیا گیا۔ کھانا حضرت رحمہ اللہ کے شایان شان تو نہیں تھا لیکن علاقہ مروت کے پسماندہ علاقہ کی حیثیت کے مطابق کچھ پر تکلف نظر آتا تھا۔ حضرت رحمہ اللہ اپنی نشست گاہ سے اس کمرے میں تشریف لانے والے تھے جس میں دستر خوان بچھایا گیا تھا۔

اپنے ذوق کے مطابق ہاتھ دھونے کے وقت پانی ڈالنے کی سعادت میں نے حاصل کی۔ کوشش کر رہا تھا کہ جگ اور گلاس لے کر اپنے معزز مہمانوں کو پانی پلانے کی سعادت بھی میں حاصل کرسکوں لیکن مجھ سے چونکہ دوسرے بڑے طلباء بھی موجود تھے اس وجہ سے یہ خدمت ان کو سپرد کی گئی۔ عشاء کی نماز کے بعد دار العلوم کی مسجد کے صحن میں جلسہ شروع ہوا۔

حضرت رحمہ اللہ کے لیے ایک کرسی اور میز کا اہتمام کیا گیا۔ درویش صفت شخصیت تواضع اور انکساری کا تاج پہنے ہوئے کرسی پر جلوہ افروز ہوئی۔ حمد وثناء کے ساتھ خطبہ شروع کیا اور آیت کریمہ محمد رسول اللہ و الذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم [الایۃ] کو اپنے خطاب کا موضوع بنایا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی معیت کو اپنے انوکھے انداز میں بیان فرماتے، مولانا عزیز الرحمن صاحب نے ایک طالب علم کو تربیت دی تھی جو موقع کی مناسبت سے نعرہ لگتا۔ خلافت راشدہ، جواب ملتا تھا حق چار یار رضی اللہ عنہم۔ سامعین کا میدان ارادت بہت وسیع تھا۔ بیان صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں عموماً اور چار یار رضی اللہ عنہم کے بارے میں خصوصاً وضوح پر اپنی مثال آپ تھا۔ اجتماع میں حق چار یار رضی اللہ عنہم کی صدا انوکھی بھی تھی، نرالی بھی تھی۔ پہلے پہل تو اجتماع میں غیر مانوس ہونے کی وجہ سے خلافتِ راشدہ کا جواب حق چار یار رضی اللہ عنہم سے بہت کم اور دھیمی آواز سے ملتا تھا لیکن جب سادہ لوح لوگوں کے سمجھ میں آگیا تو نعرے کا جواب علاقہ مروت کے جذباتی جوش وخروش کے ساتھ ملتا تھا۔ ہمارے علاقے میں مروجہ بریلوی اور شیعہ نہ ہونے کے برابر تھے۔ شیعوں کا صرف ایک ہی گھر لکی مروت شہر کے اندر تھا جن کے ساتھ لوگوں کی عقیدت اس وجہ سے تھی کہ وہ اپنے آپ کو بخاری کہلاتے تھے غالباً لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نسل سے ہیں۔ لکی مروت کے ایک قبرستان میں شیعوں کا ایک دادا پرانے زمانے کا مدفون ہے۔ ہمارے سادہ لوح لوگ انہی لوگوں کے پاس جاتے تھے ان سے تعویذ وغیرہ لیتے تھے اور ان

سے عقیدت اور احترام کا یہ عالم تھا کہ لوگ ان کو شکرانے کے طور پر سالانہ متعین حصے دیتے تھے۔اسی ایک گھر کا امام باڑہ اپنا تھا اسی کے اندر بغیر لاؤڈ سپیکر کے اذانیں دیتے تھے۔لیکن بہت کم لوگوں کو یہ پتہ چلتا تھا کہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل بھی کہتے جاتے ہیں اگر کچھ لوگ سنتے بھی تھے تو لاعلمی کی وجہ سے اس کا مفہوم نہ سمجھ سکتے تھے اور شاید خیال کرتے تھے کہ یہ تو پیر ہیں اور بزرگ ہستیاں ہیں شاید ان کا یہ کوئی مخصوص ذکر ہو۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سننے سے لوگوں پر شیعہ فرقے کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بغض وعداوت کا راز کھل گیا۔شیعوں کے ساتھ بہت سے لوگوں کا عقیدت اور احترام کا رشتہ کٹ گیا۔اور جن لوگوں کی شیعوں کے ساتھ عقیدت تو نہیں تھی لیکن متنفر بھی نہیں تھے وہ خوب متنفر ہو گئے اور اسی طرح ان کے سالانہ شکرانے کم ہوتے گئے۔حتی کہ لوگ شیعوں کو کافر سمجھ کر دیکھتے تھے اور آج تک لکی مروت میں شیعوں کا وہی ایک گھر ہے، محدود شیعہ اپنی مشن کو آگے نہ بڑھا سکے۔اور جو طلباء اور اہل علم حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے خوشہ چینی کے لیے دامن پھیلائے ہوئے تھے۔ان میں سے بعض چلتے پھرتے اپنے دوستوں کے ساتھ ملاقات کے وقت سخن گوئی کے انداز میں نعرہ لگاتے تھے، خلافتِ راشدہ جواب ملتا تھا حق چاریار رضی اللہ عنہم۔بعض خطیبوں کو تو ممبروں پر ایک نیا اور دلچسپ موضوع فراہم ہوا۔

رات گزارنے کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ فقریان قبرستان میں تشریف کے لیے وہاں پر ان کے محبوب بھائی حضرت مولانا قاضی منظور حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے۔ہم تو طالب علم تھے اسباق میں مشغول ہو گئے لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کئی میزبان چلے گئے اور قبرستان سے واپسی پر وہ رخصت ہو گئے۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس دورے کا اثر یہ تھا کہ علاقہ مروت میں حق چاریار رضی اللہ عنہم کے مشن کی بنیاد ڈالی گئی۔کچھ عرصہ بعد شیعوں نے امام باڑہ پر لاؤڈ سپیکر لگایا لیکن استاذ المحترم حضرت مفتی حمید اللہ صاحب (جو آج کل جامعہ اشرفیہ لاہور میں رئیس دار الافتاء اور استاد حدیث بھی ہیں) کی قیادت میں لوگ جمع ہو گئے اور زبردستی سے شیعوں کو لاؤڈ سپیکر اتارنے پر مجبور کیا اور تاحال ان کا لاؤڈ سپیکر بند ہے۔

فراغت کے بعد میرا بھی دو تین مرتبہ چکوال میں آنا جانا ہوا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکی مروت کے ساتھ اپنے محبوب بھائی مولانا قاضی منظور حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خاص نسبت کی وجہ سے لکی مروت کے مہمان کا نام سنتے ہی بہت خوش ہوتے تھے۔مولانا عزیز الرحمن صاحب فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحب (رحمہ اللہ) کی مہمان نوازی اور سخاوت کا یہ عالم ہے کہ جب کوئی مہمان ان کے پاس ان کی زیارت کی غرض سے آتے ہیں تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان کو آنے

جانے کا کرایہ اور خرچہ دیتے ہیں۔

میں بذات خود ایک دفعہ چکوال آیا تھا دفتر میں حاضر ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت صاحب سے فون پر رابطہ کیا گیا کہ لکی مروت سے ایک مولانا صاحب آپ سے ملاقات کے خواہش مند ہیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بلا تاخیر ملاقات کی اجازت مرحمت فرمائی اور تقریباً ۱۵ منٹ تک ملاقات نصیب ہوئی اور پھر دفتر میں آیا دفتر سے سنا کہ آج شام حضرت کا بیان ہوگا۔ میں بیان سننے کی غرض سے ٹھہر گیا تو اس دوران ایک مولانا صاحب نے مجھ سے اڈریس لے لیا، اور اس وقت سے آج تک حق چار یار رضی اللہ عنہما کا رسالہ اعزازی طور پر جامعہ عربیہ سراج العلوم آتا رہتا ہے۔ شاید حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اس اعزاز اور اکرام کی تلقین ہوگئی ہو۔ رسالے میں باقی اہم مضامین کے علاوہ **اهدنا الصراط المستقيم** اور ارشادات وکمالات کے دو اہم مضامین گوہر نایاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بیان شام کو ہونے والا تھا میں تھوڑی سی دیر کے لیے مسجد اور مدرسہ میں خود پھرتا رہا ہر ایک دیوار حق چار یار رضی اللہ عنہم کے مشن کی داعی معلوم ہوتی تھی۔ مجھے پشتو، اردو، عربی کے اشعار سے چونکہ گہری دلچسپی ہے اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہما کی شان میں لکھے گئے چند اشعار دیکھ کر میں نے اپنے نوٹ بک میں محفوظ کر لیے جو کہ ہدیۂ قارئین ہیں۔

صحابہ کا پرچم اٹھائے چلا چل | قدم آگے آگے بڑھائے چلا چل
صدیقؓ حسنِ عکسِ جمال محمد است | فاروقؓ ظل و جاہ جلال محمد است
عثمانؓ ضیاء شمع کمالِ محمد است | حیدرؓ بہار باغِ خصالِ محمد است

میں نے دل میں کہا کہ واہ واہ حضرت (رحمہ اللہ) تو چار یار رضی اللہ عنہم کے یار ہیں۔

فالحمد الله علی ذالک۔

حضرت کے وصال کے بعد الحمد اللہ ان کے صحیح جانشین اور لخت جگر حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر تحریک خدام اہل سنت کی ذمہ داری سنبھال کر اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو زندہ رکھنے کے لیے اور آگے بڑھانے کے لیے عزم کئے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور ان کی کوششوں میں برکت ڈالے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو چار یار رضی اللہ عنہم کے یار کا مرتبہ نصیب فرما کر اعلیٰ علیین میں منعم علیہم اور احسن رفقاء کے ساتھ جگہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

❀❀❀❀

اٹھا جو میر میخانہ

کلمہ مولانا محمد انور مظہری ☆

حضرت اقدس قائد اہل سنت وکیل صحابہ ؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ سے میرا تعارف غالباً ۱۹۹۸ء کے اواخر یا ۱۹۹۹ء کے اوائل میں ہوا۔ جب کراچی میں فتنہ غیر مقلدیت سے ٹکراؤ ہوا تو مفتی رشید احمد اوکاڑوی سے بھر پور تعاون حاصل ہوا اور انہی سے تحریکِ خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کا تعارف حاصل ہوا اور حضرت اقدس ؒ کے افکار و نظریات اور حضرت کے جامع مشن سے آگاہی حاصل ہوئی۔ چونکہ تحریک کے اغراض و مقاصد خالص نظریاتی تھے اس میں کسی قسم کی سیاسی آمیزش نہیں تھی۔ اس لیے فی الفور شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ کراچی میں اس سے قبل تحریکِ خدام اہل سنت والجماعت کا نہ تو کوئی باقاعدہ دفتر تھا اور نہ اس پلیٹ فارم سے کوئی کام۔ اس لیے کچھ ہی عرصہ میں مولانا رشید احمد اوکاڑوی کی ایماء پر چند ساتھیوں کے ساتھ تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا (حلقہ کراچی) دفتر کھول لیا۔ جس کی ذمہ داری بھی دوستوں نے احقر کے ناتواں کاندھوں پر ڈال دی اور امین ملت حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ نے اولاً احقر کے ذمہ حلقہ کراچی کی ذمہ داری کو برقرار رکھا اور ثانیاً حضرت اقدس قائد اہل سنت حضرت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ نے مولانا کے اس فیصلے کی توثیق فرمائی۔

تحریک میں شمولیت کے بعد ہمہ وقت دل میں خواہش رہتی کہ کسی طور بانی تحریک وکیل صحابہ ؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ کی زیارت کی سعادت حاصل ہو۔ بالآخر چند ماہ بعد ہی اللہ رب العزت نے دل کی خواہش کو قبول فرمایا۔ اور ۱۹۹۹ کے اواخر میں ہی بارادہ زیارت کے چکوال کا سفر ہوا۔ حضرت مدنی ؒ کی اجل خلافت تھی یا ساتھیوں سے سنی ہوئی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ کی وہ علمی و عملی جدوجہد کہ جس کی وجہ سے قلب پر ایک مرعوبیت کی کیفیت طاری تھی۔ لیکن پہلی ہی ملاقات

☆ ایڈمنسٹریشن سوسائٹی، کراچی

میں حضرت اقدس رحمہ اللہ کی انمول شفقت کا وہ خزانہ حاصل ہوا کہ دل مسرور ہو گیا اور بے اختیار شہر چکوال کا وہ سفر جو صرف زیارت کی غرض سے تھا سفر ارادت میں بدل گیا۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ کی شخصیت گویا کہ اپنے اندر ایسی مقناطیسی کشش سموئے ہوئے تھی جو زائرین کے دلوں کو موہ لے۔ حضرت سے بیعت اصلاح کا تعلق قائم ہوا تو حضرت نے خوب پند و نصائح فرمائے مجھے آج بھی بخوبی یاد ہے کہ جب حضرت اقدس رحمہ اللہ گفتگو فرماتے تو گویا کہ الفاظ کو موتیوں کی صورت میں بکھیرتے۔ پہلی ہی ملاقات میں اس انداز سے گفتگو فرمائی کہ گویا برسوں کی شناسائی ہو۔ انتہائی متانت، شرافت، بزرگی، اخلاص وللّٰہیت اور دین کا درد تو صرف ایک نظر دیکھنے سے ہی ناظر پر عیاں ہو جاتا۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ کی پوری زندگی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک جہد مسلسل ہے۔ جذبہ صادق اور دین کی ایسی تڑپ کہ ساری زندگی احیائے دین کی جدوجہد میں صرف فرما دی۔ فتنہ رافضیت ہو یا فتنہ خارجیت و ناصبیت، مودودی فتنہ ہو یا مماتی، مسئلہ ختم نبوت ہو یا مسئلہ دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم غرض مسئلہ خارجی فتنوں کا ہو یا داخلی فتنوں کا حضرت اقدس رحمہ اللہ نے تحریر و تقریر اور جہاد و تبلیغ کے تمام اوصاف کے ساتھ رد باطل فرمایا اور شمشیر برہنہ لے کر باطل کی سرکوبی کی اور ظاہر ہے کہ احیائے دین کے لیے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

پیرانہ سالی کے باوجود دور دراز کا سفر فرما کر مسلک اہل سنت کا دفاع فرمانا اور باطل کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جانا اکابر اہل سنت والجماعت کی شان رہی ہے اور اس میدان میں حضرت اقدس رحمہ اللہ اپنے اسلاف کا مکمل نمونہ تھے

سن ۲۰۰۴ء اس حوالہ سے انتہائی غم والا سال ہے کہ اس سال کے اوائل میں دنیائے اسلام کا یہ عظیم جرنیل، مجاہد، مجدد، مربی، ایک شفیق باپ، ایک عظیم راہنما اس فانی دنیا کو چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملا اور خدام اہل سنت کو یتیم چھوڑ گیا ہے......

اٹھا جو میر میخانہ تو میخانے پر کیا گزری
صراحی کا ہوا کیا حال پیمانے پر کیا گزری

❀❀❀❀

حق چار یار رضی اللہ عنہم کی گونج

مولانا عبدالمجید توحیدی ☆

حضرت قائد اہل سنت بلا شبہ مسلک حقہ کے حقیقی ترجمان تھے۔ تاحیات جس چیز کو قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح سمجھا اس کو بلا جھجک بیان کیا تحریر فرمایا۔ طالب علمی دور میں ہی حضرت قائد اہل سنت کی تحریریں پڑھنے کو ملیں۔ ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم، دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا میں پڑھ لیتا تھا۔ کتابوں میں ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے نادان حامی'' سب سے پہلے پڑھنے کو ملی، غالباً ۱۹۹۴، ۱۹۹۳ء کی بات ہے کہ کلی مالکی کی کتاب پر پورے ملک میں بحث چلی۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنے کا بھر پور تعاقب کیا۔ مولانا محمد معاویہ شاہ صاحب مخدوم پوری سے دو عدد حق چار یار رضی اللہ عنہم وصول کیے جو کہ اس موضوع پر نمبر کی حیثیت رکھتے تھے مطالعہ کیا۔ ان میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے مسلک حقہ کی ترجمانی کا حق خوب ادا کیا۔ ان تحریروں کو پڑھ کر اشتیاق پیدا ہوا کہ حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہو۔ ۱۹۹۷ء میں جامعہ مدینۃ العلم فیصل آباد میں دورہ حدیث میں شریک ہوا تو وہاں شرکاء حدیث کے سامنے حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہوتا تھا۔ دورہ حدیث کے بعد مولانا سید عبدالکریم شاہ صاحب چکوال تشریف لے گئے تو حضرت کی زیارت کے اسباب بن گئے، چنانچہ رات ہم نے استاد گرامی کی معیت میں گزاری، اور صبح مدنی مسجد جہاں قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا مسکن تھا پہنچے۔ حضرت نے رقعہ تحریر فرمایا کہ فیصل آباد سے علماء آئے ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے بتایا حضرت اس وقت ناشتہ فرما رہے ہیں۔ ہم نے سمجھا بڑے لوگوں کی طرح حضرت کا مزاج ہوگا انتظار کرنا پڑے گا۔ مگر چند منٹ ہی گزرے تھے کہ حضرت قائد اہل سنت تشریف لائے کمر جھکی ہوئی ''نورانی چہرہ'' مہمان خانہ میں بیٹھ گئے۔ ساتھیوں سے فرداً فرداً نام پوچھا۔ اس قافلے میں مولانا قاری محمد طیب صاحب، مولانا محمد نعیم، مولانا محمد اسلم قاسمی خطیب فیصل آباد، راقم الحروف، اور بھائی محمد اسامہ شامل تھے۔ حضرت قائد اہل

☆ مہتمم جامعہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، مظفر گڑھ

سنت ؒ نے بڑی محبت سے پیار سے فتنوں کے بارے میں روشنی ڈالی۔ حضرت کی خدمت میں بیٹھنے والے جانتے ہیں کہ حضرت قائد اہل سنت ؒ کس تڑپ کے ساتھ اصحاب رسول ﷺ کا دفاع فرمایا کرتے تھے۔ راقم الحروف جمعیت المجاہدین (عالمی) کی صوبہ پنجاب کی ذمہ داری پر کام کر رہا تھا ساتھیوں نے تعارف کرایا۔ اس وقت افغانستان کی سرزمین پر طالبان کی اسلامی حکومت کا عروج تھا۔ طالبان کے بارے میں حضرت قائد اہل سنت ؒ نے چند اہم باتیں فرمائیں۔ فرمایا طالبان کو چاہیے کہ روافض کو اپنی صفوں میں نہ گھسنے دیں یہ لوگ اسلامی حکومت کو نقصان دیں گے۔ انہوں نے فرمایا میرے تک یہ باتیں پہنچی ہیں کہ چند شیعہ لوگ طالبان حکومت میں شامل ہیں۔ طالبان کو آگاہ کریں۔ کہ ان سے ہوشیار رہیں۔ حضرت قائد اہل سنت ؒ نے سب ساتھیوں کو جوابی مکتوب، جو کہ قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی کے خط کا جواب ہے۔ عنائت فرمایا۔ واقعی جوابی مکتوب پڑھنے سے آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ مولانا محمد اعظم طارق شہید ؒ کا تذکرہ بھی اس دوران ہوا حضرت قائد اہل سنت ؒ نے فرمایا وہ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ ملی یکجہتی کونسل میں روافض کے ساتھ کیوں بیٹھے تھے؟ تو مولانا اعظم طارق صاحب نے اس کے جواب میں کہا میں ملی یکجہتی کونسل کے خلاف تھا، چائے کے ساتھ ساتھ ساتھیوں کی تواضع کی گئی۔

ساتھی حیران تھے حضرت اس عمر میں بھی فتنوں کے بارے میں آگاہ فرمارہے ہیں۔ فرمایا آپ لوگ علماء اس طرف توجہ دیں۔ حضرت قائد اہل سنت ؒ نے شیخ الادب نمبر کے بارے میں بتایا کہ جلد آرہا ہے خط وکتابت کے چند نمونے دکھائے۔ دوسری ملاقات کے لیے مظفر گڑھ سے بندہ نے اسپیشل سفر کیا حاجی عبدالغنی صاحب جو کہ ہائیر سیکنڈری سکول کے وائس پرنسپل ہیں ہمراہ تھے۔ انہوں نے بھی حضرت کی ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ ہم چل پڑے۔ پھر مولانا سید عبدالکریم شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچ گئے کہ حضرت قائد اہل سنت ؒ سے ملنا ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے رقعہ تحریر کردیا مظفر گڑھ سے علماء آئے ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت قائد اہل سنت ؒ کی طبیعت ٹھیک نہ تھی۔ بہرحال جلد ہی حضرت کے کمرہ خاص میں ملاقات کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت قائد اہل سنت ؒ نے متحدہ مجلس عمل کے بارے میں اپنے تحفظات کا اظہار فرمایا اور اصحاب رسول کی عظمت بیان فرمائی۔ فرمایا ''صحابہ ؓ کی جماعت حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی عینی گواہ ہے اگر صحابہ ؓ کی جماعت نعوذ باللہ مجروح ہوگئی تو نبوت والا مقدمہ کمزور ہو جائے گا۔'' حضرت قائد اہل سنت ؒ نے

فرمایا'' آپ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا مطالعہ کیا کریں۔ اردو ترجمہ بھی تین جلدوں میں شائع ہو چکا ہے اور'' مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت'' اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کا مطالعہ کریں۔'' حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ سے بندہ نے بیعت ہونے کی درخواست کی حضرت نے فرمایا آپ خط لکھ دینا جواب مل جائے گا۔ مگر شومئ قسمت کہ دو عدد خط تحریر کیے مگر ناسازی طبع کی بناء پر آپ ان کا جواب نہ دے سکے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے مگر ان کا مشن زندہ اور تابندہ ہے اور ان شاء اللہ زندہ اور تابندہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ گرامی قدر قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان اور دیگر جماعتی احباب کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطاء فرمائے۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی ہمیں سبق دیتی ہے کہ مصلحتوں کو بالا طاق رکھ کر اپنا ہو یا پرایا اس کے سامنے دین حقہ کا پرچم کمال جرأت سے لہرائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کے لیے پوری سنی قوم کو کھڑا فرمادیں اور حضرت کا دیا ہوا نعرہ حق چار یار رضی اللہ عنہم پوری دنیا میں گونجے۔ آمین بجاہ النبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

❀❀❀❀

مولانا عاشق حسین، منارہ ضلع چکوال

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر توحید کا علم'' یا اللہ مدد'' کے نعرہ کے ذریعہ بلند فرمایا۔ اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے حقیقی کلمہ اسلام کا تحفظ کیا اور'' خلافت راشدہ حق چار یارؓ'' کے ذریعے خلفاء اربعہ کی موعودہ خلافت کا پرچار فرمایا۔

وہ آخرت کے بندے

مولانا محمد احمد انور ☆

اللہ تعالیٰ نے تخلیق ارواح کے وقت شاید ان روحوں کی بھی تعین فرمادی تھی جو اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبروں کے جانشین اور وارث بنیں اس دنیا میں اور ان کے اندر ایسی صفات پیدا فرمادیں جو ایک وارث نبی میں ہونی چاہئیں۔ اور زمانہ کے مرور نے ثابت کیا کہ ایسے لوگ ہر نبی کو میسر آئے مگر آنحضور ﷺ کی امت میں سے جن نفوس مقدسہ سے وراثت انبیاء جیسے عظیم منصب کے لئے منتخب کیا گیا ہے ان کی شان ہی کچھ اور ہے۔ **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** ''میرے امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں'' (اوکما قال) ایسے چیدہ چیدہ علماء ہر دور میں موجود رہے ہیں کیونکہ جس نبی کی نبوت کا زمانہ جتنا لمبا ہوتا ہے تو اس زمانہ تک اس نبی کی تعلیمات حقیقی صورت میں ضرور موجود رہتی ہیں اگر وہ تعلیمات اپنی حقیقی صورت سے مٹ جائیں تو اس نبی کی صحیح تعلیم وتربیت امت تک کیسے پہنچے گی اور عمل کرنا تو دشوار ہی ہو جائے گا۔

اسی منصب جلیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے قائد اہل سنت حضرت قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ کو پیدا فرمایا اور واقعتاً اس پرفتن دور میں جس طرح انہوں نے ثابت قدمی اور حق گوئی کا مظاہرہ کیا اس کی مثال قریب قریب بہت کم ملتی ہے۔ حضرت قاضی ؒ کی پوری زندگی گویا ایک میدان جہاد میں گزری ہے راست گوئی کو اللہ تعالیٰ نے ان کی سرشت میں ڈالا تھا۔ اور ہر نت نئے پیدا ہونے والے فتنوں کو سمجھنا اور پھر ان کا علمی تعاقب کرنا حضرت ؒ کا ہی حصہ تھا۔ کمال تو یہ ہے کہ تصلب فی الدین کا حق ادا کر دیا۔

کبھی بھی انہوں نے پرواہ نہیں کی کہ اپنے ناراض ہوتے ہیں یا پرائے بس **لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق** ''مخلوق کی اطاعت خالق کی نافرمانی میں نہیں'' پر ان کی زندگی میں واضح طور پر عمل ہونا

☆ فاضل دارالعلوم کراچی، جامعہ اشرفیہ مانکوٹ

معلوم ہو رہا ہے چنانچہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے واسطہ سے بطریق اتم احقاق و ابطال باطل کا ملکہ نصیب ہوا۔ نوے سالہ زندگی میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے آخرت کے کسی چیز کو نہ بنایا۔

اور یہ ایک اجلی حقیقت ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ چند ہی سہی مگر ایسے پختہ لوگ تیار کئے جو اپنی زندگی میں کہ ہر ایک ان میں سے باطل کی مکاریوں پر ہر وقت خوردبین لگائے بیٹھتا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ باطل اپنے بطل کا اظہار کرے اور اس پر گرفت نہ ہو۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس وقت میں حق کی آواز کو بلند کیا ہے اگر نہ کرتے تو جہاں میں نہ معلوم کتنے عوام تو کجا علماء بھی فاسد نظریات کی بھینٹ چڑھ چکے ہوتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لب و لہجہ میں جہاں جلال ٹپکتا تھا۔ وہیں روحانیت کی ایسی آمیزش تھی جو حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہ کی طرف سے ودیعت رکھی جا چکی تھی جو ان کے جلالی انداز کو مشفقانہ طرز میں بدل دیتی تھی اور نہیں تو کم از کم ان کی تحریرات کو پڑھ کہ قبول حق کا جذبہ ضرور پیدا ہوتا تھا اور دین کی حقیقی روح ضرور سامنے آتی تھی۔ بندہ ساری زندگی مشتاق ہی رہا کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار سے مشرف ہو اور امید ہے کہ یہ دلی عقیدت ہی باعث نجات ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ جب انتقال کی خبر سنی تو...... خیر المدارس سے ایک قافلہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کے لئے روانہ ہوا۔ بندہ بھی اس میں شریک تھا۔ تمام آتے جاتے راستے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے محاسن کا تذکرہ ہوتا رہا ہمارا مقصد ہی کچھ ایسا تھا جب وہاں چکوال مرکز میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ بھیں گاؤں میں لے کر چلے گئے ہیں جب وہاں پہنچے تو تدفین کے بعد دعا ہو رہی تھی اس صورت حال میں اشکبار آنکھوں کے ساتھ شریک ہوئے مغرب کی نماز ادا کی۔ وہیں قبرستان سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آبائی گھر گئے تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ایسا عظیم انسان اس سادے سے گھر کا رہائشی تھا۔ حضرت قاضی ظہور الحسین مدظلہ سے تعزیت کر کے واپس مرکز چکوال میں پہنچے تو اتنا سادہ ماحول دیکھ کہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ چند بوڑھے جاں نثار لوگ موجود تھے۔ بے حد تواضع اور اکرام سے پیش آئے۔ بے حد اکرام و اعزاز ہوا۔ دعاء مغفرت کر کے بڑی حسرتوں سے واپس لوٹے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بار بار مغفرت فرمائے...... آمین

❀❀❀❀

ایک انقلاب آفرین شخصیت

از قلم قاضی غلام محمد چاولی، ایم۔اے ☆

بڑی مدت کے بعد بھیجتا ہے ساقی ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور مے خانہ

پوری انیسویں صدی اور بیسویں صدی کا ربع اول برصغیر پاک و ہند کے لیے اس حوالہ سے ایک عہد آفرین دور ہے کہ اس دور میں ایسے تاریخ ساز انسانوں نے جنم لیا جنہوں نے اپنے علم و عمل اور جہد مسلسل سے تاریخ کا دھارا موڑ دیا۔ ان عبقری انسانوں نے گم کردہ راہوں اور ظلمت و جہالت میں دربدر کی ٹھوکریں کھانے والے انسانوں کی ایسی راہ نمائی کی کہ ان لوگوں کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ سے جوڑ کر ان کو فلاح دارین کی سعادت سے ہمکنار کرنے کے بعد وہ خود ایسے زندۂ جاوید ہوگئے کہ تاریخ کا ایک حصہ بن گئے۔ ان قدوسی صفات شخصیات کے سرخیل اور حدی خواں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہیں۔ جن کے بارے میں کیا خوب کہا گیا ہے......

تیرے آتے ہی جنازہ اٹھ گیا بدعات کا
کون اندازہ لگائے تیرے محسوسات کا

اسی طائفہ منصورہ میں سید احمد شہید، شاہ اسماعیل شہید، شیخ الہند مولانا محمود حسن، حکیم الامت حضرت تھانوی، شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی، محدث کبیر مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا عزیز گل، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور حضرت لاہوری رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔

وہ صورتیں الٰہی کس دیس میں بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

اسی قافلۂ حریت و صدق و صفا کے مرد قلندر وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی نوے سالہ زندگی گزار کر اپنے خالق حقیقی کو مل چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مجاہدین اور

☆ پرنسپل ہائر سیکنڈری سکول، بھگوال

غازیانِ اسلام کی سرزمین چکوال ہمیشہ اپنے آپ پر نازاں و فرحاں رہے گی کہ حضرت قاضی صاحب کی ولادت باسعادت اس کی ایک مردم خیز بستی بھیں میں ہوئی۔ اس سے قبل یہ بستی فاتح رفض و قادیانیت حضرت مولانا کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ مولانا حسین فیضی رحمۃ اللہ علیہ مجاہد اسلام غازی منظور حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسی نابغہ روزگار ہستیوں کو جنم دے چکی تھی۔ بقول غالب..........

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے علوم ظاہری کی تکمیل دارالعلوم دیوبند میں کی۔ جہاں آپ کی باطنی صلاحیتوں کا ادراک کرتے ہوئے شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت سے نوازا، اور پھر اپنے آپ کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے رنگ میں ایسا رنگا، گویا......

من تو شدم تو من شدی

کے مصداق بن گئے۔

ساری عمر اپنے مؤقف پر اس طرح ڈٹے رہے کہ ہمالیہ بھی شرما جائے۔ سادگی، اخلاص، جرأت و مردانگی کی ایک مثال بن گئے۔ خصوصاً اپنے عظیم شیخ سے نسبت کی وجہ سے اپنے عقیدہ پر ایسی استقامت دکھائی کہ جس کی مثال موجودہ دور میں ڈھونڈنا مشکل ہے۔

چکوال شہر میں آمد

قیام پاکستان کے بعد جب حضرت جیل سے رہا ہو کر چکوال (۱۹۴۹ء) میں تشریف لائے تو اس وقت یہ علاقہ رسم و رواج، تعصب و عناد اور بدعات میں بُری طرح مبتلا تھا۔ عوام الناس کو توحید خالص کی طرف بلانا گویا اپنے آپ کو ایک مصیبت میں مبتلا کرنا تھا۔

اور ان کے اپنے بقول اس شہر میں جب عقیدہ و عمل کی بات کرتے تو اپنے بھی بیگانے ہو جاتے اور نظریں پھیر لیتے۔ حضرت جی کے جہد مسلسل، علم و عمل اور اخلاص و للّٰہیت کی بدولت دیہاتوں میں توحید الٰہی کا پیغام پہنچا اور وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت تھی اور رسول پاک ﷺ کی شریعت مطہرہ کی طرف میلان رکھتے تھے۔ جلدی آپ کے ہمنوا بن گئے۔ اور پھر وہ بستیاں جن میں کسی عالم ربانی کا پیغام حق لے جا کر جانا گویا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ وہاں پر بھی دعوت حق کو

پہنچانے کی خاطر مردانہ وار تشریف لے جاتے رہے۔

یہ آپ کے جہد مسلسل اور محنت شاقہ کا ثمر ہے کہ علاقہ چکوال میں ہر گاؤں بستی اور ڈھوک پر بھی خدام اہل سنت کے سالانہ جلسے باقاعدہ ہوتے ہیں۔ اس خاص علاقہ میں خدام کے اتنے پروگرام ہوتے ہیں کہ شاید ہی ملک کے کسی حصہ میں کسی بھی جماعت کے اتنے جلسے ہوتے ہوں، اپنی تقریر میں سامعین کی تعداد آپ کے مدنظر نہ ہوتی۔ ایک دفعہ ڈھوک آجڑی تحصیل چکوال میں سامعین کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔ مگر آپ نے اسی جوش وخروش اور جذبہ سے بیان فرمایا جس طرح ہزاروں کے مجمع میں بیان فرماتے۔

فرمایا کرتے تھے کہ تقریر کا، تحریر کا، آنے کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ صحابہ کرام ﷺ کی محبت سُنیوں کے سینوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دی جائے۔

ایک دفعہ راقم کی موجودگی میں آپ کا ایک کٹر مخالف جو کہ کئی وجوہ سے آپ کا مخالف تھا اس کے بھائی نے اس سے پوچھا کہ ''یا اللہ مدد'' کا نعرہ کس کی ایجاد ہے؟ تو اس مخالف نے جواب دیا کہ سچی بات یہ ہے کہ اللہ پاک کے قرآن کے بعد قاضی مظہر حسین صاحب نے اس نعرہ کو پوری دنیا میں پھیلا دیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے......

مُشک آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید

ایک دفعہ فرمایا کہ میرے نام کے ساتھ القاب نہ لگایا کرو اور نہ ہی غلو کیا کرو خدام نے نعرہ لگانا شروع کر دیا ''جب تک سورج چاند رہے گا۔ قاضی تیرا نام رہے گا'' تو سختی سے منع فرما دیا اور کہا کہ ''قاضی'' کی بجائے ''سنی'' کہا کرو۔ ''وکیل صحابہ ؓ'' کے لقب کے بارے میں کہا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ البتہ حضرات صحابہ کرام ؓ کے مقدمہ میں، میں ایک چھوٹا سا وکیل ہوں اور بغیر فیس کے یہ مقدمہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے کے لیے بڑی محنت اور تیاری کے ساتھ لڑ رہا ہوں۔ فرمایا کہ خادم بنو۔ ''خادم'' لفظ جامع ہے اور اپنے نام کے ساتھ خادم اہل سنت لکھا کرو اور پنجابی لفظ میں کہا کہ ''جھکیا'' (شرم) نہ کرو۔ الحمد للہ میں نے ہائی کورٹ لاہور میں ضمانت نامہ داخل کراتے وقت اپنے نام کے ساتھ خادم اہل سنت لکھا ہے۔

عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے متعلق فرمایا کہ اس کی حفاظت میرے ذمہ دو طرح سے ہے۔ ایک تو بحیثیت مسلمان اس کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے۔ دوسرا یہ مسئلہ ہمارا خاندانی ہے۔ اللہ پاک کے فضل سے ہمارا خاندان پوری ایک صدی سے مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی اور اس کی جھوٹی امت سے ہر محاذ پر جنگ کر رہا

ہے اور کرتا رہے گا، چاہے میرا کوئی بھی ساتھ نہ دے۔ اس وقت عملی طور پر آپ اس شعر کی تصویر تھے۔

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم

سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

اب چکوال کی ہر بستی اور ہر قریہ میں علمائے حقہ کے نام لیوا اور پروانے موجود ہیں۔ دیہاتوں میں رسم و رواج دم توڑ رہے ہیں اور لوگ اہل سنت و جماعت سے نسبت ہونے پر فخر کا اظہار کرتے ہیں۔

اور جب بھی اس مجاہد ملت نے کسی بھی مخالف شریعت فرد یا گروہ کا تعاقب کیا اور آپ نے للکارا تو قوم کے فرزندوں نے اس مردِ قلندر کی آواز پر لبیک کہی اور جس کا نظارہ عوام تحریک ختم نبوت ﷺ، تحریک تحفظ مقام صحابہ رضی اللہ عنہم میں بارہا دیکھ چکے ہیں۔ حضرت کی وفات حسرت آیات کی خبر علاقہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور انسانوں کے ایک ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر نے اپنے محبوب قائد کو جس طرح آہوں اور سسکیوں کے نہ تھمنے والے سیلاب میں سپردِ خاک کیا۔ اُس کی مثال چکوال کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔

حضرت کے آخری دیدار کے وقت چہرہ مبارک کھلا ہوا تھا اور اس پر عجب نور برس رہا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سو رہے ہیں۔ موت کے آثار چہرے پر مطلق نمایاں نہیں تھے۔ جب میں نے چہرۂ مبارک دیکھا تو معاً اقبال کا یہ شعر زبان پر آ گیا..........

نشان مرد مومن با تو گویم

چو مرگ آید تبسم برلب اوست

(ترجمہ! مردِ مومن کی نشانی میں بتاتا ہوں جب موت اس پہ آتی ہے، اس کے لبوں پر تبسم ہوتا ہے)

✿✿✿✿

ملت اسلامیہ کے عظیم محسن

✍ جناب محمد بنارس صدیقی ☆

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ ایک متقی، صاحب استقامت، ہمہ گیر شخصیت کے حامل انسان تھے۔ دین حق کے لیے آپ کی خدمات سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھ کر دین محمدی ﷺ کی خدمت میں مصروف رہے۔ آپ نے تحریر وتقریر سے توحید باری تعالیٰ، شانِ رسالت، شان صحابہؓ واہل بیتؓ اور مسئلہ خلافت راشدہ کی اہمیت کو واضح فرمایا۔ آنجناب کی وفات پوری سنی قوم کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ آپ کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات کو معاف فرمائیں آمین۔

قائد اہل سنت مذہب اہلسنت والجماعت کے عظیم سرخیل تھے۔ آپ عالم باعمل اور سچے عاشق رسول تھے۔ سنت رسول ﷺ پر خود عمل کرتے اور مریدین کو تلقین فرماتے رہتے تھے۔ عام تقاریر میں داڑھی رکھنے پر زور دیتے اور عموماً فرمایا کرتے تھے کہ انگریز کے برصغیر میں آنے سے پہلے داڑھی رکھنے کا رواج تھا۔ انگریز آیا تو مسلمان بھی داڑھی منڈوانے لگے۔ اسی طرح فرماتے تھے کہ چھوٹے بچے پتلون اور شرٹ میں ملبوس ٹائی لگائے جا رہے ہوتے ہیں تو بہت دکھ ہوتا ہے۔ اللہ سب کو ہدایت دے۔ غرض اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر کام میں سنت رسول ﷺ کو مقدم جانتے تھے۔

آپ کا انداز بیان سادہ اور عام فہم تھا۔ تصنیف وتالیف میں بھی آپ نے سادہ اور آسان انداز میں موقف عام مسلمانوں تک پہنچایا۔ آپ کی تقریر وتحریر سے اس پرفتن دور میں بے شمار لوگوں کو ہدایت ورہنمائی ملی۔ عام مصنفین اور مورخین کے برعکس قاضی صاحب کا انداز تحریر نرالا تھا۔ آپ فرق باطلہ کا رد فرماتے تھے شیعہ ہو یا خارجی یا ناصبی آپ نے تینوں کو فرق باطل ہی لکھا۔ اسی طرح معتزلہ ہوں یا اہل بدعت دونوں کو اہلسنت والجماعت سے خارج سمجھا۔ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وکیل تھے کسی صحابی رسول ﷺ پر

☆ بمقام بھلہ، تحصیل وضلع چکوال

ذرا سا اعتراض آپ برداشت نہ فرماتے، یہی وجہ ہے کہ جب خلافت وملوکیت اور دیگر کتب میں جماعت اسلامی کے امیر مودودی صاحب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراض تحریر کیے تو قائد اہلسنت نے مودودی مذہب اور دیگر تصانیف تحریر فرما کر اس فرقہ کے نظریات سے عام مسلمانوں کو آگاہ فرمایا۔ اسی طرح جب اپنے علماء کرام میں سے بھی کسی نے علماء دیوبند کے نظریہ سے اختلاف کیا تو آپ نے فوراً ان کی تردید فرمائی اور ثابت کیا کہ عمل وہی اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہے جو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو۔ عبادات مستحبہ میں تداعی چونکہ شریعت کے خلاف ہے اور علماء دیوبند کے مسلک کے موافق نہیں اس لیے محفل ذکر ہو یا عورتوں کی جماعت خلاف سنت عمل ہیں اس سے اجتناب کیا جائے۔

حضرت قائد اہلسنت بہت ہی خوش اخلاق اور محبت وشفقت کے پیکر تھے۔ جب بھی لوگ ملنے جاتے تو چہرہ انور پر مسکراہٹ ہوتی اور احوال پوچھنے میں پہل فرماتے۔ آپ رحماء بینھم کی عملی تصویر تھے۔ دینی اقدار کی پامالی پر بلاخوف لومۃ لائم نکیر فرماتے تھے۔ اور پوری شدت کے ساتھ اپنی بے زاری کا اظہار فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت جی کو فرماتے سنا ''مجھے کہا جاتا ہے کہ تم متعصب ہو۔ سخت لہجے میں فرمانے لگے بھئی صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں متعصب ہوں۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔'' وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم کا لقب اپنے لیے پسند فرماتے تھے اس کے علاوہ ولی کامل وغیرہ تعریفی القاب ناپسند فرماتے تھے۔ آپ ولایت کے اعلیٰ درجے پر تھے لیکن اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اپنے آپ کو چھپائے رکھا۔ میں نے اپنی ۴۵ سالہ زندگی میں حضرت جی جیسا اخلاص تقویٰ اور استقامت والا شخص نہیں دیکھا۔

حضرت قاضی صاحب نے ضعف اور پیرانہ سالی کے باوجود اپنے آپ کو دین حق کی سربلندی کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ خدمت دین کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ مسلسل علالت کی وجہ سے کمزوری اس قدر تھی کہ حضرت جی کو پیدل چلنا دشوار تھا اور کرسی پر اُٹھا کر سٹیج پر لایا جاتا۔ اور جب تقریر شروع فرماتے تو تین گھنٹے کا بیان فرما دیتے اور دین کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بیان فرماتے۔ خصوصاً سنی کانفرنس بھیں اور جامعہ حنیفہ تعلیم الاسلام جہلم کے سالانہ جلسہ پر درس خلافت راشدہ بہت اہم ہوتا تھا۔ پورے ملک سے سنی مسلمان درس سننے آتے اور استفادہ حاصل کرتے۔ سامعین دو تین گھنٹے بیان اس لگن اور شوق سے سُنتے تھے کہ اُکتاہٹ یا تھکاوٹ محسوس نہ کرتے تھے۔ آپ نے تقریر اور تحریر سے

دیہاتی اور ان پڑھ لوگوں کو دین کے بنیادی اور اہم مسائل اس طرح سمجھائے کہ جاہل اہل علم بن گئے۔

حضرت قائد اہلسنت پاکستان کی مروجہ جمہوری سیاست سے بہت نالاں تھے۔ آپ شروع میں جمعیت علماء اسلام پاکستان میں مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے لیکن بالآخر جمعیت علماء اسلام سے الگ ہوگئے اور ایک خالص مذہبی تنظیم، ”تحریک خدام اہلسنت والجماعت“ کی بنیاد رکھی۔

اس تحریک نے توحید و رسالت، عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم و عقیدہ خلافت راشدہ کے تحفظ و فروغ کے لیے تحریری اور تقریری طور پر کوششیں جاری رکھیں اور الحمد للہ ایک منظم جماعت بن گئی۔ تحریک کا ہر کارکن اپنے امیر محترم کا بہت احترام کرتا۔ گھر میں بیٹھے بھی کسی کارکن کی جرات نہ ہوتی کہ دینی احکام میں ذرا سی لاپرواہی کرے۔ حضرت کا دینی اور علمی رعب کارکنوں پر سایہ کی طرح تھا۔ اور کارکن یقین رکھتے تھے کہ حضرت جی کی ناراضگی پر اللہ میاں ناراض ہو جائیں گے۔ کئی جذباتی تحریکوں نے خدام اہلسنت پر یلغار کی لیکن وہ ناکام رہیں۔ تحریک کے کارکنوں نے بوڑھے جرنیلوں کی قیادت میں ہی رہنے کو ترجیح دی۔

قائد محترم کو اپنے پیرخانہ سے بہت عقیدت و محبت تھی۔ ایک دفعہ دارالعلوم دیوبند کی ڈیڑھ صد سالہ تقریبات کے موقع پر نوائے وقت میں ایک کالم لکھا گیا جس میں حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ پر کئی اعتراض کئے گئے۔ میں نے اخبار کا ٹکڑا حضرت جی کو دکھایا۔ حضرت جی نے پڑھ کر فرمایا کہ کیوں کیا بات ہے۔ میں نے کہا حضرت جی میں مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ سے بیعت ہوں اخبار والے ان کے خلاف اعتراض لکھ رہے ہیں اگر اجازت ہو تو میں آپ کی بیعت ہو جاؤں۔ حضرت بہت غصہ میں ہوگئے اور فرمانے لگے کہ اخبار والے بکواس لکھتے ہیں ان کی باتوں پر یقین نہ کیا کرو۔ حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ بہت باعمل اور تقوی والے بزرگ ہیں آپ ان سے بیعت ہیں تو ٹھیک ہے۔ مجھ سے بیعت کی ضرورت نہیں۔ میں بہت نادم ہوا۔ اور اللہ سے معافی مانگی اور آئندہ کے لیے صحافیوں اور کالم نگاروں کی تحریروں پر یقین نہ کرنے کا تہیہ کرلیا۔ اللہ حضرت قائد محترم کی دینی خدمات کو قبول فرمائیں اور آپ کے درجات بلند فرمائیں اور آنجناب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔

❁❁❁❁

دین وشریعت کے پرجوش مبلغ

حافظ محمد عمران فاروق ☆

دارالعلوم دیوبند کے فاضل، اہل سنت کے خادم، علوم دینیہ کے خدمت گزار، خطابت کے شاہسوار، ملت اسلامیہ کے غم خوار، دین وشریعت کے پرجوش مبلغ، حمیت دین کے پیکر، دین حق کے نغمہ خواں، شرک کی نجاستوں میں توحید کے حدی خواں، بدعتوں کی ظلمتوں میں سنتوں کے منارہ نور، عقیدہ ختم نبوت ﷺ کے نقیب، عقیدہ حیات النبیؐ کے محافظ، صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمتوں کے پاسباں، مسلک اہل سنت کے پشتیبان، اکابر علمائے اہل سنت کے قدرداں، طلبائے علوم دینیہ کے مشفق ومربی، اسلاف کی جراتوں کے نشان، حریت پسند علماء کے لشکر کا جاں نثار سپاہی، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، قائد اہلسنت، بانی وامیر تحریک خدام اہلسنت والجماعت پاکستان حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ بمطابق 26 جنوری 2004 بروز پیر 90 سال کی عمر میں اپنے ہزاروں عقیدت مندوں قدردانوں، اور اعزہ واقربا کو مغموم، اُداس، افسردہ اور سوگوار چھوڑ کر سفر آخرت پر روانہ ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون چکوال شہر سے ایک ایسی برکت اُٹھ گئی جس کا وجود مسعود اس شہر کے لیے وجہ فخر ومباہات تھا۔

پکارتی ہیں فرقتیں کہاں گئیں وہ محبتیں
زمیں نگل گئی انہیں یا آسماں کھا گیا

ہر دور اور ہر ملک میں علمی جلالت اور عظمت شان کی حامل ہستیاں پیدا ہوتی رہیں، جو علوم اور معارف کے بیش قیمت خزانہ سے ملت کو نوازتی رہیں۔ ایسی ہی یگانہ اور فرزانہ ہستیوں میں دارالعلوم دیوبند کے تربیت یافتہ علمائے اہل سنت کا شمار ہوتا ہے۔ ان علمائے اہل سنت کا ہمیشہ سے یہ طرہ امتیاز رہا۔ کہ ان کے عمل کی جولان گاہ کبھی ایک نہیں رہی۔ وہ بیک وقت مختلف میدانوں میں شہسوار رہے ہیں۔ اگر

☆ معلم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال

وہ ایک طرف درس وتدریس میں مشغول ہیں۔ تو دوسری طرف تصنیف وتالیف میں ان کے قلم فیض رقم اپنی جولانی دکھلاتے رہے! اگر ان کے وعظ وخطابت، دعوت وارشاد اور منبر محراب سے صدائے حق وصداقت گونجتی رہی۔ تو وہ میدان حرب وضرب میں جاں سپاری وجاں بازی کی داد تحسین بھی حاصل کرتے رہے ہیں۔

غرض علماء اہل سنت علماء دیوبند شریعت وطریقت، دین وسیاست وقیادت سب کے جامع تھے۔ اس جامعیت نے انہیں ابنائے زمانہ کی نگاہ میں بہت بلند مقام عطا کیا۔ ان کی عظمت وجلالت کے سامنے سب سرنگوں رہے۔

اسی قافلہ صدق ووفا کے ایک راہ رو اور ایک مرد فرید قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نوراللہ مرقدہ بھی تھے۔ جن کی خلوتیں ذکر اللہ سے منور اور جلوتیں اتباع سنت وشریعت میں معروف تھیں۔

موصوف کی زاہدانہ اور مجاہدانہ زندگی جہد مسلسل اور علم وعمل، زہد وتقویٰ، استغناء وتوکل، عفت وپاک بازی، راست گفتاری وحق گوئی کی ایک ایسی کتاب تھی۔ جس کی ہر سطر آنے والی نسلوں کے لیے درس عمل اور جس کے اُبھرے ہوئے نقوش بہترین نمونہ تھے۔ آپ نے اس لادینی اور مادی دور میں جس طرح دینی، علمی، اخلاقی اور روحانی عظمتوں کو پروان چڑھایا۔ اور انسانیت کی جن قدروں کو اُجاگر کیا دنیا ان پر ہمیشہ فخر کرے گی۔

باقی رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔ دنیا کی ہر شے خواہ کتنی ہی دلکش ودلربا، کتنی ہی پُر بہار اور زندگی افروز اور ہر دلعزیز کیوں نہ ہو۔ بالاخر اسے ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا ہے۔ یہ مسلّم اور بین حقیقت ہماری نظروں سے اس طرح اوجھل ہوگئی ہے۔ جیسا کہ یہ کوئی حقیقت ہی نہ ہو۔ اس کا نتیجہ یہ کہ آج میں جو کچھ لکھ رہا ہوں۔ اس بات پر یقین کر لینے کو جی چاہتا ہے۔ اور نہ ہی دل اس بات پر آمادہ ہے اور وہ ہے۔ اپنے مربی ومشفق قائد وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی وفات حسرت آیات اور دنیا سے جدا ہونے کا المناک واقعہ۔ جانتے ہیں کہ یہ روح فرسا واقعہ پیش آچکا ہے۔ مانتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اُٹھ جانا یقینی ہے اور واضح ہے۔ لیکن دل میں رہ رہ کر اٹھنے والی اس ہوک کا کیا کریں جو حضرت کے نام کے ساتھ مدظلہ کی بجائے رحمۃ اللہ علیہ لکھتے وقت دل پر لرزہ، ہاتھوں میں کپکپاہٹ اور جسم میں جھرجھری پیدا کر دیتی ہے۔ ہر وقت سامنے رہنے والی اس دلکش تصویر کو کیا کہوں۔ جس

کے بارے میں رہ رہ کر یہ محسوس ہوتا ہے جیسے وہ ابھی سامنے سے مسکراہٹوں کے پھول بکھیرتی نمودار ہوگی۔ تب غموں کے سارے بادل چھوٹ جائیں گے اور یہ ڈراونا خواب جو مسلسل کافی عرصہ سے آنکھوں کے سامنے ہے ختم ہو جائے گا۔ وہ آواز جس نے ہر موڑ پر اہل علم کی، اپنے اور پرایوں کی ڈھارس بندھائی، کیسے یقین کر لیں کہ وہ اپنے جیتے جی سنائی نہیں دے گی۔ اس دنیا سے نہ جانے کتنے افراد ہر روز سفر عقبیٰ پر روانہ ہوتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ جن کی وفات پر ملک کے ہر کونے میں ہر مسلمان برابر کا مغموم ہو۔ زندگی میں کبھی کسی واقعہ کے تسلیم کرنے سے کلیجہ اس طرح نہیں ٹوٹا جیسا کہ اس واقعہ کے تسلیم کرنے سے ٹوٹ رہا ہے کہ جس منور چہرے کا دیدار غم وتشویش کا مداوا تھا۔ اب زندگی بھر کے لیے ہم سے روپوش ہو چکا ہے۔ جس مبارک وجود کی ڈھارس پر ہم وقت کے ہر طوفان سے لڑ سکتے تھے۔ اب اس کا سایہ سر سے اُٹھ چکا ہے۔ زندگی اب تک جس ذات کے گرد گھومتی تھی وہ نہیں رہی۔ علم وفضل کی وہ محفل اُجڑ گئی۔ اصلاح وارشاد کی وہ مسند ویران ہوگئی۔ دین کا وہ آفتاب روپوش ہوگیا۔ دینی بصیرت کا سرچشمہ چھن گیا۔

وکیل صحابہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک فرد کا نام نہیں تھا۔ بلکہ ایک نہایت حسین اور دلاویز پیکر کا نام تھا جس کا وجود خاکی تھا مگر صفات ملکوتی۔ آپ انتہائی منکسر المزاج، متواضع اور خلیق تھے۔ آپ مخاطب کے مقام مرتبہ کا لحاظ رکھتے تھے۔ لیکن اس سے ہرگز بے جا مرعوب نہیں ہوتے تھے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایسی دلنواز، ایسی بصیرت افروز، ایسی باغ وبہار، اور ایسی بھاری بھرکم شخصیت تھی کہ ان کی خصوصیات کا تذکرہ ایک مختصر مضمون میں سمانا صرف مشکل ہی نہیں بلکہ مشکل ترین ہے کہ ان کی ذات اسلاف کی مجسم یادگار تھی۔ ان کی پاکیزہ طبیعت، اکابر واسلاف سے ان کا شغف، دین کے لیے ان کا جذبہ اخلاص، زندگی میں نفاست، سادگی اور بے تکلفی کا امتزاج، ان کا ذوق مہمان نوازی، ان کی باغ وبہار شجاعت سے بھرپور علمی محفلیں الغرض ان میں سے کون سی چیز ایسی ہے؟ جسے بھلایا جاسکتا ہو۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار پاکستان کے ان عظیم المرتبت علماء میں ہوتا ہے۔ جن کو حق تعالیٰ نے شجاعت وبہادری کا حظ عظیم عطا فرمایا۔ جنہوں نے ہمیشہ حق وصداقت کا علم بلند رکھا، جو دین اسلام کی اشاعت وترویج کے لیے ہمہ وقت کوشاں وسرگرداں رہے۔ جنہوں نے دین اسلام کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ جنہوں نے ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خود کو وقف رکھا۔ جنہوں نے عقائد اور حمیت دینی کے نام پر ہر قسم کی نرمی، مصلحت اور سودے بازی سے اجتناب کیا، بلکہ حمیت دین پر نرمی اور کمزوری کو ضمیر فروشی اور بزدلی سے تعبیر فرمایا۔ دین اور اہل دین کی طرف اٹھنے والے ہر جابر کے پنجہ

استبداد کو قوت بازو سے توڑنا اپنا وطیرہ حیات بنایا۔ راہ حق میں زندگی سے زیادہ موت اور جھکنے سے زیادہ کٹنے کو عزیز رکھنے کا درس انقلاب دیا۔ جن کی سرگرمی عمل کا طنطنہ ہمیشہ قائم رہا۔

آج اُس آفتاب کو مٹی تلے چھپا دیا گیا۔ وہی مٹی جو ہر کسی کو اپنی گود میں لے لیتی ہے خواہ صالح ہو یا طالح۔ نیک ہو یا بد، عالم ہو یا جاہل، امیر ہو یا فقیر، امام ہو یا مقتدی۔

وہ پھول چنا میرے گلستان سے اجل نے
جس پھول کی خوشبو سے معطر ہے جہاں آج
وہ اسوہ اسلاف کی رخشندہ علامت
اے خاک بتا! تو نے چھپائی ہے کہاں آج

آج اجل نے گلستان سے ایک اور پھول چن لیا جسے سپرد خاک کرنے کے لیے ہزاروں لوگ جمع ہیں وہ تشنگان علم جو مدارس کی آبرو ہیں۔ وہ مشائخ جو پُر ہول سناٹے میں ٹمٹماتے چراغ ہیں۔ عوام اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کا ہجوم تھا جو اُمڈا چلا آرہا تھا۔ ایک کشش ثقل تھی۔ جو انہیں اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے نماز جنازہ میں تاخیر بھی ہوگئی۔ جنازہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں گورنمنٹ گراونڈ پہنچا۔ لوگوں کی زبانوں پر جانے والے کے محاسن اور فضائل کا تذکرہ تھا اور خدمات کی تعریف و توصیف، آخر ایسا کیوں نہ ہوتا کہ خدمات کا دائرہ پورے ۵۰ سال پر محیط تھا۔ گویا...... نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں۔ کوئی مرحوم کے رعب اور دبدبے کا تذکرہ کر رہا تھا کہ جس کے سامنے بڑوں بڑوں کو دم مارنے کی جرات نہ ہوتی تھی اور کوئی علمی استحضار کی تعریف میں رطب اللسان تھا۔ کوئی تواضع اور سادگی پر فدا ہو رہا تھا۔ کسی کی زبان پر اس ابتلاء کا ذکر تھا جس میں زندگی بھر مبتلا رہے۔ مگر نہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹا، نہ پائے استقامت میں لغزش آئی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائیں اور آپؒ کی مرقد کو نور سے بھر دیں آمین اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے ہوئے نقش قدم پر تاحیات چلنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین اور اللہ تعالیٰ جانشین وکیل صحابہ دامت برکاتہم صاحبزادہ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب مدظلہ کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے ہوئے مشن (ماانا علیہ واصحابی) کو تاقیامت آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ امین بجاہ النبی الکریم

برصغیر کی ...... عظیم شخصیت

حافظ محمد عثمان حیدری ☆

قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ وجیہہ وشکیل اور بارعب شخصیت کے مالک، خوش الحان، بہترین مقرر، خدمت دین کے جذبہ سے سرشار، عالم باعمل، متبع سنت، اسلاف پر اعتماد کرنے والے، علمائے حق کی راہ پر گامزن، نڈر بے باک اور اظہار حق کے معاملے میں دوٹوک اور بالکل بے خوف تھے۔ اس فرض کو ادا کرتے ہوئے کسی ملامت کی پرواہ نہ کرتے حق بات کہتے چاہے کچھ بھی ہو جائے دل کی بات کا اظہار بانگ دہل کرتے............

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
ازل سے رہا ہے قلندروں کا طریق

قائد اہل سنت میں دین حق کے لیے حمیت، حمایت اور جہاد کا جذبہ غیر معمولی تھا۔ اسی جذبۂ جہاد کی بنا پر حق وصداقت کے لیے سینہ سپر رہتے جو بات مسلک اہل سنت کے خلاف ہوتی اس کے خلاف ڈٹ جاتے۔ دین کی حمایت ونصرت اور حفاظت ونگہبانی کے لیے کسی سے بھی ٹکر لینے سے گریز نہ کرتے۔

قائد اہل سنت نے اپنے آپ کو صرف منبر ومحراب تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ ایک عالم حق گو کی شان کے مطابق حق وباطل کے معرکے میں ننگی شمشیر رہے۔

چنانچہ امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر نقب لگانے والوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے دشمنوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور انبیاء معصومین علیہم السلام پر تنقید کرنے والے مودودیوں، عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں، شرک وبدعت کرنے والوں اور حجیت حدیث کے منکروں کے خلاف سنی قوم کی رہنمائی کا حق بڑی جرأت کے ساتھ ادا کیا۔ اس راستہ میں حوادثات ومصائب کا پوری عزیمت اور جرأت سے مقابلہ کرتے ہوئے تسلیم ورضا اور صبر واستقامت کا شاندار مظاہرہ کیا۔

☆☆ بستی حق چار یار رضی اللہ عنہم موہا (چکوال)

یہی وجہ تھی کہ جب خطاب کرتے تو لوگ ان کے خطاب میں ایمان کی حرارت محسوس کرتے۔ قائد اہل سنت کے بیانات بڑے سادہ سے انداز میں ہوتے اور ہر کسی کو سمجھانے کی کوشش کرتے۔ اس لیے آپ کی خطابت کا اثر ہوتا.........

دل سے نکلتی ہے جو بات اثر رکھتی ہے

قائد اہل سنت کی طبیعت میں علمائے اہل سنت کے لیے تواضع تھی۔ طلباء کے لیے بے حد شفقت تھی مدرسین جامعہ کا دل سے احترام کرتے۔ لباس سادہ پہنتے، عزیز و اقارب کے حقوق کا خیال اور صلہ رحمی کے تقاضوں سے خوب باخبر تھے۔

قائد اہل سنت نے قلم کے ذریعے بھی امت کی مثبت خدمت کی۔ ساری زندگی قلم سے اور زبان سے اصحاب نبوت ﷺ کا تذکرہ کرتے رہے اور فرماتے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ شخصیات ہیں جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کا زمانہ پایا حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی حضور اکرم ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔

قائد اہل سنت کی شخصیت کا یہ پہلو بھی منفرد رہا کہ اپنے اکابر علمائے اہل سنت والجماعت کے مسلک سے ہٹ کر کبھی سوچا تک نہیں۔ مخالفتوں کے طوفان اُٹھے مگر کیا مجال کہ اس مردِ قلندر نے کبھی پلٹ کر دیکھا ہو۔ زندگی بھر ایک ہی بات پر ڈٹے رہے کہ اکابرین کے نقش قدم پر چلنا۔

میرے والدِ محترم صوفی محمد خان صاحب نے تقریباً ۴۰ برس قائد اہل سنت کی رفاقت میں گزارے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق کس طرح اور کب قائم ہوا۔ تو فرمانے لگے .... ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ میں نے اپنے گاؤں میں دکان بنائی اور ساتھ ہی مسجد میں نمازیں بھی پڑھاتا تھا۔ گاؤں کے ایک بزرگ فرمان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی نماز کے لیے مسجد میں آتے تھے۔ ان کے ساتھ میرا خاصا تعلق تھا۔ انہی دنوں میں سنی کانفرنس آ گئی۔ کانفرنس میں شرکت کے لیے ہم دونوں پیدل گاؤں ہرڑ سے بھیں گئے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ صوفی شیر خان صاحب بھی تھے اور یہ حضرات بازار سے گزر رہے تھے دونوں کی نورانی شکلیں اور سرخ داڑھیاں تھیں دونوں کے ہاتھ میں چھڑیاں تھیں فرمان علی صاحب نے میرا تعارف حضرت جی سے کروایا۔ حضرت جی نے مجھے اس وقت ایک نظر بھر کر سر سے پاؤں تک دیکھا۔ اور فرمایا کہ اور آدمیوں کو ساتھ کانفرنس پر لایا کرو اور خود بھی چکوال آیا کرو۔ اس وقت حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علمائے اسلام میں تھے۔ بیعت بھی انہی دنوں میں کی۔ جب بیعت کے لیے عرض

کی تو فرمانے لگے جمعہ کے دن آنا۔ اسی طرح ہر جمعہ پر آنے لگے جمعہ کے بعد چائے یا پانی [illegible]
ایک دن اپنے پاس بٹھا کر میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور بیعت فرمالی۔

حضرت جیؒ کی اجازت سے سڑک پر ہوٹل بنایا ہے ہوٹل پر اس وقت کوئی شیعہ نہ چائے پی سکتا تھا اور نہ ہی پانی پینے کی اُسے اجازت تھی۔ اگر کوئی آ جائے تو اسے باہر نکال دیتا تھا۔ کیونکہ حضرت جیؒ نے ہمارے ذہنوں میں صحابہ کرامؓ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔ اس لیے یہ گوارا نہ تھا کہ صحابہؓ کا کوئی دشمن میرے ہوٹل سے چائے یا پانی پیئے۔

۱۹۶۸ء میں تبلیغی جلسے ہوتے بہت کم لوگ حضرت جیؒ کے ساتھ ہوتے۔ ہمارے گاؤں ہرڑ میں سے صوفی محمد خان صاحب مرحوم، نور حسن صاحب اور میں حضرت جیؒ کے ساتھ ہوتے۔ ۱۹۶۸ء میں ہوٹل کے ساتھ ہی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد کے سنگ بنیاد میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ، حضرت مولانا عبداللطیف شجاع آبادی، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمیؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب (تلہ گنگ) حضرت مولانا عبدالحمید صاحب فاروقی (تلہ گنگ) یہ حضرات موجود تھے۔ پہلا جلسہ ہرڑ میں اسی دن ہوا۔ جس دن مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جلسہ ہمارے گھر میں ہوا۔ تقریباً ۴۰ یا ۵۰ آدمی جمع ہو گئے تھے۔ سکندر خانؒ اس وقت زندہ تھے۔ کہنے لگے کہ اس سے پہلے کبھی بھی یہاں جلسہ نہیں ہوا۔ بلکہ ایک بڑا مشہور میلہ لگتا تھا۔ جو کہ ہم چند ساتھیوں نے مل کر بند کرا دیا تھا۔ اُس دن سے آج تک الحمدللہ یہ سالانہ کانفرنس جاری ہے۔ اس کے بعد حضرت جیؒ کے ساتھ بہت زیادہ آنا جانا شروع ہو گیا۔

جب پہلی دفعہ شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنیؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب مدظلہ چکوال تشریف لائے تو ہم استقبال کے لیے گاڑی لے کر راولپنڈی گئے۔ حضرت جیؒ اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمیؒ شہر سے باہر استقبال کے لیے ہمارے گھر (بستی حق چار یارؓ) تک تشریف لائے۔ جس وقت ہم حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب مدظلہ کو لے کر (بستی حق چار یارؓ) پہنچے تو ان کا والہانہ استقبال کیا گیا پھر یہ حضرات تھوڑی دیر ہمارے گھر ٹھہرے رخصت ہونے سے پہلے حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب نے دعا فرمائی۔ اس کے بعد چکوال تشریف لے گئے اور وہاں بیان فرمایا پھر اس کے بعد جہلم تشریف لے گئے۔

میرا نکاح بھی حضرت جی نے پڑھایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے چار بیٹے عنایت فرمائے۔ ان

کے نام بھی حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے خلفائے راشدین کے اسمائے مبارکہ پر رکھے۔ محمد ابوبکر، محمد عمر، محمد عثمان، محمد علی۔
یہ چند باتیں میں نے والد محترم سے سنیں اور تحریر کر دیں۔

اب عرض کرتا ہوں کہ یہ عظیم شخصیت کہ جسے دنیا قائد اہل سنت وکیل صحابہ جو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے نام سے یاد کرتی ہے یہ ہم سے کس طرح رخصت ہوئے۔

۲۶ رجنوری ۲۰۰۴ء کی رات تھی راقم الحروف جامعہ عربیہ اظہار الاسلام میں تھا کہ اسباق سے فراغت کے بعد حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کے حوالے سے کلاس کے ایک ساتھی کے ساتھ گفتگو ہو رہی تھی کہ اسی اثناء میں تقریباً ساڑھے بارہ بج گئے۔ جس کے بعد سو گئے اذان فجر کے بعد ایک طالب علم کمرے میں آیا تو روتے ہوئے کہنے لگا جلدی اٹھو آج مدرسہ یتیم ہو گیا۔ کہ قائد اہل سنت ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ بات سنی تھی کہ جسم کے تمام اعضاء اپنا کام کرنا چھوڑ گئے۔ چند لمحوں کے لیے بے حس و حرکت پڑا رہا آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے پھر بڑی مشکل سے اٹھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ جدھر دیکھا علوم نبوت کے وارث، اس اصحاب نبوت کے سچے وکیل کی جدائی پر رو رہے تھے۔ آنسو تھے کہ تھمتے نہ تھے۔ نماز فجر کے بعد پورے شہر میں کہرام مچ گیا خبر مشہور ہو گئی۔ مساجد میں اعلانات شروع ہو گئے۔ کہ آج برصغیر کی عظیم شخصیت اس دنیا سے انتقال کر گئی ہے آج یہ دھرتی باعمل و باکردار اور بے باک عالم دین سے محروم ہو گئی ہے۔ قائد اہل سنت کی وفات نے کہرام مچا دیا۔ یہ دن بڑی مشکل سے گزرا جس کو دیکھو اشک بار ہے۔ نماز ظہر ایک بجے ادا کی اس کے بعد قائد اہل سنت کے جسد خاکی کو مدنی مسجد کے پلاٹ میں رکھا گیا۔ زیارت کرائی جا رہی ہے میں جس وقت قائد اہل سنت کی چارپائی کے قریب کھڑا تھا آنکھیں پرنم تھیں نگاہیں چہرہ انور پر مرکوز تھیں۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ قائد اہل سنت فرما رہے ہوں ....

شاد رہو اے دنیا والو! یاد دعا میں رکھنا
ہم تو چلے اس دیس جہاں بسے ہیں یار پرانے

اس کے بعد جنازہ کالج گراؤنڈ لایا گیا راستے میں لوگ اپنے محبوب قائد پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے رہے۔ ٹریفک کا نظام معطل ہو کر رہ گیا۔ اتنا بڑا جنازہ چکوال کی تاریخ میں پہلے کبھی کسی کا نہیں ہوا۔ راستے میں خدام اہل سنت کے کارکن فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ جب جنازہ کالج گراؤنڈ میں پہنچا تو وہاں ہر طرف سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ یہ چکوال کے ایک خطیب کی ہی رحلت نہ تھی بلکہ یہ ایک مرد درویش اور مرد مجاہد کی رحلت تھی۔ جس نے دین حق کی خدمت میں تقریباً ۵۵ سال اس شہر میں گزارے

اور ایک خلقت اس کے زیرِ سایہ آ کر جمع ہو گئی آج وہ شخص اس شہر سے رخصت ہوا کہ جس کا زہد وتقویٰ جس کی شجاعت و بے باکی کا جذبہ بے مثال تھا۔ جنازے کے بعد لوگوں کو کالج گراؤنڈ میں محبوب قائد کی زیارت کروائی گئی۔ پورے شہر میں سوگ کا ساسماں رہا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

پھر قائد اہل سنت کے آبائی گاؤں بھیں میں جنازہ ایک بہت بڑے جلوس کی صورت میں لایا گیا۔ جہاں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد جسدِ خاکی کو قبرستان میں لایا گیا۔ میں نے آخری دیدار اس وقت کیا جب قائد اہل سنت کو لحد میں اُتار چکے تھے۔ کانپتے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ مٹی ڈالی ادھر محبوب قائد کا محبوب چہرہ غروب ہوا ادھر آفتاب دنیا بھی غروب ہو چکا تھا۔ پھر آنکھوں میں آنسو لیے ہوئے ڈگمگاتے ہوئے قدموں کے ساتھ واپس چکوال کی طرف آئے۔

یوں تو دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونا ہی بڑی بات ہے مگر آپ ان چند حضرات میں سے تھے جنہوں نے دارالعلوم کی فکر کو زندہ رکھا اور آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے..........

دریا میں یوں تو ہوتے ہیں قطرے ہی قطرے سب
قطرہ وہی ہے کہ جس میں دریا دکھائی دے

اکابر کے ادب واحترام کو جب کتابوں میں پڑھتا ہوں تو دل میں یہی خیال آتا تھا کہ اب کاغذ کتاب پر لکھنے کی باتیں ہی ہیں۔ قربِ قیامت ہے اب صرف کہنے کی باتیں ہیں لیکن جب قائد اہل سنت کی خدمت میں حاضر ہوتا تو کاغذات پر اکابر کے ادب واحترام کے نقوش مجسم نظر آتے۔

قائد اہل سنت کی زیارت سے حضرت مدنی رحمہ اللہ اور اکابرین علمائے دیوبند کی یادیں تازہ ہو جاتی تھیں۔ اس بڑھاپے میں عزم جواں رکھنے والا بزرگ دن رات دین کے لیے ان تھک محنت وکوشش میں مصروف رہنے والے کی موت نے صرف جسمانی اولاد کو ہی نہیں بلکہ اہل اسلام کو یتیم کر دیا۔

آخر میں یہی کہتا ہوں۔ امام الاولیاء، بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت، قائد اہل سنت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کی زندگی قابل تقلید اور ان کی موت قابلِ رشک تھی..........

ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

عظیم باپ کے...... عظیم بیٹے

جناب قاضی محمد اسرائیل صاحب ☆

انگریز کا دور اقتدار ہے اس کا خود کاشتہ پودا ابھی ٹہنی کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ مرزا غلام احمد کی گندگی کی بدبو ابھی پھیل رہی ہے۔ ایک مرد حق صدائے حق بلند کرتا ہے۔ اور اس کی یلغار اتنی تیز تھی کہ مرزا غلام احمد برداشت نہ کر سکا۔ اپنے آقا انگریز سے مشورہ کیا کہ اب میں کیا کروں؟ میرے اوپر اس انداز میں یلغار ہو رہی ہے کہ میں اس کی مدافعت نہیں کر سکتا۔ انگریز کے مشورے پر عدالت میں ہتک عزت کا دعویٰ کیا گیا لیکن جب جہلم کی عدالت میں مرزا غلام احمد نے رسوائی دیکھی تو یہاں سے کیس گورداسپور منتقل کرایا مرزا غلام احمد قادیانی کا خیال تھا کہ میں کیس جیت جاؤں گا۔ مگر اس مرد قلندر کی یلغار انگریز کی عدالت میں بھی اس کو بچا نہ سکی اور مرزا غلام احمد پر جرمانہ ہو گیا۔ یہ مرد مجاہد سرزمین چکوال کے ایک گاؤں میں رہتے تھے مناظر بھی کمال کے تھے۔ اکابر علماء دیوبند کے مناظر مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کو سن کر اور مولانا حسین احمد مدنی کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ترانے سن کر اپنے فرزند کو دیوبند بھیجا اور پھر دیوبندی بنکے ہو کر رہ گئے ان کا نام ''مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ'' تھا۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی پر قہر ربانی بن کر نازل ہوئے۔

آفتاب آمد

اسی مرد قلندر نے دوسری ضرب قلم کی اس فرقہ پر لگائی جنہوں نے اپنا کلمہ جدا کیا، اذان جدا کی، جنازہ جدا کیا، سب کچھ جدا کیا۔ تو مولانا نے اس میدان میں بھی قدم رکھا اور مایہ ناز کتاب لکھی ''آفتاب ہدایت'' اس میں مولانا نے ثابت کیا کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی سچا دین لے کر آئے اور وہ ہی دستور قرآن کی مبارک شکل میں موجود ہے۔ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہونے والے لوگ

☆ ساکن، گزنگی، مانسہرہ

اصحاب رسول ﷺ ہیں۔ان سے بیر بدبختی کی علامت ہے۔ان کی غلامی نجات کی نشانی ہے۔اس کتاب میں ان لوگوں پر ایسی ضرب لگا گئے کہ قیامت کی صبح تک سر نہیں اٹھا سکتے۔جن پر اللہ نے فضل کیا وہ ہدایت پا گئے۔

گستاخ رسول کو جہنم رسید کر دیا

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عظیم بھائی غازی منظور حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے راجپال ہندو کو جہنم رسید کیا۔اور خود جامِ شہادت پا گئے۔یہ مرد قلندر جیل میں سنت یوسفی زندہ کر رہے تھے بھائی کے جنازہ میں بھی شامل نہ ہو سکے۔

والد کا جنازہ

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ جیل کی فضاؤں کو آباد کر رہے تھے کہ وہ دنیا کا عظیم انسان جس نے مرزا غلام احمد کو انگریز جج سے جرمانہ کرایا تھا۔وصال فرما گئے۔اور آپ ان کے جنازہ میں بھی شامل نہ ہو سکے۔

والدہ کا جنازہ

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیل میں مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ فرما رہے تھے کہ جن کے قدموں میں اللہ نے جنت کو رکھا ہے والدہ محترمہ، وہ بھی اس عارضی زندگی کو چھوڑ گئیں اور جنت میں ٹھکانہ بنا لیا۔تین بہت بڑے حادثات مثل صبر ایوبی بن کر برداشت کر گئے۔

تحریک ختم نبوت

تحریک ختم نبوت میں حضرت قائد رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کردار ادا کیا کہ اپنے والد محترم کی یاد تازہ کر دی۔ جیل میں تحریک شروع ہو گئی تو گلشن اسلام جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم میں مرزا قادیانی اور اس کی نالائق اولاد پر عظیم والد کا عظیم بیٹا آسمانی بجلی بن کر کڑکا اور خود گرفتار ہو کر عاشقانِ رسول ﷺ کے باغ کا ایک عظیم پھول بن گیا۔

آج عاشق صادق کا پتہ چل گیا

جب مرزائیوں کے خلاف محاذ گرم ہوا تو چکوال میں کسی مرد قلندر نے ایوبی دور میں در و دیوار پر مرزائیوں کے خلاف لکھائی کر دی۔انتظامیہ نے علماء کو بلا کر تفتیش شروع کر دی کہ یہ لکھائی کس نے کی ہے؟ سب نے بات کو اِدھر اُدھر کرنا چاہا اور کہا جس نے لکھا ہے اس کو پکڑا جائے۔اس وقت عظیم باپ

کے عظیم بیٹے کے غیرت مند ایمانی خون نے جوش مارا اور آپ نے بزبان حال یہ کہا...... کہ تف ہے ان مولویوں پر جو منبر و محراب سے عشق رسول ﷺ کے نعرے بلند کرتے ہیں اور اگر کوئی عاشق صادق اپنے جذبات کا اظہار کر دے تو اس کو سزا دلوانے کی باتیں کرتے ہیں۔ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ یہ کس نے لکھا ہے لیکن اگر معلوم ہو جائے تو میں مذکورہ عاشق صادق کے ہاتھ چوم لوں گا۔

گولی منظور ہے مگر مرزائیوں کا جلسہ نہیں ہوگا

چکوال شہر میں جب مرزائیوں کو انتظامیہ نے جلسہ کی اجازت دے دی تو ایک مرد مجاہد اپنی مسجد سے تلوار لے کر نکلا اور اعلان کر رہا تھا مسلمانو! تمہاری غیرت کہاں گئی؟ مرزائی سپیکر پہ اپنی آواز بلند کر رہے۔؟ جب جلسہ گاہ کے قریب گئے تو پولیس افسر نے کہا: ان کو جلسہ کی اجازت ملی ہوئی ہے۔ لکیر لگا کر کہا اس سے آگے جو آئے گا گولی لگے گی یہ مرد مجاہد بول اٹھا۔ میں گزر رہا ہوں ہے کوئی گولی چلانے والا چلائے گولی۔ ہم تو نام محمد ﷺ پہ جان دینا سعادت سمجھتے ہیں......

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میداں مگر جھکی تو نہیں

ناموس رسالت پہ مرجانا اصل میں جینا ہے۔ اس مرد مجاہد نے قلم کے ساتھ بھی اہل باطل کو للکارا۔ جب بھی کوئی مسلک کے خلاف کام کرتا تو حضرت کا قلم چل پڑتا۔ اہل سنت کے حقوق کی نگہبانی کرتا رہا۔ آپ زندگی بھر اہل حق کے حقوق کا دفاع کرتے رہے۔ قلم بھی چلتا رہا زبان بھی بولتی رہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وکالت کرتے رہے۔ دیوبند کے مسلک کے پاسبان رہے۔ اگر اپنوں میں سے بھی کوئی دیوبند کے مسلک کے خلاف ذرا بھی راستہ سے ہٹا تو حضرت کی زبان بول پڑی قلم چل پڑا۔ یہ مرد مجاہد حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ قافلہ حق کے حدی خوان تھے۔ آپ کے ذہن میں خیال آئے گا یہ اسلام کا ہیرو۔ دیوبند کا فاضل، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، ترجمان اہل سنت اور حضرت مدنی کے خلیفہ مجاز کون ہو سکتے ہیں؟

زبان بول پڑی کہ یہ اسلام کے عظیم راہنما پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ ہیں۔

داعی دین اور ماحیٔ فتن

مولانا عبدالمستعان انگی ☆

۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بروز پیر داعی دین، ماحی فتن، قائدِ اہل سنت وکیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔ اور ہم خدام اپنے شیخ کی محبت سے محروم ہوگئے۔

ہزاروں غم سہے لیکن نہ آیا آنکھ میں آنسو
ہم اہلِ ظرف پیتے ہیں چھلکایا نہیں کرتے

اس دور میں ہر طرف فتنوں کا راج بھی ہے اور عروج بھی۔ ظلم وفساد ساری دنیا پر حکمرانی بھی کر رہا ہے اور من مانی بھی۔ نئے نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ اسلامی عقائد اور اعمال کو بگاڑنے کی سرتوڑ کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان حالات میں اپنے عقیدے کا تحفظ کرنا اور ایمان بچانا انگاروں پر چل کر منزل پر پہنچنے کے مترادف ہے۔ ان عالمی فتنوں سے پورے عالم میں جو بدحواسی پھیلی اس حالت میں سارے جہان سے غافل ہوکر اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ممکن سا بن چکا ہے۔

ان حالات میں شیطانی دھوکے اور فتنوں کے طوفان میں ڈوبنے سے بچنے کے لیے کسی مضبوط سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ نفس وشیطان کی غلامی سے بچنے کے لیے اور اپنے رب سے تعلق جوڑنے کے لیے میں نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۹۹۴ء میں اصلاحی تعلق قائم کیا۔

اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جامعہ عربیہ اظہار الاسلام میں ابتداء سے لے کر جلالین تک کتابیں پڑھیں۔ جہاں استادِ محترم مولانا قاری جمیل الرحمٰن صاحب موجود تھے۔ جن میں بندہ نے ایک استاد کی شفقت، ایک باپ کی مہربانی، ایک دوست کی محبت، ایک محسن کی ہمدردی اور ایک مربی کی نگرانی پائی۔

☆ فاضل دارالعلوم کراچی

دوران تعلیم تقریباً آٹھ سال تک حضرت رحمہ اللہ کے دروس القرآن میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ جو شب جمعہ میں بعد از مغرب حضرت رحمہ اللہ ارشاد فرماتے تھے۔ حضرت رحمہ اللہ کے درس میں توحید و رسالت اور شان صحابہ رضی اللہ عنہم پر بیان ہوتا تھا۔ حضرت رحمہ اللہ کی ذات جیسی جامع صفات تھی۔ آپ کا درس بھی ایسے ہی جامع ہوتا تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت شان اور مرتبہ و مقام حضرت رحمہ اللہ کے درس میں ہی سمجھ آیا۔ چونکہ صحابہ کرامؓ کی ناموس کا تحفظ اصل میں اسلام کا تحفظ ہے۔ اس لیے آپ رحمہ اللہ نے کسی بھی موقع پر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت کے تذکرے کے بغیر بات کرنا مناسب نہیں جانا۔ گویا کہ وہ زبان حال سے یہ فرما رہے ہوتے کہ ......

اسلام کی عظمت کے مینارے ہیں صحابہؓ
چاند ہیں محمدؐ تو ستارے ہیں صحابہؓ

اکثر اوقات درس میں فرمایا کرتے تھے کہ طلباء قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر تو پڑھتے ہیں لیکن امتحان کے لیے، اگر سمجھ کر پڑھیں تو ان کو صحابہ کرامؓ کی شان، آیتِ استخلاف اور آیتِ تمکین خوب سمجھ میں آجائے۔

کراچی آنے کے بعد جب بھی تعطیلات میں چکوال جانا ہوتا یا بذریعہ فون حضرت رحمہ اللہ سے بات چیت ہوتی تو خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد بطور نصیحت فرماتے ''عقیدہ کی محنت کرو، سُنی ذہن بناؤ اور مسلکِ علماء دیوبند سے وابستہ رہو۔''

میرے حضرت رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا اور بہت سے جامع اوصاف کے ساتھ متصف کیا تھا۔ آپ بیک وقت ایک بہترین مصنف، بہترین واعظ اور دینی غیرت اور ایمانی بصیرت رکھنے والے عظیم مجاہد تھے۔ عام اہلِ علم کی حالت یہ ہے کہ ان کے کام کا ایک محدود دائرہ ہوتا ہے، ان کی اپنی ایک دنیا ہوتی ہے، وہ اسی میں محدود رہتے ہیں، اس دنیا سے باہر کیا ہو رہا ہے وہاں جھانکنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس رحمہ اللہ کو ایسی بیدار مغزی اور ایمانی بصیرت عطا فرمائی تھی کہ بہت جلد فتنہ کو پہچان لیتے تھے اور جہاں کہیں مسلک کے خلاف کوئی آواز اٹھتی، دین کے خلاف کوئی فتنہ اٹھتا، آپ کا قلم اسلام اور مسلک کے دفاع کے لیے متحرک ہو جاتا اور اس فتنہ کا مقابلہ کرتا، دلائل و براہین کے اتنے انبار لگا دیتے کہ اس فتنہ کو خاموش کر دیتے۔ آپ کے قلم سے نکلنے والی تحریریں اس پر شاہد عدل ہیں۔ حضرت کو ان فتنوں سے حد درجہ بغض اور نفرت تھی اور یہ آپ کے مضبوط

ایمان کی دلیل تھی۔

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ تحریر فرمایا......

''حق تعالیٰ شانہ نے زائغین کے برپا کردہ فتنوں کو ایمان کے جانچنے اور پرکھنے کے لیے کسوٹی بنایا ہے یعنی اسے ان فتنوں سے تنفر ہے یا ان کی طرف کشش؟ جس شخص کے دل میں ایمان جتنا قوی، جتنا مضبوط اور جتنا صحت مند ہوگا اسے فتنوں سے اسی قدر نفرت اور بغض وعداوت ہوگی اور اس کی نسبت سے کشش ہوگی۔''

حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اہلِ فتنہ سے قتال کو ''ایمان'' کا بلند ترین مرتبہ قرار دیتے تھے اور فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے پانچ اوصاف کا حامل ہونا ضروری قرار دیا کرتے تھے۔ وہ پانچ اوصاف یہ ہیں......

1. ایمانی حس:۔ یعنی دل میں ایمان اتنا راسخ اور مضبوط ہو کہ فوراً فتنے کی بو سونگھ لے۔
2. ایمانی طاقت:۔ یعنی وہ قوت کہ فتنہ کی بو اس کے لیے ناقابل برداشت ہو۔
3. بسالت وشجاعت:۔ جو آتشِ نمرود میں کودنے اور اپنے وقت کے بڑے سے بڑے فرعون سے ٹکر لینے پر آمادہ کرے۔
4. علم وفضل کا ساز وسامان اور اسلحہ:۔ جس کے ذریعہ علمی جنگ لڑی جاسکے۔
5. حق تعالیٰ سے قلبی تعلق:۔ اپنے ضعف وناتوانی پر نظر اور بارگاہ خداوندی سے پیہم التجاء۔

ان پانچ اوصاف کو بیان کرنے کے بعد حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت بنوری نور اللہ مرقدہ کے بارے میں لکھتے ہیں......

''حضرت قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام اوصاف سے مزین فرمایا تھا جو فتنوں کے سامنے سینہ سپر ہونے کے لیے درکار ہیں، ان کی ''ایمانی حس'' اتنی تیز تھی کہ نہ صرف دور سے فتنہ کو محسوس کر لیتی تھی بلکہ اس کی باریک سے باریک رگوں کو بھی ٹٹول لیتی، ''ایمانی غیرت'' ایسی پرجوش تھی کہ انہیں ہمہ دم فتنوں کے خلاف بے قرار اور آتش پا رکھتی ''شجاعت وجرأت'' ایسی تھی کہ بڑے بڑے فراعنہ سے ٹکرا دیتی، علم وفضل، فہم وفراست، عقل وتدبر اور سیادت ووجاہت میں آپ کی برتری عرب وعجم میں مسلم تھی اور حق تعالیٰ شانہ سے رشتۂ قلب ایسا قوی، مضبوط اور استوار تھا کہ آسمان سے رحمتِ الٰہی کو کھینچ لاتا تھا، وہ ہر کام سے پہلے اللہ تعالیٰ سے اتنی دعائیں، اتنی التجائیں، اتنے استخارے کرتے اور نالہ ہائے نیم شبی میں اتنی سسکیاں بھرتے کہ مالکِ رؤف ورحیم کو ان پر ترس آجاتا۔ وہ جب بھی میدانِ جہاد میں

اتر تے تو اسی کی رضاء کے لیے اور اس کے بھروسے پر۔ پھر ان کا قلبی تعلق مرکزِ تجلیاتِ الٰہی، کعبۂ مشرفہ اور معدنِ انوارِ نبوت روضۂ مطہرہ سے ہمیشہ پیوست رہتا۔'' (خاص بنوری نمبر رحمہ اللہ)

آپ ان الفاظ کو بار بار پڑھیے، حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ نے اگر چہ یہ الفاظ اپنے شیخ کے لیے تحریر فرمائے تھے لیکن اگر آپ میرے مرشد حضرتِ اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کا مطالعہ کریں تو واضح نظر آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس رحمہ اللہ کو بھی انہی اوصاف سے متصف فرمایا تھا اور یہ تمام الفاظ آپ رحمہ اللہ پر بھی حرف بحرف صادق آتے ہیں جس طرح حضرت بنوری رحمہ اللہ پر صادق آتے تھے۔

دورِ حاضر کے فتنوں کے تعاقب میں اور مسلکِ اعتدال یعنی مسلکِ علماء دیوبند کی نشاندہی میں انہوں نے جس طرح بے نظیر خدمات سرانجام دیں وہ اُنہیں کا حصہ ہیں۔

حضرت رحمہ اللہ کی ذات ایسی ہمہ جہت، کثیر الفوائد، جامع اور بابرکت تھی کہ اس کی مثال خال خال ہی ملتی ہے...... یہ ان ہستیوں میں ایک ہستی تھیں جو اہلِ آسمان کے لیے قابلِ رشک اور اہلِ زمین کے لیے باعثِ رحمت ہوتی ہیں۔ جب ایسے عالمِ باعمل دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو زمین کا ایک بڑا خطہ ان کی برکات سے محروم ہو جاتا ہے، اسی لیے کہا جاتا ہے......

موتُ العالمِ موتُ العالم

❀❀❀❀

قاری مظہر حسین عثمانی، تلہ گنگ

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ گو ہم سے جدا ہو گئے ہیں لیکن ان کی یادیں ہماری زندگی کا سرمایہ ہیں اور ان کا مشن، ان کی فکر ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

صحبت شیخ کا اثر

حافظ خدا بخش ☆

جب سے میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنا مجھے ان کی زیارت کا بے حد شوق ہوا اور دن بدن یہ تڑپ بڑھتی گئی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ خوش قسمت لمحہ آ گیا جس کا انتظار تھا اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت، مصافحہ اور مجلس بھی میسر ہوگئی۔ میں پہلے میرپور آزاد کشمیر درجہ حفظ میں پڑھا تا تھا ان دنوں جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کا سالانہ جلسہ تھا اور ہم نے بھی وہاں جانا تھا۔ بھائی محمد عثمان نے مجھے بتایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائیں گے زیارت بھی کر لینا اور بیعت بھی ہو جانا۔ بہر حال نماز ظہر کے بعد ہمارا قافلہ میرپور سے روانہ ہوا اور تقریباً چار بجے جامعہ حنفیہ پہنچ گیا حضرت کی زیارت کے لیے دل اتنا کھنچا جا رہا تھا کہ ایک لمحہ کی تاخیر بھی ناقابل برداشت تھی لیکن فوراً زیارت نہ ہو سکی کیوں کہ بھائی محمد عثمان جلدی ملے نہیں اور میں ان کے بغیر حضرت کے پاس نہیں جا سکتا تھا اور نہ ہی مجھے پتہ تھا کہ حضرت کہاں ہیں اور زیارت و بیعت کا وقت بھی ہے یا نہیں۔ خیر تھوڑی دیر کے بعد بھائی محمد عثمان ملے تو میں بڑا خوش ہوا کہ اب رہبر مل گیا ہے۔ چنانچہ ہم دونوں کھانے کے بعد جامعہ کی اوپر والی عمارت کی طرف گئے دروازے پر پہرے دار نے ہماری تلاشی کے بعد اوپر جانے دیا چونکہ میں پہلے جگہ سے واقف نہ تھا اس لیے بھائی صاحب نے بتایا کہ حضرت اس کمرہ میں ہیں۔ بس جونہی میری نظر ان کے نورانی چہرہ پر پڑی فوراً میں پہچان گیا کہ یہی حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پھر مصافحہ کیا اور میرا مختصر تعارف کروایا گیا کہ یہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا کا پڑھا ہوا ہے اور میرپور میں جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام کی شاخ میں پڑھاتا ہے۔ حضرت قاضی صاحب نے دعا دی اور خوش ہوئے اور فرمایا کہ ماشاء اللہ حقانیہ کا فیض کشمیر تک پہنچ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقی فرمائے۔ آمین۔

☆ مدرس جامعہ حقانیہ ساہیوال (سرگودھا)

حضرت قاضی صاحب کو دیکھنا ہی تھا کہ میرا عجیب حال ہو گیا۔ تھوڑی دیر اس اللہ والے کی مجلس سے واقعی بڑا لطف وسرور آیا۔ جیسے روح کو تازگی، ایمان کو تقویت، آخرت کی فکر، توجہ الی اللہ، اتباع سنت نیکیوں سے محبت اور گناہوں سے نفرت میرے دل میں جاگزیں ہو گئی۔

پھر صبح حضرت قاضی صاحب نے بیان فرمایا میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ حضرت کتنے ضعیف العمر ہیں بس آدھ پون گھنٹہ بیان فرمائیں گے لیکن حضرت نے مسلسل تقریباً تین گھنٹے بیان فرمایا اور ایسا جامع بیان کہ تمام موضوعات رد رافضیت، بریلویت، مودودیت وغیرہ پر مشتمل تھا۔ جس سے میں بڑا حیران ہوا اور حقیقت یہ اللہ والوں کی کرامت، اخلاص اور اصلاح امت کی فکر کا نتیجہ ہے۔ دوسری بار حضرت کی زیارت کا شرف مدنی مسجد چکوال شہر میں ہوا۔ حضرت اس وقت کافی بیمار بھی تھے اور کمزوری بھی تھی۔ تو ہم عشاء سے پہلے مدرسہ اظہار الاسلام سے آئے اور پتہ چلا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ درس قرآن دیں گے۔ مجھے بھائی محمد عثمان نے کہا کہ آپ اسٹیج کے پاس بیٹھ جائیں۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ درس سے فارغ ہوں گے تو ملاقات ہو جائے گی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ درس دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں۔ درس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو لوگ ملاقات کے لیے آئے ہیں وہ صرف ملاقات کرلیں اور یہ بھی فرمایا کہ صحت خراب ہے پہلے فون کرلیا کریں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ملاقات ہوگی یا نہیں اگر ملاقات نہ ہوئی تو آپ کو ایسے تکلیف ہوگی۔ میں نے دل میں سوچا کہ بزرگوں کی صحبت کا اثر ہے کہ ہر ہر بات سمجھاتے ہیں۔ پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی آرام گاہ میں تشریف لے گئے۔ صبح جمعہ تھا میں نے مناسب سمجھا کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں چلو جمعہ مبارک ادھر ہی پڑھ لیتا ہوں۔ چنانچہ جمعہ پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے بیانات میں مسلمانوں کو ہر فتنہ کے بارے میں آگاہ فرماتے تھے اور اس بات پر زور دیتے تھے کہ اس بات پر عمل کرو کہ جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا ہے۔ وہ ہمارے لیے حجت اور دلیل ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ ''وہ لوگ کامیاب ہیں جنہوں نے میری پیروی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اچھا برتاؤ کیا یعنی ان کی باتوں پر عمل کیا۔'' ایسا نہیں کہ ہم صرف ان باتوں پر عمل کریں جو صرف قرآن وحدیث میں آئی ہیں بلکہ ان باتوں پر بھی عمل کریں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمیں بتائی ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ گمراہ نہیں ہو گے''۔

❁❁❁❁

کل اور آج

مولوی خبیب احمد گھمن ☆

جیسے کل کی بات ہو! ملتان سے مجاہدین اور طلباء استاذ محترم مولانا شمشاد احمد صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں چکوال کی طرف روانہ ہوتے ہیں دل و دماغ میں حضرت اقدس قائد اہل سنت پیر طریقت حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شوق جنون کی حد تک ہے۔ سوچ میں پڑے ہیں کہ کب ہمارا سفر ختم ہو اور حضرت کی زیارت نصیب ہو۔ آخر ایک وقت آتا ہے کہ تلہ گنگ پہنچ کر جناب قاری سعید صاحب جو کہ مُقرر، خطیب اور نڈر مجاہد ہیں۔ ان کو ساتھ لے کر چکوال پہنچ جاتے ہیں۔ مدرسے میں پہنچتے ہیں معلومات کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت ان شاء اللہ بعد نماز عشاء اپنی مسجد میں درسِ قرآن دیں گے۔ تھوڑا سا وقت باقی ہے سوچا کہ کیوں نہ اس وقت کو مزید قیمتی بنالیں۔ حافظ پیر غلام حبیب احمد رحمۃ اللہ علیہ کی آخری آرام گاہ پر پہنچ کر دعا کرلیں۔ فاتحہ خوانی کریں۔ واپس ہوتے ہیں تو اذانِ عشاء کی آواز کانوں میں پڑتی ہے۔ سب نے کہا جلدی چلیں حضرت تشریف لانے والے ہوں گے۔ چلیں تاکہ آگے جگہ نصیب ہو اور قربت میسر ہو۔ چنانچہ تیز تیز قدموں سے واپس آتے ہیں اور وضو کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہوتے ہیں مگر انتظار ایسا کہ سیکنڈ منٹ اور منٹ گھنٹے معلوم ہونے لگے۔ آخر نماز کے لیے تکبیر ہوتی ہے جماعت سے فراغت کے بعد حضرت منبر پر تشریف لاتے ہیں۔ حضرت کو دیکھتے ہی دلی کیفیت تبدیل ہوجاتی ہے۔ ایک ہی نظر سے دیکھنے میں پتہ چلتا ہے کہ واقعی یہ مسند اسی شخصیت کا حق ہے۔ حضرت نے درس شروع فرمایا۔ درس کیا تھا۔ علم وعرفان کے موتیوں کی پرانوار بارش تھی۔ علم وعرفان کے خزانے نچھاور ہو رہے تھے۔ انداز بہت نرالا تھا۔ کبھی سوچتا ہوں کہ ہم ایک مجلس میں حاضر ہوئے تو یہ حالت ہے۔ جو لوگ سالہا سال سے اس شفقت کے سایہ تلے جوان ہوئے۔ ان کا کیا عالم ہوگا؟ جس کو دیکھ کر دل کی کیفیت یہ ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ آخر جو لوگ حضرت

☆ متعلم جامعہ باب العلوم، کہروڑ پکا

کے مرید ہوں گے۔ شاگرد ہوں گے متعلقین اور خدام ہوں گے ان کی کیا کیفیت ہوگی؟ درس ختم ہوا تو واپسی ملتان کا عزم کیا کیونکہ اصل مقصد ہی حضرت کی زیارت تھی۔

آج صبح تقریباً سات بجے کا وقت ہے استاذ محترم مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم نے ایک عجیب وغریب خبر سناتے ہیں۔ خبر کیا ہے بجلی بن کر گرتی ہے استاذ محترم نے فرمایا بھائی! حضرت قاضی صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ اور ہم جنازہ پر جارہے ہیں میں نے بھی التجاء کی مگر نامنظور۔ آخر علماء والا جواب کہ آپ طالب علم ہیں پڑھیں۔ بہرحال کیا کرتے حسرت کے ساتھ ہاتھ ملتے رہ گئے۔ پورے مدرسے کی عجیب حالت وکیفیت تھی ہر طالب کی زبان پر تھا کہ اکابر جارہے ہیں۔ قحط الرجال ہے۔ وقت گزرتا گیا کیونکہ اسے تو گزرنا ہے۔ آخر ایک دن استاذ محترم نے فرمایا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی بستی بھیں میں جو کہ حضرت کا آبائی گاؤں ہے وہاں پر سالانہ کانفرنس منعقد ہورہی ہے۔ جس میں مجھے بھی چلنا ہے۔ میں نے درخواست کی تو حضرت نے منظور فرمالی۔

سفر شروع ہوتا ہے۔ چکوال پہنچتے ہیں۔ بھیں جانے کے لیے مدرسہ میں پہنچ کر تھوڑی دیر کے لیے رکے۔ میں مدرسہ کی مسجد میں اکیلا چلا گیا۔ مسجد کے درودیوار کو دیکھتا ہوں۔ منبر کو دیکھتا ہوں۔ مصلیٰ امامت کو دیکھتا ہوں۔ مدرسہ کی بے رونق درسگاہ کو دیکھتا ہوں۔ کانفرنس میں پہنچ کر اسٹیج کو دیکھتا ہوں۔ پھر ماضی میں جھانک کر دیکھتا ہوں تو ایک منظر کل کا اور ایک آج کا دونوں کو دیکھ کر خیال آتا ہے......

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کرگیا

وہ گیا جس کے جانے پر مسجد کے درودیوار روتے ہیں۔ مسجد کا منبر ومحراب روتا ہے۔ مصلیٰ امامت روتا ہے۔ مدرسہ کی چٹائیاں اور مسند تدریس روتی ہے طالب علم ہیں تو وہ بھی اداس۔ مرید ہیں تو وہ پریشان حال۔ امت ہے تو وہ نڈھال ایسا کیوں نہ ہو۔

کیونکہ آج مُصلّی تو موجود ہے مگر مُصلّی نہیں۔ منبر ومحراب موجود ہیں مگر واعظ اور خطیب نہیں۔ مقتدی ہیں مگر امام نہیں۔ عوام موجود ہے قائد نہیں۔ مرید ہیں تو مرشد نہیں۔ مدرسہ ہے مگر مدرس نہیں۔ مسند تدریس تو ہے مگر خالی۔ طالب علم موجود ہیں مگر شفیق استاذ نہیں۔ درس قرآن کا حلقہ ہے مگر درس دینے والا نہیں۔ سالانہ کانفرنس کا اسٹیج موجود ہے مگر صدارت پر براجمان ہونے والی شخصیت نہیں۔ تنظیم موجود ہے مگر قائد نہیں۔ اصلاح کرانے والے شوق سے آرہے ہیں مگر مصلح نہیں۔ تربیت

کرانے والے جوق در جوق آ رہے ہیں مگر مربی نہیں۔ یہ ہی تو ہیں جن کے لیے کہا گیا کہ شہر کو ویران کر گیا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں حضرت صرف اپنے شہر کو نہیں بلکہ پوری امت کو اکیلا چھوڑ گئے۔ جو آتا ہے وہ جانے کے لیے آتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے جانے کے بعد ان کی جگہ لینے والے ہزاروں نظر آتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کی سیٹ خالی ہوتی ہے تو ڈاکٹر موجود ہیں اور درخواست پر درخواست دے رہے ہیں۔ ایک سائنسدان جاتا ہے تو کئی سائنسدان اس کی جگہ لے لیتے ہیں۔ ایک سیاستدان جاتا ہے تو اس کی جگہ لینے والے ہزاروں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک وزیر جاتا ہے تو اس کی وزارت سنبھالنے والے کئی آ جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ پہلے سے بھی اچھے ہوں مگر مجھے تو حضرت کے جانے کے بعد نعم البدل تو کیا کوئی بدل بھی نظر نہیں آتا۔ شاید انہی کے لیے کہا گیا ہے......

موت العالِم موت العالَم

کون سنبھالے گا اس نڈھال امت کو؟ کون للکارے گا ہر باطل فرقے کو ان کے انداز میں؟ کون جرأت کرے گا اتنی؟ کہاں سے شجاعت لا دیں گے ان کے انداز والی؟

کانفرنس کے لیے ہمیں پہنچتے ہیں۔ سیدھے حضرت کی آخری آرام گاہ پر جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں تو آنسو گر پڑتے ہیں اور سنبھالنے سے بھی نہیں سنبھلتے۔ دعا کرتے ہیں اے اللہ! ہمیں بھی صاحب قبر کی نسبت عطا فرما...... علم و عمل میں، شجاعت و بہادری میں۔ باطل کے خلاف ڈٹ جانے میں۔ اخلاص وللّٰہیت میں۔ آمین ثم آمین.

صحابہ معصوم نہیں محفوظ تھے

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں......

غیر نبی معصوم تو نہیں البتہ محفوظ ہو سکتے ہیں یعنی ان سے گناہ سرزد ہو سکتا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل شامل حال ہو جائے تو وہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ البتہ اس سے گناہ کا احتمال ختم نہیں ہوتا۔ قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین، اصحاب بدر، اصحاب بیعت رضوان، عشرہ مبشرہ اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام لانے کے بعد محفوظ رہے ہیں اور اگر بطور شاذ و نادر کسی صحابی سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے تو اس کو رحمت خداوندی سے کامل توبہ کی بھی توفیق مل گئی ہے اور شرف صحابیت کا یہی وہ ممتاز مقام ہے جو غیر صحابی کے لیے ضروری نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وفات کامل ایمان پر ہوئی ہے اور وہ براہ راست جنت میں جائیں گے۔ [کشف خارجیت ص ۱۷۲]

دو عظیم نسبتیں

کتبہ مفتی رضوان المصطفیٰ ☆

جب بھی حضرت کے نام کو دیکھتا ہوں لفظ ''حسین'' کے ساتھ ذہن دو عظیم شخصیتوں کی طرف چلا جاتا ہے۔ ایک شخصیت ماضی بعید کی جنہیں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ شہید کربلا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور دوسری شخصیت ماضی قریب کی جن کو شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت کی زندگی اِن دونوں شخصیات سے کافی حد تک مناسبت رکھتی ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا کے اندر زندگی قربان کرنے سے جس طرح یزیدیت سے بیزاری ظاہر ہوتی ہے اسی طرح رافضیت اور خارجیت کی جڑیں بھی کھوکھلی ہوتی ہیں اور خلفاء راشدین کی خلافت پر مہر تصدیق ثبت ہوتی ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور باقی اہل بیت اگر خلفاء راشدین کی خلافت کو تسلیم نہ کرتے تو کربلا کی طرح کئی معرکے پہلے ہو چکے ہوتے۔ حضرت کی زندگی بھی اِسی میں گذری یزیدیت کی تردید، رافضیت وخارجیت کی جڑوں کو کاٹنا اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت کے ڈنکے بجانا......

ڈنکے ہمیشہ جس نے اصحاب کے بجائے

اور خاص طور پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صفت صبر کی جھلک حضرت میں نمایاں تھی۔ بڑی سے بڑی مصیبت کو مسکرا کر برداشت کیا۔ دوسری شخصیت حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی ہے۔ ان کی زندگی میں چند باتیں خصوصیت کا درجہ رکھتی ہیں مثلاً باطل کے سامنے ڈٹ جانا۔ اسی لیے آپ نے وقت کے فرعون انگریز سے پنجہ آزمائی کی اسی طرح جس بات کو حق سمجھا اس پر ایسے ڈٹ گئے کہ کسی قسم کی مخالفت کی پروا نہیں کی۔ خاص طور پر عشق صحابہ رضی اللہ عنہم اور مسلکِ حق کا دفاع باوجود سیاسی رہنما ہونے کے جوب کیا۔

☆ مدرس جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

سب سے اہم بات کہ تمام علمی اور سیاسی مصروفیات کے باوجود روحانیت کے بلند مقام پر فائز تھے۔ امام التبلیغ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ''جس دریا کا ایک پیالہ بھی ضبط کرنا مشکل ہے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سات سمندر چڑھائے ہوئے ہیں۔ پھر بھی ضبط موجود ہے کیا مجال ساغر چھلک جائے۔'' اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اثنا درس میں فرمایا۔ ''مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ کے اولیاء اللہ کے امام ہیں۔''

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اِن خصوصیات کی جھلک حضرت میں نظر آتی ہے جس کو باطل سمجھا ہمیشہ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ عشق صحابہ رضی اللہ عنہم تو حضرت کی خاص پہچان تھی۔ حضرت کی ساری زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت سمجھاتے گذر گئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا وکیل ہونا باعث فخر سمجھتے تھے۔ ماسٹر منظور حسین صاحب کے نام ایک مکتوب میں فرمایا ''البتہ وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہر سنی کو وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم بننا چاہیے۔''

[ماہنامہ حق چاریارؓ مارچ ۱۹۹۷ء]

آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کے لیے اکثر شیعوں کو جھنجھوڑتے رہتے تھے ایک تقریر میں فرمایا ''اور یہی بات میں سمجھاتا ہوں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور اسی بات کا دکھ ہوتا ہے کہ آج قرآن حدیث کو تو مانتے منواتے ہیں۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مانتے تو ہیں منواتے نہیں یہ کوتاہی ہے کہ نہیں؟ بھائی سارا قرآن مان لو ساری حدیث، سنت مان لو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس طرح نہ مانو کہ جس طرح ان کی شان ہے تو قرآن وحدیث تم تک کیسے پہنچے گا؟ [ماہنامہ حق چاریار رضی اللہ عنہم اپریل ۲۰۰۴ء]

فرمایا...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شرعی عظمت کو سمجھو۔ تحریک خدام اہل سنت والجماعت سنی مذہب کی حفاظت کے لیے کھڑی کی گئی ہے اور خصوصاً سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پاک اور محبوب صحابہؓ جن سے اللہ راضی ہوگیا کی عزت اور عظمت اور حرمت کی حفاظت کے لیے جاری کی ہے ہمارا فرض ہے کہ نہیں؟ او بھائی! جن پر اللہ راضی ہوگیا ان پر تم راضی ہو کہ نہیں؟ ان کی عظمت کی حفاظت تمہارا فریضہ ہے کہ نہیں؟

[حق چاریار رضی اللہ عنہم مارچ ۲۰۰۴ء]

اسی طرح مسلک حق کا دفاع اپنے شیخ کے نقش قدم پر عمر بھر کرتے رہے مسلک کی خاطر بڑے

بڑے اور بہت قریبی لوگوں سے علیحدگی اختیار کی لیکن مسلک پر سودے بازی نہیں کی۔

اسی طرح روحانیت کے اندر بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ جس طرح حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانیت کو سیاسی اور علمی مصروفیات کے ذریعے چھپائے رکھا۔ اسی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانیت کو مسلکی دفاع اور دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کے کام کے ذریعے چھپائے رکھا۔ جس طرح لوگوں نے پہلے بزرگوں کو نہیں پہچانا اسی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نہیں پہچان سکے۔ پہلے بزرگوں کی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قدر بھی لوگوں کو کچھ عرصہ بعد آئے گی۔

❀❀❀❀

قاری محمد اشرف، ٹیکسلا

خدام اہل سنت خوش نصیب ہیں جن کے مسلک و مذہب کا مضبوط رشتہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ رہا۔ آپ نے راہِ حق وصداقت میں ایسے نقوش چھوڑے ہیں جو سدا چمکتے رہیں گے۔

قاری محمد فیاض الرحمٰن، کراچی

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر باطل کے سامنے سینہ سپر رہے اور ببانگ دہل کفر کی سازشوں کو بے نقاب کرتے رہے...... آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

مقام صحابہؓ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

مولانا توصیف احمد صاحب ☆

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ہمہ صفت، گونا گوں خوبیوں کا مرقع، اہل حق کے دل کا سرور، اور آنکھوں کے نور تھے۔ حضرت کی شخصیت، کردار، کارناموں اور خدمات دینیہ کا چند اوراق پر نقشہ کھینچنا اوران کا احاطہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ صرف میدان تصنیف و تالیف، تصوف و خطابت کے شہسوار ہی نہ تھے بلکہ آپ نے دینی، مذہبی اور تعلیمی دنیا میں ایسے یادگار نقوش چھوڑے ہیں جو رہتی دنیا تک حاملین قرآن و سنت کی راہنمائی کرتے رہیں گے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر خدماتِ جلیلہ پر تو حضرات خلفاء اور آپ کے ہمعصر مشائخ علمائے کرام ہی قلم اٹھائیں گے۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جس محبوب ترین مشغلہ کا اور دینی غیرت وحمیت سے لبریز پر جوش ولولہ انگیز معرکہ کا تذکرہ کرنا ہے وہ ہے عظمتِ صحابہؓ اور ان کے تحفظ کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار خدمات، چونکہ ناموسِ صحابہؓ کا عنوان داستانِ اسلام کا مقدمہ اور کتاب شریعت کا عنوان ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں مواقع پر مقام صحابہؓ خصوصاً خلفائے راشدین، رضی اللہ عنہم مسئلہ خلافت، ازواج مطہراتؓ و اہل بیتؓ عظام کی اسلام میں حیثیت وعظمت کو اجاگر فرمایا اور گستاخانِ صحابہؓ تبرا باز گروہ کی خوب خوب خبر لی، اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآراء تصنیف ''بشارت الدارین'' تبرائی ٹولہ کے لیے پیغامِ موت ثابت ہوئی، یہ کتاب ایک شیعہ ذاکر کے تبرا کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ جو کہ لاجواب کتاب ہے۔ اب تک ابن سبائی ٹولہ میں سے کوئی بھی اس کا جواب نہ دے سکا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مشن کیوں اختیار کیا۔ اس لیے کہ آپ کے نزدیک اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ خوش نصیب لوگ ہیں۔ جنہیں حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد پوری کائنات پر فضیلت حاصل ہے اور ان کا انتخاب

☆ فاضل جامعہ اشرفیہ، لاہور

بھی براہِ راست رب العالمین نے فرمایا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ نے مجھے اپنے لیے اور صحابہ کرام کو میرے لیے چن لیا۔ او کمسالل اور انہیں غلبہ اسلام کے مشن کی تکمیل کا ذریعہ بنا کر بعثت نبوی ﷺ کے مقاصد کو پورا کیا گیا یہ ہی وہ مقدس جماعت ہے جنہیں امام الانبیاء فخر الاولین والآخرین جیسی شخصیت استاذ و مربی سالار و قائد کی شکل میں نصیب ہوئی، اور قرآن جیسی مقدس کلام کو لسانِ نبوت سے سن کر اپنے سینوں میں محفوظ کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہی وہ کائنات کا قیمتی سرمایہ ہیں جنہیں میدان بدر میں کھڑا کر کے نبی پاک ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا تھا۔

"اللھم ان تھلک ھذا العصابۃ لاتعبد ابداً"

''اے اللہ اگر میری یہ پونجی میدانِ جنگ میں دشمنوں کے ہاتھوں لٹ گئی تو پھر قیامت تک تیری چوکھٹ پر جھکنے والا کوئی نہ ہوگا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ واحد راستہ اور پل ہیں جو امت کو نبوت کے ساتھ ملانے کا کام دیتا ہے۔ تبھی تو قرآن کہتا ہے "امنوا کما امن الناس" کبھی فرماتا ہے "فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا" صحابہؓ کی راہ راہِ ہدایت اور ان کے راہ سے انحراف سوائے نفاق، ضلالت و گمراہی کے کچھ نہیں ہے اور صحابہ کرامؓ اربوں کھربوں انسانوں میں سے اس لحاظ سے معزز اور امتیازی حیثیت کے حامل ہیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انہیں "رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ" کا تمغہ دے دیا اور ساتھ ساتھ "واعدلھم جنت تجری تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا" کی شہادتیں بھی نصیب ہوئی اور قرآن نے انہیں "مؤمنون حقا" "ھم المفلحون" "ھم المھتدون" ھم الراشدون" ھم الفائزون اور "اولئک حزب اللہ" کے تمغے دیئے کہ جنہیں دنیا کی کوئی طاقت ان سے چھین نہیں سکتی۔

دشمنانِ اسلام نے جب دیکھا کہ میدانِ جنگ میں اب لشکر اسلام کی تاب لانے اور مجاہدین کے جوتوں کی نوک سے اپنا تاج وتخت بچانے کی کوئی صورت نہیں نکل رہی تو انہوں نے عبداللہ بن ابی منافق اور عبداللہ بن سبا یہودی کے دیئے ہوئے سبق کو پھر سے دہرانا شروع کر دیا اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام میں گھس آئے اور انہیں انتشار کے ذریعے پسپا کرنے کی سازشوں میں مصروف ہو گئے۔

ان یہودیوں نے گزشتہ چودہ صدیوں میں اسلام کے وجود پر وہ ضرب کاری کی ہے اور ملت اسلامیہ کو جن عظیم صدمات سے دوچار کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کی تعلیمات ازل تک راہنمائی کرنے والی نہ ہوتیں اور اس آخری شریعت کا حفاظت کا ذمہ خود ذات قدیر وبصیر نے نہ لیا ہوتا تو نہ جانے کب

سے سبائی فتنہ اور اس جیسے اسلام دشمن طبقے، دین کا حلیہ بگاڑنے میں کامیاب ہو گئے ہوتے۔

چنانچہ عبداللہ بن سبا کی تمام تر تگ و تاز اور جد و جہد کا مقصد حضرات صحابہؓ کی عظمت و تقدس کی شفاف چادر کو داغدار کرنا تھا جب کہ سبائی ٹولہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف بھرپور پروپیگنڈہ کیا۔ اور دوسری طرف ناموس صحابہؓ کے علمبردار اور مداح صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت اور زیادہ جوش وجذبہ کے ساتھ آگے بڑھی اور عظمت صحابہؓ کے نعرہ بھی بلند کرتی رہی اور اپنے خون سے صحابہ کرامؓ کی اُلفتوں کا قصیدہ لکھتی رہی۔

میرے مربی و مرشد میرے شیخ و مقتدیٰ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ اس کارواں کے سالار اور میر کارواں تھے۔ جس نے دنیا بھر میں اصحابؓ رسول ﷺ ازواجِ مطہراتؓ کی عظمت کے گن گائے اور دشمنوں کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب دینے کے ساتھ ساتھ خود دشمنوں کے بدنما چہروں سے نقاب اٹھا کر امت مسلمہ کو ان کی حقیقتوں سے آگاہ کر دیا۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق و تصنیف کے ذریعے سبائیت کے تابوت میں جو کیل ٹھونکے ہیں ان شاء اللہ العزیز وہ رہتی دنیا تک کی سازشوں کو دفن کرنے کا باعث بنیں گے۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ کا سینہ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی قدس سرہ کی طرح حب صحابہؓ و اہل بیتؓ سے اس قدر لبریز تھا کہ اگر کسی گوشہ سے کوئی ایک حرف اس مقدس جماعت کے خلاف پڑھنے یا سننے میں آتا تو آپ کا مقدس قلم سرپٹ دوڑتا۔ اور میدان تحقیق و تاریخ سے ایسے ایسے گوہر نایاب اور بحر دلائل سے وہ انمول موتی لا کر تحریر میں سمو دیتا جن کی تابانی اور حسن لاثانی سے دشمن بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ کی عظمت صحابہؓ پر خدمات لائق صد تحسین ہیں۔

آخر میں اللہ پاک سے التجا ہے کہ اے اللہ ہمیں حضرت جی رحمہ اللہ کے مقدس مشن کو آگے چلانے کی توفیق عطا فرما اور حضرت اقدس رحمہ اللہ کو جنت کے اعلیٰ مقام میں جگہ نصیب فرما اور حضرت رحمہ اللہ کے جانشین، بعد ہم سب کو حضرت رحمہ اللہ کے مشن پر کاربند رہنے کی توفیق نصیب فرما۔ آمین

❁❁❁❁

سنی ملت کا ایک مجاہد

قاضی عبدالعزیز ضیاء ☆

پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے عقائد اہل سنت والجماعت کی تبلیغ اور تحفظ کے لیے مختلف شعبوں کی بنیاد رکھی۔ حضرت رحمہ اللہ نے سکولوں اور کالجز کے طلبہ میں عقیدہ اہل سنت والجماعت کے فروغ کے لیے سنی تحریک الطلبہ کا قیام فرمایا۔ ۱۹۸۵ء کے بعد راقم کو سنی تحریک الطلبہ چکوال کی صدارت کا شرف حاصل ہوا۔ طلبہ کو آرگنائز کرنے کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق کیا گیا۔ مختلف علاقوں میں یونٹوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تنظیم حد درجہ متحرک ہوگئی۔ طلبہ کے اکثر و بیشتر اجلاس میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ بڑے مدلل، مدبرانہ انداز میں خطاب فرماتے تھے۔ جو طلبہ کے شعور میں روحانی و وجدانی کیفیت پیدا کر دیتے تھے۔ آپ طلبہ سے انتہائی شفقت کے ساتھ پیش آتے کیونکہ حضرت کی یہ سوچ تھی کہ یہ نوجوان جنہوں نے آگے جا کر ملک کے مختلف شعبوں کی باگ ڈور سنبھالنی ہے۔ ان کے ذہن میں دین کی سربلندی اور عقیدہ خلافت راشدہ کا جذبہ اُجاگر کیا جائے تو آگے چل کر یہ ملک کو حقیقی معنوں میں سنی اسٹیٹ بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

۱۹۸۵ء میں سنی تحریک الطلبہ کی طرف سے ایک بہت بڑا استقبالیہ دیا گیا۔ جس میں ایک ہزار کے قریب طلبہ نے شرکت کی۔ قومی و صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات قریب تھے۔ جس میں حضرت صاحبؒ نے قومی اسمبلی کے آزاد امیدواروں جن میں جنرل (ر) عبدالمجید اور صوبائی اسمبلی کے لیے چوہدری لیاقت علی خان کی حمایت کا اعلان کیا۔ یہ دونوں امیدوار بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ ان کی کامیابی میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا بڑا عمل دخل تھا۔

پانچ دفعہ سال اول کے طلبہ میں استقبالیہ دیا گیا، جس میں طلبہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ہم نے استقبالیہ میں حضرت رحمہ اللہ کے مشورہ کے بغیر تحریک نظام خلافت راشدہؓ کے بانی ڈاکٹر معظم علی کو دعوت

☆ نائب صدر مسلم لیگ یوتھ ونگ پنجاب، چکوال

نامہ ارسال کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب دعوتی کارڈ پر استقبالیہ میں تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب کو پتہ چلا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بتانا تھا ایسے مہمان کے لیے انتظامات کرنا ہوتے ہیں۔ ہمیں یقین نہیں تھا کہ ڈاکٹر صاحب دعوتی کارڈ پر تشریف لے آئیں گے۔ حضرت صاحب کو بتایا کہ جناب حافظ عبدالوحید صاحب نے انتظامات کر دیئے ہیں۔ اس میں خاص بات کہ حضرت صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے تقریر بھی کرائی اور اپنے خطاب کے آغاز میں ڈاکٹر صاحب کو پورا احترام واعزاز دیا۔

راقم کو ۱۹۹۸ء میں مسلم لیگ یوتھ ونگ کی طرف سے ۱۸ روزہ قومی پرچم مارچ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ یہ قافلہ بائی اور خیبر سے چاغی بلوچستان گیا۔ راستے میں حضرت کے مشن عقیدہ خلافت راشدہ کا نشان، خان پور (سندھ)، دلبدین، (بلوچستان) کے پہاڑی مقام پر نمایاں طور پر ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' لکھا ہوا دیکھا۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دینی مشن میں کامیاب وکامران زندگی گزار گئے۔ ان کے دینی عقائد کی پختگی کا مشن ان شاء اللہ جاری وساری رہے گا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حضرت مولانا قاضی ظہور الحسین اظہر صاحب کو امیر مقرر کر کے اپنی بصیرت سے صحیح فیصلہ فرمایا ہے۔ جناب قاضی ظہور الحسین صاحب میں جرأت مندانہ اور بہترین قائدانہ اوصاف موجود ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

❀❀❀❀

رضائے خداوندی کے متلاشی

✍ جناب صوفی محمد سلیم صاحب ☆

عاجز محمد سلیم کو امیر تحریک خدام اہل السنت والجماعت پاکستان نے حکم دیا کہ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وواقعات جو کچھ تمہیں یاد ہیں لکھو۔ چنانچہ عقیدت مندوں میں نام لکھوانے کے لیے کچھ ٹوٹی پھوٹی سطریں تحریر کررہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

حضرت سے غالباً ۱۹۷۰ء میں باقاعدہ تعارف ہوا۔ ان دنوں عاجز کراچی میں نوکری کرتا تھا وہاں دو کتابیں آفتاب ہدایت (مصنفہ حضرت مولانا کرم الدین دبیر) اور مودودی مذہب ملیں۔

راقم نے دونوں کتب کا بغور مطالعہ کیا آنکھیں کھلیں سنتے اور تھے جو چیز سامنے آئی وہ اور تھی باپ اور بیٹے دونوں سے عقیدت ومحبت ہوگئی۔ حضرت مولانا کرم الدین رحمۃ اللہ علیہ تو ۱۹۴۶ء میں دار فانی سے کوچ کر چکے تھے مگر میں نے آفتاب ہدایت کتاب پڑھ کر انہیں زندہ پایا، اس پر حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا مقدمہ بھی پڑھا اور کہیں کہیں حواشی بھی دیکھے۔ محبت بڑھتی گئی حتیٰ کہ مجھ سے نہ رہا گیا میں چھٹی لے کر گھر آیا اور اپنے بڑے بھائی محمد عجائب کو لے کر چکوال حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لیے روانہ ہوگیا۔ جیسے جیسے چکوال قریب آتا گیا عقیدت ومحبت نے دل میں جگہ بنالی جو کبھی نہ نکلنے والی تھی۔ جوں ہی چکوال بس سے اترے مدنی مسجد پہنچ کر دو تین آدمیوں سے معلوم کیا کہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی مل جائیں گے؟ جواب ملا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آرام کا وقت ہے ابھی ملاقات مشکل ہے۔ اس وقت دوپہر کا وقت تھا اور بندہ نے بڑھ کر صوفی صاحب سے پوچھا۔ اتنے میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دروازے سے مسجد میں داخل ہوگئے۔ صوفی صاحب کہنے لگے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ سامنے ہیں

☆ خطیب جامع مسجد بلال ڈھڈیال، چکوال

راقم الحروف کو محبت وعقیدے تو پہلے سے ہو چکی تھی بڑھ کر اسلام علیکم کہا۔ جواب میں حضرت ؒ نے وعلیکم السلام فرمایا اور مسجد میں بیٹھے اور صوفی صاحب کو حکم دیا کہ پنکھا چلا دو۔ حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے دینی تعلیم حاصل کی ہے؟ عاجز نے جواب دیا کچھ کی ہے۔ قاضی صاحب ؒ سے پہلے میں حضرت مولانا احتشام الحق صاحب ؒ تھانوی کا مرید تھا ان کے بتائے وظائف کرتا تھا اور ان سے گہرا تعلق تھا۔ فرمایا آج یہیں قیام کرو گے؟ تو ہم نے جواب دیا کہ واپس جانے کا ارادہ ہے۔ یہ حضرت سے پہلی ملاقات تھی۔

راقم کے استاد ایک پیر صاحب ؒ کے پاس لے کر گئے مجھے بیعت کرانے کے لیے بنک کے کوئی بڑے آفیسر تھے۔ ناظم آباد کراچی میں رہتے تھے۔ استاد صاحب نے مجھے ارشاد فرمایا کہ آج ایک بڑی شخصیت سے ملاقات کرتے ہیں ہم جب ان کے گھر پہنچے۔

ہم اندر کمرے میں داخل ہوئے تو ایک آدمی تینوں میں سے زیادہ عمر رسیدہ نظر آ رہے تھے خصوصیت سے ان کے ساتھ ملاقات ہوئی سلام کلام ہوا۔ عاجز کو بتایا گیا کہ پیر صاحب عبدالمعبود ؒ ہیں جو عمر میں بہت زیادہ ہیں۔ میرے استاد صاحب نے عرض کیا کہ میں آپ کے پاس یہ لڑکا لایا ہوں اسے قبول فرمالیں۔ فرمانے لگے بندہ حج کرنے جا رہا ہے۔ جب واپس آؤں گا تو بیعت کرلوں گا۔ مجھ سے پوچھا کہ تمہارا علاقہ کون سا ہے؟ میں نے عرض کی چکوال۔ تو فرمانے لگے وہاں حضرت مدنی ؒ کے خلیفہ مجاز تشریف رکھتے ہیں۔ ان سے بیعت ہو جاؤ۔ دل میں عقیدت پہلے بھی تھی ان پیر صاحب ؒ کے جملے نے سونے پر سہاگے کا کام کیا پھر جب عاجز چھٹی آیا تو بیعت ہو گیا۔ مجھے اتنا یاد آ رہا ہے کہ حضرت قاضی ؒ نے مجھے خط لکھا کہ میں نے تجھے اپنی بیعت میں شامل کرلیا ہے۔ وہ خط محفوظ نہ رہا اس دوران راقم الحروف دو سال کے لیے جدہ سعودی عرب چلا گیا۔ وہاں بھی حضرت ؒ کے ساتھ خط وکتابت جاری رہی۔ ایک دفعہ میں نے عرض کی کہ اگر حرمین شریفین آنا ہو تو میرے پاس آئیں۔ فرمانے لگے میں وہاں مہمانی کے لیے نہیں جاتا کہ کھانا آج اس کے گھر ہے۔ کل دوسرے کے گھر۔ بہر حال حضرت قاضی صاحب ؒ کی نظر میں عبادت تھی، اللہ کی رضامندی مطلوب تھی، نہ کہ دعوتیں یا دنیاوی شان وشوکت۔

معتدل پالیسی

مدرسہ اظہار الاسلام چکوال میں عاجز کی تقرری بطور نائب ناظم ۱۹۸۱ء کو ہوئی۔ دو سال حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن اور تقاریر سے زیادہ مستفید ہوا۔ بالآخر والد صاحب مرحوم کی بیماری کی وجہ سے رخصت چاہی۔ اس دوران گاہے بگاہے تقریر کے لیے جانا ہوتا تھا میری باتوں سے بعض لوگ محظوظ ہوتے۔ اور میری ڈیوٹی جمعہ پڑھانے کے لیے تھوہا بہادر لگی، ان دنوں زبیر شاہ مرحوم بڑے زوروں پر تھے۔ اہل سنت والجماعت کی مخالفت میں آگے آگے تھے۔ عاجز نے جمعہ پر تقریر کی اور رضا خانی امت کی علمی حیثیت واضح کی جس سے رضا خانی مجبور ہو کر چکوال آئے اور مولوی زبیر شاہ مرحوم کو لے گئے اور جوابی تقریر کے لیے کہا گیا۔ شاہ صاحب نے تقریر کی۔ اس کے بعد عاجز کو سختی سے منع کر دیا گیا کہ آئندہ سٹیج پر رضا خان یا بریلوی کا نام لے کر تردید نہیں کرنی عقیدہ بتا دینا ہے۔ عوام سادہ ہیں علماء ان کو خراب کرتے ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس پالیسی سے آج گاؤں کے گاؤں دیوبندی اہل سنت والجماعت بن چکے ہیں۔ پالیسی معتدل تھی جس سے زیادہ نفع ہوا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تحفظ

ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غلط کہتے ہیں حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ قرآنی موعودہ خلافت ہے۔ مودودی نظریہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک غلطی ہوئی ہے جسے غلط کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو مودودی نظریہ شیعہ نظریہ میں ہے۔ صرف نام کی تبدیلی ہے کام اور عقیدہ دونوں کا ایک ہے۔ فرمایا...... ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہیں اور اجتہادی خطا ماننے کی وجہ سے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع ہوتا ہے۔ فرمایا... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو لوگ تاریخ کے معیار پر پرکھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ قرآن نے ان کو رضا مندی کی سند عطاء فرما دی ہے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اور آپس میں شیر و شکر تھے۔ کوئی رنجش نہیں تھی قرآن نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام بیان کرتے ہوئے فرمایا اشدآء علی الکفار رحماء بینھم کفار پر سخت تھے اور آپس میں رحم دل تھے۔

وفات حسرت آیات

میں صبح سویرے سکول جا رہا تھا راستے میں پادشہان سے اعلان فوتید گی سنا۔ وہیں سے واپس چل دیا۔ ہر آدمی اپنی جگہ پریشان حال تھا مگر اللہ کے قانون کو کون روک سکتا ہے۔

مجھے ایک واقعہ یاد آیا ہے کہ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ صاحب فوت ہوئے۔ وہ کی کراچی حاضری ہوئی وہاں مسجد میں حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی ؒ نے کچھ دیر وعظ فرمایا۔ حضرت تھانوی ؒ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت تھانوی ؒ کی وفات کے بعد مفتی کفایت اللہ ؒ کو کسی عالم نے خط لکھا کہ تھانوی صاحب ؒ فوت ہو گئے ہیں۔ اگر مسئلہ پوچھنا پڑا تو کس سے پوچھیں گے؟ مفتی صاحب کفایت اللہ نے جواب میں لکھا کہ مولوی صاحب آپ کو مسئلہ بتانے کے لیے ہم جیسے کئی مفتی موجود ہیں۔ اگر ہمیں ضرورت پڑی تو ہم مسئلہ کس سے پوچھیں گے۔ یہی صورت حال حضرت قاضی صاحب ؒ کی وفات کے بعد کی ہے بڑے بڑے علماء بھی حضرت قاضی صاحب ؒ سے استفادہ کرتے نظر آتے تھے۔ اب وہ کدھر جائیں؟

صاحبزادہ گرامی سے توقعات

حضرت مولانا محمد قاضی ظہور الحسین صاحب حضرت صاحب ؒ کے فرزند ارجمند ہیں اور لائق فرزند ہیں۔ اور حضرت قاضی صاحب ؒ کے علمی وارث بھی ہیں۔ موجودہ سالانہ کانفرنس بھیں میں درس قرآن دیا اور دلائل و براہین کی روشنی میں خلافت راشدہ کا اثبات کیا۔ رافضیت و خارجیت کا پردہ چاک کیا۔ قاضی صاحب کا وسیع مطالعہ ہے۔ بالغ نظری ہے۔ شجاعت و دلیری سے بات کرتے ہیں۔ تقریر میں ربط تیرتا ہے۔ بے ربطی نہیں ہوتی۔ امید و دعاء ہے کہ حضرت قاضی ؒ نے جو عہدہ تفویض کیا اس پر پورے اتریں۔ ایک ولی اللہ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ حقیقت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ نظر آ رہا ہے کہ صاحبزادہ صاحب جلد ہی اعلیٰ مقام حاصل کر لیں گے۔ اس لیے کہ ان میں جذبات کم سنجیدگی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے۔ حضرت قاضی صاحب ؒ کا مدرسہ تعلیم النساء، و اظہار الاسلام و دیگر مدرسہ کی شاخیں حضرت قاضی صاحب ؒ کی علم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں حضرت کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محنت کا اثر

جناب ماسٹر محمد یوسف ☆

احباب کا تقاضا ہے کہ سیدی مرشدی شیخ طریقت و شریعت یادگارِ سلف وکیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم نمونہ اکابر علمائے دیوبند اور اہل سنت و جماعت کے حقیقی خادم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ کے حالاتِ زندگی پر تحریری یاداشت لکھوں۔ الحمد للہ حضرت اقدس رحمہ اللہ سے طویل رفاقت نصیب ہوئی۔ 1948 سے لے کر شب آخر تک تقریباً چون سال حضرتِ والا کے ہمراہ گزارے۔ سفر و حضر درس و تدریس اور تبلیغی اسفار میں خدمت کا موقع ملا۔

ملک میں باطل فرقوں پر مرزائی، خارجی، مودودی اور شیعہ فرقہ کی یلغار کا دفاع اور اہل سنت والجماعت کا تحفظ آپ کی زندگی کا گویا مشن تھا۔ تقریر و تحریر کے ذریعے اسی میں زندگی گزار دی سال ہا سال جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ رہ کر کام کیا۔ جمعیت علمائے اسلام سے علیحدگی کے بعد تحریک خدام اہل سنت کے تحت آخر تک سنی مذہب کے تحفظ کا فریضہ انجام دیا۔

1948ء سے پہلے علاقہ چکوال

چکوال کا علاقہ سینکڑوں دیہات پر مشتمل ہے زمین اکثر بارانی ہیں لوگ محنتی اور جفاکش ہیں۔ مذہبی طور پر اکثریت سنی مذہب کی پیروکار ہے۔ تبلیغ نہ ہونے کی وجہ سے کئی دیہات میں کئی گھر شیعہ ہو گئے۔ سالانہ مجالس اور ماتمی جلوس وغیرہ سے کئی دیہات شیعوں کی لپیٹ میں آ گئے۔ اہل سنت والجماعت کا علاقہ بھر میں کوئی مدرسہ یا مبلغ نہ تھا۔

سنی پیر روایتی انداز میں سال کے بعد دیہات کا دورہ کرتے۔ دم وغیرہ کرتے اور شرینی لے کر چلے جاتے۔ جمعہ کی نماز عربی خطبہ تک محدود تھی۔ کہیں کہیں مساجد میں ناظرہ قرآن مجید پڑھانے کا ہی

☆ ساکن بھیں، چکوال

انتظام تھا۔ ان حالات میں حضرت قاضی صاحب نے محلہ کی مسجد میں نماز فجر کے بعد درس قرآن مجید شروع فرمایا۔ محلہ کے احباب کے علاوہ گاؤں کے لوگ بھی درس میں آنے لگے۔ اور یہ سلسلہ چکوال آنے تک جاری رہا۔ یہیں کی جامع مسجد میں جمعہ کا سلسلہ شروع تھا۔ آپ نے نماز جمعہ سے پہلے تقریر کا سلسلہ شروع فرمایا جس میں قرآن وسنت کی روشنی میں مذہب اہل سنت والجماعت کے مسائل دلائل کے ساتھ آسان طریقہ سے سمجھائے، بدعات کا رد، عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم، توحید ورسالت کی عظمت کا تذکرہ خصوصیت سے بیان فرماتے۔ باطل فرقوں کی تردید بھی دلائل سے فرماتے تھوڑے ہی عرصہ میں اہل سنت کے اندر بیداری کی لہر پیدا ہوگئی مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہوگئی اور اس کی توسیع کی گئی۔ فاروقی مسجد کے ساتھ ایک مکان میں مدرسہ اظہار الاسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ ایک مدرس کی تبدیلی کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی مدرس مقرر ہوئے۔ طلبا کو کتابیں اور بسترے مہیا کئے گئے۔ اور کھانا وغیرہ کے لئے گھر میں ہی بندوبست کرا دیا۔ مقامی احباب میں سے راقم الحروف، صوفی سلطان، صوفی نور خان مرحوم اور چند دوسرے احباب نے ترجمہ قرآن مجید شروع کیا۔ مولانا عزیز الرحمٰن حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے شاگرد اور پختہ عالم دین تھے۔ تحریک ختم نبوت میں حضرت صاحب کے گرفتار ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد مولانا یہاں سے چلے گئے۔

ابھی مدرسہ کو جاری ہوئے تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا۔ کہ تحریک ختم نبوت بھی چل پڑی تھی۔ حضرت قاضی صاحب نے علماء کے ہمراہ گاؤں، گاؤں ختم نبوت کی عظمت اور مرزائی فتنہ کی ریشہ دوانیوں کو بے نقاب کیا اور علاقہ بھر میں مرزائیوں کے خلاف نفرت پھیل گئی۔

تحریکِ ختم نبوت کے لئے گرفتاریاں ایک منظم طریقہ پر شروع کی گئیں۔ ضلع جہلم سے پہلے جمعہ پر حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ خطیب جامع مسجد گنبد والی جہلم نے نماز جمعہ کے بعد جلوس کی شکل میں احباب سمیت گرفتاری دی۔ دوسرے جمعہ پر حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب رحمہ اللہ ڈومیلی والوں نے گرفتاری دی۔ شاہ جی مسجد میں جارہے تھے۔ کہ پولیس نے تھانے لے جاکر گرفتار کرلیا۔

تیسرے جمعہ پر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے تقریر کے بعد گرفتاری دی اور کئی ماہ تک جیل میں رہے۔ میں نے جیل میں ایک عریضہ لکھا۔ جس کے جواب میں فرمایا۔ کہ تمہارا وہاں پر کام کرنا ضروری ہے۔ اسی مکتوب گرامی کا ایک جملہ زندگی سنوانے کے لیے کافی ہے فرمایا۔

مرضی مولا از ہمہ اولیٰ

معلوم ہوا کہ رضائے الٰہی ہی مقصودِ زندگی ہے حضرت اقدس کو تمام زندگی اسی جملہ کی عملی تفسیر پایا۔ حضرت مدنی ؒ کی وفات کی خبر سن کر۔ حضرت لاہوری ؒ کے رخصت ہونے پر، حضرت جہلمی ؒ کی جدائی پر، حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب ؒ کی وفات پر جیل میں ہمشیرہ صاحبہ کی وفات پر، قتل کیس میں تمام مدرسہ اور احباب کی گرفتاری پر، مقدمۂ قتل میں ساتھیوں کو سزا ہونے پر، اخیار الحسن کے سزائے موت کا حکم سننے پر، اور ہائی کورٹ سے سب کے سب بری ہونے پر دیکھا۔ کہ حضرت اقدس مجسمہ صبر و رضا ہیں۔ ذلک فضل اللہ (الآیۃ)............

تبلیغی کام پر بات ہو رہی تھی۔ اس سلسلہ میں گاؤں گاؤں تبلیغی جلسوں، اور سنی کانفرنسیں شروع ہوئی۔ جو عموماً 9 بجے دن سے نماز عصر تک ہوا کرتیں۔ ان میں ملک بھر کے جید علماء کرام اور نعت خوان مدعو ہوتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند سالوں اہل سنت کو مذہب سے لگاؤ پیدا ہو گیا اور حق و باطل میں فرق سمجھ میں آنے لگا۔ حضرت جی کا تبلیغی کام افراط و تفریط سے ہٹ کر خالص اصلاحی طرز پر چلتا رہا۔ دلائل سے بدعات کا رد، دلائل سے عظمت صحابہؓ، دلائل سے خلافتِ راشدہ کا اثبات، دلائل سے کلمہ اسلام کا تحفظ اصلی اور نقلی میں فرق اور دلائل سے ہی صحابۂ کرام کا معیارِ حق ہونا ثابت فرماتے۔ تبلیغی کام میں حضرت جی کے بنیادی معاون اور رفیقِ کار حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب ؒ خطیب جامع مسجد گنبد والی جہلم تھے۔ جنہوں نے اس عظیم کام میں دن رات ایک کر رکھا تھا۔ حضرت جہلمی ؒ کے اخلاص و للٰہیت کا یہ عالم تھا، کہ کبھی کرایہ وغیرہ یا سفر خرچ کی کمی بیشی یا ہونے نہ ہونے کا ہم نے سنا تک نہیں۔ سواری ہے یا پیدل، سائیکل پر جانا ہے یا تانگہ پر یہ سوال کبھی نہ سنا، گاڑی اور کار کا کوئی مطالبہ نہیں دیکھا گیا۔

حالانکہ آپ طبعاً نازک مزاج تھے۔ لیکن دینی کاموں میں قدم راسخ اور ولولہ مجاہدانہ تھا۔ آواز قدرتاً بلند اور دل کو موہ لینے والی تھی۔

غرض حضرت قاضی صاحب تبلیغی کام عظمتِ صحابہ کرامؓ اور ردِ شیعت جو علاقہ میں تقابل کی وجہ سے بھی ضروری تھا خوب کیا اور اس کے علاوہ اہل سنت کے نظریات سے ہٹ کر جو فتنہ ملک یا علاقہ میں اٹھا آپ نے دلائل سے اس کا رد فرمایا۔

جماعت اسلامی کے امیر ابو الاعلیٰ مودودی صاحب نے عصمت انبیاء۔ عظمت صحابہؓ اور خلافت راشدہ کے خلاف گمراہ کن نظریات کتابوں میں پھیلائے تو آپ نے ان کا مکمل رد فرمایا۔ اور کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اسی طرح خارجیت کے جراثیم ملک بھر میں پھیلے ہوئے تھے۔ محمود احمد عباسی نے خلافت

وملوکیت لکھ کر اس فتنہ کا مکمل کھلا پر چار کیا۔ اور جب مولانا محمد اسحاق صدیقی صاحب اس فتنہ کا شکار ہوئے اور اندیشہ تھا۔ کہ وہ علما جن کا گہرا مطالعہ نہیں ہے متاثر ہوں گے تو آپ نے ایک اہم کتاب ''خارجی فتنہ حصہ اول'' شائع فرمائی۔ جس کی تائید ملک بھر کے اکابر علمائے اہل سنت نے کی۔ پھر ''خارجی فتنہ حصہ دوم'' تحریر فرمائی۔ خارجیوں کی طرف سے کئی رسائل اور کتابیں شائع کی گئیں آخر آپ نے ''کشف خارجیت'' لکھ کر اس فتنہ کی مکمل سرکوبی کی۔ علماء اہل سنت والجماعت خصوصاً اور احباب اہل سنت عموماً حضرت اقدس قدس سرہ کی اس عظیم علمی تصنیف کا بغور مطالعہ فرمائیں۔

مرزائیت

مرزا غلام قادیانی آنجہانی نے انگریز کی سرپرستی میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ہزاروں لوگ اس کے دجل کا شکار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ملعون کی سرکوبی کے لیے حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب رحمہ اللہ دبیر (والد ماجد حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ) کو میدان میں آنے کی توفیق عطا فرمائی آپ نے مرزا قادیانی کو انگریز کی عدالت میں رسوا کیا۔

مرزا قادیانی کو قید اور جرمانی کی سزا ہوئی جس کی مکمل روداد ''تازیانۂ عبرت'' میں چھپ چکی ہے۔
53 اور 72 کی ختم نبوت کی تحریکوں میں حضرت قاضی صاحب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا حتیٰ کہ مرزائی سرکاری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ جہلم شہر کے کئی مرزائی گھرانے اور چکوال شہر کے چند مرزائی گھر مسلمان ہو گئے۔ جامع مسجد خاتم النبیین جہلم انہیں مرزائی گھرانوں کے مسلمان ہونے پر حضرت جہلمی کی تحویل میں دے دی گئی جس کو نئے انداز میں شاندار طور پر تعمیر کیا گیا۔

تبلیغی کام میں تسلسل

حضرت قاضی صاحب نے بے سروسامانی کے عالم میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کے ارشاد پر امداد یہ مسجد متصل گورنمنٹ کالج 1955ء میں مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام کی ابتداء فرمائی۔ مسجد شہری آبادی سے باہر واقع تھی۔ حاجی احمد حسین صاحب مدرسہ کے ناظم تجویز ہوئے۔ حاجی صاحب مرحوم بڑے مدبر دیانت دار اور جفاکش تھے۔ جمعہ کی نماز کے لئے دیہاتوں سے احباب سائیکلوں پر اور پیدل چکوال پہنچ جاتے۔ حضرت قاضی صاحب طویل بیان فرماتے۔ تھوڑے عرصہ میں مسجد کا وسیع ہال نمازیوں سے بھر جانے لگا۔ جمعہ کے لیے موجودہ مدنی مسجد کے محلہ والوں کا ایک دفعہ حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں

حاضری کا اتفاق ہوا تو انہوں نے جمعہ شہر میں پڑھانے کی پیش کش کی۔ حضرت قاضی نے ان سے فرمایا کہ آپ کو میری وجہ سے تکالیف آئیں گی میں نے تو کام کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ پھر آپ چھوڑ کر چلے جائیں۔ اس لئے خوب سوچ لیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم فیصلہ کر کے آئے ہیں آپ تشریف لے آئیں اور جمعہ شروع فرمائیں۔ آپ رضامند ہو گئے اور جمعہ مدنی مسجد میں شروع ہو گیا۔ کتابی شعبہ امدادیہ مسجد میں قائم رہا۔ اور آج ماشاء اللہ پونے دوصد طلبا شعبۂ کتب میں زیر تعلیم ہیں اور حضرت مولانا قاری جمیل الرحمٰن صاحب کی سرپرستی میں جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کا شعبہ کتب ترقی پذیر ہے۔ مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ شہر کی کئی مساجد اور ملحقہ دیہات میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

شعبۂ تعلیم النساء

ناساعد مالی حالت کے باوجود حضرت اقدس قدس سرہٗ نے صوفی شیر زمان صاحب کے مکان کے بالائی حصہ میں تعلیم النساء کا شعبہ حفظ قائم فرمایا جس کو بہت جلد ترقی نصیب ہوئی۔

شعبہ حفظ میں سینکڑوں طالبات علاقہ بھر کے علاوہ سرحد اور دور دراز علاقوں سے داخلہ کے لیے آنے لگیں۔ مدنی مسجد کے عقب میں جگہ پر چار منزلہ عمارت تعمیر ہو گئی وہاں منتقلی کے ساتھ ہی خالد منزل کی وسیع عمارت خرید کر تعلیم النسا شعبہ کے حوالے کر دی گئی۔ ماشاء اللہ تعلیم النساء کا شعبہ جس کی ترقی حضرت اقدس کی اہلیہ مرحومہ کے حسن انتظام اور محنت کا مرہون منت ہے اس وقت ساڑھے چار صد کے قریب طالبات زیر تعلیم ہیں۔ شعبہ حفظ کے علاوہ تجوید اور وفاق المدارس کے تحت کتابی شعبہ کی طالبات بھی زیر تعلیم ہیں۔ جس کا انتظام حضرت اقدس کے داماد مولانا حافظ زاہد حسین صاحب رشیدی کے سپرد ہے۔ حافظ صاحب ماہنامہ حق چاریارؓ کے ایڈیٹر بھی ہیں۔

مدنی جامع مسجد میں شعبہ حفظ قرآن مجید ہے شہر کی کئی مساجد میں ناظرہ اور حفظ کے شعبے قائم ہیں جہاں سینکڑوں طلباء زیر تعلیم ہیں۔ شہر کے علاوہ کئی دیہات میں حفظ و ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام ہے۔ یہ سب حضرت قاضی صاحب کی محنت کا اثر ہے۔

جمعیۃ علمائے اسلام اور تحریک خدام اہل سنت

جمعیۃ علمائے اسلام کا منشور اور پالیسی اہل سنت والجماعت کے عقائد ونظریات کا تحفظ تھا۔ اس کے ساتھ چند جماعتوں کا اشتراک عمل بھی رہا۔ لیکن بعد میں سیاسی اتحاد کو وسعت دینے کے لئے جماعت

اسلامی اور خاکسار تحریک کو بھی شامل کیا گیا۔ حضرت قاضی صاحب مرکزی شوریٰ کے رکن تھے۔ اور مرکزی شوریٰ کا اجلاس ڈھاکہ میں طلب کیا گیا تھا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مودودی اور خاکسار کے ساتھ اتحاد سے ناخوش تھے۔ میں ان دنوں مڈل سکول چکوال میں پڑھاتا تھا۔ ترجمان اسلام میں اجلاس کی خبر پڑھی تھی۔

سکول سے چھٹی کے بعد چکوال گیا حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں مودودی اتحاد کی وجہ سے بنگال کے اجلاس میں نہیں جا رہا۔ فرمایا علمائے اسلام میں کام کرنے کا مقصد اہل سنت کے حقوق کا تحفظ اور ان کی سیاسی ساکھ بحال کرنا ہے۔ مودودی جماعت سے ہمارا اصولی اختلاف ہے۔ ان کی شمولیت سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے اور یہ جماعتی منشور کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے میں نے مولانا شمس الدین صاحب ناظم جمعیۃ علمائے اسلام کو استعفیٰ دینے اور حاضر نہ ہونے کی اطلاع دے دی ہے فرمایا! ٹھہرو میں تحریر لاتا ہوں پھر حضرت اقدس نے وہ خط جو مولانا کو لکھا تھا۔ مجھے دیا فرمایا کہ پڑھ لو۔ میں نے خط پڑھا اس میں اسی اختلاف کی اطلاع تھی۔ ان دنوں حضرت قاضی صاحب مدنی مسجد کے اندر ایک چھوٹے سے حجرے میں قیام پذیر تھے۔

تحریک خدام اہل سنت کی ابتدا اہل سنت والجماعت کے حقوق کے تحفظ کے لئے حضرت پیر خورشید احمد صاحب خلیفہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں ہوئی۔ لاہور مرکزی اجلاس ہوا جس میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریک کے امیر اور بعد میں حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ صوبہ پنجاب کے امیر تجویز ہوئے۔

تحریک خدام اہل سنت کے امیر کی حیثیت سے آپ نے ملک میں اور خصوصاً علاقہ چکوال کی سیاست میں اتنا حصہ لیا جس سے سنی مذہب اور سنی مسلمانوں کو فائدہ پہنچے اور دوسرے فرقے کے افراد جو قلیل تعداد میں ہیں۔ ان کی سیاسی برتری قائم نہ ہو۔

افسوس کہ اہل سنت کے سیاسی زعماء نے اہل سنت کے ووٹ تو لئے لیکن اہل سنت کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا۔ بہر حال حضرت قاضی صاحب نے دائیں اور بائیں بازو کی حمایت کی بجائے سنی مذہب کو بحال رکھنے کی فکر اپنائی۔ جس کے بحمد للہ اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ باطل کی یلغار سے سنی افراد اور سنی موقف محفوظ رہا۔ ان شاء اللہ تحریک خدام اہل سنت جانشین قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر مدظلہ کی قیادت اسی موقف کو اپناتے ہوئے اہل سنت والجماعت کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتی رہے گی۔ اللھم آمین

عقائد حقہ کے اندر پختگی

از مولانا محمد عثمان ☆

تاریخ اسلام کے ہر دور میں علمائے حق نے دین کی حفاظت، کفر و الحاد اور شرک و بدعت کے مقابلے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیں اور اس مقصد کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

علمائے دیو بند کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آخری دور میں حضرات علمائے دیو بند سے اپنے دین کی جو خدمت لی ہے اور انہیں زندگی کے ہر شعبے میں جن علمی، دینی اور سیاسی کارناموں کی توفیق بخشی کسی بھی معقول انسان کو ان کا اعتراف کیے بغیر چارۂ کار نہیں۔

انہی علماء سے فیض یافتہ ایک عظیم ہستی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ ضلع چکوال کے ایک قصبہ موضع بھیں میں ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد مناظر اعظم مولانا کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دبیر سے حاصل کی۔ پھر موقوف علیہ تک دار العلوم عزیزیہ بھیرہ ضلع سرگودھا میں پڑھتے رہے ۱۹۳۸ء میں دار العلوم دیو بند تشریف لے گئے جہاں وقت کے نامور اساتذہ کرام و علمائے دین سے فیض حاصل کیا۔ جن میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیو بند امام ادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا پیر مبارک شاہ رحمۃ اللہ علیہ، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ تھانوی جیسی باکمال شخصیات شامل ہیں۔ آپ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا حق ادا کر دیا۔ ۱۹۵۵ء میں کل پاکستان جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم کے امیر مقرر ہوئے۔ صدر ایوب کے مارشل لاء دور میں جمعیت پر پابندی لگی تو نئی جماعت نظام العلماء پاکستان کے ضلع جہلم کے امیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں جمعیت علمائے اسلام

☆ مدرس مدرسہ حنفیہ تعلیم القرآن، میر پور، آزاد کشمیر

راولپنڈی ڈویژن کے امیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں جمعیت علمائے اسلام پنجاب شمالی کے نائب امیر بنائے گئے۔

حضرت جہلمی رحمہ اللہ سے مثالی تعلق

حضرت قاضی رحمہ اللہ صاحب نے جمعیت کو خیر آباد کہنے کے بعد ۱۹۶۹ء میں تحریک خدام اہل سنت والجماعت کی بنیاد رکھی۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ حضرت جہلمی رحمہ اللہ نے مل کر کام کرنا شروع کیا۔ حضرت جہلمی رحمہ اللہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے لئے جماعتی سطح پر دائیں بازو کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت رحمہ اللہ کو حضرت جہلمی رحمہ اللہ پر مکمل اعتماد تھا۔ اسی بناء پر انہیں اپنی جماعت کے لئے صوبہ پنجاب کی امارت سپرد فرمائی۔ ملک پاکستان اور آزاد کشمیر کے مختلف اضلاع میں یہ دونوں شخصیتیں مل کر دینی اور تبلیغی دورے کیا کرتی تھیں۔

حضرت قاضی رحمہ اللہ کو جس طرح حضرت جہلمی رحمہ اللہ پر مکمل اعتماد تھا اسی طرح حضرت جہلمی رحمہ اللہ کو حضرت قاضی رحمہ اللہ پر مکمل طور پر اعتماد تھا ایک دفعہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی مسجد جہلم میں ایک دینی پروگرام ہو رہا تھا سامنے اسٹیج پر یہ دونوں شخصیتیں تشریف فرما تھیں حضرت جہلمی رحمہ اللہ نے بیان کے دوران حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس مرد قلندر اور مرد درویش کو ہم نے ٹٹول کر دیکھا ہے خلوص، تقویٰ، للّٰہیت اور سادگی ان کی رگ رگ میں پیوست ہے سب سے بڑی بات عقائد حقہ کے اندر پختگی ہے جس کا پرچار یہ بلاخوف لومۃ لائم کرتے ہیں ہمیں ان پر مکمل اعتماد ہے۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ فتنوں کے تعاقب میں

یوں تو علمائے دیو بند سے فیض یافتگان میں سے ہر کسی نے کسی نہ کسی فتنہ کا زبان اور قلم سے رد کیا ہے لیکن اس موڑ پر آ کر دیکھا جائے تو یہ بات مانے بغیر چارہ کار نہیں رہتا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ہی وہ شخصیت تھے جنہوں نے ہر آنے والے فتنہ کا زبان اور قلم سے رد کیا۔ خواہ وہ فتنہ پرویزیت ہو یا قادیانیت، فتنہ یزیدیت ہو یا خارجیت، فتنہ مودودیت ہو یا رافضیت، فتنہ مماتیت ہو یا فتنہ غیر مقلدیت، اس پر واضح اور بین ثبوت حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی تصانیف اور خاص طور پر ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم ہے جس میں سرفہرست حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا مضمون ہوتا ہے جس میں باطل

مذہب والوں میں سے کسی کے بارے میں قلم میں لچک نہ ہوتی تھی، پھر تو پھر اگر اپنے لوگوں میں سے بھی خاص طور پر علماء حضرات میں سے کوئی بھی سیدھی راہ سے ہٹ کر دوسرے رخ پر چل پڑا تو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اسے بھی معاف نہیں کرتے تھے۔ روزنامہ اسلام میں مولانا راشدی صاحب کا کالم دیکھا۔ جس میں مولانا فرما رہے ہیں کہ ایک دفعہ میں خود حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت آپ کی شخصیت بہت بڑی ہے آپ ہمارے جیسوں کے خلاف مضمون نہ لکھا کریں ہم آپ کے بیٹوں کی جگہ ہیں اگر ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو اپنے پاس بلا کر ڈانٹ دیا کریں جیسے باپ اپنے بیٹوں کو ڈانٹتا ہے ہمیں اپنا مد مقابل نہ بنایا کریں۔ تو حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اپنی شخصیت کو دیکھوں یا مسلک کا دفاع کروں؟ مولانا فرماتے ہیں کہ میرے پس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ مسلک کے معاملہ میں کسی کو معاف نہ کرتے تھے۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی تائید

آخر میں طلبہ دینی مدارس کے فائدہ کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ صاحب کراچی والوں کا ایک بیان ماہنامہ حق چار یار محرم الحرام فروری ۲۰۰۴ء سے نقل کرتا ہوں۔ طلبہ کرام اسے پڑھیں اور اپنے عقائد کو بچانے کے لئے مماتی مدرسوں سے دور رہیں۔

بقول حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی جب حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی مجلس میں یہ بات آئی کہ ایک طالب علم آٹھ سال تک ہمارے مدارس میں پڑھتا ہے ہمارے ہی مدارس طلبہ کو ہر قسم کی سہولتیں بھی فراہم کرتے ہیں۔ مختلف اساتذہ کرام علماء عظام سے علم حاصل کرتے ہیں جو علم و عمل کے پہاڑ اور معقول و منقول کے ماہر ہوتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ وہ دو مہینے کسی دوسری جگہ دورۂ تفسیر پڑھنے سے ان کا ہم مسلک ہو جاتا ہے؟

تو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بھائی اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں طالب علم کو صرف کتاب پڑھائی جاتی ہے جس فن اور موضوع کی کتاب ہے استاد طالب علم کو وہی پڑھا رہا ہے کتاب تو محنت سے پڑھا دی جاتی ہے جس میں محنتی طالب علم ماہر بن جاتا ہے لیکن مسلک نہیں پڑھایا جاتا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ طالب علم مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد علوم فنون میں تو خوب ماہر ہو جاتا ہے مگر اکابر کے مسلک مزاج اور ذوق کا اسے کچھ پتہ نہیں ہوتا دوسرے حضرات ایک دو ماہ میں صرف تفسیر نہیں پڑھاتے

بلکہ اس مختصر وقت میں تفسیر تو پڑھانا ممکن ہی نہیں بلکہ وہ حضرات تعلیم کے نام پر اپنا مسلک پڑھاتے ہیں۔ طالب علم کے ذہن میں اپنے نظریات اور مسلک کو ڈالا جاتا ہے اس کی خصوصی تربیت اس دور میں ہوتی ہے اس لئے اس مختصر مدت میں وہ انہی کا ہو جاتا ہے جو پیرانہ دس سال کے عرصہ میں اسے دینی تعلیم دی گئی تھی وہ ہوا میں اڑ گئی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ طالب علم کو صرف کتاب نہیں پڑھانی چاہیے بلکہ کتاب کے ساتھ اس کو اکابر رحمہم اللہ کا مسلک و مشرب کے عقائد و نظریات بھی پڑھائے جائیں اور اکابر رحمہم اللہ کا ذوق و مزاج بھی سکھایا جائے اس کے لئے ملک کے بڑے ادارے اگر اہتمام کریں تو جلد فائدہ کی امید ہے۔ اس بیان میں مکمل طور پر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی تائید ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ اور ہم کو ان کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁

محسن اللہ خان خدامی، جہلم

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ اور مجاہد ملت حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی رحمہ اللہ آپس میں جس طرح محبت و تعاون کا تعلق رکھتے تھے اسے دیکھ کر رحماء بینہم کی عملی تفسیر اس دور میں نظر آتی تھی۔

بندۂ تسلیم و رضاء

مفتی محمد صدیق ☆

احقر مدرسہ میں سبق پڑھانے کے لئے جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی باہر جا کر معلوم کیا تو مدرسہ کے طلباء نے قیامت برپا کر دینے والی خبر سنائی کہ چکوال سے ٹیلی فون کے ذریعے اطلاع ملی ہے کہ قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ داغ مفارقت دے گئے ہیں۔

حضرت والا شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد حضرت تزکیہ باطنی کے لئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع فرمایا اور ان سے اصلاح قلبی کے سبق حاصل کئے۔ حضرت کی تربیت کا اثر آپ پر چڑھتا گیا۔ حتی کہ آپ حضرت کی تربیت میں کامیاب و کامران ہوئے تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو طریقت میں مجاز بنایا۔ پھر کیا تھا حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر علم ظاہر اور علم باطن کے پھیلانے میں صرف کر دی۔

ماشاء اللہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا جو فیض حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ نے اشاعت دین کے تمام شعبوں میں بڑی خدمات انجام دیں۔

علم ظاہر کی تعلیم و اشاعت کے لئے آپ نے چکوال شہر میں مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام کی بنیاد رکھی اور علاقہ بھر میں تیس سے زائد اس کی شاخیں طلباء اور طالبات کی دینی و علمی پیاس بجھا رہی ہیں۔

علم باطن اور تزکیہ نفس کے سلسلے میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین کی تعداد ہزاروں میں ہے جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے نفس کی اصلاح کروائی۔

دینی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ و تقریر کا ایک طویل سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ ملک بھر میں سنی عوام کو بیدار کرنے کے لئے آپ سینکڑوں اجتماعات سے خطاب فرماتے تھے۔

☆ مدرس مدرسہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم چمن، تلہ گنگ

حضرت والا رحمہ اللہ کا ایک خاص مشن تحفظ ناموس اصحاب رسول ﷺ، نظام خلافت راشدہ کا نفاذ اور مذہب اہل سنت علماء دیو بند کے عقائد کا پرچار اور تحفظ تھا۔ اسی پر آپ رحمہ اللہ نے ساری عمر صرف کر دی حتیٰ کہ اپنی صحت و بیماری کا بھی خیال نہیں کیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ظلم سہے لیکن اپنے مشن کو نہ چھوڑا۔

جو بات بھی علماء دیو بند کے مسلک کے خلاف سمجھتے اس کے خلاف ڈٹ جاتے دیگر علماء سے سبقت لے جاتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کا مؤقف اور طریق کار ہمیشہ بے لچک ہوتا اور پھر اس سلسلے میں کسی نتیجہ کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

تصانیف و تالیف میں بھی آپ نے بڑی خدمات انجام دیں۔ مرزائیت، شیعیت کے علاوہ مودودیت کا بھی رد کرتے ہوئے آپ نے کئی کتابیں و رسائل لکھے۔

اتنا بڑا علمی مقام رکھنے کے باوجود حضرت مدنی رحمہ اللہ کی نظر کیمیا گر کا اثر تھا کہ آپ خالصتاً بندہ تسلیم و رضاء بن گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی بلند ہمتی اولوالعزمی، مجاہدانہ کردار، استقامت علی الدین کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ محرمات تو ایک طرف مشتبہات سے بھی کوسوں دور رہتے تھے۔ لیکن موت ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں رہا ہے۔ اللہ جل شانہ حضرت کو اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں اور ان کے فیض سے ہماری دنیا و آخرت بہتر فرمائیں۔

چکوال میں تھا جو نور کا مینار بجھ گیا
روشن تھے جس سے کوچہ و بازار بجھ گیا

دلائلِ نبوت میں سے ایک زبردست دلیل

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں......

حقیقت یہ ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ کی جماعتِ مقدمہ رسولِ اکرم ﷺ کے دلائلِ نبوت میں سے ایک زبردست دلیل ہے اور ہر ہر صحابی معجزاتِ محمدیہ میں سے ایک ایک معجزہ کی شان رکھتا ہے کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ صحابی رسول ﷺ کی شان مقبولیت و محبوبیت، نور خلوص و تقویٰ اور مومنانہ ہمت و استقامت اور کسی فرد بشر میں نہیں پائی جاتی۔ رحمہ اللہ (سنی مؤقف ص ۵۱)

سفینہ اہل سنت کا ناخدا چل بسا

از حافظ محمد الطاف منہاس ☆

یہ نومبر ۱۹۰۲ء کی بات ہے جب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے حواری...... اس مرد درویش کی اذانِ حق سن کر بڑبڑا اٹھے۔ مرزا قادیانی ہتک عزت کا دعویٰ لے کر عدالتی دہلیز پر جا پہنچا اور مقدمہ جہلم کی عدالت سے گورداسپور منتقل کرا لیا...... گورداسپور کی عدالت سجی ہوئی ہے۔ مرزا قادیانی باوجود مدعی ہونے کے مجرم کی حیثیت سے عدالت میں کھڑا ہے اور وہ مرد حق پرست بھی دلائل کی بھرپور یلغار سے مرزا کو نکیل ڈال رہا ہے...... انگریز جج بھی انگشت بدنداں ہے کہ آج تک عدالت میں بڑے بڑے مقدمے اور بڑے بڑے مجرم آئے مگر یوں رسوائی کے دریا میں غوطے کھاتا بے بس مجرم میں نے آج پہلی مرتبہ دیکھا ہے بالآخر اس مرد درویش نے مرزا جی کو دلائل کی رسی سے جب خوب گھسیٹ لیا تو انگریز جج نے انگریزی نبی کو جرمانے وہرجانے کی سزا کا اعلان سنا دیا......

گورداسپور کی عدالت میں قادیانی کے گلے میں رسوائی کا ہار ڈالنے والا مرد درویش "آفتاب ہدایت" لکھ کر رافضیت کے محل میں نقب لگانے والا مرد قلندر جسے اپنے بیگانے رئیس المناظرین مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتے اور مانتے ہیں۔ چکوال شہر سے ۱۳ کلومیٹر شمال مشرق میں واقع قصبہ بھیں کے رہنے والے تھے۔ دیوبندی بریلوی مسلک کے لوگ آپ کے علمی مقام اور مناظرانہ صلاحیت کے گرویدہ اور معترف ہیں۔ آپ علمی مہارت، عملی طہارت، مناظرانہ پیچ وخم، جرأت، بہادری، دلیری جیسی بے شمار خوبیوں کے مالک تھے جو کہ مستقل عنوان ودیوان میں لکھنے کی متقاضی ہیں۔ آپ نے انہی خوبیوں کی نہج پر اپنی اولاد کی تربیت کی یہی وجہ ہے کہ آگے چل کر آپ کے صاحبزادگان مستقل عنوان کی حیثیت اختیار کر گئے آپ ہی کے لائق فرزند شہید ختم نبوت غازی منظور حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے راجپال ہندو افسر کو واصل جہنم کیا بعد ازاں کئی مروت کے جنگلات میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہو گئے۔ آج بھی ان کی

☆ ساکن چکلوک، چکوال

بنوں روڈ پر مرقد مبارک ہر گزرنے والے کو درسِ حریت دے رہی ہے۔ مولانا کرم الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اکتوبر ۱۹۱۴ء کو جس طفلِ بامراد کی پیدائش ہوئی یہی آگے چل کر قوم خودار میں صورِ انقلاب پھونکنے والے قائد اہل سنت وکیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کہلائے۔ میری ان سطور میں موضوع سخن یہی عظیم شخصیت ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی کے سایۂ شفقت میں شروع کی اور بہت جلد ہی دینی وعصری علوم کی منازل طے کرتے ہوئے ۱۹۲۸ء میں ہائی سکول چکوال سے میٹرک اور ۱۹۳۴ء میں اشاعتِ اسلام کالج سے ماہر تبلیغ کورس پاس کرلیا۔ ۱۹۳۷ء میں دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ سے دورہ حدیث شریف تک علوم دینیہ کی پیاس بجھائی...... یہ وہ دور تھا جب برصغیر کی عظیم علمی درسگار دارالعلوم دیوبند کا شہرہ آسمان کی بلندیاں چھورہا تھا......

دارالعلوم دیوبند کے فیضِ لاریب کو مالک کل مکان نے یہ شرف بخشا ہے کہ اس نے برصغیر میں بالخصوص اور پوری دنیا میں بالعموم جہالت کے پردوں کا طلسم توڑا اور توحید ورسالت کے چراغ جلائے ہیں۔ اور اس حقیقت کو بھی زمانہ جھٹلانے سے قاصر ہے کہ اس ٹکسال سے نکلنے والے ہر سکے نے دنیا سے اپنا آپ منوایا...... اور ظلم واستبداد کے تند وتیز طوفاں میں بھی علمِ حق سرنگوں ہونے دیا اور نہ گرنے دیا...... اگرچہ اس طائفہ حق شناس کے راستوں کو مسدود کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا مالٹا کے جزیرے سجائے گئے...... خون کی ندیاں رواں کی گئیں...... حوصلے پابند سلاسل کئے گئے...... جذبے آہنی زنجیروں میں جکڑے گئے...... حتیٰ کہ کئی منچلے جرمِ حق گوئی کی پاداش میں سولیوں کی نظر کردیئے گئے مگر اس تمام کے باوجود نہ تو یہ کارواں ظلمات کی بہتی نیہ کے آگے رکا اور نہ ہی میر کارواں وعدہ معاف گواہ بنے۔ یہی وجہ ہے کہ دیوبند کا نام آتے ہی تاریخ کے صفحات مارے ادب کے اپنے قرطاس کو قلم کی نوک کے آگے سجدۂ تعظیمی بجالانے پر مجبور کردیتی ہے...... دارالعلوم دیوبند کی انہی دینی وعلمی خدمات سے متاثر ہو کر مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہونہار فرزندِ ارجمند حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۹۳۸ء میں ایک رقعہ بنام شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ دے کر دارالعلوم بھیج دیا اور دارالعلوم کا پاکیزہ ماحول...... علم کی محافل...... عمل کا جذبہ...... سب کا سب عظیم سعادت مندی تھی لیکن حضرت قاضی صاحب کی قسمت کے کیا کہنے کہ ان ساری سعادتوں کے ساتھ ساتھ ان اساتذہ کی صحبت و قربت نصیب ہوئی جن کی عظمت وتوقیر پر زمانہ رشک کرتا ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جن کے نام پر تاریخ برصغیر کی طریقت وسیادت کو مان وناز ہے۔ جن کی صحبت سے فیض پانے

والے مریدین، شاگرد متوسلین برصغیر کے سارے خطے کو اپنے رنگ میں رنگ گئے۔ گویا کہ قاضی صاحب نے مدینہ کے ساتھ طریقت واسلوب کے سبق بھی پڑھنے شروع کر دیئے۔ ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیو بند سے فراغت کے بعد اس فیض لا ریب ان برکات وانوارات کو سمیٹ کر اپنے علاقے میں منتقل ہو گئے۔ ابھی دو سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ رافضیت کے اکسانے پر ایک شخص نے ذاتی نوعیت کے جھگڑے کو بنیاد بنا کر آپ پر حملہ کر دیا آپ نے دفاعی وار کیا جو یدموسوی ثابت ہوا اور وہ شخص ہلاک ہو گیا۔ ۱۹۴۱ء میں آپ کو اسی مقدمہ کی بنیاد پر عمر قید کی سزا سنادی گئی۔ آپ کی اسیری پنجاب کی مختلف جیلوں میں گزری جو آٹھ سال کے عرصے پر محیط تھی اس دوران جہاں برصغیر کی تقسیم کا واقعہ رونما ہوا وہیں امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی زمانے کے ایام کی گردش آنکھ مچولی کھیلتی رہی، جہاں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بیعت وخلافت سے نوازا اور آپ ان کے خلیفہ مجاز بن گئے۔ وہاں اس سعادت وعظمت کے ساتھ ساتھ ہی اسی اسیری کے دوران آپ کے والد گرامی حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال اور غازی منظور حسین رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت جیسے دلخراش واقعات بھی رونما ہوئے۔ مگر اس مردِ قلندر نے خندہ پیشانی سے فیصلِ صادق کے فیصلوں کو قبول کیا...... ۱۹۴۹ء میں رہائی کے بعد نئے عزم اور ولولے سے اپنے آبائی علاقہ چکوال (جو کہ جہالت کی اندھیر نگری اور اہل بدعت وفض کی آماج گاہ بنا ہوا تھا) میں دینی مسلکی جدوجہد کا آغاز کیا...... اسی دوران ۱۹۵۳ء میں ختمِ نبوت کی تحریک چلی۔ عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سر بکف ہو کر میدانِ کارزار میں کود پڑے پورے ملک کے علماء نے جیل بھرو مہم کا اعلان کر کے جیلیں آباد کرنی شروع کر دیں...... حضرت والا نے بھی جہلم کی مشہور دینی درسگاہ گلشن جہلمی جامعہ حنفیہ میں قادیانیت کے شجر نامراد پر بانداز تقریر زوردار آرا چلا کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا اس دوران آپ کی اسیری کا اکثر حصہ منٹگمری (ساہیوال) جیل میں گزرا...... حضرت والا کو جہاں باری تعالیٰ نے علم وعمل سے نوازا وہاں پر آپ کو جرأت وبے باکی، ہمت وبے خوفی بھی اپنے خاندان سے ورثے میں ملی تھی۔ ایوبی دور میں جب قادیانیت کے خلاف بولنا یا لکھنا جرمِ عظیم تصور کیا جاتا تھا چکوال شہر میں کسی منچلے جیالے نے قادیانیت کے خلاف لکھائی کر کے شہر کے درودیوار کو گرما دیا اس واقعہ سے انتظامیہ میں کھلبلی مچ گئی۔ بسیار کوشش کے باوجود جب مطلوبہ شخص گرفتار نہ ہو سکا تو انتظامیہ نے مذکورہ واقعہ کی مذمت کی اور ذمہ دار کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا مگر جب حضرت والا سے پوچھا گیا کہ اس واقعہ میں آپ اپنے مدعا سے مطلع کریں تو حضرت والا بزبان حال یوں گویا ہوئے............

''کہ تف ہے ان مولویوں پر جو منبر و محراب سے عشق رسول ﷺ کے نعرے بلند کرتے ہیں اور اگر کوئی عاشق صادق اپنے جذبات کا اظہار کر دے تو اس کو سزا دلوانے کی باتیں کرتے ہیں...... مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ یہ کس نے لکھا ہے لیکن اگر معلوم ہو جائے تو میں مذکورہ عاشق صادق کے ہاتھ چوم لوں گا۔''

۱۹۶۵ء میں جب جہلم روڈ چکوال شہر میں واقع احمدی فرقہ کے لوگوں نے سپیکر پر حکومتی اجازت نامے کے ساتھ جلسہ کرنے کا اعلان کیا تو عین جلسے سے چند لمحے قبل حضرت والا اپنی مسجد سے تلوار لے کر نکلے اور بازار سے آواز لگاتے ہوئے گزرے کہ ''لوگو! تم کس لئے زندہ ہو کہ تمہارے ہوتے ہوئے ختم نبوت کے ڈاکو لاؤڈ سپیکر پر آزادی سے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ تلوار لہراتے بپھرے ہوئے شیر کی گرج سن کر شہر کے تاجروں نے بازار بند کر دیئے اور حضرت کے ساتھ ہو لئے آپ ایک بڑے جلوس کی شکل میں جب مذکورہ جگہ پہنچے تو ضلعی انتظامیہ کے افسرانِ بالا آڑے آ گئے اور ایک لمبی لکیر کھینچ کر کہنے لگے کہ جماعتِ احمدیہ والوں نے اجازت لے کر اس جلسے کا انعقاد کیا ہے لہٰذا اگر کسی نے اس لکیر کو کراس کرنے کی کوشش کی تو اسے گولی سے اڑا دیا جائے گا۔ خالد دینا حال کراچی میں کفن لہرانے والے حسین احمد مدنی ﷺ کا یہ روحانی فرزند لکیر کراس کر کے افسران کو (بزبان حال) یوں مخاطب ہوا...... ''اے بھتہ خورو! اگر ہمت ہے تو ختم نبوت کے در کے اس پہرہ دار پر گولی چلاؤ''! انتظامیہ منہ تکتی رہی اور آپ نے نہ صرف جلسہ بند کروا دیا بلکہ پھر چکوال کی تاریخ میں آج تک قادیانیوں کا اعلانیہ جلسہ نہ ہو سکا۔ حضرت والا جس طرح طبیعت کے انتہائی نرم...... شفیق و مہربان...... سادگی و تقویٰ کے پیکر اور حد درجہ مہمان نواز تھے ویسے ہی عقیدے اور مسلک کے اعتبار سے فولادی چٹان تھے...... اپنوں بیگانوں کی پرواہ کئے بغیر مسلۂ حق کو نہ صرف بیان کرنا بلکہ بغیر لگی لپٹی کے بیان کرنا حضرت والا کا عمر بھر کا وطیرہ رہا بعض معاصرین کا خیال ہے کہ حضرت والا اپنے مؤقف کے اعتبار سے انتہائی سخت تھے لیکن صاحب فراست لوگ جانتے ہیں کہ نفس پرستی اور مصلحت پسندی کے اس دور میں جب کہ ہر خاص و عام حقیقت حال بیان کرنے سے عاری اور اظہار حق و صداقت سے چشم پوشی اختیار کر کے مصلحت کی منقش چادر کا سہارا لیتا ہے ان حالات میں وہ مردِ قلندر عقیدے اور مسلک کے دفاع میں سخت مؤقف اپنائے ہوئے تھا اور وہ یقیناً اس میں حق بجانب تھا ورنہ مسلک کا دفاع یقیناً خطرے سے خالی نہ تھا...... یہی وجہ ہے کہ جماعتِ اسلامی کے ساتھ ایک سیاسی اتحاد کی بناء پر آپ نے جمعیت علمائے اسلام سے استعفیٰ دے کر ۱۹۶۹ء میں اہل سنت والجماعت کے فکری و ذہنی شعور کو بیدار کرنے کے لئے...... یارانِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کو عام کرنے کے

لئے ...... مسلک حقہ علمائے دیوبند کا دفاع کرنے کے لئے "تحریک خدام اہل سنت والجماعت" کی بنیاد رکھی اور پھر ساری زندگی اپنے پروگرام ومنشور اور جماعتی ماٹو، یا اللہ مدد، اصلی کلمہ اسلام اور نعرۂ حق چار یار رضی اللہ عنہم کو لے کر بستی بستی، قریہ قریہ، لیل ونہار ...... پیدل میلوں میلوں کا سفر کر کے ...... سائیکل پر جا کر ...... درسِ قرآن سنی کانفرنس کے عنوان سے اپنے پروگرام کو عام کیا اور وہ علاقہ جو جہالت کی آماجگاہ تھا۔ اس مردِ قلندر کی محنت وکاوش اخلاص وللٰہیت کے نتیجے میں آج وہ علاقہ دیوبندیت کا مضبوط قلعہ سمجھا جاتا ہے ......

یہ مرد درویش نصف صدی سے زائد مذہب ومسلک کی پاسداری کر کے ...... مختلف موضوعات پر کتب تصانیف کر کے اپنے لاکھوں مریدین متوسلین کو داغ جدائی دے کر ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو منوں مٹی تلے جابسا۔ چکوال کی تاریخ نے پہلی مرتبہ آج کسی جنازے کا ہجوم یوں دیکھا تھا کہ جس میں علماء، صلحاء سیاسی زعماء، تاجر برادری اور تمام شعبۂ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لاکھوں چاہنے والوں نے شرکت کی۔

اس مردِ قلندر کو شہر سے آبائی قصبے میں لے جایا گیا تو میت کے دیدار کے لئے ہزاروں کا ہجوم تھا اور جس طرح دیہات کے لوگوں بالخصوص چک ملوک کے سنی مسلمانوں نے اپنے محبوب قائد کو الوداع کیا وہ منظر یقیناً قابلِ دید اور قابلِ تحسین تھا ...... یوں سفینۂ اہل سنت کے اس ناخدا کو اپنے والد گرامی کے پہلو میں اپنے آبائی قصبہ بھیں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ [بشکریہ ماہنامہ خلافت راشدہ فیصل آباد مارچ ۲۰۰۴]

❁❁❁❁

ہم قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نوّر اللہ مرقدہٗ
ناموس صحابہؓ کیلئے ان کی مخلصانہ جدوجہد پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں

منجانب: عابدالرشید متولی ومنتظم جامع مسجد خلفائے راشدینؓ
واراکین تحریک خدام اہل السنّت والجماعت راولپنڈی

بے مثال وکیل

جناب قاری عالم زیب صاحب ☆

وکیل صحابہؓ، دشمنان دین و صحابہؓ کے خلاف سیف بے نیام، پیکر حلم و حیا، صاحب عزم و عزیمت، قلزم علم و حکمت، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس صدی کی ان عظیم شخصیتوں میں سے ایک تھے کہ جب وہ شخصیت دنیا سے اٹھ جائے تو پھر اس کی نظیر دوبارہ کم ہی پائی جائے اور جو خلا اس کے جانے کے بعد پیدا ہو وہ بمشکل پُر ہو سکے......

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب نہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

یوں تو دنیا میں علماء اور خطباء کی کمی نہیں لہک لہک کر اور طرز یں لگا لگا کر بیان کرنے والے بھی بہت ہیں اور اہل علم بھی بہت ہیں۔ شریں بیاں مقررین کو بھی سنا اور واعظین کو بھی لیکن ان سب میں ایک کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ ''مدح صحابہؓ'' اس کمی کو قائد اہل سنت حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پورا کیا۔

حضرت قائد رحمۃ اللہ علیہ آیت تمکین پر درس دیتے تھے جس میں صحابہؓ کا خوب ذکر ہوتا۔ اور صحابہ کرامؓ پر لگائے جانے والے الزامات کا بڑا پائیدار اور مسکت جواب ہوتا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جن لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لعن طعن کیا ہے۔ دراصل وہ لوگ دین کو بدنام کر رہے ہیں کیونکہ دین کو سب سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا ہے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم داغدار ہو گئے تو دین کیسے محفوظ رہیگا۔ صحابہ کرامؓ نے قرآن کو اترتے دیکھا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو دیکھا ہے۔''

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دفاع ان کے فضائل اور ان کی مدح کو اپنا مشن بنایا۔ اس کے علاوہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہر باطل فرقہ کے خلاف تقریراً، تحریراً کام کیا اور ہر جدید فتنہ کا تعاقب کیا لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کسی خاص فرقہ کو اپنا ہدف نہیں بنایا بلکہ ہر اس جماعت اور اس شخص کا تعاقب کیا۔ جس

☆ مانسہرہ، حال مقیم لاہور

نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس ہستیوں کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ طرۂ امتیاز تھا کہ اگر اپنے ہم مسلک علماء میں سے بھی کسی نے اکابر علماءِ دیوبند کے مؤقف سے ذرا بھی ہٹنے کی کوشش کی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بروقت ان کو تنبیہ کی۔ بصورت دیگر خوب تعاقب کیا۔ یہ پرواہ نہیں کی کہ یہ اپنا ہے۔ ناراض ہو جائے گا۔ خواہ حالات کیسے ہی ہوں۔ حضرت نے ہمیشہ دین کو مقدم رکھا۔ گویا حضرت رحمۃ اللہ علیہ لایخافون لومۃ لائم۔ کی حقیقی تصویر تھے۔ حضرت نے دفاع صحابہؓ پر باوجود ضعف کے جتنا کام کیا ہے یہ انہی کی شان کے لائق تھا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط

حضرت قائد رحمۃ اللہ علیہ باوجود جید عالم اور مصنف ہونے اور ماہر عربی دان ہونے کے کوئی بات اکابرین علماءِ دیوبند کے حوالہ کے بغیر نقل نہیں فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ قرآن کریم کی کسی بھی آیت کا ترجمہ اپنے الفاظ میں نہیں کیا بلکہ وہ بھی اکابرین ہی کے الفاظ میں پیش کیا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ دامنِ اکابرین سے وابستہ اور انہی کے مؤقف کو پیش کرتے رہے۔ حقیقتاً حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزندِ دارالعلوم دیوبند نے مدرسہ سے فراغت لے کر زندگی کی آخری سانس تک دین متین کی خدمت کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدح بیان کی۔

صحیح معنی میں اس وراثت کا حق ادا کر دیا جس کا تقاضا اس مدرسہ کے ہر عالم فاضل سے کیا جاتا ہے۔ حضرت اکابرین کے مخلص سپاہی اور ان کی سچی تصویر تھے۔ حضرت نے اکابرین اور خاص طور پر اپنے مرشد حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ساری زندگی باطل کے خلاف جہاد میں گزار دی۔ حق تعالیٰ آپ کی خدمات دینیہ قبول فرمائیں۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین۔

❀❀❀❀

صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت میں مستغرق

جناب ضیاء الدین عباسی ☆

چکوال شہر وہ مقام ہے جہاں کی مدنی مسجد میں قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ قال اللہ اور قال الرسول کی صداء امت کو سناتے رہے۔ قائد اہل سنت ساری زندگی مسلک حق علماء دیوبند کی ترجمانی کرتے رہے۔ پاکستان کے اندر جو بھی فرقہ آگے قدم بڑھاتا حضرت قائد اہل سنت اس کی ایسی بیخ کنی کرتے کہ باطل فرقہ کا احیاء رک جاتا۔ آپ تمام باطل فرقوں کے خلاف ننگی تلوار تھے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر کتب تصنیف کیں جو علماء اور عوام دونوں کے لیے مفید ہیں۔ بھیں چکوال کا وہ گاؤں ہے جہاں اہل سنت کے قائد پیدا ہوئے۔ اسی سرزمین پر ہر سال محرم میں ''سنی کانفرنس'' منعقد کراتے تھے۔ جس میں ملک بھر سے علماء حضرات تشریف لاتے۔ تقاریر کرتے اور حضرت قائد اہل سنت سے استفادہ کرتے۔ ملک کے مشہور مناظر وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ قائد اہل سنت کے مرید تھے۔ ہر سال تا زندگی سنی کانفرنس میں شریک ہوتے تھے اب ان کی جگہ مفتی محمد انور صاحب آتے ہیں۔

۲۰۰۱ء میں دار العلوم دیوبند کانفرنس جو پشاور میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر نامور علماء نے حضرت قائد اہل سنت کی خدمت میں حاضری دی جن میں ہندوستان کے نامور عالم دین اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم بھی شامل تھے۔ حضرت قائد اہل سنت نے سید اسعد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی تصانیف ہدیۃً پیش کیں۔

حضرت قائد اہل سنت ساری زندگی دین کی خدمت کرتے رہے بارہا مرتبہ پابند سلاسل ہوئے جیل میں گرفتار افراد پر سخت پابندی تھی کہ وہ اذان وغیرہ جیل کے اندر نہیں دے سکتے ہیں۔ حضرت قائد اہل سنت نے جیل میں اذان دے کر نماز پڑھی۔ جیل سپرنٹنڈنٹ نے کہا آپ کو پتا ہے جیل میں اذان دینے کی کتنی سخت سزا ہے؟ جیل سپرنٹنڈنٹ سے فرمایا کہ میں اپنا ایمان جیل کی ڈیوڑھی میں نہیں رکھ کر آیا بلکہ

ساتھ لے کر آیا ہوں۔

مولانا نور محمد آصف صاحب بتاتے ہیں ایک دفعہ چکوال میں قادیانیوں کا جلسہ ہو رہا تھا۔ قادیانی مبلغ تقاریر کر رہے تھے۔ حضرت قائد اہل سنت تقاریر رکوانے کے لیے اکیلے قادیانیوں کے جلسہ گاہ کی طرف دوڑ پڑے۔ راستے میں جو مسلمان بھی ملتا اس سے سوال کرتے ختم نبوت پر ایمان ہے؟ وہ آدمی کہتا میرا ایمان ہے۔ آپ فرماتے ختم نبوت کا تحفظ کرو اسی طرح پورا جتھا تیار ہو گیا پھر پولیس کو علم ہو گیا تو انہوں نے مرزائیوں کا پروگرام برخاست کر دیا اور چکوال کی تاریخ میں مرزائی ہمیشہ کے لیے ذلت و خواری کا شکار ہو کر شہر چکوال سے پسپا ہو گئے۔

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی اہل السنت والجماعت اور سنی مذہب کی ترجمانی کرتے رہے۔ یا اللہ مدد کا نعرہ پاکستان میں متعارف کرایا۔ جب کفر کی منڈیوں میں جعلی کلمہ برآمد ہوا آپ نے اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی خوب نشر و اشاعت کی۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف تبرا بازی خصوصاً خلفائے راشدین کے خلاف شروع ہوئی تو حضرت قائد اہل سنت نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دفاع میں ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کا اجراء کیا۔ یہ رسالہ ۱۹۸۹ء میں جاری ہوا پاکستان بھر میں اس رسالہ کا اپنا ہی انداز ہے جو مسلمانوں کو صحابہ کرامؓ کی حقیقی محبت دے رہا ہے۔

حضرت قائد اہل سنت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری نشانی تھے ان کے بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی خلیفہ مجاز پاکستان میں موجود نہیں رہا۔ آپ کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ انس اور محبت تھی۔ ہر بات میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکروں کو چھیڑ دیتے تھے۔ بہادری اور شجاعت میں آپ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال تھے جو بات حق سمجھتے تھے پھر اس پر ڈٹ جاتے تھے۔ باطل کے آگے جھکنا تو حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے سیکھا ہی نہیں تھا۔

حضرت قائد اہل سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت میں مستغرق رہے۔ دین متین کی جو خدمت حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے کی اس کا فیض ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

حضرت اقدس کمزوری اور بڑھاپے کے باوجود بھی دینِ متین کی خدمت سے غافل نہیں رہے۔ جو علماء کرام زیارت کے لیے حاضر ہوتے تھے انہیں قیمتی مشوروں سے نوازتے تھے۔

بالآخر اہل سنت کا یہ آفتاب ۹۰ سال کی عمر میں ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بمطابق ۳ ذی الحج ۱۴۲۴ھ کو صبح پونے پانچ بجے اللہ جی کا ورد کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

"اللھم اغفرہ وارحمہ وادخلہ فی جنت النعیم"

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چند کرامات

لکھے جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب ☆

پہلی بار حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کو ڈومیلی میں تبلیغی جلسہ کے سلسلہ کے دوران دیکھا۔ یہ جلسہ ۱۹۶۶ کو ڈھوک درواں میں ہوا تھا۔ جس میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ گیلانی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ نے رات کو تقریریں کی۔ رات بارہ بجے جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس وقت بندہ کی عمر بارہ سال کے قریب تھی۔ حضرت رحمہ اللہ کی داڑھی کالی تھی۔ خوبصورت چہرہ اور ۶ فٹ اور ۵ انچ کا جوان دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ صبح کی نماز کے بعد حضرت نے درس دیا تھا۔ مسجد بھری ہوئی تھی۔ رات کو مفتی محمد شریف صاحب نے اعلان کیا تھا۔ قاضی صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اس لیے صبح کی نماز کے بعد تقریر فرمائیں گے۔

اس زمانے میں جہلم سے دو بسیں ڈومیلی کے لیے آیا کرتی تھیں۔ صبح جہلم کے لیے روانہ ہوتیں۔ اور شام کو واپس ڈومیلی آتی تھیں۔ ڈومیلی کا علاقہ بہت دشوار گزار علاقہ تھا۔ اکثر لوگ پیدل چلا کرتے تھے۔

پہلی ہی زیارت سے حضرت کے ساتھ محبت پیدا ہوگئی تو ۱۹۷۰ میں مدرسہ اظہار اسلام میں داخل ہو گیا۔ وہیں اظہار الاسلام ہائی سکول میں میٹرک کیا۔ وہاں ہی قرآن مجید پڑھا۔ اور ۱۹۷۷ میں حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوا۔

بندہ نے پہلی دفعہ ۱۹۷۲ میں کنڈ پاری میں جلسہ رکھا۔ حضرت رحمہ اللہ نے شرکت فرمائی حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ اور حافظ عبدالحمید صاحب رحمہ اللہ تلہ گنگ والے تشریف لائے اس زمانے میں بریلویت کی مخالفت زوروں پر تھی۔ اکثر لوگ ان بزرگوں کو وہابی کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ہمارے علاقہ میں ایک بزرگ تھے۔ جو بڑی عمر کے تھے جن کا نام مہر خان تھا۔ انہوں نے حضرت قاضی

☆ سوہاوہ ضلع جہلم

صاحب کا نام سنا تو بڑی خوشی سے تشریف لائے کہنے لگے کہ یہ مولانا کرم الدین صاحب رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ جن کو شیر پنجاب کہا جاتا تھا۔ بڑے دلیر آدمی تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو شکست فاش دی اور جہلم کی عدالت میں اس کے خلاف جھوٹی نبوت کا مقدمہ لڑا۔ بندہ تین سال چکوال میں رہا۔ حضرت بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت کے اندر عاجزی اور انکساری بہت زیادہ تھی۔ جو قابل تعریف تھی۔ اس زمانے میں حضرت عصر کی نماز کے بعد مدرسہ کے دفتر میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ ہر ایک کی بات سنتے اور اس پر عمل کرواتے تھے۔

اپریل ۱۹۷۸ کو ہم نے منڈیاں میں جلسہ رکھا۔ جس میں حضرت رحمہ اللہ کو بھی دعوت دی۔ حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب، مولانا خدایار صاحب رحمہ اللہ۔ حضرات علماء کرام تشریف لائے۔ اتفاق سے ذوالفقار علی بھٹو کو سزائے موت کا حکم ہو گیا تھا ملکی حالات خراب تھے۔ ہم نے سپیکر کا استعمال کیا۔ پولیس کے اہلکار وہاں پہنچ گئے۔ جس میں ایک شیعہ تھا اور دوسرا نام نہاد سنی انہوں نے سپیکر بند کرا دیا۔ گاڑی کے دوستوں نے ان کو کافی سمجھایا مگر وہ نہ مانے۔ آخر انہوں نے سپیکر بند کرا دیا۔ حضرت کی تقریر کے دوران کافی گڑبڑ کی ہمارے ایک ساتھی نے علیحدہ بلا کر خاموشی سے واپس سوہاوہ بھیج دیا۔

پولیس کے آدمی جب چلے گئے تو ظہر کی نماز کے بعد حضرت جہلمی رحمہ اللہ کی تقریر شروع ہوئی۔ خدا کی شان رات کو پولیس سٹیشن سوہاوہ میں ایس پی جہلم کا چھاپہ پڑا۔ جس اہلکار نے زیادہ گڑبڑ کی وہ معطل ہو گیا۔ اور لائن حاضر ہوا۔ اور دوسرا آدمی اس رات دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک ہو گیا۔ مجھے تیسرے دن اس بات کی خبر ہوئی تو میں نے کہا کہ یہ ہمارے پیرو مرشد قاضی مظہر حسین کی گستاخی کا نتیجہ ہے کہ ان دونوں نے حضرت کی تقریر کے دوران خرابی پیدا کی تھی۔

بندہ جب چکوال میں پڑھتا تھا۔ تو میرے والد صاحب مرحوم نے حضرت کو ایک خط لکھا۔ خط میں حسن ظن کی بنا پر لکھ دیا کہ آپ وقت کے مجدد ہیں۔ خط پڑھنے کے بعد مجھے بلایا اور فرمایا یہ رقعہ والد صاحب کو دینا اور کہنا کہ اس قسم کے القاب نہ لکھا کریں اور رقعہ میں لکھا۔ کہ بندہ عاجز اور گنہگار ہے۔ اور اس قابل نہیں ہے۔ میں نے یہ رقعہ اپنے والد صاحب کو دیا۔ والد صاحب ذرا شرمندہ ہو گئے۔

حضرت اپنے وقت کی عظیم ہستی تھیں۔ ملک یا شہر میں کوئی کام خلاف شرع سنتے یا دیکھتے۔ تو فوراً اس کی تردید فرماتے۔ اور کھل کر مسئلہ بیان فرماتے۔ انبیاء علیہم السلام کی عظمت کا مسئلہ ہو یا صحابہ کرامؓ کے ناموس کا آپ فوراً میدان عمل میں آجاتے۔ تقریر کے ذریعے اس کی تردید فرماتے۔

① گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چکوال میں اس وقت کی ہیڈ مسٹریس نے جوان بچیوں کو ڈانس سکھانے کے لیے ایک پیریڈ رکھا ہوا تھا۔ حضرت کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ نے شدید احتجاج کیا۔ اور ہیڈ مسٹریس کی طرف لکھا کہ اس قسم کے خرافات بند کیے جائیں۔ حضرت کے شدید احتجاج پر ہیڈ مسٹریس کی ٹرانسفر ہوگئی اور یہ بے حیائی ختم ہوگئی۔

② چکوال شہر میں عیسائیوں کا ایک مشنری سکول چلا تھا جو تحصیل آفس کے قریب تھا، یہ واقع ۱۹۶۹ء کا ہے۔ اس سکول میں مسلمان لڑکے اور لڑکیاں پڑھتے تھے۔ مسلمان بچوں اور بچیوں کو عیسائی بنایا جاتا تھا۔ ایک منظم طریقہ سے کام ہوتا تھا حضرت کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اس پر خوب احتجاج کیا اور سکول بند کرا دیا۔ عیسائی مدرسۃ البنات کی خدمت صفائی کرنے سے انکاری ہوگئے۔ تو مدرسہ کے ایک مخلص ساتھی نے اس کی ذمہ داری سنبھال لی۔

③ ۱۹۷۲ء میں قاضی محمد ظہور الحسین صاحب نے بسلسلۂ روزگار ایک ویگن خریدی، ان کا خیال تھا تبلیغی کام بھی چلائے جائیں گے۔ اور روزگار بھی ہوگا۔ حضرت صاحب کو جب علم ہوا تو آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ آپ نے منیر اقبال ناظم مدرسہ کو یہ پیغام دیا۔ کہ ظہور الحسین کو کہہ دیں کہ ہمارا یہ منصب نہیں ہے اللہ نے تمہیں جو دین کا علم دیا ہے اور جتنا دیا ہے اس پر عمل کریں۔ اور محنت کریں اللہ روزی دے گا۔ قاضی ظہور الحسین صاحب کو جب معلوم ہوا کہ حضرت ناراض ہیں تو انہوں نے فرمانبرداری میں رہ کر گاڑی بیچ دی۔ حضرت کو یہ احساس ہوا کہ میرا بیٹا دنیاداری میں پڑ کر بے کار ہو جائے گا۔ قاضی ظہور الحسین صاحب اپنے عظیم باپ کی فرمانبرداری میں کام کرتے رہے، جو آج ہمارے قائد اور رہبر ہیں۔

④ ۱۹۷۲ء میں کنڈیاری میں جب جلسہ ہوا۔ اس مقام پر میلہ لگتا تھا۔ ایک قبر تھی۔ اور ہر سال ہاڑھ کی پانچ تاریخ کو وہاں میلہ ہوتا تھا وہاں سایہ دار درخت تھے۔ پانی کا کنواں تھا۔ اور اس جگہ کھلا میدان تھا۔ اور پورے علاقہ کے وسط میں تھا۔ ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ وہاں جلسہ کا انتظام کیا جائے۔ قبر کے متولی سے ہم نے اجازت لے لی اور ضروری سامان بھی ہم نے ان سے لے لیا۔ اس متولی نے بھی جلسہ سنا۔ خدا کی شان اس متولی کے دماغ میں کوئی ایسی بات آئی کہ اس نے سو سال پرانا میلہ مکمل ختم کرا دیا۔ کئی سال ہوئے ہیں اب وہاں میلہ نہیں لگتا۔ اور متولی ہمارے ہر سال جلسے میں شرکت کرتا ہے۔ یہ بھی حضرت کی کرامت تھی۔

⑤ اسی طرح حضرت کی ایک اور پراثر آمد کا ذکر کروں گا۔ کہ ۱۹۷۸ء میں جب کنڈیاری میں جلسہ رکھا گیا حضرت نے تاریخ دے دی۔ گاؤں میں مشورہ ہوا ایک دوست نے کہا کہ علماء کے کھانے کا انتظام میں کروں گا۔ لیکن علماء کھانا کھائیں گے میرے گھر میں۔ بندہ نے اس کی یہ بات منظور کر لی۔ اس جلسہ میں مولانا قاضی عبداللطیف اور مولانا خدایار صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرکت فرمائی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا کھانے کے بعد وہاں دعا کی اور ظہر کی نماز با جماعت بھی وہاں ان کے گھر میں ہوئی۔ خدا کی شان اس میرے ساتھی کے گیارہ بچے بچیاں ہیں۔ سب نیک ہیں۔ اور پانچ بچے باریش اور نمازی ہیں۔ اور ایک بچہ حفظ کر رہا ہے۔ اور سب باپ کے فرمانبردار ہیں۔ یہ گھر ہمارے پورے گاؤں میں شرک و بدعت کا گڑھ تھا۔ اور اب وہاں سب راہ سنت پر چل رہے ہیں......

این سعادت بزور بازو نیست

❀❀❀❀

جناب فتح خان اعوان، کٹاس، جہلم

خواب میں حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آنجناب نے فرمایا دفتر والوں سے تعلق رکھو، مذہب حق اہل سنت و جماعت، یا اللہ مدد، خلافت راشدہ۔ حق چار یارؓ اور اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے لیے محنت کرو۔

جمعیت علماء اسلام کے معمار

جناب محمد اکبر صاحب ☆

مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اپنے اخباری تعزیتی بیان میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو جمعیت علماء اسلام کے بانی حضرات میں سے قرار دیا تو چکوال کے ایک اخبار نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جمعیت کا ''بانی'' لکھ دیا۔ وہ لوگ جنہوں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گذشتہ پینتیس برس سے جمعیت میں نہ دیکھا وہ حیران ہوئے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جمعیت سے کیا واسطہ وہ تو اپنی جماعت ''خدام اہل سنت'' کے بانی اور امیر تھے۔ دونوں باتیں جمعیت کے بانیوں میں سے ہونا اور بانی ''خدام اہل سنت'' ہونا درست ہیں۔ چالیس پچاس برس اور اس سے کم عمر لوگوں کی حیرانی بھی بجا ہے ......

ان لمحوں کو معلوم کہاں یہ صدیاں کیسے بیتی ہیں

۱۹۵۶ء میں جمعیت علماء اسلام کا قیام عمل میں آیا۔ اس جمعیت میں کراچی سے پشاور تک مغربی پاکستان کے دیوبندی علماء اور سارے مشرقی پاکستان کے ہم خیال علماء شامل ہوئے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ امیر اور حضرت مولانا غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ تنظیم میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مجلس شوریٰ کے ممبر اور امیر ضلع جہلم تھے۔ قیام کے ساتھ ہی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ جمعیت کی ترقی کے لیے سرگرم عمل ہوئے۔ ۱۹۵۷ء کا سال جنگ آزادی ہند ۱۸۵۷ء کا صد سالہ تھا جو جمعیت علماء اسلام بڑے زور شور سے منا رہی تھی۔ اسی سلسلے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں گیارہ مئی ۱۹۵۷ء (وہ دن جب ہندوستان افواج نے میرٹھ کی چھاؤنی میں انگریز کے خلاف علم بغاوت بلند کیا) کو چھپڑ بازار چکوال میں رات کو جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ جس میں حضرت مولانا عبدالحنان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ امیر جمعیت علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن نے خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے جمعیت کے قیام کے اغراض و مقاصد بیان کیے۔ مولانا عبدالحنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر جنگ آزادی

☆ ایڈووکیٹ، چکوال

میں علماء حق (جنہوں نے مابعد دارالعلوم دیوبند قائم کی) کے اعلیٰ اور ارفع کردار پر ایک شاہکار تھی۔ جس کو اہالیان چکوال نے بے حد پسند کیا۔ بس حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو جمعیت علماء اسلام کی ترویج و ترقی کے لیے وقف کر دیا۔ اپنے جمعۃ المبارک کے خطبات اور تقاریر میں اکابرین علمائے دیوبند کے کارناموں کے تذکرے، انگریزی استبداد کے خلاف ان کی نبرد آزمائی کے قصے اور صبر و استقلال کی سچی تاریخی کہانیاں بیان کرنے لگے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ اظہار الاسلام کے سالانہ جلسوں میں قائدین جمعیت کا ورود ہونے لگا۔ ۱۹۵۸ء میں مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سید گل بادشاہ امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ سرحد تشریف لائے۔ اس کے بعد تقریباً ایک عشرہ تک چکوال شہر میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت اور انتظام میں جو بھی جلسہ ہوا اس میں جمعیت کے مرکزی قائدین حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تشریف لاتے رہے۔ اس طرح حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علاقہ کے لوگوں کو دینی شخصیات سے متعارف کرایا۔ یہاں تک کہ مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں ایک ہفتہ دیہات کا تبلیغی دورہ سخت سردیوں کے موسم میں کیا۔ جس کی روداد ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اخبار ترجمان اسلام میں بیان کی تھی۔

جو علماء اور ان کی جماعتیں براہ راست جمعیت علماء اسلام میں شامل نہیں ہوئی تھیں وہ بالواسطہ طور پر جمعیت کے ساتھ معاون تھیں اور سیاسی وابستگی کا عہد کیے ہوئے ان میں ''تنظیم اہل سنت'' جس کے امیر علامہ دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ اور ''تحریک ختم نبوت'' جس کے قائدین قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں۔ بدیں وجہ یہ علماء اور جماعتیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گوارا تھیں۔ جلسوں اور کانفرنسوں میں جمعیت کے علماء کے ہمراہ ان کو بھی مدعو کرتے۔ علماء دیوبند میں سے جو حضرات جمعیت میں شامل نہیں ہوئے یا شامل ہو کر نکل گئے یا جنہوں نے جمعیت کی موجودگی میں کوئی دوسری جمعیت بنالی یا عدم تعاون کا اظہار کیا وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری کی طرح تھے اور اکابرین کے مسلک سے الگ اپنی راہ اختیار کرنے والے تھے۔ حضرت صاحب نے ایسے لوگوں کو ایک عرصہ تک بلکہ پورے عشرہ تک تعمیری تنقید کا نشانہ بنایا۔ اور اپنے جلسوں اور کانفرنس وغیرہ میں ان کو مدعو نہ کیا۔

حقیقتاً حضرت صاحب جمعیت کے نہ صرف بانی لوگوں میں سے تھے بلکہ معمار تھے۔ تقریباً دس برس تک جمعیت کی تعمیر جاری رکھی۔ اس خدمت اور وفاداری کے عوض خود بھی بڑا مقام پایا۔ ملک کے طول و

عرض میں نیک نامی اور شہرت حاصل کی۔ اکابرین ملت اور علماء کرام کی نظر میں واجب الاحترام ٹھہرے۔
جمعیت سے وابستگی کے عہد میں ایک بار حضرت صاحب کی گرفتاری کے خلاف چکوال شہر میں ہڑتال ہوئی تو ایسی ہوئی کہ تمام بازار اور دکانیں مکمل طور پر پورے دن کے لیے بند رہیں اور کسی خریدار کو ساگ کے پتے تک دستیاب نہ ہو سکے۔ مخالفین بھی ہڑتال کے حق میں تھے۔

جب الیکشن ۱۹۷۰ء کے انعقاد کے آثار پیدا ہونے لگے تو جمعیت علماء اسلام نے بھی دیگر سیاسی جماعتوں کی طرح انتخابات میں حصہ لینے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ سیاسی جماعتوں میں الحاق و اتحاد ہونے لگے۔ جمعیت علماء اسلام کی اتحادی جماعتوں میں ''خاکسار تحریک'' بھی تھی۔ حضرت صاحب کے نزدیک خاکسار تحریک سے اتحاد ایک دینی جماعت کے لیے نازیبا تھا۔ حضرت صاحب نے شوریٰ میں اختلاف کیا۔ شوریٰ متفق نہ ہوئی تو حضرت صاحب رحمہ اللہ نے جمعیت علماء اسلام کو خیرباد کہہ دیا۔

اس کے باوجود ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں حصہ لیا۔ اپنا آزاد امیدوار کھڑا کیا۔ اسی الیکشن میں تحصیل چکوال کی صوبائی نشست پر پیپلز پارٹی کے امیدوار کے مقابلہ میں کونسل مسلم لیگ کے امیدوار کی مدد کی جو جیت گیا۔ حضرت صاحب کے خیال میں پیپلز پارٹی قادیانی نواز جماعت تھی اس لیے اس کے امیدوار کو شکست سے دوچار کرنا ضروری تھا۔ حضرت صاحب رحمہ اللہ کو اندیشہ تھا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت میں قادیانی برسرِ اقتدار آجائیں گے۔

جمعیت علماء اسلام سے علیحدگی کے بعد حضرت صاحب نے اپنی جماعت ''تحریک خدام اہل سنت'' قائم کی۔ الیکشن جس سطح پر بھی ہو حصہ ضرور لیتے تھے۔ نیک اور سنی العقیدہ امیدوار کی حمایت کرتے تھے۔ ان کی حمایت حاصل کرنے کے لیے امیدواران کے سامنے دوزانو رہتے اور ووٹ کی بھیک مانگتے تھے۔ لیکن حضرت اقدس رحمہ اللہ کے پیش نظر ہمیشہ سنی ملت کے مفادات ہوا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ آنحضرت کی جملہ خدمات دینیہ کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین

❀❀❀❀

تقویٰ کا سورج ڈوب گیا

حافظ محمد رضوان اللہ ☆

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں کچھ لوگوں کا انتخاب کر کے ان سے اپنے عالی دین کا کام لیا ہے خواہ اس کی کوئی صورت بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہستیوں سے چمنستان اسلام کے برگ وگل کی حفاظت کروائی ہے۔ مزید برآں یہ کہ بعض لوگوں کا تو یہ تعارف بن جاتا ہے کہ یہ باغ اسلام کے محافظ ہیں۔

مجھے فخر ہے کہ اس دور کے اندر یہ امتیاز علماء دیوبند کو ہی حاصل رہا ہے کہ انھوں نے قصر محمدی کی طرف اٹھنے والی ہر ناپاک نگاہ کو جھکنے پر مجبور کر دیا۔ اور عقائدِ اسلام پر ڈاکہ ڈالنے والوں کا علمی تعاقب کر کے ان کو دم دبا کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی انھی موتیوں کی لڑی کا ایک قیمتی موتی تھے۔ جن کے متعلق بانگ دھل یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ایسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں......

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جی ہاں! قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایک ایسی ہمہ گیر حیثیت رکھتی تھی گویا وہ اپنی ذات میں ایک فرد نہیں ایک انجمن تھے، ایک تحریک تھے۔ ایک مضبوط جماعت تھے۔ ایسی جماعت کہ جس کے بانی بھی خود کارکن بھی خود۔ خادم بھی خود اور مخدوم بھی خود ہی تھے۔

قحط الرجال کے اس دور میں وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، ترجمان مسلک حق مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی اس دار فانی سے روانگی سے تمام دینی حلقے روحانی طور پر یقیناً یتیم ہوگئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال سے اس تاریکی کے اندر مزید اضافہ ہوگیا جو علم وفضل، زہد وتقویٰ اور شریعت وطریقت کی جامع شخصیات کی جدائی کے باعث روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اور اب حال یہ ہے کہ دور دور تک روشنی کی ایک کرن تک نظر نہیں آتی۔ مجھے وہ خلاء پُر ہوتا نظر نہیں آتا جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی سے پیدا ہوگیا ہے۔ وہ

☆ متعلم جامعہ قاسمیہ رحمان پورہ، لاہور

یادیں ہی ہمارا قیمتی اثاثہ ہیں جو حضرت کے ساتھ وابستہ ہیں۔

پہلی ملاقات

حضرت رحمہ اللہ راقم کا غائبانہ تعارف تو بہت عرصہ سے تھا اور بالخصوص اس وقت تو قاضی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات اور زیارت کا شوق دوچند ہوگیا جب حضرت کی کتاب ''جوابی مکتوب'' کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ یہ کتاب امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد کے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے نام خط کا مفصل ومدلل جواب ہے۔اس کتاب نے بندہ پر قاضی صاحب کے بارے میں متاثرکن اثرات مرتب کیے۔ اورزیارت کا شوق بھی بڑھ گیا۔

انھی دنوں سالانہ سنی کانفرنس بھیں انعقاد پذیر ہونے والی تھی۔ کانفرنس میں شرکت کے لیے راقم کے مدرسہ سے بھی قافلہ روانہ ہوا۔ میں بھی اس قافلے میں شریک ہوگیا۔دل کا حال یہ تھا کہ بلیوں اچھل رہا تھا کہ آج ایک دیرینہ خواہش پوری ہونے کا وقت آگیا ہے۔

استادگرامی مولانا حافظ شاہ محمد صاحب کی قیادت میں قاضی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور قریب سے حضرت رحمہ اللہ کو دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جو وقت ان کی صحبت میں گذارا اس کو سرمایۂ حیات خیال کرتا ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وکالت

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیرت وکردار کے اعتبار سے اتنے اعلیٰ وارفع مقام پر کھڑے تھے اور وہ ایسے مبارک، مطہر ومعطر حضرات تھے کہ ان کی صداقت، عدالت، سخاوت وشجاعت اور زہد وتقویٰ کی بلاخوف وخطر قسم کھائی جاسکتی ہے۔

میں بلامبالغہ کہتا ہوں کہ جب بھی کسی دشمن یا مارِ آستین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس مقام ومرتبے پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی تو میرے قائد سر پر کفن باندھ کر نکل کھڑے ہوئے اور دشمن کو آہنی ہاتھوں لیتے ہوئے وکالت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا واقعی حق ادا کردیا۔ اور دشمن اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہوگیا۔ اور وہ وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم کے آگے نہ ٹھہر سکا۔

خارجی فتنہ کے نام سے قاضی صاحب نے جو کتاب تصنیف فرمائی اس نے علماء کرام سے انتہائی زیادہ داد تحسین وصول کی۔ یہ کتاب حضرت رحمہ اللہ کی وہ کاوش تھی کہ جس کی وجہ سے بہت سارے اوہام

جو اذھان میں پل رہے تھے وہ ختم ہو گئے۔

جامع المعقول والمنقول مولانا عبید اللہ صاحب دامت برکاتہم (مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور) لکھتے ہیں کہ.....

''میں نے خارجی فتنہ مؤلفہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو جستہ جستہ پڑھا۔ حضرت قاضی صاحب نے اھل حق کے مسلک کو مفصل و مدلل بیان فرما کر تمام اہل سنت والجماعت پر احسان عظیم فرمایا۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو حق تعالیٰ نے فرق باطلہ اور افراط وتفریط میں مبتلا افراد کے تعاقب کا خاص ملکہ عطا فرمایا ہے.....الخ

سانحہ ارتحال

بالآخر یہ عظیم انسان دینی حلقوں کو افسردہ چھوڑ کر ۳ رذوالحجہ ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۶ رجنوری ۲۰۰۴ء کی صبح کو سفر آخرت پر روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

راقم اثیم کو قاضی صاحب کے جنازے میں شرکت کرنے کا موقع ملا۔ حضرت کے چہرے کو دیکھ کر واقعی ایمان تازہ ہونے لگا۔ اور معلوم ہو گیا کہ واقعی کسی اللہ والے کا چہرہ ہے.....

ہر چشم کو پرنم کرتا ہوا وہ لاکھوں کا محبوب گیا
سب اہل صفاء یہ کہتے ہیں تقویٰ کا سورج ڈوب گیا

❁❁❁❁

مولانا سرفراز احمد، کشمیر

میری گزارش ہے کہ تمام خدام اہل سنت اپنے قائد جیسے حوصلہ کے ساتھ خدام کے سنی پرچم کو اٹھائے ہوئے مذہب اہل سنت وجماعت کی ترویج واشاعت کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔

قاضی مظہر......قاضی مظہر

کتبہ حافظ محمد نصر اللہ ناصر☆

موت اس کی ہے کرے زمانہ جس کا افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

اچانک صبح آٹھ بجے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی رسیور اٹھا کر بات ہی کرنے پایا تھا کہ بہت ہی افسوس ناک اطلاع ملی۔ یہ ہمارے پیرومرشد قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت قاضی صاحبؒ کی وفات کی خبر تھی جسے سنتے ہی اک کہرام مچ گیا۔ تمام مدرسہ ویران نظر آنے لگا۔ دل بے چین ہوگیا آنکھیں اس عظیم مجاہد ملت کو تلاش کرنے لگی اب کہاں زیارت ہوگی، کبھی وہ وقت بھی تھا چکوال حضرت اقدسؒ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے زیارت ہو جاتی فون پر ملاقات ہو جاتی اور دوبارہ حضرت اقدسؒ کی زیارت و ملاقات کی آس لے کر بوجھل قدموں سے واپس آتے لیکن اب تو آخری زیارت کے لیے آنکھوں میں آنسو رواں تھے۔ حضرت اقدسؒ کے جنازہ میں شرکت کی تیاری ہوگئی۔ خواہش تھی حضرت اقدسؒ کے چہرے کا دیدار نصیب ہو جائے جلد ہی تمام مساجد میں حضرت اقدسؒ کی وفات کے اعلانات ہوگئے۔ شہر میں حضرت اقدسؒ کے متعلقین و مریدین جامعہ حنفیہ اشرف العلوم رجسٹرڈ میں جمع ہوگئے گاڑیوں کا انتظام ہوگیا۔ دوران سفر ذہن میں عجیب عجیب سوالات ابھر رہے تھے۔ ماضی کے گزرے ہوئے حالات و واقعات ذہن میں گردش کر رہے تھے۔ حضرت اقدسؒ کا گلاب نما مسکراتا چہرہ آنکھوں کے سامنے بار بار آ رہا تھا۔ انہیں خیالات میں تین گھنٹے طویل سفر طے ہوگیا۔ جوں ہی اس شہر چکوال میں پہنچے جہاں حضرت قاضی صاحبؒ جلوہ افروز ہوتے تھے وہاں کے لوگوں نے تجہیز و تکفین کے بعد حضرت اقدسؒ کے جسم اطہر کو مدرسہ اظہار السلام میں زیارت کے لیے رکھ دیا تھا لوگوں کا ہجوم تھا۔ آہیں اور سسکیاں نکل رہیں تھیں اپنے پرائے سب ہی آنسو بہا رہے تھے۔ بعض لوگ تو دھاڑیں مار کر رو رہے تھے ایک دوسرے کو صبر کی تلقین

☆ ابن مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہرنولی

کرتے تو خود بھی رو دیتے۔ اڑھائی بجے نماز جنازہ کالج گراؤنڈ میں پڑھائی جانی تھی ڈیڑھ بجے کے قریب حضرت اقدس رحمہ اللہ کے جسم اطہر کو مدرسہ اظہار الاسلام سے گاڑی کے ذریعے نعروں کی گونج میں کالج گراؤنڈ میں لے جایا گیا ......

ہمارے قائد ہمارے رہبر قاضی مظہر قاضی مظہر
سچے قائد سچے رہبر قاضی مظہر قاضی مظہر

❀❀❀❀

قاری نقیب احمد، دیر

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے اہل سنت والجماعت کے عقائد ونظریات کی صحیح تشریح اور درست ترجمانی کے لیے اپنی زندگی وقف کی ہوئی تھی۔ اس حوالہ سے آپ دنیا بھر میں مشہور تھے۔ آپ کی درجنوں کتابیں اور بیسیوں رسائل کے مختلف مضامین اس کا واضح ثبوت ہیں۔

قاری فضل الرحمٰن، جہلم

حضرت اقدس رحمہ اللہ جب بھی کوئی آیت یا حدیث تلاوت فرماتے تو اس کی تشریح اکابر علماء دیوبند کے حوالہ سے کیا کرتے تھے۔ جس سے آپ کی بے نفسی اور اپنے اکابر پر اعتماد و محبت کا پتا چلتا ہے۔

ایک نایاب گوہر

قاری دلدار احمد صدیقی ☆

امام اہل سنت، تاجدار تصوف، پیر طریقت، قائد ملت اسلامیہ، غزالی زماں، مجسمۂ شرافت، مرشد کامل حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ اس صدی کے نامور عالم دین، مصلح، محقق، ولی کامل اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم و عاشق صحابہؓ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری و باطنی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وجیہہ شکل وصورت، باوقار پرانوار چہرہ، سرخ وسفید رنگت، باحیا آنکھیں، کے حامل تھے۔ علم و دانش، فہم وفراست میں اپنے اکابر علماء دیوبند خصوصاً شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقی تصویر تھے۔ حضرت والا یقیناً اپنی خداداد صلاحیتوں اور کردار کی روشنی میں بہت سی علمی، دینی، سیاسی، روحانی نسبتوں کے حامل تھے۔ گویا تمام خوبیوں کے ساتھ اپنی ذات میں ایک عزم، ایک ارادہ، ایک تحریک، ایک انجمن، اور ایک عہد تھے۔ ایسے ہی باکردار لوگ اور باصفا ہستیاں جب دنیا میں موجود ہوتی ہیں تو دنیا والوں کے لیے سایۂ رحمت ہوتی ہیں اور جب یہ لوگ دنیائے فانی سے رخصت ہوتے ہیں تو ''موت العالم موت العالَم'' کا مصداق بنتی ہیں اور ان کے کوچ کر جانے کے بعد تاریخ ان جیسی نابغۂ روزگار ہستیوں کو اپنی پیشانی کا جھومر اور اپنے صفحات کا عنوان قرار دیتی ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ ایک نایاب گوہر تھے، میں ایک ادنیٰ سا علماء کا خادم ان کی زندگی کے کون کون سے پہلوؤں پر روشنی ڈالوں، کون کون سی خوبیاں لکھوں۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی تو بچپن ہی سے اپنے بڑوں سے سنتے تھے۔ جب کچھ ہوش سنبھالا اور علمی میدان میں قدم رکھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ کتابوں سے پالا پڑا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا مطالعہ تو نشے کی حد تک ہو گیا، جونہی ماہ نامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم آتا سب سے پہلے حضرت ہی کا مضمون پڑھتا اور اس انتظار میں ہوتا کہ اس مہینے جانے کون سے قصر باطل پر حق کے ''میزائل'' برسے ہیں۔

☆ ساکن، لاہور

حضرت کا مضمون پڑھ کر ساری الجھنیں دور ہو جاتیں۔ اب جب حضرت کی کتابیں اور حالات پڑھے، علماء کی محفلوں میں جا کر حضرت کی تعریفیں سنیں تو زیارت کا شوق اُبھرا۔ اور اس سوچ میں پڑ گیا کہ جیسے حضرتؒ کی کتابوں کے حصول کے لیے اللہ پاک نے ذریعہ بنایا تھا۔ ایسے ہی ملاقات کے لیے بھی کوئی ذریعہ بنا دے۔ بندۂ ناچیز کا آبائی علاقہ کروڑ ضلع لیہ ہے اور عرصہ پندرہ سال سے لاہور میں مقیم ہے۔ لاہور ہی میں مقیم نوجوان واعظ اور مسلکی جذبے سے سرشار مولانا عبدالجبار سلفی سے ملاقات ہوئی۔ جب تعلق کا رشتہ مضبوط ہوا تو پتہ چلا کہ حضرتؒ کے مرید اور شیدائی ہیں۔ پس مولانا موصوف کے ہمراہ چکوال حاضر ہوا اور حضرتؒ کی زیارت سے مشرف ہوا اور بلاشبہ وہ لمحات میری زندگی کے حسین ترین لمحات تھے۔ بس یہی پہلی اور آخری ملاقات تھی۔

حضرت قاضی صاحبؒ دین حنیف کے سچے راہی، پاکیزہ خیالات کے مالک، اور اپنے اسلاف اور اکابر کے صحیح جانشین تھے۔ ان جیسی ہستیوں کی امت مرحومہ کو ہر آڑے وقت میں رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسی ہی پاکیزہ صفت ہستیاں بعد میں آنے والوں کے لیے قابل تقلید ہوتی ہیں۔

الحمدللہ حضرت قاضی صاحبؒ کا گلشن آباد ہے اور آپ کا فیض جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کے مریدین مخلص آپ کے مشن کے امین اور آپ کی اُمنگوں کے ترجمان ہیں اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانے میں رات دن کوشاں ہیں۔ حضرت قاضی صاحبؒ نے جس طرح ڈٹ کر استقامت کا پہاڑ بن کر اہل سنت کی وکالت اور ترجمانی کی ہے وہ بلاشبہ بے مثال ہے۔ مصلحت آپ کے نزدیک کوئی چیز نہیں تھی۔ بلاخوف حق کا اظہار کرتے اور اس پر ڈٹ جاتے، ساری زندگی وہ یہی درس دیتے رہے۔ اور یہی ان کا نصب العین رہا۔ اللہ کرے کہ ہم بھی حضرتؒ کی اتباع میں ڈٹ کر تمام ترفتنوں کا تعاقب کریں اور مسلک حق پر مضبوطی سے قائم رہیں۔

حضرت اقدسؒ کا داغِ رحلت اور غم جدائی صرف حضرت کے خاندان کے افراد ہی کو نہیں سہنا پڑا بلکہ کراچی سے پاراچنار تک پھیلے ہوئے ان کے لاکھوں عقیدت منداور چاہنے والے دل گرفتہ وغم زدہ ہیں۔

موت اٹل حقیقت ہے ہر ایک نے اپنے وقت پہ جانا ہے لیکن حضرتؒ جیسے لوگ خوش قسمت ہیں کہ جو عارضی دنیا میں موت کے آنے سے قبل اپنے مقصد حیات کی تکمیل کے لیے جدوجہد کرتے ہیں اور نتائج سے بے نیاز ہو کر اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہتے ہیں اور یقیناً ایسی ہستیاں آنے والی نسلوں کے لیے مینارۂ نور ثابت ہوتی ہیں۔ اللہ پاک حضرت والا کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور ہم بے سہاروں کو صبر جمیل عطا فرما کر دین حق اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

فنا فی الشیخ

حافظ عمر فاروق ☆

حضرت اقدس وکیل صحابہؓ پیر و مرشد مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ کے متعلق آج ہر طرف سے یہ صدا سنائی دے رہی ہے کہ آپ شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر تھے۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ پر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا جو رنگ چڑھا تھا وہ کسبی نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی عطاء فرمایا گیا تھا۔ ذیل کے واقعہ سے میرے مدعی کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ آپ واقعی فنا فی الشیخ تھے۔

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے حالات زندگی سے پتہ چلتا ہے کہ آپ مالٹا کی جیل میں قید تھے تو آپ کے والد محترم، بھائی صاحب، اور دیگر کئی عزیز رشتہ داروں کا انتقال ہوگیا۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے حالات بھی پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ کا بھی امتحان اسی طرح لیا کہ آپ بھی جیل میں تھے کہ آپ کے والد محترم حضرت مولانا کرم الدین دبیر نور اللہ مرقدہ اور بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کئی رشتہ داروں کا انتقال ہوگیا اور جس طرح حضرت مولانا مدنی نور اللہ مرقدہ نے صبر کا مظاہرہ کیا اسی طرح حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے پایۂ استقلال میں بھی ذرہ بھر لرزش نہ آئی۔ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کا بھتیجا مالٹا کی جیل میں خطوط سے گھر والوں کی خیریت جاننے کے لیے بے تاب تھا لیکن حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے وہ خط جن میں مختلف اعزہ واقارب کے فوت ہوجانے کی خبریں تھیں پڑھ کر بند کر کے رکھ دیئے اور تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہوگئے۔ جس طرح پہلے تلاوت فرما رہے تھے۔

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے پہلے جیل کے حالات کا علم تو نہیں ہے۔ لیکن ۱۹۹۸ء میں جب شریف خاندان کی شرافت کی بھینٹ چڑھ کر بے گناہ جیل میں ڈالے گئے تو ان ہی دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

☆ معلم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

ہمشیرہ صاحبہ انتقال فرما گئیں۔ والد صاحب (نثار معاویہ) بتاتے ہیں کہ ظہر سے پہلے حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کو ملاقات کے لیے بلایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ وہیل چیئر پر سپرنٹنڈنٹ کے کمرہ میں ملاقات کے لیے گئے۔ واپسی پر والد صاحب کی چکی کے پاس وہیل چیئر رکوا کر فرمایا کہ نثار صاحب آج فلاں فلاں آدمی ملاقات کے لیے آئے تھے۔ سب رہائی کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ بہتر ہوگا۔ پھر اپنی چکی میں چلے گئے۔ سارا دن گزر گیا اسی طرح ساری رات گزر گئی۔ صبح جب سب ساتھی ناشتہ کر چکے تو ہیڈ وارڈر کو کہہ کر سب ساتھیوں کو اپنے پاس بلایا اور سب سے حال احوال پوچھا اور ناشتے کے متعلق پوچھا کہ کر لیا ہے۔ پھر درس کی صورت میں بیان فرمایا جس میں صبر کی تلقین فرمائی۔ آخر میں فرمایا کہ کل ساتھی آئے تھے۔ انہوں نے بتلایا تھا کہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ انتقال فرما گئی ہیں۔ یہ ہے حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کی صحبت کا رنگ اور مماثلت حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ اپنے شیخ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کی ذات میں اس قدر فنا تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ہر موڑ میں ہر کام میں حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کا عکس واضح طور پر نظر آتا ہے......

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

❁❁❁❁

جناب محمد دوریز، نیلہ چکوال

میری حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیدت کا عالم یہ تھا کہ میں نیلہ سے ۵۰ کلومیٹر کا سفر سائیکل پر طے کر کے جمعہ پڑھنے چکوال حاضر ہوتا تھا۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کبھی چکوال جانا ہوا ہو اور حضرت کی خیریت دریافت نہ کی ہو۔

بے مثال شفقت

✍ حافظ اصغر ندیم ☆

حضرت اقدس کی جدائی کا غم بے حد ہے۔ اللہ پاک حضرت کے درجات مزید بلند فرمائے اور ہم جیسے کمزور لوگوں کو بھی حضرت اقدس کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسے ہی حضرت کی رحلت کی خبر ملی آنکھوں سے آنسو دل پر قیامت طاری ہوگی۔ بندہ کا حضرتؒ سے روحانی تعلق ۱۹۹۷ء میں جامعہ اشرف العلوم ہرنولی کے سالانہ جلسہ پر ہوا۔ جس میں قائد اہل سنت تشریف لائے اسی جلسہ میں حضرت سے بیعت ہوا اور پھر وقت گزرتا رہا۔ ۲۰۰۰ء میں نے چکوال مدرسہ اظہار الاسلام امدادیہ مسجد پنڈی روڈ میں داخلہ لیا۔ ہر جمعرات کو حضرت کے درس اور جمعہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ حضرت اقدس کی بالخصوص طلبا سے رحم دلی اور شفقت بے مثال تھی۔ جب بھی حضرت کی زیارت کے لیے بندہ حاضر ہوتا۔ حضرت دعاؤں سے نوازتے اور بڑی محبت سے احوال حالات پوچھتے اور فرماتے تھے کہ کوئی بھی مسئلہ ہو تو بے جھجک بتانا۔ حضرت کا درس بھی تاریخی درس ہوا کرتا تھا جس وقت بندہ کو چکوال کا پانی راس نہ آیا جس کی وجہ سے بندہ اکثر بیمار رہنے لگا تو حضرت کو درخواست لکھی کہ مسئلہ اس طرح ہے۔ حضرت نے ۱۰۰ روپے بھی ارسال فرمائے اور ساتھ لکھا بیٹے یہ تمہارا کرایہ ہے۔ حضرت کی وہ تحریر اب بھی بندہ بطور برکت اپنے پاس رکھتا ہے۔ حضرت اقدس اکثر درس میں فرمایا کرتے تھے کہ "بھائی جو صحابہؓ کا نہیں وہ ہمارا کیسے ہوسکتا ہے۔"

حق کے معاملہ میں حضرت کی گرفت نہایت ہی سخت تھی۔ جس میں بھی ذرہ سی لچک دیکھتے تو فوراً گرفت کر لیتے تھے۔ چاہے اپنا ہو یا پرایا کوئی بھی ہوتا ہر ایک پر نظر رکھتے۔ ہر اخبار کا مطالعہ فرمایا کرتے اور اخبار میں متعلقہ جگہ کاٹ کر جمعہ کے اجتماع میں دکھایا کرتے تھے۔

☆ خطیب جامع مسجد فاروقیہ، کلور کوٹ

اللہ نے حضرت کو ہر میدان میں وہ مقام بخشا جو کسی اور کو حاصل نہیں۔ چاہے خطابت کا میدان ہو یا مناظرہ کا، باطل کو للکارنے کا یا تصنیف کا میدان ہو۔ حضرت نے ہر میدان میں بہت ہی احسن انداز میں کام فرمایا۔ جس وقت حضرت جمعرات کو درس دیا کرتے تھے جو کچھ طالب علم ساتھی حضرت سے سوال کرتے تھے حضرت ایسے تسلی بخش جواب عنایت فرماتے کہ ہر ایک کا دل مطمئن ہو جاتا۔ جس وقت بندہ چکوال میں پڑھتا تھا تو بندہ نے ایک خواب دیکھا جس وقت وہ خواب حضرت کو بتایا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ اس خواب میں آپ کو یہ بتلایا گیا ہے کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق اسلاف اور بالخصوص علماء دیوبند کی تحقیق پر یقین رکھنا اور ساتھ ہی حضرت نے فرمایا کہ اپنی تحقیق پر مت چلنا بلکہ اپنے اسلاف کی تحقیق پر یقین رکھنا۔ میرے حضرت کو اللہ نے ہر فن میں ملکۂ عطا فرمایا تھا۔ دعا ہے کہ اللہ عزوجل حضرت اقدس مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب کو صبر و تحمل سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❀❀❀❀

جناب محمد اسلم حیدری، چکوال

اللہ والوں پر کسی نہ کسی رنگ کا غلبہ ہوتا ہے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ پر ''دفاع صحابہ ؓ'' اشاعت مذہب اہل سنت اور فتنوں کے رد و ابطال کا غلبہ تھا اور یہ فریضہ آپ نے غلو اور جذبات سے ہٹ کر بڑی ہوش مندی سے سرانجام دیا۔

ایک یادگار ملاقات

جناب منظور احمد ☆

عرصہ دراز سے ایک خواہش تھی کہ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کی زیارت کی جائے کیونکہ اللہ والوں کی زیارت بھی بڑے اجر کا درجہ رکھتی ہے اور میں نے ایک کتاب میں پڑھا کہ "جو شخص کسی عالم دین کو دیکھے اور دیکھ کر خوش ہو کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا علم عطا کیا ہے تو اس عمل پر بھی اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور حضرت قاضی رحمہ اللہ صاحب تو حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے آخری یادگار تھے۔ مختصر یہ کہ مئی ۲۰۰۳ء میں حضرت کی خدمت میں حاضری اور زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ میرے ساتھ ایک نوجوان (حافظ عبدالرحمٰن) بھی تھا۔ ان دنوں حضرت کی ناسازی طبع کی بنا پر ملاقات مشکل تھی۔ ایک جمعہ کو حاضری ہوئی لیکن خرابی صحت کی بنا پر حضرت جمعہ کی نماز نہ پڑھا سکے۔ اگلے جمعہ کو دوبارہ حاضر ہوئے تو الحمدللہ حضرت قاضی صاحب ہی نے جمعہ کا بیان فرمایا۔ نماز کے بعد ہم مسجد سے ملحقہ ان کے حجرے میں گئے اور اجازت ملنے پر ہم اندر گئے۔ سلام کیا حضرت نے بڑی محبت سے جواب دیتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ہم نے محترم حافظ عمر اسد صاحب کے حوالے سے اپنا تعارف کرایا کہ ان کے پڑوسی ہیں۔ پھر حضرت نے کچھ مزید تعارفی سوالات کیے۔ دوران گفتگو حضرت نے اپنے ٹریڈ مارک شان صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں چند جملے ارشاد فرمائے۔

ان کے چہرے پر ایک عجیب نورانیت دیکھی، سادہ لباس اور دھیمے لہجے میں انتہائی متانت سے ان کا بات کرنے کا انداز ہمیشہ یاد رہے گا۔ پھر حضرت کے ایک خادم چائے اور بسکٹ لے آئے۔ ان کی اس مہمان نوازی نے بہت بھی متاثر کیا کہ طبیعت کی خرابی کے ان دنوں میں صرف ملاقات کے چند لمحات کا مل جانا ہی غنیمت تھا۔ اس کے بعد ہم دعا کی درخواست کر کے رخصت ہوئے اس ولی اللہ کے ساتھ دس پندرہ منٹ کی یہ ملاقات یقیناً میرے لیے ایک سرمایہ ہے اور تاحیات یاد رہے گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی رحمہ اللہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆ محلہ پیر بخاری، تلہ گنگ

حسینیت کے علمبردار

تحریر مولانا محمد الیاس مظہری ☆

کل نفس ذائقۃ الموت کے قانون کے تحت ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اسی ضابطہ کے تحت میرے پیر و مرشد، عاشق رسول، وکیل صحابہؓ ترجمان اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ فاضل دیوبند خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی رحلت فرما گئے۔ آپ نے ساری عمر باطل قوتوں کے خلاف کام کیا اور کسی باطل، ظالم اور جابر حکمران کے آگے نہیں جھکے۔ آپ دل کے اندر بہت خوف خدا رکھنے والے انسان تھے۔ پاکستان کے اندر جس فتنے نے بھی سر اٹھایا آپ نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ جو ایک مرتبہ ان کی مجلس میں آجاتا یا ان کی تقریر سن لیتا یا آپ کو دیکھ لیتا تو وہ گرویدہ ہو جاتا ایک مرتبہ میں اپنے ساتھ چکوال ایک دوست قاری عبدالجبار مجاہد کو ملاقات کے لیے لے گیا۔ جس وقت حضرت مولانا مظہر حسین صاحبؒ سے ملاقات کی اور جمعۃ المبارک کا خطاب سنا اور آپ کی محنت دیکھی تو قاری صاحب بہت متاثر ہوئے۔

جب چکوال حاضری ہوتی مدرسہ کے بارے میں پوچھتے تھے اور تعلیم کے بارے میں دریافت فرمایا کرتے۔ ارشاد فرماتے کہ مدارس میں ہر سال کتنے طلباء کرام فارغ التحصیل ہوتے ہیں لیکن مدارس میں سنی عقیدہ خلافت راشدہ۔ حق چار یار رضی اللہ عنہم نہیں سمجھایا جاتا اگر یہ سمجھا دیا جائے تو پاکستان سے رافضیت ختم ہو جائے۔

اس مرد قلندر نے وہ کام کیا جو پوری جماعت نہیں کر سکتی۔ میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی کرامت ہی کہہ سکتا ہوں کہ وہ اتنے کام کیسے کر لیتے تھے۔ تبلیغی اسفار، مہمانوں سے ملاقات، مدرسہ اظہار الاسلام کا نظام اور جامع مسجد مدنی کی خطابت، شب جمعہ کا درس، تحریک خدام اہل سنت کی امارت، ہر باطل فرقہ پر نظر، خطوط کے جوابات، ہر وقت عظمت صحابہؓ کے ترانے زبان پر جاری، پھر حق بات کہنے پر جیل و قید

☆ جامع مسجد القادریہ علی پور چٹھہ، گوجرانوالہ

بند کی صعوبتیں برداشت کرنا اور ثابت قدم رہنا...... وغیرہ ذالک

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام خدام کو یہ سبق دے گئے کہ حق کے اوپر ڈٹ جانا باطل کے آگے نہ جھکنا مصیبت اور تکلیف میں صبر کرنا یہی حسینیت ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر انوارات کی بارش نازل فرمائے اور ہم تمام خدام کو جو وہ پیارا مشن، یا اللہ مدد۔ اصلی کلمہ اسلام۔ اور خلافت راشدہ۔ حق چار یار رضی اللہ عنہم دے کر گئے ہیں اس پر ثابت قدم رکھے اور اس مشن پر موت دے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

❀❀❀❀

مولانا معین الحق، لاہور

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر وہی جذبات رکھتا ہوں جو آغا شورش کاشمیریؒ نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کی مرقد پر پیش کئے۔

کئی دماغوں کا ایک انسان میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے زبان کا زور بیان گیا ہے
تیری جدائی میں مرنے والے وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے
عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہے آستین نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے افق پہ مہر مبین نہیں ہے
تیری لحد پہ خدا کی رحمت تیری لحد پہ سلام پہنچے

علماء کے مصلح

حافظ محمد اجمل ☆

وہ سحر جس سے لرزتی ہے شبستان وجود
ہوتی ہے اک بندہ مومن کی اذان سے پیدا

یوں تو بہت سارے واقعات دنیا کے اندر رونما ہوئے ان میں سے بعض واقعات تو نوید ہوتے ہیں جو قلوب واذہان کو معطر کر کے مسرت کی کیفیات سے دوچار کرتے ہیں۔

اور بعض ایسے حادثات بھی وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے ایک خاندان یا ایک قریہ، ایک شہر کا نہیں بلکہ پورے معاشرے کی قیمتی متاع اور بے مثال خزانہ اور لازوال دولت لٹ جاتی ہے اور ان کی وجہ سے ایک خاندان کے افراد نہیں بلکہ پوری قوم وملک کے افراد کو داغ مفارقت سے دوچار ہونا پڑتا ہے، جس کی بنا پر پوری بنی نوع انسان، حرمان وحسرت کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے نوحہ کناں ہوتی ہے۔

جبکہ ان جیسے افراد کو پیدا ہونے کے لیے صدیاں لگتی ہیں یہی وہ شخصیات ہوتی ہیں کہ جو ایک فرد نہیں بلکہ پوری انجمن ہوا کرتے ہیں انہی کے دم سے پوری جماعت کی رونقیں وابستہ ہوتی ہیں۔ قوموں کے عروج وزوال، ترقی اور سعادت کی لگامیں انہی کے ہاتھوں میں ہوا کرتی ہیں اور ہر وقت کے جابر وظالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا ان کا شیوہ ہوتا ہے۔

یہ تخت پر ہوں یا تختہ پر پابند سلاسل ہوں یا بیڑی انکا زیور ہو۔ حق بات کرنا ان کی گھٹی میں شامل ہوتا ہے۔ مصلحت پسندی کو ترک کر کے ارباب حل وعقد سے ٹکرانا ان کے موقف میں شامل ہوتا ہے۔ در حقیقت موت العالم، موت العالم کا صحیح معنوں کے اندر مصداق یہی ہوتے ہیں انکی قدر ومنزلت مرتبہ و مقام ان کی حیات جاودانی کے اندر تو ہمیں معلوم نہیں ہوتا لیکن جب یہ اس دار فانی سے کوچ کر جاتے ہیں تو پھر ہمیں اپنی غفلت کا احساس ہوتا ہے۔

☆ متعلم جامعہ قاسمیہ، رحمان پورہ، لاہور

مرجائے انسان تو بڑھ جاتی ہے قیمت

زندہ رہے تو جینے کی سزا دیتی ہے دنیا

اگر ان کے بارے راقم یہ کہے کہ یہ مرا نہیں کرتے بلکہ رخ بدلتے ہیں تو حق بجانب ہوگا''۔ انہی شخصیات میں سے محقق العصر، خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی ہیں، جن کی شخصیت کی وجہ سے پوری انجمن آباد تھی۔ موصوف نے تمام عمر دین متین کی خدمت میں گزاری خصوصاً عقائد اہل سنت والجماعت پر جو خدمات سرانجام دیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں ان کے بارے میں مولانا حافظ شاہ محمد صاحب مہتمم جامعہ قاسمیہ فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت نے عوام کی نہیں بلکہ علماء کی بھی اصلاح فرمائی ہے۔ حضرت شاہ محمد صاحب اپنے درس وتقریر اور وعظ کے اندر حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا ذکر خیر اس انداز سے فرماتے ہیں کہ میری راہنمائی اور میری اصلاح حضرت قاضی صاحبؒ نے فرمائی اگر میرا ہاتھ حضرت کے ہاتھ میں نہ ہوتا تو پتہ نہیں میں آج کیا ہوتا، بر سبیل تذکرہ حضرت اقدس کی وفات کے بعد راقم نے روزنامہ اسلام کے اندر عظیم مذہبی سکالر مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ کا مضمون پڑھا جس کے اندر حضرت نے تحریر کیا کہ حضرت قاضی صاحب کی وفات کے بعد ہم اپنے آپ کو یوں محسوس کرنے لگے ہیں جیسا کہ ہم یتیم ہوگئے ہیں کیونکہ اگر میں کوئی بھی تقریر یا تحریر لکھا کرتا تو اس بات کا اندیشہ رہتا تھا کہ کوئی جملہ غلط نہ لکھ دوں ایسا نہ ہو کہ گرفت ہو جائے۔ لیکن آج ہمیں پوچھنے والا اور ہماری اصلاح اور گرفت کرنے والا کوئی نہیں رہا''۔ واقعتاً حضرت رحمہ اللہ نے بہت سارے فرق باطلہ کی تردید کی ہے۔ اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ بڑے موثر انداز کے اندر ان کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ خصوصاً۔ رافضیت، قادیانیت، مودودیت، مماتیت، اور بریلویت کے خلاف دلائل کی روشنی میں رسائل اور کتب تحریر فرمائیں۔ راقم کی نظر میں حضرت کی سب سے نمایاں صفت یہ تھی کہ انہوں نے عوام الناس میں رسائل کے ذریعے عقائد حقہ سمجھائے اور ان کا اکابر علماء دیوبند سے گہرا تعلق وابستہ کیا، اور ان کو اسلاف کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے وصیت اور نصیحت فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات نے حضرت کو اس قدر ہمت اور طاقت نصیب فرمائی تھی کہ حضرت پیرانہ سالی کے اندر بھی دینی، ملی، قومی خدمات سرانجام دیتے ہوئے داعی اجل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی سے دار آخرت کی طرف کوچ فرما گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ذات ہم سیاہ کاروں کو بھی حضرت کی تقلید کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت نے جو مشن جاری کیا تھا اور جس جماعت کا علم بلند کیا تھا ہمیں بھی اس کا ایک ادنیٰ کارکن بنائے۔ اللھم آمین

آدابِ شریعت اور ہمارے مرشد

مولوی سید اسعد معاویہ ☆

قائد اہل سنت وکیل صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ اظہار الاسلام پنڈی روڈ چکوال ۲۰۰۰ء سے ۲۰۰۳ء تک والد گرامی سید عصمت شاہ کاظمی صاحب کے حکم سے ابتدائی درجہ کتب پڑھنے کی سعادت حاصل رہی۔ اس دو سالہ دور میں حضرت کے جمعرات کے درس اور دیگر بیانات سننے کا بارہا موقع ملا۔

شیخ زادہ سے ادب کا معاملہ

جمعیت علماء اسلام کی دعوت پر شیخ الاسلام ہمارے دادا مرشد مولانا حسین احمد مدنیؒ کے جانشین و صاحبزادہ ہندوستان سے تشریف لائے۔ تو حضرت کو ملنے وہ چکوال علماء کے ہمراہ تشریف لائے۔ حضرت کو جب مولانا اسعد مدنی کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ نقاہت اور پیرانہ سالی کے باوجود مسجد کے صحن میں تشریف لے آئے۔ مولانا اسعد مدنی کو دیکھو تو معلوم پڑتا تھا۔ کہ وہ حضرت سے عمر میں بہت چھوٹے ہیں۔ اور صحت مند بھی ہیں۔ لیکن حضرت جی مولانا اسعد مدنی صاحب کے سامنے دوزانوں ہشاش بشاش باادب ہوکر کافی دیر تک بیٹھے رہے۔

یوں معلوم ہوتا تھا کہ خود حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ تشریف فرما ہیں اور ان کے سامنے ان کا شاگرد رشید بیٹھا ہوا ہے۔

صاحب ہدایہ کے بارے میں سنا ہے کہ ایک مرتبہ دوران درس کئی مرتبہ اٹھے اور پھر بیٹھے۔ پھر اٹھے پھر بیٹھے، شاگردوں نے دیکھ کر عرض کی استاد محترم کیا ماجرا ہے؟ تو صاحب ہدایہ فرمانے لگے کہ میرے استاد محترم کا ایک معصوم بچہ گھر سے کھیلتے کھیلتے باہر آتا تھا۔ میں ادباً کھڑا ہو جاتا تھا۔ یہی ادب تھا جو ہمارے

☆ ابن مولانا سید عصمت شاہ کاظمی، حافظ آباد

حضرت جی کو بہت اونچا لے گیا۔

ایک مرتبہ حضرت مسجد سے نکل رہے تھے میرے دو ساتھی عمر فاروق، معاویہ اور عثمان معاویہ نے حضرت کو تھاما ہوا تھا۔ قسمت میں حضرت جی کو جوتا پہنانے کی سعادت آئی۔ میں نے دایاں پاؤں پہلے رکھ دیا تو حضرت نے پاؤں کھینچ لیا اور فرمانے لگے اگر ہم لوگ ان آداب کا خیال نہ کریں گے تو اور لوگوں کا کیا حال ہوگا کیونکہ مسجد سے نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے نکالتے ہیں۔ پھر دائیں پاؤں میں جوتا پہنا جاتا ہے۔

مخالفین کا ذکر

ہمارے حضرت قاضی صاحبؒ نے سب کو پتہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے مختار نظریات وعقائد کے خلاف نظریات رکھنے والے کو کبھی معاف نہیں کیا، ہر فتنہ کی نشاندہی کرنا اور نقلی، عقلی دلائل سے باطل نظریات کا رد کرنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ مودودیت، مماتیت، رافضیت، یزیدیت، خارجیت، انکار حدیث، انکار فقہ اور اہل بدعت سب کے رد میں حضرت نے تقریریں بھی کیں مضامین بھی لکھے۔ کتابیں بھی لکھیں سخت اور مضبوط گرفت کی۔ اس کے باوجود مخالف کا نام اچھے الفاظ سے لیتے۔

ان کے مرتبے کے مطابق شائستہ القاب استعمال فرماتے۔ اور اکثر تقریروں میں وضاحت بھی فرما دیتے کہ میں سخت القاب اور گالی گلوچ کا قائل نہیں ہوں۔ البتہ مرزا قادیانی یا پرویزی وغیرہ جس کا معاملہ واضح کفر والا تھا۔ ان کے لیے وہ کلمات تحسین مولانا یا صاحب وغیرہ نہ بولتے۔ لیکن بے ہودہ گفتگو اور گالی گلوچ سے مکمل پرہیز فرماتے۔ شرعی حکم کے مطابق جہاں مناسب ہوتا گمراہ وغیرہ کے الفاظ استعمال فرماتے۔

طالب علمی کے دور میں

حضرت مولانا سید امین شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ہمیں ایک دفعہ سنایا۔ کہ حضرت دارالعلوم دیوبند میں میرے کمرہ کے ساتھی تھے۔ طلبہ جیسا کہ طالب علموں کی عادت ہوتی ہے۔ گپ شپ بھی لگاتے شور شرابا بھی کرتے۔ لیکن حضرت قاضی صاحبؒ ایام طالب علمی میں بھی نہ صرف ان چیزوں سے پرہیز کرتے بلکہ دوسرے ساتھیوں کو بھی وقتاً فوقتاً اس سے منع فرماتے اور اکثر ہم درس ساتھیوں کا نام ان کی غیر موجودگی میں ادب سے لیتے۔ اسی ادب کا اثر تھا۔ عام طلبہ جو حضرت سے عمر میں بڑے تھے۔ وہ بھی آپ رحمہ اللہ کا نام ادب سے لیتے تھے۔ بلکہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کی غیر موجودگی میں بھی آپ کو ''چکوال والے مولوی صاحب'' کہا جاتا۔ یا مولوی مظہر حسین صاحب کے الفاظ سے ذکر کیا جاتا۔

اللھم اغفرہ وارحمہ آمین

آبروعلماءدیوبند

شرکاءدورہ حدیث شریف ☆

اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ کے مطابق ہر دور میں مخلص، باعمل اور باکردار علماء پیدا ہوتے رہے جو آئینہ اسلام سے شکوک وشبہات کی گرد صاف کر کے لوگوں کو گمراہی سے بچاتے رہے۔

برصغیر پاک وہند کی نامور شخصیات میں سے ایک شخصیت موجودہ صدی کے مجدد، مجاہد ملت، اسوۃ الصلحاء، نابغۃ العصر، جامع المحاسن، پیر طریقت، رہبر شریعت، قائد اہل سنت، ترجمان مسلک حق، محافظ مسلک اہل سنت والجماعت، مخدوم العلماء، آبروعلماء دیوبند، نمونہ اسلاف، مرشد کامل حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ حضرت کی ساری زندگی احقاق حق وابطال باطل میں گزری۔ آپ کے علم وعمل کا تو زمانہ معترف تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اخلاص وللّٰہیت، عاجزی وانکساری، شرافت وعظمت، تقویٰ وتدین، زہدواستغناء، درویش مزاجی، جرأت وحق گوئی، توکل علی اللہ، جیسی صفات عالیہ سے بھی آپ متصف تھے۔ حق بات یہی ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کو کمالات وخوبیوں کا مجموعہ بنایا تھا۔ حضرت ایک بے مثل مبلغ اور لاثانی داعی حق تھے۔ چار چار گھنٹے بغیر پہلو بدلے بغیر تھکان بولتے تھے۔ آپ کی تقریر نہایت مدلل ومؤثر ہوتی۔ مخاطبین وسامعین کو سمجھانے کی حق تعالیٰ نے فوق العادت قوت عطا فرمائی تھی۔ اسلام کے بنیادی عقیدہ خلافت راشدہ کو سمجھانے میں آپ یکتا تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی میں سب سے زیادہ محنت اسی عقیدہ پر کی اور آج ہر سنی کی زبان پر ہے ''خلافت راشدہ، حق چار یارؓ ''

ایسے وقت میں جب کہ اسلام کو مٹانے کی کوششیں ہو رہی ہیں اور مسلک اہل سنت والجماعت فتنوں کی زد میں ہے۔ نت نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں۔ ان حالات میں اہل سنت والجماعت کو آپ جیسے نڈر، بیباک، جرأت مند، مخلص، بزرگ، زیرک قائد اور مصلح کی ضرورت تھی۔ آپ اپنے چاہنے والوں

☆ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم

کو ہمیشہ کے لیے روتا چھوڑ کر چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کے دل میں رب ذوالجلال کے علاوہ کسی کی عظمت نہ تھی۔ حضرت کو نہ تعریف کی آرزو تھی اور نہ ہی تنقید و ملامت کی پرواہ، کوئی چیز انہیں جادۂ مستقیم سے نہ ہٹا سکتی تھی۔ کسی سے محبت و دشمنی وصل و فراق سب اللہ کی رضا کے لیے ہی تھا۔

حضرت کی کیمیا اثر نظر نے ہزاروں کی کایا پلٹ دی۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم نے ان کی زیارت کی ان کی مجلس میں ہمیں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کی تقاریر سننے کا موقع ملا لیکن ہم بدنصیب ہیں جیسے حضرت سے استفادہ کرنا چاہیے تھا ایسا نہ کر سکے۔ چشمہ صافی بہتا رہا مگر ہم پیاسے ہی رہے۔ ماہ تاباں ایک جہان کو منور کرتا رہا مگر ہم نے اپنی آنکھیں بند رکھیں۔ اس گلستان سے عالم مہکتا رہا مگر ہم اس سے گل چینی نہ کر سکے۔

حضرت کی زندگی قابل تقلید نمونہ ہے۔ حضرت کی سرپرستی اور دعائیں ہمارے لیے بہت بڑا قیمتی سرمایہ تھیں جن سے ہم آج محروم ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کے مشن کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁

حق چار یارؓ کی اصطلاح

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

بے شک تمام اصحاب و یارانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں لیکن ہم حق چار یارؓ تو خلافت راشدہ کے جواب میں کہتے ہیں اور ہر صحابی کو خلافت نہیں ملی اور گو حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی برحق خلیفہ ہیں اور ان کی صلح کے بعد بالاتفاق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی برحق خلیفہ ہیں مگر یہ دونوں حضرات مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے نہیں اور قرآنِ حکیم کی آیت تمکین اور آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے خلافت عطاء کرنے کا وعدہ فرمایا اور مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں صرف چار یارؓ کو ہی خلافت ملی۔ [خارجی فتنہ حصہ اول ص ۵۴۰]

لائق صد تحسین خدمات

کلکھ حافظ محسن اللہ خان ☆

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ زندگی مذہب حق اہل سنت والجماعت اور مسلک علماء دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع اور اشاعت میں گزری ہے۔ اس ضمن میں آپ کی خدمات لائق صد تحسین و مبارک باد ہیں۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے مقام عالی کو معلوم کرنے اور آپ کے علم و فضل جہاد و مجاہدہ کے لیے یہ شہادت کافی وافی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ الاسلام حضرت اقدس سید حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت سے سرفراز فرمایا اور جن کے بارے میں حضرت اقدس قطب زمان مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ میں قاضی صاحب سے خوب واقف ہوں۔ قاضی صاحب تو ہمارے خاص آدمی ہیں وہ ہمارے ہیں اور ہمارے ساتھ ہی رہیں گے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت کو مذہب اہل سنت والجماعت کا بھولا ہوا سبق صرف سمجھایا ہی نہیں بلکہ ان کو یہ مشن دیا کہ اس مقدس سبق کو پوری دنیا میں پھیلاؤ اور سمجھاؤ۔ اس کا مشاہدہ حضرت کی تقریر اور تحریر سے کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جو بھی تقریر یا تحریر میرے کانوں نے سنی اور آنکھوں نے دیکھی ہے۔ اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے موقع اور محل کے مطابق اہل سنت والجماعت کا کسی نہ کسی انداز سے ضرور تذکرہ کیا ہے۔

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس عنوان کو اپنی زندگی کا مقصد اعظم بنایا تھا۔ اس طرح حضرت قائد اہل سنت نے اگر ایک طرف اصلی کلمۂ اسلام کا سبق دیا جس وقت جعلی کلمہ منظر عام پر آیا اور پورے ملک میں الیوم اکملت لکم دینکم کا پرچار کر کے واضح کر دیا کہ مسلمانوں کا وہی کلمہ ہے جو چودہ سو سالوں سے چلا آرہا ہے۔ تو دوسری طرف آپ نے ہم کو حق چار یارؓ کا مقدس نعرہ

☆ معلم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم

بھی یاد کرایا جس کو سن کر اگر ایک طرف رافضیت اور شیعیت راہ فرار اختیار کرتی ہے تو دوسری طرف خارجیت اور مودودیت کی بنیادیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ حضرت اقدس اور حضرت جہلمی رحمہما اللہ نے اس نعرہ حق چار یارؓ پر بہت محنت کی۔

حضرت اقدس نے قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بھی واضح فرمایا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توقیر اور تکریم ایک مذہبی فریضۂ مقدسہ ہے۔ جس کے بغیر دین اسلام کا قائم رہنا ناممکن اور محال ہے اور یہ بات سب کی زبانوں پر ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کے حقیقی فضائل و مناقب اور مجاہدانہ کارناموں کو بذریعہ تقریر و تحریر دلائل و براہین کے ساتھ خوب واضح فرمایا بلکہ اس کا حق ادا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طرف اگر حضرات صحابہ کرامؓ کی توقیر و تکریم ان کی عزت و ناموس کے لیے بھرپور محنت کی تو دوسری طرف حضرات شیخین کریمین اور صحابہ کرامؓ کی تنقیص اور توہین کی جرأت کرنے والوں کو ایسا مسکت، منہ توڑ اور حوصلہ شکن جواب عنایت فرمایا کہ ابناء ابلیس کو سر اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ خواہ وہ رافضیت و شیعیت کی شکل میں ہوں یا کہ مودودیت اور خارجیت کی شکل میں ہوں۔ اور حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں یہی سمجھتا ہوں کہ صحابہ کرامؓ کو مانو بھی اور منواؤ بھی۔ آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تحفظ ناموس صحابہؓ کے لیے جو سعی کی ہے وہ قیامت کی صبح تک ان شاء اللہ العزیز سنہری حروف کے ساتھ تاریخ کے اوراق پر لکھی جائے گی۔

حضرت اقدس ہم کو جو مشن دے گئے ہیں اگر ہم اس پر چلے تو ان شاء اللہ العزیز قیامت کے دن حضرت کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو حضرت کے مقدس مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁

ایک جاذب نظر شخصیت

حافظ آصف محمود ☆

جب سے میں نے ہوش سنبھالا مولانا حافظ شاہ محمد صاحب زید مجدھم کو اپنا راہبر اور مقتدیٰ پایا۔ اس کو حسن قسمت کہیے یا حسن اتفاق۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جمعہ کے وعظوں میں اور مدرسہ کے ماہوار اجلاس میں اکثر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمی اور مجاہدانہ کارناموں کو سنتا رہتا تھا۔ ان کی ہمت و جرأت کے واقعات سن کر ایک عجیب سی تڑپ دل میں اٹھتی، ایک خواہش دل میں انگڑائی لیتی کہ ایسے عالم کی زیارت ضرور کرنی چاہیے کہ جن کی تعریف و توصیف ہمارے مہتمم صاحب بیان فرماتے ہیں۔

چنانچہ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا اشتیاق بڑھا مگر ایک عرصہ تک میں اس خواہش کو عملی جامہ نہ پہنا سکا! وقت برق کی رفتار سے گزرتا رہا۔ جب ثانیہ میں داخلہ لیا تو دوستوں کے ہمراہ پہلی مرتبہ سنی کانفرنس بھیں جانے کی توفیق نصیب ہوئی ۔ بھیں ایک گھر کی بالائی منزل میں حضرت جلوہ افروز تھے۔ میں بھی دوستوں کے ہمراہ حضرت کی زیارت و مصافحہ کے لیے حاضر ہوا۔ حضرت پر جیسے ہی نظر پڑی...... بس انہی میں منہمک ہو کر رہ گیا۔ کئی لمحات تک تو آنکھیں جھپکنا بھی بھول گیا۔ ایسی جاذب نظر شخصیت آج تک نہیں دیکھی تھی۔ میں تو مزید فیوض و برکات سمیٹنا چاہتا تھا مگر حضرت کے خدام کے کہنے سے نہ چاہتے ہوئے بھی کمرے سے باہر آ گیا۔

مگر ایک غیبی کشش مجھے پھر کھینچ کر حضرت کے پاس لے گئی۔ حضرت کے چہرے پر جہاں شفقت کا دریا موجزن تھا وہاں ہیبت اور عظمت کا دریا بھی سیل رواں تھا۔ جو ہر ناظر کے دل میں اپنا وقار خود بٹھا رہا تھا۔ اگلے روز حضرت کا روح پرور اور ایمان افروز طویل بیان سن کر دل مزید باغ باغ ہو گیا۔

☆ معلم جامعہ قاسمیہ رحمان پورہ، لاہور

پھر اس کے بعد حضرت کی زیارت کا سلسلہ چلتا رہا کبھی برادر مکرم کی معیت میں اور کبھی مولانا شاہ محمد صاحب کی معیت میں۔

مگر ہر مرتبہ ایک نئی کشش اور جاذبیت محسوس کی۔ حضرت کی یہ عجیب کرامت دیکھی کہ حضرت کو جتنی مرتبہ دیکھا اتنا ہی مزید زیارت کا اشتیاق بڑھا۔ بالآخر ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء کی صبح حضرت شاہ صاحب کے درس قرآن کے بعد ناظم جامعہ قاری محمد اشرف نے آ کر استاذ مکرم کو حضرت کے وصال کی دلخراش ہی نہیں بلکہ دل شکن خبر سنائی۔ آہ!

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے جہاں کو ویراں کر گیا

❀❀❀❀

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

فرقہ اثنا عشریہ والے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ باقی تمام جماعتِ صحابہؓ کے مخالف ہیں اور خلفائے اربعہ میں سے پہلے تین خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافتِ راشدہ بلکہ ان کے ایمان واخلاص کے بھی منکر ہیں۔ (العیاذ باللہ ......اور خارجی فرقہ کے لوگ چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت اور ان کے ایمان واخلاص کے منکر ہیں۔

اور چونکہ اہل السنت والجماعت ان چاروں خلفاء کو برحق مانتے ہیں بلکہ ان کی خلافت کو حسبِ آیت تمکین اور حسبِ آیت استخلاف قرآن کی موعودہ خلافتِ راشدہ تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے قرآن کی اس موعودہ خلافتِ راشدہ کے مصداق چار یارؓ کی حقانیت کا "**حق چار یارؓ**" کے الفاظ سے اعلان واظہار کرتے ہیں اور چار یارؓ یا حق چار یار کی اصطلاح تحریک خدام اہل سنت نے وضع نہیں کی بلکہ صدیوں سے یہ اصطلاح اہل السنت والجماعت میں مقبول ومشہور ہے۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ جلد ۱، شمارہ ۱۰، ص ۲]

ملفوظات حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ

کتبہ مولوی محمد اشرف مخدوم پوری ☆

جس طرح حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ عقائد میں اہل السنت والجماعت کے صحیح پاسبان تھے اسی طرح حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ تصوف میں صوفیائے کرام کے کشف وکرامات احوال ومقامات تصرفات واشارات کے بھی عظیم ترجمان تھے۔ عقائد وتصوف دونوں پہلوؤں میں حضرت اقدس نے افراط وتفریط کو چھوڑ کر مسلک اعتدال کو اختیار کیا۔ بے شک آپ کی ذات حجۃ الاسلام تھی۔ میں اپنے مرشد ومربی حضرت مولانا سید امین شاہ صاحب مدظلہ مخدوم پوری کا مشکور ہوں جنہوں نے مجھے چکوال تعلیم حاصل کرنے کے بھیجا۔ ذیل میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے چند ملفوظات نقل کیے جاتے ہیں......

- علم سے مقصود عاجزی ہے مبلغ کو حکمت وبصیرت اور جوش کی بجائے ہوش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ایک من علم ہو تو دس من عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔
- جس سماع میں مزامیر ہوں بالاتفاق ناجائز ہے باقی شرائط کے ساتھ جائز ہے۔
- حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ سماع سننے سے کشف قلوب بھی ہو جاتا ہے اور کشف قبور بھی ہو جاتا ہے لیکن اس سے باطن کا نور جل جاتا ہے۔
- ولایت کا کوئی درجہ شریعت سے مستثنیٰ نہیں الا یہ کہ کوئی مجذوب ہو یا غلبہ حال میں شطح ظاہر ہو۔
- حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کی لونڈیاں ہیں۔
- حب جاہ ایک مخفی روحانی بیماری ہے جو اس میں مبتلا ہو اس کو خود ہی علم نہیں ہوتا۔ پھر مثال بیان فرمائی جس طرح گندگی تالاب کی تہہ میں جم جاتی ہے اور ہمیں نظر نہیں آتی۔ پانی ناپاک ہوتا ہے اور ہم اسے پاک سمجھتے ہیں۔ یہ تمام روحانی بیماریوں میں سب سے آخر میں نکلتی ہے اور بالکل نکل جاتی

☆ متعلم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

ہے تو ولی درجہ صدیقیت پر فائز ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تو صدیق اکبر تھے۔

- درود شریف رحمتوں کا خزانہ ہے صوفیائے کرام نے جو کچھ حاصل کیا درود شریف سے کیا۔
- بریلویت جہالت کا نام ہے ان کو نرمی سے سمجھانا چاہیے۔
- طالب لذت طالب خدا نہیں ہوتا۔ ایک روح کی لذت ہے اور ایک نفس کی لذت ہے۔
- حدیث پاک میں ہے حب الدنیا راس کل خطیئة دنیا ہاتھ میں ہونی چاہیے دل میں نہیں۔
- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ہمارا نفس بھی پکار پکار کر انا ربکم الاعلی کہہ رہا ہے۔ فرق اتنا ہے فرعون نے زبان سے کہا..........
- بدعقیدہ لوگوں سے دور رہنا چاہیے چونکہ صحبت کا اثر ہوتا ہے ان کی کتابیں عام آدمی نہ پڑھے۔
- جو قوی ہوتا ہے وہ اثر ڈالتا ہے اور جو ضعیف ہوتا ہے وہ قبول کرتا ہے۔
- جس طرح مجنوں لیلیٰ کی محبت میں اپنے کو لیلیٰ کہتا تھا۔ انا الحق کا مطلب ہے حق ہے میں نہیں ہوں۔
- حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس طرح لوہے کو آگ میں ڈالا جائے تو وہ گرم ہو کر سرخ ہو جاتا ہے اگر اس کو زبان دی جائے اور وہ کہدے میں آگ کا انگارہ ہوں تو اس میں کیا تعجب ہے۔ یہی حقیقت مسئلہ وحدت الوجود کی ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام وحدت الشہود رکھا۔
- نہ اپنی تعریف آپ درست ہے نہ کوئی دوسرا منہ پر تعریف کرے، یہ کبر کا بیج ہے۔
- اپنی تعریف آپ کرنا درست نہیں لیکن ضرورت کے وقت جائز ہے جس طرح سید الشہداء حضرت امام حسین نے میدان کربلا میں کی ہے۔
- حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جھگڑنے کے باوجود رحماء بینھم کیسے تھے؟ فرمایا۔ صحابہ کرام کے جھگڑے نفس کے لیے نہ تھے اللہ کے لیے تھے۔
- اللہ کی قدرت ہر چیز میں ہے پھر فرمایا۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر اتم ہیں۔
- مجاہدہ نفس سے غیر مسلم کا نفس بھی صاف ہو جاتا ہے لیکن پاک نہیں ہوتا۔ جس طرح پیشاب سے گندگی صاف ہو جاتی ہے پاکی حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن مؤمن کا نفس پاک بھی ہوتا ہے اور صاف بھی ہوتا ہے کسی غیر مسلم کے ہاتھ پر خرق عادت فعل ظاہر ہو تو یہ استدراج ہے۔

- حیات انبیاء کا انکار مسئلہ حاضر ناظر کا ردِ عمل ہے۔
- حق والوں سے پہاڑ بھی ٹکرائے گا تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔
- حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرید پنکھا جھل رہا تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا آہستہ جھلو جب اس نے آہستہ کیا تو فرمایا کیا بیمار ہیں تیز جھلو۔ فرمایا مشائخ اسی طرح اصلاح کرتے ہیں۔ خلاف نفس بات لاتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں جس سے مرید کی اصلاح ہوتی ہے۔
- ایک دفعہ ایک منافق نے یہودی کے ساتھ حضور علیہ السلام سے فیصلہ کروایا، پھر وہ منافق فیصلہ خلاف ملنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ آپ فیصلہ کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر گئے اور تلوار لا کر سر قلم کر دیا۔ فرمایا جس کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں ہے اس کا فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کرے گی۔ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس نے سمجھا نہیں تھا۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ میں مسلمان ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مزاج جلالی ہے۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ صرف اللہ کے لیے ہوتا تھا۔
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قرآن پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونچا اور صدیق رضی اللہ عنہ اکبر آہستہ۔ آپ نے پوچھا تو صدیق نے فرمایا اللہ کو سنانا مقصود ہے وہ آہستہ بھی سن لیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگوں کو بیدار کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے معاملہ برعکس کر دیا۔ فرمایا یہ اصلاح ہے خلاف نفس کر و اس کو فنا فی الارادہ کہتے ہیں۔
- تصوف یہ ہے کہ اپنے ساتھ سوء ظن اور دوسرے کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے۔
- کسی سے اچھائی کی توقع نہ رکھو۔ احسان اللہ کے لیے کرو پھر ان شاء اللہ کسی سے جھگڑا نہیں ہوگا۔
- اگر نفس کو نیکی میں نہیں لگاؤ گے تو یہ تمہیں برائی میں لگا دے گا۔
- محققین صوفیاء کے نزدیک ایسا علم اور سخاوت جو تکبر کے ساتھ ہو اس سے وہ جہل اور بخل بہتر ہے جو تواضع کے ساتھ ہو۔

❀❀❀❀

تم یتیم ہو گئے

✍ مولوی محمد عثمان معاویہ ☆

یہ ایک ۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بروز سوموار کی اداس سحر تھی ۔ فضا میں غیر معمولی افسردگی کے آثار نمایاں تھے ۔ رات کے وقت تمام ساتھی معمول کے مطابق سو گئے ۔ صبح کو نماز فجر کے وقت اچانک بھائی ابرار نے بیدار کرتے ہوئے تمام ساتھیوں کے شانے جھنجھوڑ دیئے ۔ اور کہا کہ امدادیہ والو آج ''تم یتیم ہو گئے ہو'' ۔ تمام طلباء نے کہا کیا مطلب؟ تو اس پر بھائی ابرار نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ قائد اہل سنت وکیل صحابہ ؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ، اس دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف چل بسے ۔ کہنے والے نے کہہ دیا ۔ لیکن سننے والوں نے اتنے غمزدہ لہجے میں انا اللہ پڑھی لگتا تھا کہ انہیں قائد اہل سنت ؒ کے چلے جانے کا اتنا دکھ نہیں ۔ جتنا اپنے یہاں رہ جانے کا صدمہ ہے ۔

قائد اہل سنت کی شخصیت

قائد اہل سنت حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ، کی شخصیت خود اس قدر ہمہ گیر، اور ہزاروں خوبیوں کا مرقع تھی ۔ ان میں سے ایک ایک وصف ایسا ہے جسے بیان کرنے کے لیے کئی صفحات کی ضرورت ہے ۔ آپ نہ صرف اعلیٰ پایہ کے خطیب و مقرر تھے بلکہ ایک باذوق مصنف، شاعر، ادیب بھی تھے، اور تاریخ اسلام میں دنیا بھر میں انفرادی مقام رکھنے کے باعث قائد اہل سنت کا لقب آپ کے نام کا جزو ثانی بن چکا تھا ۔ ایک عظیم قائد اور لیڈر بھی تھے ۔ اور نوجوانوں کے دلوں میں بسنے والے ایک محبوب ترین راہنما بھی تھے ۔ قائد اہل سنت ؒ جب تک اس دنیا میں رہے ۔ بانگ دہل کفر کو للکارتے رہے ۔

☆ متعلم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ذہانت، دانائی، جرأت، استقامت واستقلال میں اپنی مثال آپ تھے۔ قائد اہل سنت نور اللہ مرقدہ، کو قدرت نے اپنی طرف سے کچھ ایسے اوصاف سے نوازا تھا۔ جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتے ہیں۔

حضرت اقدس قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عظیم صفت یہ تھی کہ جب بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو بیان کرتے تو یوں لگتا تھا۔ کہ انسان تو انسان در و دیوار بھی جھوم رہے ہیں۔ ایسی ہی مقدس ہستیوں کے لیے یہ پوچھنا پڑتا ہے...

یارب وہ ہستیاں کس دیس میں بستی ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں

چمن کی زینت بن کر اور گلشن کو مہکا کر آپ کی پاکیزہ سعید روح بہشت کی روحوں سے جا ملی۔ وہ عظمت و سربلندی کی خلعت زیب تن کر کے ایک ایسی دنیا میں جا چکے۔ جہاں ہماری آنکھیں انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ ہمارے کان اس کی آواز سننے سے محروم ہیں...

ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

اس سانحۂ ارتحال پر آنسو بہانے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔

❀❀❀❀

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

اللہ تعالیٰ جب اپنی رضاء کی بشارت دیتا ہے تو اس سے دوام ہی مقصود ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص سے راضی ہونے کا اعلان نہیں کرتا جو بعد میں اس کو ناراض کرنے والا ہو، لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعتِ رضوان کے سلسلہ میں یا دوسرے مواقع پر جو "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کی قرآنی سند دی گئی ہے تو یہ اسی بنا پر ہے کہ وہ اس کے بعد کوئی ایسا فعل نہیں کریں گے جو اس کی ناراضگی اور غضب کا سبب بن سکے۔ [کشف خارجیت ص۱۷۲]

سو گئے آخر زمانے کو جگانے والے

کالم حافظ محمد افضال ☆

قرآن مجید کے فیصلے کے پیش نظر جو بھی بنی آدم اس دنیا میں آیا ہے اس نے اس ضابطہ کے تحت اس جہان فانی سے کوچ کرنا ہے۔ کل من علیھا فان (الایۃ)

تاہم کچھ شخصیات رحلت کے بعد دل و دماغ میں اپنے ہزاروں کارناموں اور یادوں کو چھوڑ جاتی ہیں جس کی وجہ سے مدتوں لوگوں کی زبانیں ان کا تذکرہ خیر کرتی رہتی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ مبارک شخصیات مر کے بھی زندہ رہتی ہیں انہی مبارک اور خوش نصیب شخصیات میں سے ایک عظیم شخصیت قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کی ہے۔ آپ فاضل دیوبند اور حضرت شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے خصوصی شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے خلیفہ مجاز بھی تھے آپ کی زندگی مجموعہ محاسن تھی، آپ کی تحریر میں بے پناہ تاثیر اور تقریر میں علم کا سمندر موجزن تھا قلم و زبان پر قابو تھا پوری دنیا ان کی علمی سخاوتوں سے بہرہ ور تھی۔ آپ رحمہ اللہ نے ہر میدان میں قائدانہ کردار ادا فرمایا۔ یوں تو آپ ہر میدان کے شاہسوار تھے مگر دین کے خلاف اٹھنے والے فتنوں اور تحریکوں کے خلاف خصوصاً ننگی تلوار تھے۔ ان کا یہی وصف انہیں اپنے ہم عصر علماء اور شخصیات سے نمایاں کرتا ہے۔ نہ علماء کی کمی ہے نہ ہی اساتذہ تفسیر و حدیث کی، خانقاہیں بھی ذکر و فکر کی روایتی آوازوں سے گونجتی نظر آئیں گی۔ مگر مسجد و مدرسہ منبر و محراب سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کو حق کی آواز میں للکارنے والا عالم جلیل اور علماء حق کا صحیح وارث اب نظر نہیں آئے گا۔ جس کی آواز سے دین حنیف کے چمن میں بہار آئی۔ دور حاضر میں فتنوں کے تعاقب اور مسلک علماء دیوبند کی نشاندہی میں حضرت رحمہ اللہ اقدس نے جس طرح بے نظیر خدمات سرانجام دیں یہ آپ ہی کا حصہ تھیں۔ آپ بہت

☆ متعلم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

ہی متواضع شخصیت کے حامل تھے۔ چہرۂ مبارک پر ہمیشہ مسکراہٹ ہوتی تکلیف اور بیماری کے باوجود کبھی چہرے سے کمزوری اور تھکاوٹ کا احساس نہیں ہونے دیتے تھے۔ آپ بے پناہ پیار و محبت سے امت کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تحفظ کو اپنا نصب العین بنایا۔ جس کی وجہ سے وکیل صحابہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا مبارک لقب ملا۔ نہ ہی اپنی تعریف برداشت کرتے اور نہ اپنے نام کے ساتھ کوئی لقب لگانے دیتے جو اللہ والوں کی شان رہی ہے ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ خادم اہل سنت لکھتے تھے مگر وکیل صحابہ رحمۃ اللہ علیہ کے لقب سے خوش ہوتے اور فرماتے تم سب بھی وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم بنو۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے قلم میں بلا کی روانی، طوفان کی تیزی اور تلوار کی کاٹ تھی انہوں نے جس باطل فرقے کے خلاف بھی قلم اٹھایا لکھنے کا حق ادا کر دیا وہ نہایت ہی عجیب انداز میں باطل پر گرفت فرماتے یہاں تک کہ باطل عاجز آ جاتا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے اکابرین کی یادیں تازہ ہو جاتیں۔

۲۰۰۰ء میں راقم الحروف قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد بیعت کی غرض سے قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت میں مدنی جامع مسجد چکوال، مولانا رشید احمد صاحب الحسینی اور باقی چند ساتھیوں کے ساتھ حاضر ہوا۔ بیعت کی درخواست کی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمالی۔ اسی سال بندہ نے مدرسہ قاسمیہ حضرو میں درس نظامی پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ یقیناً آپ سے اس پہلی ملاقات کا اثر تھا آپ سے محبت تو پہلے سے تھی لیکن اب تو اس عقیدت اور محبت میں اور بھی اضافہ ہونے لگا۔ ۲۰۰۱ء کے اواخر میں راقم الحروف اپنے استادوں کے مشورے سے مدرسہ اظہار الاسلام چکوال میں تعلیم اور اصلاح کی غرض سے حاضر ہوا اور ثانیہ عامہ میں داخلہ لیا۔ جمعرات کا انتظار شدت سے ہوتا اس لئے کہ آپ جمعرات کے دن درس قرآن مجید اور جمعہ کے بیان کے لئے تشریف لاتے پھر بعد از نماز جمعہ ہم سب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کرتے اس ضعف اور بیماری کی حالت میں بھی آپ پابندی سے درس و جمعہ کے بیان کے لئے تشریف لاتے عقائد کی اصلاح فرماتے۔ توحید شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، شان صحابہ رضی اللہ عنہم اور خصوصاً عقیدہ خلافت راشدہ پر دو، دو گھنٹے بیان فرماتے۔ یہ باتیں دیکھ کر ہر آدمی یہ تصور کرتا کہ یہ صرف اور صرف اللہ رب العزت کی خصوصی مدد ہے۔ گزشتہ سال جامعہ ھذا کے طلباء کا مشکوٰۃ شریف کا ختم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس میں تشریف لائے مشکوٰۃ شریف کی آخری حدیث پڑھائی۔ اور درس قرآن مجید دیا یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا آخری درس تھا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ درس کے لئے تشریف نہ لا سکے۔

آخری ملاقات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے عرض کی کہ تکبر کے بارے میں کوئی وظیفہ ارشاد فرما

دیں۔ آپ نے گنہگار کا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لیا اور فرمایا کہ "بندہ کس طرح تکبر کر سکتا ہے؟ صرف اپنی خلقت پر غور کرے یہ تو محتاج ہی محتاج ہے۔ پانی نہ ملے تو مر جائے گا کھانا نہ ملے تو تب بھی مر جائے گا۔ بیمار ہوتا ہے تو بستر پر لیٹ جاتا ہے گویا کہ انسان عاجزی کا مجسمہ ہے" اس دن آپ ؒ کی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی شدید بیماری کے پیش نظر میں نے اجازت چاہی پیاری سی مسکراہٹ کے بعد فرمایا کوئی خیال آئے تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی ایک تسبیح پڑھ لیا کرو۔ اس شدید بیماری میں بھی آپ ہر چھوٹے بڑے سے محبت وشفقت سے حال احوال پوچھتے رہے۔ اور اپنی نیک دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتے رہے میں پلٹا تو آنکھوں میں محبت چھلک آئی کیا معلوم تھا کہ عاشق رسول ﷺ وکیل صحابہ ؓ سے ہماری یہ آخری ملاقات ہوگی۔ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بروز سوموار صبح تقریباً ۵ بجے ایک ساتھی نے خواب غفلت سے بیدار کیا اور خبر سنائی کہ پیر طریقت رہبر شریعت وکیل صحابہ ؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مر گئے تو یہ کتبے پہ لکھا جائے گا
سو گئے آخر زمانے کو جگانے والے

❀❀❀❀

حضرت قائد اہل سنت ؒ نے فرمایا......

تاریخ کی روایات شرعی حجت نہیں ہوتیں۔ اس لیے صحابہ کرام ؓ اور خلفاء کے متعلق جو ایمان واعتقاد رکھو وہ کتاب وسنت کی روشنی میں ہو۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں ہو۔ مؤرخین نے مختلف اور متضاد روایتیں جمع کر دی ہیں۔ اس لیے تم ان میں جتنا پڑو گے اتنا ہی گمراہی کا شکار ہو گے یعنی تاریخ معیار نہیں۔ جو روایت کتاب وسنت کے مطابق ہو وہ قبول کر لو۔ اگر خلاف ہے رد کر دو خواہ لکھنے والا کوئی بھی ہو۔ [ماہنامہ حق چار یار ؓ، نومبر ۲۰۰۴ء، ص ۲۲]

علماء دیوبند کی پہچان

لکھے محمد عابد الحسینی ☆

کل من علیها فان ہر ایک کے لئے فنا ہے۔ جو بھی آیا ہے اس نے جانا ہے لیکن بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ دنیا سے جا کر بھی دنیا میں باقی رہتی ہیں۔ وہ مر کر بھی زندہ رہتی ہیں۔ ان کا نام اور کارناموں کا ڈنکا ہر سو بجتا رہتا ہے۔ ان کے لگائے ہوئے چمن میں آنے والی بہار ان کے باقی رہنے کا پتہ دیتی ہے۔

انہی مبارک ہستیوں میں سے ایک ہستی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کے نام نامی سے جانی جاتی ہے۔ یہ ہستی نہ صرف یہ کہ انبیاء کے وارثین کے گروہ میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے بلکہ دین مصطفوی کی بقاء کے لئے خدائی انتظام ہے۔ قلب کو پاک کرنے والے سلسلۂ تصوف کی بڑی ہستیوں میں سے ایک ہے۔ جو ہمیں بروز سوموار پونے ۵ بجے سحری کے وقت اس فانی دنیا میں چھوڑ کر اپنے رب کے ہاں چلے گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون......

آپ کے انتقال کی خبر میرے لئے صاعقہ آسمانی سے کم نہ تھی۔ آخر وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، قائد اہل سنت، ولی کامل، بانی امیر تحریکِ خدام اہل سنت والجماعت کا دنیا سے چلے جانا کچھ معمولی بات نہیں۔ کیونکہ آج کل کے پرفتن دور میں صحیح رہنمائی مسلک اعتدال اور مسلک علماء دیوبند کی صحیح ترجمانی اگر کوئی ہستی کر رہی تھی تو وہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی ہی ذات تھی۔

آپ کے انتقال کی خبر جب میرے کانوں میں پڑی تو میرے ہوش و حواس ہی گم ہو گئے۔ اور مجھے اس خبر کی صداقت میں شبہ ہو گیا۔ اساتذہ کرام سے تصدیق کروائی تو حالت دگرگوں ہو گئی۔ اگر میں اپنے غم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں بیان کروں تو مبالغہ نہ ہو گا۔

☆ متعلم مدرسہ قاسمیہ، حضرو ضلع اٹک

صبت علی مصائب لو انہا

صبت علی الایام صرن لیا لیا

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فقط ایک شخص ہی کا نام نہ تھا بلکہ وہ علماء حق، علماء دیو بند کی پہچان بن گئے تھے۔ کہ ان کے نام سے مسلک اہل سنت والجماعت کو پہچانا جاتا تھا۔ ان کے نام سے فتنے دبے ہوئے تھے۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے ہر فتنے کو قلم کے ذریعے دلائل کے زور سے ہر میدان میں شکست دی۔ حضرت قائد نہ صرف یہ کہ عالم دین تھے بلکہ آپ عارف باللہ بھی تھے۔ آپ کے متوسلین بھی آپ کے تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے قلبی لگاؤ محسوس فرماتے تھے اور فرماتے ہیں۔ اگر مریدین کو حق تعالیٰ کی معرفت مل گئی تو خود پیر صاحب کا مقام کیا ہوگا۔ اندازہ لگانا مشکل ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ بڑے شفیق تھے۔ اپنوں کے ساتھ تو ہر کوئی شفقت کرتا ہی ہے غیروں کے ساتھ بھی آپ شفقت کر کے اپنا بنا لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ و ارفع مقام عطا فرمائے۔ اور ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے ...... آمین۔

❀❀❀❀

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

غالباً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے وفائی اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اتباع نہ کرنے ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ پاکستان میں اب تک کوئی صحیح اسلامی آئین مرتب ہی نہیں ہو سکا اور نہ کسی حکومت کو استحکام مل سکا ہے۔ اگر علمائے اہل سنت والجماعت کھلم کھلا بغیر خوف لومۃ لائم عظمتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عقیدہ خلافت راشدہ پر محنت کرتے، اس کی تبلیغ اور اس کے تحفظ میں کوشش کرتے تو آج سنی مسلمانوں کی ایک ایسی مضبوط جماعت میدانِ عمل میں آجاتی کہ جس کو کوئی حکومت نظر انداز نہیں کر سکتی بلکہ کوئی حکومت ان کے تعاون کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی تھی لیکن اس بنیاد پر اجتماعی طور پر محنت نہیں کی گئی جس کے نتائج سامنے ہیں۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ، ص ۴۸، جون/ جولائی ۱۹۸۹ء]

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْن (القرآن)

روحانی امراض کا علاج

شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ

کے آزمودہ اوراد و وظائف

مسمیٰ بہ

عملیاتِ مدنی

ودیگر مجرب عملیات بہ اجازت

حضرت مولانا پیر قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب

جانشین قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ

مولانا قاری عطاء اللہ طارق بن حکیم امانت اللہ قادری دامت برکاتہم

ملنے کا پتہ

مکتبہ مظہریہ جامع مسجد مدنی جادہ روڈ جہلم شہر پاکستان

فون: 0541-620698

نئے اضافوں کے ساتھ جدید ایڈیشن جلد آرہا ہے

باب ۶

یادگار قراردادیں

اربابِ حکومت کو وقتاً فوقتاً مختلف مسائل
پر پیش کی جانے والی چند قراردادیں

ویران ہے میکدہ خم و ساغر اُداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے فیوضات اور خلافت کے امین، بقیۃ السلف، یادگار اسلاف، قطب الارشاد وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ مجدد وقت تھے، جنہوں نے بلاخوف لومۃ لائم سنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تمام باطل فتنوں کے خلاف بے جگری سے جنگ لڑی، عقائد اہل السنت والجماعت کے تحفظ کے لئے کبھی بھی مصلحت کا دامن تھامنا گوارا نہ فرمایا۔ عقائد اہل السنت والجماعت کے دفاع کو ہمیشہ اپنی ذات سے مقدم سمجھا، آئمہ اہل السنت اور اکابرین علمائے دیوبند کے افکار سے سرمو بھی انحراف نہ فرمایا۔

''الحب للہ والبغض للہ'' اور اشداء علی الکفار رحماء بینہم'' کی عملی تفسیر تھے، دشمنان صحابہؓ کے ساتھ ''اتحاد یا رواداری'' یہ الفاظ ہی آپ کی لغت میں نہیں تھے۔ غیرت صحابہؓ میں منفرد حیثیت کے حامل تھے، جس میں کوئی بھی آپ کا ثانی نہیں۔ آپ کا وجود اہل السنت والجماعت کے لئے عموماً اور ہم خدام کے لئے خصوصاً رحمت کا سایہ تھا، مگر افسوس صد افسوس وہ سایہ ہمارے سروں سے اٹھ گیا ہے۔

خاکروب آستانہ مظہری

نثار معاویہ

فون گھر: 52173

○○○○○

قرارداد خلافتِ راشدہ

بخدمت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

سلام مسنون

عرض آنکہ

مسند اقتدار پر فائز ہونے کے بعد آپ نے قیام پاکستان کے اصل مقصد کے تحت کئی بار پاکستان میں اسلامی نظامِ حکومت قائم کرنے کا وعدہ کیا، اور عموماً مسلمانانِ پاکستان کا بھی یہی مطالبہ ہے کہ پاکستان میں نظامِ مصطفٰے (یعنی نظامِ اسلام) جلدی نافذ کر دیا جائے۔ لہٰذا اس سلسلے میں حسب ذیل امور قابل لحاظ ہیں......

① ......ملک عرب میں خود خاتم النبیین حضرت محمد رسول ﷺ نے جو حکومتِ الٰہیہ قائم فرمائی تھی اس کے کارکن لاکھوں کی تعداد میں وہی اصحاب رسول ﷺ تھے جن کو براہِ راست حضور ﷺ کی تربیت نصیب ہوئی تھی۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں خیر امت (یعنی سب امتوں سے بہتر جماعت) ہونے کا عظیم شرف عطا فرمایا ہے۔ اور جن کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی خصوصی اعلیٰ سند عطا کی گئی ہے۔ یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت حضور اکرم ﷺ اور مابعد کی امت کے مابین کتاب و سنت کے پہنچانے میں ایک واحد واسطہ ہے۔

② ......نبی کریم للعالمین خاتم النبیین ﷺ کے بعد حسب وعدۂ خداوندی خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور کی خلافت (جانشینی) کا بلند منصب نصیب ہوا۔ اور ان برحق خلفاء میں سے خصوصاً پہلے تین خلفاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تو اتنا عظیم الشان اور بے نظیر ہے کہ تقریباً ۲۵ سال کے قلیل عرصہ میں پرچم اسلام نے اقوام عالم کو مسخر کر لیا۔ قیصر و کسریٰ کی صدیوں کی استبدادی حکومتیں نیست و نابود کر دی گئیں۔ اسلامی عدل و انصاف کے نور سے فضائیں منور ہو گئیں۔ اور آسمانی برکات سے انسانیت مالا مال ہو گئی۔ لہٰذا مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر سوادِ اعظم کے اہم مطالبات حسب ذیل ہیں......

مطالبہ ① ......چونکہ قیامت تک کی امت مسلمہ کے لئے خلافت راشدہ کا نظام ایک مثالی معیاری اور

بے نظیر نمونہ ہے جو محبوب خدا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی اتباع میں نافذ کیا گیا تھا۔ اس لئے پاکستان میں کتاب وسنت پر مبنی اسلامی نظام حکومت کے لئے نظام خلافت راشدہ کی پیروی کا واضح اعلان کر دیا جائے۔

مطالبہ ② ...... سرکاری سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ایسا نصاب دینیات نافذ کیا جائے۔ جس میں قرآن وسنت کے ساتھ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس تذکرے موجود ہوں تاکہ مسلم طلبہ اپنے اسلاف کے بے نظیر اسلامی کارناموں پر فخر کر سکیں اور ان کی اتباع میں خدام امت مخلص مسلمان بننے کی کوشش کریں۔

(ب) نصاب دینیات میں شیعہ کلمہ اور شیعہ اذان کے یہ الفاظ بالکل حذف کر دیئے جائیں۔ جن کا نبی اکرم رحمت اللعالمین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے کوئی ثبوت نہیں مل سکتا یعنی علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل۔ علاوہ ازیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے خلیفہ بلا فصل کا اعلان بالکل خلاف حقیقت ہے اور ملت اسلامیہ کے عقیدہ خلافت راشدہ کے خلاف ایک کھلا چیلنج ہے۔

مطالبہ ③ ...... چونکہ پاکستان میں اکثریت سنی حنفی مسلمانوں کی ہے اس لئے اجتہادی اور فروعی مسائل واحکام میں فقہ حنفی بطور پبلک لاء نافذ کی جائے۔ اور شیعوں کے اس مطالبہ کو بالکل مسترد کر دیا جائے کہ پاکستان میں فقہ جعفری کو بھی فقہ حنفی کے مساوی پبلک لاء کا حق دیا جائے۔ کیونکہ......

(ا) حسب عقیدہ حضرت علی المرتضیٰ سے بھی فقہ جعفری کے قانونی نفاذ کا کہیں بھی کوئی سراغ نہیں ملتا۔ اور موجودہ دور گو شیعہ عقیدہ میں امام مہدی کا دور امامت ہے لیکن وہ خود صدیوں سے غائب ہیں اس لئے ان کے حکم کے تحت فقہ جعفری کے نفاذ کی کوئی صورت نہیں اختیار کی جاسکتی۔

(ب) متحدہ ہندوستان میں صدیوں تک مسلم حکومتیں قائم رہی ہیں لیکن ان میں بھی ہمیں فقہ جعفری کے قانون کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

(ج) مشہور شیعہ عالم مولوی محمد بشیر آف ٹیکسلا ضلع راولپنڈی نے تو فقہ جعفری کی اصطلاح ہی کو ناجائز قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مورخہ ۱۱ مئی گورنمنٹ محمد علی ہائی اسکول میں جو تقریر کی ہے اس کے ٹیپ کردہ الفاظ یہ ہیں "قیاس وہ کرے جس پر نہ وحی ہو نہ الہام۔ کبھی نہ کہنا فقہ جعفری، جس نے فقہ جعفری کہا اس نے فقہ حنفی اور امام جعفر صادق اور امام ابوحنیفہ کو ایک بنا دیا کہ وہ بھی مجتہد تھے۔ کبھی یہ لفظ نہ کہنا، فقہ جعفری، تم کہو فقہ شیعہ"۔ بہر حال فقہ جعفری ہو یا فقہ شیعہ۔ جب ان کے ائمہ معصومین کے

دور امامت میں ہی اس کے قانونی نفاذ کا ثبوت نہیں ہے تو پاکستان میں اس کے نفاذ کا کیونکر جواز ہو سکتا ہے؟ لہٰذا

جنرل محترم سے ہمارا یہ پرزور مطالبہ ہے کہ خلافت راشدہ کے معیاری دور کی پیروی میں اسلامی نظام حکومت قائم کر کے پاکستان کو ایک مثالی اسلامی مملکت بنا کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

والسلام

منجانب: تحریک خدام اہل سنت چکوال ضلع جہلم پاکستان
۱۷ جمادی الثانیہ ۱۳۹۸ھ
۲۵ مئی ۱۹۷۸ء

قرارداد صداقت

بطور پبلک لاء فقہ جعفری نہ نافذ کی جائے

بخدمت جناب صدر مملکت محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

فقہ جعفری کے نفاذ کے سلسلہ میں آل پاکستان شیعہ کونشن (میانوالی) منعقدہ ۱۲/۱۳ اپریل ۱۹۷۹ء مفتی جعفر حسین صاحب سابق شیعہ رکن اسلامی مشاورتی کونسل پاکستان نے یہ اعلان کیا تھا کہ اگر حکومت نے ۳۰ اپریل تک شیعہ مطالبات کو تسلیم نہ کیا تو وہ مشاورتی کونسل کی رکنیت سے مستعفی ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے حسب اعلان یکم مئی کو اپنا استعفیٰ صدر مملکت کو ارسال کر دیا ہے اور آج ۴ مئی کو شیعہ قوم یوم احتجاج منا رہی ہے۔ حالانکہ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے شیعہ مطالبات کے تحت شیعہ وفد کی ملاقات کے لئے ۵ مئی کی تاریخ مقرر کر دی تھی۔ ان حالات میں نماز جمعہ کے موقع پر مدنی جامع مسجد چکوال میں سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع شیعہ قوم کی حالیہ احتجاجی کاروائیوں کو ملک کے موجودہ بحرانی حالات میں اضافہ کا سبب تصور کرتا ہے اور شیعہ مجوزہ ایجی ٹیشن کو انتہائی خطرناک قرار دیتا ہے۔

②..... مسلمانان اہل سنت کا یہ اجتماع شیعہ قوم کی طرف سے پاکستان میں فقہ جعفری کو بطور پبلک لاء نافذ کرنے کے مطالبہ کو بالکل غیر معقول اور ناجائز قرار دیتا ہے کیونکہ .....

(ا) ملک میں دو متضاد قوانین کا نفاذ بالکل بے معنی اور اشتعال انگیز ہے۔

(ب) شیعہ مذہب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر امام غائب حضرت مہدی تک مجوزہ بارہ امام انبیائے سابقین علیہم السلام سے افضل ہیں۔ حالانکہ آج جس فقہ کو فقہ جعفری کہا جاتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی باوجود اقتدار اعلیٰ (منصب خلافتِ راشدہ) پر فائز ہونے کے اس فقہ جعفری کا قانون نافذ نہیں کیا بلکہ آپ نے اسی اسلامی قانون کو نافذ رکھا جو سابق خلفائے راشدین (خلفائے ثلٰثہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں نافذ کیا تھا اور نہ ہی گیارہویں امام حضرت حسن عسکری کے دورِ امامت تک۔ کسی امام کے دور میں فقہ جعفری کے قانونی نفاذ کا کوئی نام و نشان ملتا ہے۔

(ج) گو شیعہ مذہب کی بنیاد آخری اور بارہویں امام حضرت مہدی کا قیامت تک دورِ امامت ہے لیکن آپ خود صدیوں سے غائب ہیں اور غیبت کبریٰ کے زمانہ میں تو آپ سے کسی کی بھی ملاقات نہیں ہو سکتی اس لئے نہ ہی خود امام غائب فقہ جعفری کو بلاواسطہ نافذ کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی نائب امام تک ان کا حکم پہنچنے کا کوئی یقینی ذریعہ ہے۔ حالانکہ شیعہ مذہب میں اسلامی قانون یا خود امام معصوم نافذ کر سکتا ہے یا ان کے حکم سے ان کا نائب۔ لہٰذا شیعہ مذہب کے اصول پر شیعہ قوم کا یہ مطالبہ ہی بالکل بے بنیاد ہے۔

③...... انگریزی دورِ اقتدار سے پہلے تقریباً ۸۰۰ سال تک متحدہ ہندوستان میں فقہ حنفی کا قانون رہا ہے، اور اب پاکستان میں بھی بطور پبلک لاء کے (خلافتِ راشدہ پر مبنی) فقہ حنفی کا نفاذ ہی صحیح اور راہِ حق ہے اس لئے مدنی جامع مسجد چکوال میں سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت کے حسب ذیل سابقہ بیان کی بھرپور تائید کرتا ہے کہ ''چونکہ ملک میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے پاکستان میں صرف فقہ حنفی کا نفاذ ہوگا اور ملک میں ہر فقہ کے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں''

(بحوالہ نوائے وقت لاہور ۱۶ فروری ۱۹۷۹ء)

④...... سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع ۱۲/۱۳ اپریل ۱۹۷۹ء کی پاکستان شیعہ کنونشن بھکر میں شیعہ مقررین کی دلآزار اور اشتعال انگیز تقریروں کے خلاف پرزور احتجاج کرتا ہے اور سنی علماء و مشائخ بھکر کی حسب ذیل قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہے کہ ''یہ اجلاس آل پاکستان شیعہ کنونشن میں ہونے والی دل آزار اور فتنہ انگیز تقاریر اور نعرہ بازی کی مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس کنونشن کے منتظمین اور گستاخ مقررین کو عبرتناک سزا دی جائے۔ فقہ جعفری کے نام پر جو ڈھونگ رچایا گیا ہے اس نے ان لوگوں

کے خطرناک عزائم کو بے نقاب کر دیا ہے۔ مقررین نے نفاذ فقہ جعفریہ کے مطالبہ کے نام پر فقہ حنفی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سخت توہین کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف رسوا زبان استعمال کی گئی۔ یہاں تک کہ فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے گھرانے کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ مقررین نے فساد کی آگ بھڑکانے کی پوری کوشش کی۔ اس کنونشن نے اس علاقہ میں جو اثرات چھوڑے ہیں ان کے پیش نظر اگر ان لوگوں کے خلاف کاروائی نہ کی گئی اور انہیں اس سنگین جرم کی سزا نہ دی گئی تو اس سے فتنہ پرور لوگوں کے حوصلے بلند ہوں گے۔ جن کے نتائج خطرناک برآمد ہو سکتے ہیں'' (بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۷ اپریل ۱۹۷۹ء)

منجانب:

خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین غفرلہ، خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم و بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۶ جمادی الثانیہ ۱۳۹۹ھ، ۴ مئی ۱۹۷۹ء

تائیدی قرارداد

بخدمت جناب صدر مملکت محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

۲۵ ربیع الاول۔ مدنی جامع مسجد چکوال میں نماز جمعہ کے موقعہ پر سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت کے اس بیان کی بھرپور تائید کرتا ہے کہ چونکہ ملک میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے پاکستان میں صرف حنفی فقہ کا نفاذ ہوگا۔ اور ملک میں ہر فرقہ کے لیے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں۔

(بحوالہ نوائے وقت لاہور ۱۶ فروری ۱۹۷۹ء)

② ...... چونکہ حنفی سنی قانون اصولی طور پر نظامِ خلافت راشدہ پر مبنی ہے اس لئے اہل السنّت والجماعت کا یہ اجتماع صدر مملکت کے بیان کی روشنی میں اس امر کا پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ نظام خلافت راشدہ کی اتباع کا دوٹوک اعلان کر کے سنی حنفی فقہ کی بنیاد کا تحفظ کیا جائے۔

③ ...... فقہ حنفی اور خلافت راشدہ کا اصل لاء اصلی کلمہ اسلام لا اله الا الله محمد رسول الله ہے۔ جو نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دور رسالت اور پھر دور خلافت راشدہ سے لے کر آج تک اجماعی طور پر ملت اسلامیہ تسلیم کرتی چلی آ رہی ہے۔ لیکن اس کے برعکس شیعہ فرقہ نے اپنا مخصوص کلمہ وضع کر لیا ہے جس میں وہ لا اله الا الله محمد رسول الله کے ساتھ علی ولی الله وصی

رسول الله وخليفته بلا فصل کا اضافہ ایمان کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں اس لئے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ ایک قانون کی طرح ایک ہی اجماعی اور اصلی کلمۂ اسلام کے نفاذ کا اعلان کر کے اس کے خلاف ہر قسم کے کلمۂ اسلام وایمان کو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے۔

④......اذان شعار اسلام ہے اور دور رسالت، دور خلافت راشدہ سے لے کر آج تک حرمین شریفین اور عالم اسلام میں ایک ہی اذان نماز اجماعی طور پر چلی آ رہی ہے لیکن شیعہ فرقہ کی اذان بھی اس سے مختلف ہے جس میں علی ولی الله وصی رسول الله وخليفته بلا فصل کا اضافہ کیا جاتا ہے اس لئے اہل سنت کا یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ وحدت قانون، وحدت کلمہ اور وحدت اذان کے تحفظ کے لئے شیعوں کی اذان نماز کو ممنوع قرار دے کر سواد اعظم اہل السنّت والجماعت کو مطمئن کیا جائے۔

منجانب!

خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین غفرلہ، خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع

جہلم وبانی وامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۲۵ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ، ۲۳ رفروری ۱۹۷۹ء

❁......❁......❁......❁

قرارداد مذمت

مرتد ظفر اللہ قادیانی آنجہانی کا جنازہ......صدر جنرل ضیاء الحق اور وزیر اعظم جونیجو کی طرف سے پیغامات تعزیت اور دعائے مغفرت......یہ ساری کاروائی خلاف اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے......

بغیر توبہ کے شفاعت محمدی ﷺ نصیب نہیں ہوسکتی

(۱)......۶ ستمبر ۱۹۸۵ء مدنی جامع مسجد

اخباری تفصیلات کے مطابق مرتد ظفر اللہ قادیانی آنجہانی یکم ستمبر کو لاہور میں موت کا شکار ہوا۔ حکومت کی اجازت سے ۳ ستمبر کو پولوگراؤنڈ لاہور میں اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں دس ہزار افراد نے شرکت کی......ان میں سے زیادہ تر افراد نے سینوں پر سیاہ فیتے اور کلمہ طیبہ کے بیج لگا رکھے تھے۔ کلمہ طیبہ کا ایک بیج سر ظفر اللہ خان کے جسد کے گرد لپٹی ہوئی سفید چادر پر بھی لگایا گیا تھا۔ تابوت کے اوپر ایک سبز و سیاہ چادر ڈالی گئی تھی۔ جس پر قرآنی آیات اور کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔ (بحوالہ مشرق لاہور ۴ ستمبر ۱۹۸۵ء)

نماز جنازہ میں شریک بہت سے افراد نے کلمہ طیبہ کے بیج لگا رکھے تھے اور اس کا ورد بھی کر رہے تھے۔

(۲) صدر ضیاء الحق۔ وزیر اعظم محمد خان جونیجو اور گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان نے اپنے الگ الگ تعزیتی پیغامات میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ پیغامات میں مرحوم کی روح کو اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت میں جگہ دینے اور مرحوم کے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کے لئے دعا کی۔ (جنگ لاہور ۳ ستمبر ۱۹۸۵ء)

(۳) وفاقی کابینہ نے چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی وفات پر گہرے افسوس کا اظہار کیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ کابینہ کی جانب سے سوگوار خاندان کو تعزیتی پیغام بھیجا جائے

(جنگ لاہور ۴ ستمبر ۱۹۸۵ء)۔

(۴) نوائے وقت راولپنڈی ۳ ستمبر ۱۹۸۵ء میں مرتد ظفر اللہ خان کے متعلق لکھا ہے:۔ کہ لیکن ہر دور میں ان کی اولین وفاداری اپنی قادیانی جماعت کے لئے وقف اور مخصوص رہی اسی وجہ سے وزیر خارجہ ہونے کے باوجود قائداعظم کی نماز جنازہ میں شامل نہیں ہوئے تھے اور پوچھنے پر یہ جواب دیا تھا کہ انہیں مسلمان حکومت کا کافر وزیر یا غیر مسلم حکومت کا مسلمان وزیر سمجھا جاسکتا ہے۔

شرعی حکم

امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی دجال، کذاب اور مرتد تھا۔ اس کو نبی یا ولی ماننے والے بھی (قادیانی ہوں یا لاہوری مرزائی) کافر ہیں۔

(۲)......۱۹۵۳ء میں ظفر اللہ مرتد کو وزارت خارجہ سے ہٹانے اور مرزائیوں کو کافر قرار دینے کے لئے ایک تاریخی تحریک امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی مجاہدانہ سرگرمیوں کے تحت چلی تھی جس کے صدر حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب (لاہور) تھے۔ اس کے بعد ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ پھر اس کے بعد موجودہ صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب نے بھی اپنے نافذ کردہ قادیانی آرڈیننس میں مرزائیوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دے کر ان پر اسلام، کلمہ اسلام، اذان اور نماز وغیرہ اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر پابندی لگادی۔ علاوہ ازیں یہ بھی ملحوظ رہے کہ قادیانیوں کے نزدیک کلمۂ اسلام اور قرآن میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی ہی ہے۔ (العیاذ باللہ)۔

چنانچہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۹ مطبوعہ ربوہ تیسرا ایڈیشن)۔

(۳)... کافر کے لئے دعائے مغفرت ناجائز ہے اور مرتد کے لئے تو نہ ہی بیمار پرسی جائز ہے۔ اور نہ تعزیت اور دعائے مغفرت، ظفر اللہ خان شروع میں مسلمان تھا۔ پھر مرزا قادیانی دجال کو نبی ماننے کی وجہ سے مرتد ہو گیا اور موت تک اپنے کفر وارتداد پر قائم رہا۔

(۴)... ظفر اللہ خان مرتد کی لاش کی چادر پر کلمہ طیبہ لکھنا اور جنازہ پڑھنے والوں کا کلمہ طیبہ کے بیج لگانا اور کلمہ طیبہ کا ورد کرنا جنازہ کی آڑ میں قادیانیوں کا یہ مظاہرہ جنرل ضیاء الحق کے نافذ کردہ آرڈیننس کے لئے ایک کھلا چیلنج تھا۔ گویا کہ ظفر اللہ کی لاش بھی صدر کے ختم نبوت آرڈیننس کی دھجیاں بکھیر رہی تھی۔

(۵)... ظفر اللہ خان اپنے کفر میں اتنا پختہ تھا کہ اس نے بانی پاکستان محمد علی جناح کی نماز جنازہ بھی اس لئے نہیں پڑھی کہ وہ ان کو کافر سمجھتا تھا۔ حالانکہ بانی پاکستان نے ان کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنایا تھا۔

(۶)... مرزائیوں نے صدر مملکت کے اسلامی ریفرنڈم کا بھی مکمل بائیکاٹ کیا ہے۔

قرارداد مذمت

ان حالات میں مدنی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے موقعہ پر سنی مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع .....

(۱)... صدر مملکت جنرل ضیاء الحق کی طرف سے مرتد ظفر اللہ کی بیمار پرسی، کھلے میدان میں نماز جنازہ کی اجازت پھر اس مرتد کے لئے تعزیت اور دعائے مغفرت وغیرہ افعال کی شدید مذمت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ افعال شریعت محمدیہ ﷺ کے خلاف اور اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہیں۔

(۲)... صدر مملکت نے مرتد ظفر اللہ کو یہ اعزازات دے کر اپنے ہی نافذ کردہ قادیانی آرڈیننس کو مجروح کیا ہے، ظفر اللہ جیسے مرتد اور جہنمی شخص کے لئے مراعات واعزازت رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عظیم ترین منصب ختم نبوت سے بے وفائی کے مترادف ہیں۔

(۳)... یہ اعزازات حضرت صدیق اکبر اور دوسرے خلفائے راشدین حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ اور جماعت صحابہ کرام ؓ کے اجماعی فیصلہ کے خلاف ہیں۔ جنہوں نے مسیلمہ کذاب وغیرہ جھوٹے نبیوں اور ان کے پیروکاروں سے جہاد بالسیف کر کے ان کا

قطع قمع کر دیا تھا۔
اگر مرتد توبہ نہ کرے تو شریعت اسلامیہ اس کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیتی۔
(۴) یہ وہی آغا ہائی پارٹی ہے جس نے مولانا اسلم قریشی کو شہید کیا تھا۔
(۵) صدر ضیاء الحق کے اس طرز عمل نے سنی مسلمانوں کو زیادہ مایوس کر دیا اور آئندہ کے لئے کوئی توقع نہیں رہی کہ وہ اپنے دور اقتدار میں صحیح طور پر اسلامی نظام حکومت قائم کر سکیں گے۔
(۶) سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت، وزیر اعظم اور ارکان حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اس خلاف شریعت طرز عمل سے خلوص قلب سے توبہ کریں اور پاکستان کے کروڑوں سنی مسلمانوں سے بھی واضح طور پر معذرت کریں جنہوں نے اسلامی ریفرنڈم کے حق میں پورے جوش و خروش سے حصہ لے کر جنرل صاحب کو پانچ سال کے لئے صدر بنایا ہے۔
(۷)..... اگر جنرل ضیاء الحق صاحب اپنے اس خلاف شرع طرز عمل سے توبہ نہیں کریں گے تو پھر قیامت میں انہیں حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت کیونکر نصیب ہو سکے گی؟

وما علینا الا البلاغ۔

نہ جا اس کے تحمل پہ کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

منجانب:
خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین غفرلہ، خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم و بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ بمطابق ۶ ستمبر ۱۹۸۵ء

قدرت خداوندی کا عظیم کرشمہ
درخت کے تنا پر چار یار رضی اللہ عنہم کے نام

۷ مئی ۱۹۸۲ء بروز جمعہ۔ مدنی جامع مسجد چکوال میں نماز جمعہ کے موقع پر سنی مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع خالق کائنات حکیم و علیم قادر مطلق خدائے برتر کی بارگاہ الوہیت میں اس خرق عادت پر نذرانہ حمد و شکر پیش کرتا ہے کہ اس نے اپنی قدرت و حکمت کے تحت اپنے محبوب اعظم رحمت للعالمین خاتم النبیین

حضرت محمد ﷺ کے چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ اوپر نیچے حسب ذیل الفاظ کے ساتھ شیخوپورہ کے میونسپلٹی باغ کے ایک برنے (مزل) کے درخت کے تنا پر پیدا فرمائے ہیں۔

ابوبکر صدیق

عمر فاروق

عثمان

علی

(۲)......مسلمانانِ اہل سنت کا یہ اجتماع خداوندِ عالم کی قدرت کے اس عظیم کرشمہ کی بنا پر حضور رحمت للعالمین خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ رسالت میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتا ہے جن کی تربیت و فیضان سے ان خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کو یہ بلند مقام نصیب ہوا ہے۔

(۳)......اہل سنت کا یہ اجتماع تمام سنی مسلمانوں کی خدمت میں ہدیہ تبرک پیش کرتا ہے جن کے عقیدہ خلافت راشدہ کی قدیر وعلیم خدا نے اس کرامت کی صورت میں تائید وتصدیق فرمائی۔

(۴)......سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع خدام اہل سنت کو خصوصی طور پر مبارک باد دیتا ہے جنہوں نے ایک مستقل تحریک کے ذریعہ پاکستان میں خلافت راشدہ اور ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کی گونج پیدا کی ہے۔

(۵)......مسلمانان اہل السنت والجماعت کا یہ اجتماع صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل ایڈمنسٹریٹر آف پاکستان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے ان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے حق میں اس عظیم الشان کرامت کے ظہور کے بعد ان مبارک ناموں کی خصوصی طور پر حفاظت کا انتظام فرمائیں اور اس بارکرامت درخت کو پاکستان کے مخصوص آثار مبارکہ میں شمار فرمائیں۔

(نوٹ) اس درخت کے تنا پر چار یار رضی اللہ عنہم کے ناموں کا فوٹو روزنامہ نوائے وقت لاہور (مورخہ ۳ مئی ۱۹۸۲ء) اور روزنامہ لاہور میں شائع ہو گیا تھا جن کے بعد تحریکِ خدام اہل سنت پاکستان کے امیر کے علاوہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مہتمم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم وامیر تحریکِ خدام اہل سنت صوبہ پنجاب نے چند خدام سنی تحریکِ الطلبہ کے ہمراہ فیصل آباد کے جلسہ سنی تحریک الطلبہ سے واپسی پر کل ۶ مئی بروز جمعرات اس درخت کی زیارت کر کے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ محض قدرت خداوندی کے تحت اس درخت کے تنا کی چھال ہی سے ابھر

کر آئے ہیں ان میں کسی انسانی تصرف کا کوئی دخل معلوم نہیں ہوتا۔ اور شیخوپورہ کے نوجوان بڑے ایمانی جوش و جذبہ اور ہمت سے اس ایمان افروز قدرتی شاہکار کی حفاظت کر رہے ہیں۔ والسلام

منجانب! خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین عفی عنہ، خطیب مدنی جامع مسجد
چکوال ضلع جہلم وبانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
۱۲ رجب ۱۴۰۲ھ ۷ مئی ۱۹۸۲ء

....

پانچ اہم سنی قراردادیں

بخدمت وزیر اعظم پاکستان
ذوالفقار علی صاحب بھٹو

۲ دسمبر ۱۹۷۶ء کمیٹی باغ چکوال میں نماز عید الاضحیٰ کے موقعہ پر مسلمانان اہل السنّت والجماعت نے حسب ذیل قراردادیں پاس کیں

قرارداد ①

مسلمانان اہل السنّت والجماعت کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ سرکاری اسکولوں میں صرف سواد اعظم اہل السنّت والجماعت کا نصاب دینیات نافذ کیا جائے جیسا کہ ایران میں صرف شیعہ دینیات سرکاری اسکولوں میں نافذ ہے اور وہاں سنی مسلمان اپنے بچوں کی مذہبی تعلیم کا پرائیویٹ طور پر انتظام کرتے ہیں۔

(ب) سرکاری اسکولوں میں نافذ کردہ شیعہ دینیات کو بالکل منسوخ کیا جائے کیونکہ اسلامیات لازمی حصہ شیعہ برائے جماعت نہم و دہم میں امامت کو توحید و رسالت کی طرح اصول دین میں شامل کیا گیا ہے جس سے یہ لازم آتا ہے کہ توحید و رسالت کے منکر کی طرح شیعہ عقیدہ امامت کا منکر بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس بناء پر سوائے شیعہ امامیہ کے دور رسالت سے لے کر آج تک تمام امت مسلمہ ”غیر مسلم“ قرار پاتی ہے۔ نیز کتاب مذکورہ میں عقیدہ امامت کی جو تشریح کی گئی ہے اس سے ملت کا اجماعی اور بنیادی عقیدہ ختم نبوت مجروح ہوتا ہے۔

قرارداد ②

شیعہ بذریعہ لاؤڈ سپیکر اپنی اذانوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے خلیفہ بلا فصل کا اعلان کرتے ہیں جس سے یہ لازم آتا ہے کہ سواد اعظم کے مسلمہ پہلے تین خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ العیاذ باللہ خلفاء برحق نہیں ہیں اس سے کروڑوں سنی مسلمانوں کی سخت دلآزاری ہوتی ہے اور شیعہ مذہب میں ''علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل '' کے الفاظ اذان کا جزو نہیں ہیں۔
(ملاحظہ ہو تحفۃ العوام اور من لا یحضرہ الفقیہ وغیرہ)

اس لئے اہل السنت والجماعت کا یہ اجتماع حکومت سے شدید مطالبہ کرتا ہے کہ مذکورہ کلمات کے بذریعہ لاؤڈ سپیکر اعلان پر فوری طور پر پابندی لگا کر پاکستان کے کروڑوں سنی مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے۔

قرارداد ③

شیعوں کے ماتمی جلوسوں کی وجہ سے ہر سال کئی مقامات پر سنی شیعہ فرقہ وارانہ تصادم ہوتا ہے حالانکہ شیعوں کے نزدیک بھی مروجہ ماتمی جلوس نہ فرض و واجب ہیں اور نہ سنت و مستحب اور اگر وہ اس کو عبادت ہی قرار دیں تو عبادت کی جگہ گلیاں کوچے نہیں بلکہ ہر فرقہ کی اپنی اپنی عبادت گاہیں ہیں، اس لئے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ شیعہ ماتمی جلوسوں پر مکمل پابندی عائد کر کے ماتمی رسوم کی ادائیگی کے لئے ان کو امام باڑوں میں پابند کر دیا جائے۔

(ب) اور خصوصاً سنی مساجد کے سامنے مروجہ افعال ماتم کا مظاہرہ سنی مذہب میں صریح مداخلت اور احترام مسجد کے خلاف ہے کیونکہ اہل السنت والجماعت کے نزدیک مروجہ ماتم و تعزیہ حرام ہے اس لئے مسلمانان اہل سنت کا یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ خصوصی آرڈیننس کے ذریعہ سنی مساجد کے سامنے شیعوں کے ماتمی مظاہرہ (نوحہ خوانی سینہ کوبی اور زنجیر زنی وغیرہ) پر مکمل پابندی لگا کر مسجد کی حرمت کا تحفظ کیا جائے۔

قرارداد ④

محرم اور چہلم کے ایام میں ٹیلیویژن پر ماتمی مجلسوں اور جلوسوں کے جو ہنگامے دکھائے جاتے ہیں اور اس کے ذریعہ ماتمی پروگراموں کو ملک کے گوشے گوشے میں پہنچایا جاتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ

تمام پاکستان شیعوں کا اماباڑہ بن گیا ہے حالانکہ یہ کاروائی مسلمانان اہل سنت والجماعت کے لئے ناقابل برداشت ہے اس لئے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بذریعہ ٹی وی ماتمی مظاہروں پر پابندی لگا کر سواداعظم اہل سنت کے مذہبی حقوق کا تحفظ کی جائے۔

قرارداد ⑤

سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع بعض دینی مدارس اور مساجد کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں دینے کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ سنی مساجد اور مدارس میں مذہب اہل السنت والجماعت کی تعلیم وتدریس کی آزادی کو برقرار رکھا جائے اور جن دینی تعلیمی اداروں کو حکومت بذریعہ محکمہ اوقاف اپنی تحویل میں لے چکی ہے ان کو فوری طور پر واگذار کر کے سواداعظم اہل سنت کو مطمئن کیا جائے۔ والسلام

منجانب! خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین غفرلہ، خطیب مدنی جامع مسجد
چکوال ضلع جہلم وبانی وامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
۱۰ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ، ۲ دسمبر ۱۹۷۶ء

❁......❁......❁......❁

تیرہویں سالانہ سنی کانفرنس بھیں کی اہم
سنی قراردادیں اور مبارکبادیں

بخدمت جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

سنی کانفرنس بھیں میں اہل السنت والجماعت کا یہ عظیم اجتماع جناب صدر مملکت کی خدمت میں مندرجہ ذیل امور پر مبارکبادیں پیش کرتا ہے............

① پاکستان میں صحابہ رضی اللہ عنہم آرڈیننس نفاذ جس میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، امہات المومنین رضی اللہ عنہن (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) اہل بیت رضی اللہ عنہم اور تمام صحابہ کی شان میں جو شخص صراحتاً یا اشارتاً وکنایتاً بھی توہین و گستاخی کرے گا۔ اس کو تین سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

② چار ارب انسانوں کی نمائندہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں اسلام کی حقانیت، حضور خاتم

العلمین ﷺ کی ختم نبوت خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت، مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی متحدہ اسلامی حکومت آیات وحدیث کی روشنی میں ثابت کرنا۔

③ یکم نومبر ۱۹۸۰ء کے سات روزہ اسکاؤٹوں کے عظیم اجتماع میں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ناموں پر علیحدہ علیحدہ پانچ بڑے گیٹ بنانا۔

④ مرزا بشیر الدین آف ربوہ آنجہانی کے ترجمہ قرآن کو ضبط کرنے کا حکم دینا۔

⑤ عبوری آئین میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینا۔

⑥ تخریبی لٹریچر تقسیم کرنے والوں میں سے خصوصاً حکیم نورالدین بھیروی آنجہانی کے پوتے پروفیسر احمد کو گرفتار کرنا۔

قراردادیں

① دجال وکذاب مرزا قادیانی آنجہانی اور اس کے پیروکاروں کا تمام لٹریچر ضبط کیا جائے۔

② چاروں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عقیدت واتباع کی تصریح کے ساتھ اسلامی حکومت کا واضح اعلان کیا جائے۔

③ شیعہ (ماتمی) جلوسوں پر پاکستان بھر میں مکمل پابندی عائد کی جائے۔

④ کم از کم فوری طور پر مساجد کے احترام کے تحفظ کی خاطر شیعہ ماتمی جلوسوں کے سنی مساجد کے دروازوں اور گلیوں میں ماتم اور نوحہ ومرثیہ خوانی کو ممنوع قرار دے کر خاموشی کے ساتھ جلدی گزرنے کا فوری طور پر آرڈیننس نافذ کیا جائے۔

⑤ سابق کمشنر راولپنڈی کی رپورٹ کی بنیاد پر مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم کی تنگ گلی سے شیعہ ماتمی جلوس کے روٹ کو تبدیل کر کے سواد اعظم اہل السنت والجماعت کو مطمئن کیا جائے۔ والسلام

منجانب! خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین غفرلہ، خطیب مدنی جامع مسجد
چکوال ضلع جہلم وبانی وامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۲۴ محرم ۱۴۰۲ھ ۲۲ نومبر ۱۹۸۱ء

شریعت بل

سینیٹرز قاضی عبداللطیف اور مولانا سمیع الحق کی جانب سے

سینیٹ کے اجلاس میں پیش کردہ نفاذ شریعت بل

اسلام آباد میں (جنگ نیوز) سینیٹرز قاضی عبداللطیف اور مولانا سمیع الحق نے ۱۳ر جولائی ۱۹۸۵ء کو منعقدہ سینٹ اجلاس میں نفاذ شریعت بل ۱۹۸۵ء پیش کیا۔ بل پہلے قائمہ کمیٹی اور بعد ازاں، ۱۰ر نومبر ۱۹۸۵ء کو منتخب کمیٹی بھیج دیا گیا۔ اس کمیٹی نے ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۵ء کو اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کی۔ ۲۶ر جنوری ۱۹۸۶ء کو یہ بل منتخب کمیٹی کی پیش کردہ صورت میں سینٹ کے زیر غور لایا گیا۔ سینٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس بل پر رائے عامہ حاصل کرنے کے لئے اسے مشتہر کیا جائے جو شخص ادارہ انجمن یا کوئی تنظیم اس بل کی تمام یا اس کی کسی دفعہ پر رائے کا اظہار کرنا چاہے وہ اپنی رائے سیکرٹری سینٹ سیکرٹری بینک دولت پاکستان بلڈنگ اسلام آباد کو زیادہ سے زیادہ ۲۵ر اپریل ۱۹۸۶ء تک ارسال کردیں۔ مکمل بل حسب ذیل ہے.........

چونکہ قراردادِ مقاصد کو جو کہ سابقہ دستاویز میں بطور تمہید کے رکھی گئی تھی، جناب صدر مملکت نے اپنے صدارتی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے دستور مستقل کا حصہ قرار دے دیا۔ اور چونکہ قرارداد مقاصد میں اس ملک کا حاکم اعلیٰ تشریعی اور تکوینی دونوں حیثیتوں سے رب العالمین خالق کائنات کو تسلیم کیا گیا کہ یہاں قرآن وسنت کا قانون زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور نافذ ہوگا، اور چونکہ موجودہ ریفرنڈم اور انتخابات میں عوام نے صدر مملکت اور پارلیمنٹ کو شریعت کے عملی نفاذ کے لیے منتخب کیا ہے۔ لہٰذا اب حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے.........

مختصر عنوان، وسعت اور آغاز نفاذ:

یہ ایکٹ نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۸۵ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

① یہ پورے پاکستان پر وسعت پذیر ہوگا۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

② تعریف: اس ایکٹ میں شریعت سے مراد.........(الف) دین کا وہ حصہ طریقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے اپنے بندوں کے لئے مقرر کیا

ہے۔(ب) شریعت کا اصل ماخذ قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ ہے۔(ج) کوئی حکم یا ضابطہ جو اجماع امت سے ثابت اور ماخوذ ہو، شریعت کا حکم متصور ہوگا (د) ایسے احکام کے مسلمہ اور مستند فقہاء (مجتہدین) نے قرآن پاک سنت رسول ﷺ اور اجماع امت کے قیاس واجتہاد کے ذریعے مستنبط کر کے مدون کئے ہیں شریعت کے احکام متصور ہوں گے۔

③ کوئی مقننہ شریعت کے خلاف قانون نہیں بنائے گی

مقننہ کوئی ایسا قانون یا قرارداد منظور نہیں کر سکے گی جو شریعت کے احکام کے خلاف ہو۔ اگر ایسا کوئی قانون یا قرارداد منظور کر لی گئی تو اسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جاسکے گا۔

④ عدالتیں شریعت کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کریں گی

ملک کی عدالتیں تمام امور ومقدمات میں شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند رہیں گی۔

⑤ وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیار

وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیار سماعت وفیصلہ بلا استثناء تمام امور ومقدمات پر حاوی ہوگا۔

⑥ شریعت کے خلاف احکامات دینے پر پابندی

انتظامیہ کا کوئی بھی فرد بشمول صدر مملکت اور وزیر اعظم شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا

⑦ عدالتی عمل اور احتساب

حکومت کے تمام عمال بشمول صدر مملکت اسلامی قانون عدل کے مطابق احتساب سے بالاتر نہیں ہوں گے۔

⑧ حذف کر دی گئی۔

⑨ غیر مسلم کو تبلیغ کی آزادی

غیر مسلم باشندگان مملکت کو اپنے ہم مذہبوں کے سامنے مذہبی تبلیغ کی آزادی ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون کے مطابق کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

⑪ ججوں کی تربیت کے انتظامات

علوم شرعیہ اور اسلامی قانون کی تعلیم اور ججوں کی تربیت کا ایسا مؤثر انتظام کیا جائے گا کہ مستقبل میں

علوم شرعیہ اور خصوصاً اسلامی قانون کے ماہر جج تیار ہو سکیں۔

⑫ قرآن وسنت کی تعبیر

قرآن وسنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مستند مجتہدین کے علم اصول تفسیر اور علم اصول حدیث کے مسلمہ قواعد اور ضوابط کے مطابق ہو۔

⑬ عمال حکومت کے لیے شریعت کی پابندی

انتظامیہ عدلیہ مقننہ کے ہر فرد کے لئے فرائض شریعت کی پابندی اور محرماتِ شریعت سے اجتناب کرنا لازم ہوگا۔

⑭ ذرائع ابلاغ کی تطہیر

تمام ذرائع ابلاغ کو خلاف شریعت پروگراموں فواحش اور منکرات سے پاک کیا جائے گا۔

⑮ حرام کی کمائی پر پابندی

حرام طریقوں اور خلاف شریعت کاروبار کے ذریعہ دولت کمانے پر پابندی ہوگی۔

⑯ بنیادی حقوق کا تحفظ

شریعت نے جو بنیادی حقوق باشندگان ملک کو دیئے ہیں ان کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جائے گا۔

بیان اغراض ووجوہ

مملکت خداداد پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ اس کی بنیاد اسلام کے نظریہ پر قائم ہے۔ اس مسودہ قانون کی غرض وغایت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ملک کے اسلامی نظریہ کا استحکام ہے۔ اہل ملک کو جو بلا امتیاز عرصہ سے اس نظام کے لئے بے چین ہیں مطمئن کرنا ہے۔ ملک میں صحیح اسلامی معاشرہ کے ذریعہ امن وامان اور اسلامی مساوات قائم کرنا ہے۔

تحریک خدام اہل سنت پاکستان کی ترمیمی تجاویز

مجوزہ شریعت بل کے اصل مقاصد سے ہمیں اتفاق ہے لیکن پاکستان میں چونکہ مسلمانان اہل السنت والجماعت کی عظیم اکثریت ہے۔ اس لئے ان کے شرعی اصول وحقوق کے تحفظ کے لئے ہماری

ترمیمی تجاویز حسب ذیل ہیں......

① پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار دیا جائے جیسا کہ اکثریت کی بنا پر ایران کو شیعہ اسٹیٹ قرار دیا گیا ہے۔

② چونکہ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قائم کردہ حکومت الٰہیہ کا کامل و جامع نمونہ خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نظام خلافت راشدہ ہے جو قرآنی وعدہ کے تحت قائم ہوا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ نے بھی اپنی سنت کے ساتھ ان کی سنت کی اتباع کو لازم قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے...... علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین (مشکوٰۃ شریف) یعنی تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کی اتباع لازم ہے۔ اس لئے مجوزہ شریعت بل نمبر ② کی دفعہ (ج) کے تحت یہ عبارت لکھی جائے...... کتاب وسنت کے بعد خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اتباع لازم ہوگی اور جو حکم یا ضابطہ ان سے ثابت یا ماخوذ ہو شریعت کا حکم متصور ہوگا۔

③ دفعہ (د) کے تحت سابقہ دفعہ (ج) کی یہ عبارت لکھی جائے......کوئی حکم یا ضابطہ جو اجماع امت سے ثابت یا ماخوذ ہو شریعت کا حکم متصور ہوگا۔

④ سابقہ دفعہ (د) کو حذف کر کے اس تحت یہ عبارت لکھی جائے...... چونکہ پاکستان میں سنی حنفی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اس لئے بطور پبلک لاء فقہ حنفی کا نفاذ ہوگا۔ جیسا کہ ایران میں بطور پبلک لاء فقہ جعفری نافذ ہے۔

⑤ اس کے بعد دفعہ (ر) کے تحت یہ لکھا جائے......اقلیتی مسلم فرقوں کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مسلک کے مطابق کئے جائیں گے۔

⑥ نمبر ⑫ قرآن وسنت کی تعبیر کے تحت یہ عبارت لکھی جائے......قرآن وسنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت رضی اللہ عنہم عظام اور اہل السنت والجماعت کے مستند مجتہدین کے علم اصول تفسیر اور علم اصول حدیث کے مسلمہ قواعد وضوابط کے مطابق ہو۔

منجانب!

تحریک خدام اہل سنت پاکستان

قائد اہل سنتؒ نمبر

باب ٦

منظوم خراج عقیدت

شعراء کرام کا حضرت قائدِ اہل سنتؒ کے حضور نذرانۂ محبت

ترتیب و نظر ثانی شاعر اسلام حافظ نور محمد انورؔ لاہور

عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد — یا اللہ مدد — خلافت راشدہ حق چاریارؓ

فیضان نظر: حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ

اللہ کے فضل وکرم سے بذریعہ نبض امراض کی صحیح تشخیص اور مکمل علاج کیا جاتا ہے

طبیب حاذق قاری محمد اسحاق بدر

روغن حاذق
لمبے، گھنے اور خوبصورت بالوں کا راز
کمزور، بے رونق اور گرتے ہوئے
بالوں کے لئے انتہائی مجرب

خمیرہ حاذق
نیند کیلئے نشہ آور ادویات سے نجات
دماغی کمزوری، ذہنی انتشار اور
بے خوابی کا غیر مضر اور مؤثر علاج

روغن سائنس
ضعف دماغ، نسیان، نزلہ کیرا اور
دماغی محنت سے پیدا شدہ
تھکاوٹ کا انتہائی مؤثر اور کامیاب علاج

خالص شہد
سو فیصد خالص گارنٹی کے ساتھ، جنگلی
اور فارمی دونوں قسم کا شہد
تھوک و پرچون دستیاب ہے

اوقات مطب: صبح 9 بجے تا 1 بجے دن

مطب حاذق سبزی منڈی روڈ اوکاڑہ

Ph: 526125 Mob: 0300-6955356

وہ ہیں ناموس صحابہؓ کے محافظ

حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب مدظلہ

سوز دل لبوں پہ فغاں ہوتی ہے
میرے آگے جو حضرت کی داستاں ہوتی ہے

بخدا ہیں وہ عالم رفعت کے آفتاب
ناپید وہاں ستاروں کی درخشاں ہوتی ہے

لاریب وہ ہیں ناموس صحابہؓ کے محافظ
ان کی طائر نظر کعبہ کی نگہباں ہوتی ہے

ہو جاتا ہے وجود ان کا راہ حق کی علامت
ہوس رسی جو باہم دست و گریباں ہوتی ہے

لہراتا ہے فضا میں حق چار یارؓ کا علم
جب دجل کی سیاست عدم کو رواں ہوتی ہے

حق چار یارؓ کا ترانہ ممیز باطل ہے
اس ترانہ ہی سے خدام کی پہچاں ہوتی ہے

محمد امین صحابہؓ کی رضا ہے حق کی رضا
ان کی حب سے لازم جنت رضواں ہوتی ہے

عقیدت کے چند پھول

حضرت مولانا حافظ محمد الیاس صاحبؒ

مظہر صدق و صفا مخدومِ ما — سو طرح سے جان ہے ان پر فدا
شیخ اقدس حضرت مدنیؒ کا نور — ان کے قلب سے جس کا ظہور
کر رہا ہے ظلمتوں کو چاک چاک — ہے ہویدا مثل نورِ صبحِ پاک
پیکر اخلاص ہے ان کا وجود — قابل صد رشک ہے ان کا صعود
منبر و محراب تا دار و رسن — ہر جگہ ثابت قدم اور سر بلند
سنیت کا نور پھیلاتے ہیں آپ — پرچم اصحاب لہراتے ہیں آپ
نعرہ ''حق چار یارؓ'' ان کا شعار — لا رہا ہے دین کی ہر سو بہار
رافضی کہنہ ہو یا نو ہو عجیب — خارجی ہو یا مماتی بے نصیب
ان کی تیغ کلک کا نخچیر ہے — جو کوئی بھی مسلکاً بے پیر ہے
ہیں وکیل اصحابؓ کے مظہر حسینؒ — معرکہ صبر میں مظہر حسین
وہ صنم آباد میں تکبیر حق — عرصۂ پیکار میں شمشیر حق
سب صحابہؓ کی محبت کے امین — حب اہل بیتؓ کے درِ ثمین
استقامت میں ہمالہ شرم سار — آسماں کی رفعتیں ہیں جاں نثار
دیکھتے ہیں جب کبھی متبسما — غنچہ دل کھلتا ہے مثل چمن
آپ ہیں قلب حزیں کے غمگسار — شفقتیں ہیں آپ کی مثل بہار
آپ کی یادوں سے دل روشن ہوا — مرحبا صد مرحبا صد مرحبا

(ماہنامہ حق چار یارؓ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

کیا پوچھتے ہو زندگی مظہر حسینؒ کی

جناب سید امین گیلانی

کیا پوچھتے ہو زندگی مظہر حسین کی
واضح تھی حق و راستی مظہر حسین کی

تھی اہل شر سے دشمنی مظہر حسین کی
تھی اہل حق سے دوستی مظہر حسین کی

اللہ ہے گواہ کہ باطل کے سامنے
گردن کبھی نہیں جھکی مظہر حسین کی

درویش تھا وہ شخص مگر اہل درد نے
تسلیم کی ہے خواجگی مظہر حسین کی

ہوں رافضی کہ خارجی یا منکر حیات
حق کی دلیل رائے تھی مظہر حسین کی

تھا اُس کی جان ختم نبوت کا مسئلہ
محنت تھی اُس پر ہر گھڑی مظہر حسین کی

بجھ کر بھی کب بجھا ہے چراغ اس کی زیست کا
اب بھی ہے دل میں روشنی مظہر حسین کی

ایثار ہو، سلوک ہو، تقویٰ ہو علم ہو
مانی ہے سب نے برتری مظہر حسین کی

آؤ امین عہد کریں اپنے دل سے ہم
ہم بھی کریں گے پیروی مظہر حسین کی

❀......❀......❀......❀

مظہرِ نورِ حق

شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو

مظہر نور حق چل بسے عالم بقاء
ماہ ذی الحجہ میں ہوا محبوب سے لقاء

پھول مرجھا گئے گلشن ویراں ہوا
غم فرقت میں یہ دل اسیراں ہوا

ذکر اللہ ہی کے جلوہ میں حضور حق گئے
قفس عنصر سے نکل کر جناب حق گئے

ناسوت میں رہ کر بھی وہ تھے ملکوت میں
دل سے وہ دلبر گئے تھے مقامِ جبروت میں

آہ بجھ گئی شمع ہر طرف اندھیرا ہوا
اور بزم بالا میں آج پھر سویرا ہوا۔

⊛......⊛......⊛......⊛

آہ! قاضی مظہر حسینؒ

کاوش حافظ نور محمد انور

اللہ کا ہو لطف و عطا تجھ پہ ہمیشہ — حق گوئی و بے باکی سدا تیرا تھا کردار
فرخندہ و تابندہ تیرا قلب و جگر تھا — حافظ تھا خدا تیرا محمد تھا سرکار
خالدؓ سا اگر جوش تھا تو حیدری تھی ہمت — ہر دشمن دین کے لیے تھا حق کی تلوار
آئے نہ کبھی تجھ پہ شب و روز کی گردش — تو نیک تھا مخلص تھا اچھے تھے تیرے اطوار
رہیں یاد تیری سب کو تیرے خلق کی باتیں — تھا چھوٹوں بڑوں میں تیرے خلق کا پرچار
حق تیرا نگہدار تھا حاصل تھا سکون تجھ کو — ہر لحہ رہے خام مخلص تھا وفا دار
تو مسلک دیو بند اور صحابہ کا تھا خادم — اے قاضی مظہر ملت کا تھا حق کا پرستار

دیگر

گلستان صحابہ کا تھا مہکتا ہوا اک پھول — خوشبو سے تھی محفل ملت ہوئی سرشار
دنیا میں میسر تھی تجھے علم کی دولت — عقبیٰ میں کریں تیری شفاعت سرکارؐ
اسلام کا دامن کبھی چھوٹا ہے نہ چھوٹے — اور گلشن دین کا رہا ہر دور میں نگہدار
آباد رہے تو تیرے مقدر کا ستارہ — ہر بے کس و مجبور کا تا زیست رہا غم خوار
روشن ہو سدا تیری قسمت کا ستارہ — اپنے تو کیا غیر بھی ہوتے تیرے طرفدار

نور کی دعا حق میں ترے شام و سحر ہو
راضی ہو خدا تجھ پہ اور سید ابرار

ستارا

جناب انجم نیازی

سورج نہیں رہا وہ ستارا نہیں رہا
کشتی رکے کہاں کہ کنارا نہیں رہا
دنیا بھری پڑی ہے مگر اس کے باوجود
لگتا ہے جیسے کوئی ہمارا نہیں رہا
محفل اجڑ گئی ہے رکوع و سجود کی
وجد آفریں تھا جس کا اشارا نہیں رہا
رہتی تھی جس کے لب پہ تبسم کی اک مٹھاس
تھی جس کی ذات سب کا سہارا نہیں رہا
جوشِ عمرؓ تھا جس کے جاہ و جلال میں
ہر لمحہ جس نے ڈٹ کے گزارا نہیں رہا
آئے گا کون مرنے صحابہؓ کے نام پر
ہر دل میں جوش جس نے ابھارا نہیں رہا
ہر لفظ میں تھی جس کے ہدایت کی روشنی
سب سے بلند تھا جو منارا نہیں رہا
تھی وقف جس کی جان صحابہؓ کے واسطے
حق چاریار جس کا تھا نعرہ نہیں رہا
پوچھیں گے کس سے بات رسالت مآبؐ کی
انجم جو میری جاں سے تھا پیارا نہیں رہا

رأس المحققین حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

از جناب عبدالستار مجم

داعیٔ قرآن و سنت حضرت مظہر حسین — ماحیٔ الحاد و بدعت حضرت مظہر حسین
راہی راہِ حقیقت حضرت مظہر حسین — ہادیٔ علم شریعت حضرت مظہر حسین
قاسم در طریقت حضرت مظہر حسین — عالم دنیا رسالت حضرت مظہر حسین
عمر بھر کرتے رہے تبلیغ حب مصطفےٰ — تھے امام اہل سنت حضرت مظہر حسین
آپ عشق مصطفےٰ میں غرق رہتے روز و شب — آپ تھے فیض نبوت حضرت مظہر حسین
بیعت کرتے رہے اصحابؓ و آلؓ پاک کی — بانٹتے تھے علم و حکمت حضرت مظہر حسین
ٹانکتے تھے گوہر تحقیق ہر مضمون میں — جھوم اٹھتی تھی صداقت حضرت مظہر حسین
گونجتے تھے زمرے حقانیت کے چار سو — گوش بر آواز خلقت حضرت مظہر حسین
سر بلند کرتے رہے ہیں پرچم اسلام کو — قلب باطل پر تھے ہیبت حضرت مظہر حسین
عمر بھر لڑتے رہے اعدائے آل اصحابؓ سے — شرک پر تھے کاری ضرب حضرت مظہر حسین
ہر طرف گونج اٹھا تیرا نعرۂ حق چار یارؓ — سر بگختی ہے رذالت حضرت مظہر حسین
اب بھی کفر و شرک لرزاں ہے تیری تحقیق سے — اب بھی ترساں ہے ضلالت حضرت مظہر حسین
آپ تھے فیض حسین احمد کا ایک مینار نور — آپ تھے نور بصیرت حضرت مظہر حسین

کر دیئے باطل کے جھنڈے تو نے ہر سو سرنگوں
مجم اہل حق کے دل کو مل گیا بے شک سکوں

قائد اہل سنت کو سلام پہنچے

رشحۂ قلم قاری محمد اسحاق حافظ سہارنپوری

قائد اہل سنت کو پہنچے سلام
مرتسم قلب پر ہو گیا جن کا نام

جو ہیں اسلاف کے جانشین بالیقین
جن کا ثانی ہماری نظر میں نہیں

جن کا ہر لمحہ مصروف اسلام ہے
خدمت دین ہی جن کا ہر کام ہے

ہر گھڑی جن کو ہے فکرِ دینِ خدا
ہیں جو اک عاشق صادق مصطفیٰ

ہیں وکیلِ صحابہؓ جو اس دور میں
بات ایسی کہاں کسی اور میں

جن کا مسکن ہے اک شہر چکوال میں
مطمئن قلب ہے جن کا ہر حال میں

علم کی تیغ براں ہے جن کا قلم
جن کے ہاتھوں میں ہے صدق وحق کا علم

جو ہیں شیخینؓ پر جان و دل سے فدا
کر رہے ہیں محبت کا جو حق ادا

جو ہیں اس دور میں برہان حق
جن کو حاصل ہے فیضان وعرفانِ حق

جو ہیں شیخ مدینہ کی وہ یاد گار
جن کی محبت سے ملتا ہے دل کو قرار

ہم نے آنکھوں سے گو جن کو دیکھا نہیں
پھر بھی محسوس ہوتے ہیں دل کے قریں

معتقد ان کے ہیں ہم دل و جان سے
ان کے ہم ہو گئے ان کے احسان سے

فیض پاتے ہیں ہم ان کے افکار سے
روشنی ملتی ہے ان کے انوار سے

حرزِ جان اُن کی ہر بات کرتے ہیں ہم
اپنے دامان مقصد کو بھرتے ہیں ہم

ہے خداوند سے یہ ہماری دعا
عمر سو سال پوری ہو ان کو عطا

ہو ملاقات ان سے ہماری کبھی
ہم پہ ہو جائے یہ فضلِ باری کبھی

ختم کرتے ہیں اب ہم اپنا کلام
ان کو اک بار پھر بھیجتے ہیں سلام

(ماہنامہ حق چار یارؓ اپریل ۱۹۹۴ء)

میرِ کاروان مظہر حسین

جناب بے چین رجپوری

اللہ اللہ! ذاتِ پاک تر زباں مظہر حسین
مایہ نازش ہیں میرِ کارواں مظہر حسین

واہ! یہ نسبت تہ دل خود کور کھتے ہیں رجوع
ہر نفس سمت مکین لا مکان مظہر حسین

قلبی و جانی حضوری سے بجہد و انہماک
گلشن دیں کے ہیں ہر دم پاسباں مظہر حسین

غفلتوں کی نیند سے بیدار کرنے کے لیے
ہیں سراپا صبح صادق کی اذاں مظہر حسین

بہہ رہا ہے فی المشارق صد تموّج دمبدم
علم و دانش کے ہیں وہ دریا رواں مظہر حسین

صحابہ کی وکالت کر رہے ہیں دل سے مدام
جد وکد میں ہیں نہایت کامراں مظہر حسین

حملہ کرتا ہے بہ عظمتِ صحابہؓ گر کوئی
ڈھال ہوتے ہیں بصد عزم جواں مظہر حسین

دیدنی ہوتا ہے بر مدح صحابہؓ ان کا جوش
ہوں بجذب خاص جب رطب[1] اللساں مظہر حسین

مستند حجت کی بحثوں سے حریفوں کو سدا
ہوتے ہیں غرقابِ[2] حیرت کن میاں مظہر حسین

ست نبضیں ہو چلی ہیں پگھلے جاتے ہیں بدن
ہیں حریفوں کے لیے برقِ تپاں مظہر حسین

بارگاہِ ایزدی سے یہ دعا بیچین کی
پائیں طولِ عمر با امن و اماں مظہر حسین

(ماہنامہ حق چار یار مئی ۱۹۹۴ء)

---

[1] رطب اللسان، تر زباں [2] غرقابِ حیرت کن، حیرت کے پانی میں ڈبونے والا

نذرانۂ عقیدت

کلام ظہور احمد نسیمی ابالوی

اے حصارِ دینِ حق کے پاسبان مظہر حسین
گلشنِ اسلامیہ کے باغباں مظہر حسین

اے خطیبِ بے بدل شیریں زباں مظہر حسین
خوش طبیعت خوب سیرت خوش بیاں مظہر حسین

دیکھ کر جرأت، دلیری اور بے باکی تری
ششدر و حیران ہیں پیر و جواں مظہر حسین

دینِ حق کے واسطے تیری عزیمت دیکھ کر
جھومتے ہیں یہ زمین و آسماں مظہر حسین

آتشِ نمرود میں کودا تو بے خوف و خطر
روح ابراہیم کی ہے شادماں مظہر حسین

ہو کے پابند سلاسل دینِ حق کے واسطے
تو نے پائی ہے حیاتِ جاوداں مظہر حسین

قصرِ ملت کی جہاں میں پاسبانی کے لیے
چن لیا قدرت نے تجھ کو پاسباں مظہر حسین

مکتبِ دیں جاری کر کے تو نے ملت کے لیے
کر دیا ہے فیض کا چشمہ رواں مظہر حسین

سرزمینِ پاک کے شاہیں جوانوں کے لیے
ہے سبق آموز تیری داستاں مظہر حسین

ہے نسیمی کی دعا یہ رزم گاہِ دہر میں
ہو نگہباں تیرا ربِ دو جہاں مظہر حسین

(ماہنامہ حق چار یار جنوری، فروری ۱۹۹۲ء، ص ۶۴)

آہ! قاضی مظہر حسینؒ

کلمہ قمر حجازی اوکاڑا

علم و دانش ، فکر کی تنویر تھے مظہر حسینؒ
چلتی پھرتی ، علم کی تفسیر تھے مظہر حسینؒ

مذہب حقہ کی خاطر وقف کی اپنی حیات
دین مصطفوی کی اک شمشیر تھے مظہر حسینؒ

راہبر تھے اہل سنت کے ، صحابہؓ کے وکیل
تیرگی میں روشنی تھے مظہر حسینؒ

آپ لکھتے ہی رہے ہر فتنہ کے خلاف
صاحب توقیر تھے تحریر تھے مظہر حسینؒ

شریعت نبی کے وہ پابند تھے طریقت کے امام
سالکوں اور عالموں کے رہبر تھے مظہر حسینؒ

وہ خلافت راشدہ کا چاہتے تھے ہر نظام
کرتے اِس موضوع پر تقریر تھے مظہر حسینؒ

ہر مصیبت میں کیا تھا آپ نے صبر جمیل
گو بظاہر غم زدہ دل گیر تھے مظہر حسین

ہر حق پرست ناز کرتا رہے گا قمر
وہ قاسم و مدنی کی سراپا تصویر تھے مظہر حسین

۞......۞......۞......۞

قاضی مظہر حسینؒ

پروفیسر بشیر احمد بشیر، بھکر

منقسم کرتے رہے ہیں روشنی ، مظہر حسینؒ
تھے امیر کاروانِ آگہی ، مظہر حسینؒ

تھا رواں اُن کے لہو میں جذبۂ عشقِ رسولؐ
اور سمجھتے تھے اِسی کو زندگی ، مظہر حسینؒ

جذب بچپن ہی میں کر لی تھیں پدر کی خوبیاں
تھے حقیقت میں ولی ابن ولی ، مظہر حسینؒ

جب تلک زندہ رہے ، اللہ کے ہو کر رہے
تھے شناسائے رموزِ بندگی ، مظہر حسینؒ

تذکرہ اُن کا مسلسل ہو رہا ہے کو بہ کو
مر کے زندہ ہو گئے ہیں اور بھی ، مظہر حسینؒ

عظمت یارانؓ پیغمبر بیان کرتے ہوئے
بات جو کرتے تھے ، کرتے تھے کھری ، مظہر حسینؒ

نوچ کر ہر فتنۂ دوراں کے چہرے سے نقاب
کر گئے اس کی عیاں بد صورتی ، مظہر حسینؒ

ہو کے پنجہ آزما باطل کے ہر اک روپ سے
دے گئے حق سے ثبوتِ دوستی ، مظہر حسینؒ

وہ مجاہد بھی تھے ، عالم بھی تھے اور عارف بھی تھے
تھے نشانی واقعی اسلاف کی ، مظہر حسینؒ

اے حصار دین حق کے پاسبان

جناب ظہور احمد نسیمی

اے حصار دین حق کے پاسباں مظہر حسینؒ
گلشن اسلامیہ کے باغباں مظہر حسینؒ
اے خطیب بے بدل، شیریں زباں مظہر حسینؒ
خوش طبیعت، خوب سیرت، خوش بیاں مظہر حسینؒ
دیکھ کر جرأت و دلیری اور بے باکی تری
ششدر و حیران ہیں پیر و جواں مظہر حسینؒ
دین حق کے واسطے تیری عزیمت دیکھ کر
جھومتے ہیں یہ زمین و آسماں مظہر حسینؒ
آتش نمرود میں کودا تو بے خوف و خطر
روح ابراہیم کی ہے شادماں مظہر حسینؒ
ہو کے پابند سلاسل دین حق کے واسطے
تو نے پائی ہے حیات جاوداں مظہر حسینؒ
قصر ملت کی جہاں میں پاسبانی کے لیے
چن لیا قدرت نے تجھ کو پاسباں مظہر حسینؒ
مکتب دیں کر کے جاری تو نے ملت کے لیے
کر دیا ہے فیض کا چشمہ رواں مظہر حسینؒ
سر زمین پاک کے شاہیں جوانوں کے لیے
ہے سبق آموز تیری داستاں مظہر حسینؒ
ہے نسیمی کی دعا یہ رزم گاہ دہر میں
ہو نگہباں تیرا رب دو جہاں مظہر حسینؒ

عابد شب زندہ دار و زاہد تقویٰ شعار
ملجاءِ دور سعادت قاضیؒ مظہر حسینؒ

ایک شمشیر برہنہ ایک سیف بے نیام
بہر فتنہ و ضلالت قاضیؒ مظہر حسینؒ

وہ لبیب نکتہ سنج وہ اک طبیب درد دل
حامل وصف طریقت قاضیؒ مظہر حسینؒ

جن کے دم سے تھا یہاں قائم حسینی غلغلہ
وہ شہ اقلیم عظمت قاضیؒ مظہر حسینؒ

برق خاطف بر سر اعداء اصحابؓ نبیؐ
مادح عہدِ خلافت قاضیؒ مظہر حسینؒ

آہ فانی ہم سے رخصت ایک مرد حق ہوا
افتخار قوم و ملت قاضیؒ مظہر حسینؒ

⊛.....⊛.....⊛.....⊛

ترجمان اہل سنت قاضی مظہر حسینؒ

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

ترجمان اہل سنت قاضیؒ مظہر حسینؒ
اک نشانِ عزم و ہمت قاضیؒ مظہر حسینؒ

بہر باطل تیغ براں ایک مرد بت شکن
صاحب ایثار و جرأت قاضیؒ مظہر حسینؒ

اک مجاہد سر بکف اک واقف و دانائے راز
حامیٔ دین و شریعت قاضیؒ مظہر حسینؒ

جن سے لرزاں دشمن دیں جن سے ترساں تھا عدو
وہ شہیر با شہامت قاضیؒ مظہر حسینؒ

جس کا مسلک تھا دفاعِ چار یاران رسولؐ
عاشق نور نبوت قاضیؒ مظہر حسینؒ

ماوی ارباب فضل و مرجع اہل تقیٰ
پیکر زہد و قناعت قاضیؒ مظہر حسینؒ

بحرِ زخّارِ علوم و مظہر صدق و صفا
مظہر حق و صداقت قاضیؒ مظہر حسینؒ

مناجات بحوالہ وفاتِ حسرت آیات

از جناب محمد یاسر کلیم

اے سزا وارِ ثناء اے خالقِ کون و مکاں
تیری ہر مخلوق تیری حمد میں رطب اللساں

ہوں درود ان پر ہزاروں جو ہیں محبوبِؐ خدا
رحمت اللعالمیں یعنی محمد مصطفیٰ

گرچہ عاصی ہوں تری الفت کا دم بھرتا ہوں میں
بعد حمد و نعت کے یہ التجا کرتا ہوں میں

میرے رہبر میرے مرشد حضرتِ مظہر حسینؒ
وہ مجاہد پاسبانِ دینِ ربُ المشرقین

زندگی جن کی تھی وقف خدمتِ دینِ متین
تھے سراپا سنت آں رحمت اللعالمینؐ

جن کو تو نے علم و عرفاں سے کیا تھا سرفراز
جن پہ افشا تھے شریعت کے سبھی سربستہ راز

جن کی ہر تحریر راہِ خلد کا اک سنگِ میل
وہ ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کے وکیل

حب اہل بیتؓ و اصحابؓ نبیؐ جن کا شعار
گونج اٹھا جن کے دم سے نعرہ حق چار یارؓ

قوم کو سمجھا گئے مفہوم استخلاف کا
راستہ دکھلا گئے اصحابؓ کا اسلاف کا

آج تیرے وصل کو تیرے حضور آئے ہیں وہ
چھوڑ کر عاشق لاکھوں ناصبور آئے ہیں وہ

واسطہ دیتا ہوں تیری کبریائی کا تجھے
خوب ہے ادراک میرے بے نوائی کا تجھے

ہوں تیری رحمت سے وہ فردوس میں مسند نشیں
ہوں مشرف وصل حق سے یا الٰہ العلمین

جانشین حضرت اقدسؒ ظہور اظہر ہوئے
میرے مرشد کی بصیرت کا حسیں مظہر ہوئے

ہوں تری نصرت سے وہ ہر امتحاں میں سرخرو
دین حق دنیا میں پھیلاتے رہیں وہ چار سو

ہو دعا مقبول میری خالق ارض و سما
تو الٰہ العلمیں ہے میں کلیم بے نوا

قائد ملت تیرے کردار پر صد آفرین

قاضی عبدالحلیم کلاچیؒ

قائد ملت ترے کردار پر صد آفرین
شیخ مدنیؒ کی نیابت پر تجھے صد آفرین

آفریں صد آفریں جرأت پہ تیرے آفریں
اہل سنت والجماعت پر ہزاراں آفریں

ضیغم اسلام ہے اور دین کی تصویر ہے
شیخ مدنیؒ کی سیاست کی سچی تعبیر ہے

یادگار اہل حق ہے اس زماں میں تیری ذات
اہل باطل نے ہمیشہ تجھ سے ہی کھائی ہے مات

مظہر نور خدا ہے منبع فیض و کرم
نام تیرا صفحۂ تاریخ میں ہو گا رقم

ظلمت شب وستم میں تو چراغ ونور ہے
تو صحابہؓ کے مخالف پر غضب کا صور ہے

ہادیٔ دین وشریعت کا سچا عاشق ہے تو
ہر صحابیؓ کی سچائی پر سچا قائل ہے تو

رحم کھاتا ہے جہاں میں ہر غریب و میر پر
رچی لگتی ہے تیری ہر بات شاب و پیر پر

حامیٔ دین متین ہے اور وقار دیو بند
اہل باطل کے لیے تیرا قلم مثل کمند

ساری دنیا میں جمایا سکہ ہے اسلام کا
ہر گلی کوچہ میں پھیلا ہے نور ایمان کا

یا الٰہی ہر قدم ان کا جہاں اٹھنے لگے
پھول استقبال میں ان کے وہاں گرنے لگے

ناز ہے مدنیؒ جماعت کو تیرے اخلاص پر
تو نے واضح کر دیا حق آج خاص و عام پر

رثاء الشیخ مولانا القاضی مظہر حسین (رحمۃ اللہ علیہ)

المؤسس لحرکة "خدام اهل السنة والجماعة"

از مولانا محمد عطاء الحق صاحب قلبی

يَا أَعْيُنَانِ دَمْعًا لِلَا وَابِلٍ — عَلٰى أَمْوَاتِ أَحْرَارٍ كَوَامِلِ !
حَيُو لِلّٰهِ فِي اللّٰهِ وَحْدَهُ — وَمَا مَالُوا إِلٰى شُغْلٍ شَاغِلِ
فَعَاشُوا عَيْشَ أَبْرَارٍ وَأَحْرَارٍ — وَمَاتُوا مَوْتَ أَخْيَارٍ عَوَامِلِ
مَقَامَاتُ الْهُدٰى وَالْجُودِ وَالتُّقٰى — مَحَارِيبُ الْأَمَاثِلِ وَالْأَفَاضِلِ
سَمِعْنَا أَنَّهُ الْقَاضِيُّ مَظْهَر — حُسَيْن قَدْ اِرْتَحَلَ رِحْلَ الرَّوَاحِلِ
حَلَمْتَ الدِّيْنَ يَا قَاضِيَّ ، مُنَادِيًا ، — مُنَاصِحًا ، مُبَارِزًا ، مُقَابِلِ
مَوْلَنَا ! كَشَفْتَ الرَّفْضَ وَالْخُرُوْج — بِإِظْهَارِ الْحَقَائِقِ وَالدَّلَائِلِ
عَلٰى اَعْدَآءِ نَا سَيْفًا مُعَلَّقًا — وَخُلْقًا كَامِلًا ، سَهْلًا وَّ عَامِلِ
بِاسْتِغْنَآءِ قَلْبٍ عَاشَ فِي الدُّنْيٰ — نَخِي عَنْ بَحْرِهِ نَحْوَ السَّوَاحِلِ
وَلِلْأَحْرَارِ فَخْرَانِ ، مُتُوْنُ — الْكَوَامِلِ ، بُطُونُ الْحَوَامِلِ
فَعِشْتَ عَابِدًا ، حُرًّا ، مُرَاجِحًا — تَقِيًّا ، زَاهِدًا ، بَرًّا مُفَاضِلِ
مُكَرِّمًا ، فَعَالِمًا وَّ عَامِلًا — كَذٰلِكَ يَجْمَعُ الْعَبْدُ الْفَضَائِلِ
نَزَلْتَ اللَّحْدَ فِي صُوْرَةِ النَّزِيْلِ — فَسَاحَتُنَا نِعَمَ النَّوَازِلِ
فَيَا اللّٰهُمَّ اَكْرِمْهُ بِجَنَّةٍ — وَاِنْعَامٍ عَظِيْمٍ غَيْرِ زَائِلِ

وَيَا اللّٰهُ غَفِرْ قَلْبِيًا مَعًا ،
أَنَا الْعَاجِزُ الْمِسْكِيْنُ سَائِلِ !

(ترجمہ و تشریح صفحہ آئندہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ رشیدی)

رثاء الشیخ مولانا القاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عطاء الحق قلبی

اَیَا العَیْنَانِ دَمْعًا لِّلا رَامِلِ … عَلٰی اَمْوَاتِ اَحْرَارٍ کَوَامِلِ !

ترجمہ …… اے (میری) دو آنکھو! آزاد منش کاملین کی اموات پر بیوگان کے لیے خوب اشکباری کرو۔

تشریح …… یوں تو ہر انسان کی ''رحلت'' کا پسماندگان کی آنکھوں پر حق ہوتا ہے۔ مگر آزاد صفت کاملین (جو ہر زمانے میں تھوڑے ہوتے ہیں) کا حق پچھلوں پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آشیانے کی بجائے پورے چمن کی پاسبانی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے ارتحال پر ان کے لیے، ان کے پسماندگان کے لیے اور ان کے باقیاتِ صالحات کے لیے زیادہ افسوس کرنا چاہیے ……

مت سہل جانو ، انہیں ، پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے کوئی انساں نکلتے ہیں

حَیُو لِـلّٰـہِ فِی اللّٰـہِ وَحْدَہٗ … وَمَا مَالُوا اِلٰی شُغلِ شَاغِلِ

ترجمہ …… (وہ آزاد لوگ) جنہوں نے اللہ کی رضا جوئی میں زندگی بسر کی، خدائے واحد کی محبت اور عشق میں ایسے فنا رہے کہ (پھر زندگی بھر) کسی دنیا دار کے شغل کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

تشریح …… یہ حریت پسند، اللہ تعالیٰ ہی کے لیے زندہ رہے! دنیا کے جائز کاموں کی طرف بھی متوجہ نہ ہوئے۔ کیونکہ سراپا عشق ہونے نے ان کو دوسری طرف دیکھنے نہ دیا۔ ان کے اردگرد، دائیں بائیں بہت کوششیں کی گئیں کہ انہیں راہِ حق سے ہٹا دیا جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے مقدس عشق نے اُدھر دیکھنے کی فرصت ہی نہ دی۔ الغرض انہوں نے سیر ''الی اللہ'' سیر ''للہ'' اور سیر ''فی اللہ'' کے دلکش مناظر میں زندگی کو قیمتی بنایا۔

فَعَاشُوا عَیْشَ اَبْرَارٍ وَّاَحْرَارٍ … وَمَاتُوا مَوْتَ اَخْیَارٍ عَوَامِلِ

ترجمہ ..... سو انہوں نے نیکوکار آزاد لوگوں کا میون اختیار کیا! اور موت، عمدہ کام کرنے والے صالحین کی پسند کی۔

تشریح ..... ان کی "آزادمنشی" اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ زندگی تو زندگی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی وہ حالت جو ان کے اختیار کی بھی نہیں ہوتی یعنی "موت" ان کی حسب منشا صالحین کاملین کی روش پر بھیجی۔ پس وہ حسب آیت وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ دنیا سے اس حال میں چلے کہ صالحین کاملین کی صفوں میں اللہ تعالیٰ سے جا ملے گویا ع "خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے" کا ماحول تھا۔

مَقَامَاتُ الْهُدٰی وَالْجُوْدِ وَالتُّقٰی ۔۔۔ مَحَارِیْبُ الْاَمَاثِلِ وَالْاَفَاضِلِ

ترجمہ ..... وہ آزاد طبع لوگ ہدایت، سخاوت اور تقویٰ کے عالی مقامات ہیں اور ہم عصر علماء اور فضلاء کے لیے محراب ہیں!

تشریح ..... یعنی وہ حریت پسند، دنیوی رسم ورواج اور رکھ رکھاؤ سے تو آزاد ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے غلام ہوتے ہیں۔ ان کے ہاں ہدایت، سخاوت اور تقویٰ کے دریا بہہ رہے ہوتے ہیں۔ وہ ہدایت کے روشن مینار سمجھے جاتے ہیں اور دوسرے فاضلین پر محراب کی طرح شدت تواضع وترحم کی وجہ سے جھکے ہوتے ہیں۔ ان کی یہی صفتیں لوگوں کو کشاں کشاں ان کے پاس لاتی ہیں اور وہ "مقاماتِ ہدایت" کے طور پر معروف ہو جاتے ہیں (اس لیے ایسے احرار، ابرار، اخیار کے جانے پر آنکھوں کو خوب آنسو بہانا چاہیے)

فائدہ! یہاں تک شاعر نے بطور تمہید اور تقریب کے اہل علم وفضل کی اموات پر افسوس کیا ہے۔ اب "عام" سے "خاص" کی طرف انتقال کرتے ہوئے، شاعر اپنے ممدوح کی موت کا تذکرہ کرتا ہے......

سَمِعْنَا اَنَّهُ الْقَاضِیُّ مَظْهَر ۔۔۔ حُسَیْن قَدْ اِرْتَحَلَ رِحْلَ الرَّوَاحِلِ

ترجمہ ..... ہم نے (یہ افسوس ناک خبر) سنی کہ (حضرت مولانا) قاضی مظہر حسین (دنیا سے) رحلت کرنے والوں کی طرح رحلت فرما گئے ہیں۔

تشریح ..... شاعر نے اپنے ممدوح کی وفات کا تذکرہ بھی کیا ہے اور تعزیت بھی کی ہے کہ موت سے کسی کو بھی چھٹکارا نہیں، دیگر لوگوں کی طرح ممدوح موصوف نے بھی رحلت فرمائی ہے۔

فائدہ ..... پھر فرط جذبات میں "غیب" سے "خطاب" کی طرف روئے سخن پھیرتے ہوئے کہتا ہے....

خَدَمتَ الدِّیْنَ یَا قَاضِیّ ، مُنَادِیًا، مُنَاصِحًا ، مُبَارِزًا ، مُقَابِلٖ

ترجمہ ..... اے (ہمارے مولانا) قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ، آپ نے دین کی خدمت مختلف انداز سے کی۔ وعظ و نصیحت سے اور مقابلے مناظرے سے بھی۔

تشریح ..... مطلب یہ کہ ہمارے ممدوح نے دین کی خدمت ہر طرح سے کی ہے۔ پکار پکار کر بھی، خیر خواہی سے بھی۔ مقابلے اور مناظرے سے بھی! غرض جس طرح ضرورت پڑی اُس طرح دین کی ضرورت پوری کی۔ گویا ساری زندگی اس شعر سے عبارت تھی .....

مذہب کی محبت میں اِن آشفتہ سروں نے
وہ قرض چکائے ہیں جو واجب بھی نہیں تھے!

اَمَوْلَنَا ! کَشَفْتَ الرِّفْضَ وَالْخُرُوْج بِـاظْهَـارِ الْـحَقَـائِقِ وَالدَّلَائِلٖ !

ترجمہ ..... اے ہمارے مولانا! آپ نے رافضیت اور خارجیت کے (مزعومہ غلط عقائد ونظریات کو) حقائق اور دلائل کی روشنی میں رد کیا۔

تشریح ..... پہلے شعر میں حضرت کی دینی مجموعی خدمات کا ذکر تھا۔ اس شعر میں فرق باطلہ کی تردیدی خدمات کا تذکرہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ نے جہاں دین اسلام کی خدمت کی وہاں دین اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں اور تحریکوں کا تعاقب بھی کیا۔

اور وہ تعاقب بھی حقیقت پسندی اور دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے کیا۔

فائدہ ..... اس شعر میں حضرت کی تصانیف، بالخصوص "کشف خارجیت" وغیرہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت کا امتیاز تھا کہ انہوں نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں کبھی بھی عصبیت کو مائل نہیں ہونے دیا۔ جیسا کہ آنے والے شعر میں ہے.......

عَلٰی اَعْدَآءِ نَا سَیْفًا مُعَلَّقًا وَخُلُقًا کَامِلًا ، سَهْلًا وَّ عَامِلٖ

ترجمہ ..... آپ ہمارے اعداء کے مقابلے میں لٹکی ہوئی تلوار ثابت ہوئے اور کامل اور عمدہ اخلاق کے مالک تھے اور جو کہتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے۔

تشریح ..... دین اسلام کی خدمت کے جذبے میں، آپ نے فقط رافضیت و خارجیت ہی کے خلاف کام نہیں کیا بلکہ دیگر فتنوں کی سرکوبی بھی کی۔ مثلاً فتنہ ارتداد و مرزائیت وغیرہ...... پھر اتنا عظیم الشان

کا مردانہ اخلاق سے سرانجام دیا۔ (رحمہ اللہ الحنان)

باستغناءِ قلبٍ عاش في الدنى — نحى عنْ بحرٍ ونحوَ السواحلِ

ترجمہ آپ دنیا میں دل کی غنا کے ساتھ زندہ رہے (اور) کناروں کی مانند دنیا کے دریا سے کنارہ کش رہے۔

تشریح اتنے عظیم الشان کام کرنے کے لیے لوگوں کو طرح طرح کی مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ ایمان کی کمزوری مخلوق کے آگے جھکنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ سوائے خواص کاملین کے جو کسی صورت مخلوق کے آگے اپنی کمزوری کا اظہار نہیں کرتے۔ آپ بھی انہی خواص میں سے تھے۔ اپنی کمی اور عجز کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھا اور دنیا میں رہ کر بھی دنیاداری سے بچے رہے۔

یہ استغنا ہے پانی میں نگوں رکھتا ہے ساغر کو
تجھے بھی چاہیے مثل حباب آبجو رہنا!

وللأحرارِ فخرانِ، متونُ — الكواملِ، بطونُ الحواملِ

ترجمہ اور آزاد لوگوں کے لیے دو چیزیں قابل فخر ہوتی ہیں۔ (۱) بہادر لوگوں کی پشتیں اور (۲) عصمت مآب خواتین کے پیٹ!

تشریح ــ آزاد صفت کاملین نجیب الطرفین واقع ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لیے اُن میں مندرجہ ذیل فضائل و اخلاق جمع رہتے ہیں ــ

فعشتَ عابدًا، حرًّا، مراجعًا — تقيًّا، زاهدًا، برًّا مفاضلِ

مكارمًا، فعالمًا وعاملًا — كذلك يجمعُ العبدُ الفضائلِ

ترجمہ ــ آپ نے عبادت والی زندگی گزاری۔ آزاد زندگی! آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع میں رہے۔ آپ متقی، پرہیزگار، فاضل، خوش خو اور عالم باعمل تھے۔ بندہ اسی طرح فضائل جمع کر لیتا ہے۔ (مطلب واضح ہے)

نزلتَ اللحدَ في صورةِ النزيلِ — فيا حبذا بنعمَ النوازلِ

ترجمہ ــ آپ ایک معزز مہمان کی صورت میں لحد میں پہنچے۔ آہا کیا ہی اچھے مہمان تھے۔

فيا اللهمَّ أكرمْهُ بجنةٍ — وإنعامٍ عظيمٍ غيرِ زائلِ

ترجمہ ..... پس اے اللہ تعالیٰ! آپ ان کا اکرام جنت الفردوس سے کریں۔ اور جنت کے نہ زائل ہونے والے عظیم انعامات سے ان کو نواز دیں۔ آخر میں ناظم، برسم توسل بالصالحین ممدوح کے ساتھ اپنا ذکر کر کے اپنی مغفرت کی دعا کر کے قصیدے کو ختم کرتا ہے۔

وَیَا اللّٰهُ غَفِّرْ قَلْبِیًا مَعًا ، أَنَا الْعَاجِزُ الْمِسْكِیْنُ سَائِلُ !

ترجمہ ..... اور اے اللہ تعالیٰ حضرت کے ساتھ (ان کے طفیل) قلبی کو بھی بخش دے۔ میں عاجز اور مسکین تیرے در کا سائل ہوں.....

تیرا در ہو، میرا سر ہو، میرا دل ہو، تیرا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے ، مگر تمہید طولانی!

حق چار یارؓ ایک مثبت اعلانِ حق

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں.....

چونکہ آیت تمکین میں مہاجرین صحابہ کے متعلق تمکین و اقتدار ملکی کا اعلان ہے اور مہاجرین اوّلین میں سے صرف چار یارؓ ہی منصب خلافت پر فائز ہوئے ہیں۔ یعنی امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔ ان چار میں سے کسی کو اس آیت کے مصداق سے نکال نہیں سکتے اور جو خلفاء مہاجرین اوّلین میں سے نہیں ہیں ..... وہ برحق خلفاء تو ہیں لیکن مہاجرین اوّلین میں سے نہیں ہیں۔ وہ آیت تمکین کا مصداق نہیں قرار دیئے جا سکتے اس لیے قرآنی موعودہ خلافتِ راشدہ انہی چار میں منحصر ہوگی کوئی پانچواں خلیفہ ان میں شامل نہیں ہو سکے گا لہٰذا خلافتِ راشدہ سے مراد قرآن کی موعودہ خلافتِ راشدہ ہے اور ان کے جواب میں **حق چار یارؓ** کہنا بطور اقتضاء النص قرآنی خلافتِ راشدہ کی حقانیت کا اعلان ہے اور یہ ایک مثبت اعلانِ حق (نعرہ) ہے قطع نظر اس کے کہ اس کی زد کس پر پڑتی ہے۔ [خارجی فتنہ حصہ دوم ص ۶۴۳]

شانِ مظہر

جناب محمد آصف رضا

جہانِ باطل پہ ایک دہشت ، ہمارے مرشد کا نام مظہر
جو راہِ حق سے ہٹ گئے ہوں اُن کو، وہیں پہ لانا ہے کام مظہر

تمام باطل کے سر پہ ہر دم ، وہ تیغ بن کر لٹک رہا ہے
بنا ہے خدام اہل سنت کے نام سے جو نظام مظہر

صحیح عقیدے سے ہٹنے والوں کو دشمنی کا پیام پہنچے
مگر جو پختہ عقیدے والے ہیں اُن کو پہنچے سلام مظہر

یہ دور حاضر پیارے مدنی کے زیر احسان دبا ہوا ہے
عجب نرالی ، بڑی مثالی ہیں شان والے امام مظہر

کلام اسلاف ہی سنا کر ، ہمیں تو مسرور کر رہے ہیں
مگر جو فتنے ہیں اُن کے دل میں کھٹک رہا ہے کلام مظہر

جو راہِ حق پہ چلے ، ہے انساں ، سو حق کو انساں ہی جانتے ہیں
جو راہِ باطل پہ چل کے حیواں بنیں ، نہ جانیں مقام مظہر

اوکاڑویؒ ، جہلمیؒ ، گئے اور ترمذی بھی گئے ہیں لیکن
نہ خوش ہوں دشمن، کہ سیفِ حق سے بھری ہوئی ہے نیامِ مظہر

نکال پایا نہ پھر اُسے کوئی مستیٔ جامِ حق سے، جس نے
شرابِ باطل کو ترک کر کے، پیا ہے اِک بار جامِ مظہر

جو المہند میں اہلسنۃ والجماعۃ کے ہیں عقائد
وہی ہیں اصلی، وہی ہیں ناجی، یہی تو ہے بس پیامِ مظہر

اے دارِ مظہر کے سب مکینو! یہ جھولیاں تم سمیٹنا مت
کہ خوب انوارِ حق کی بارش برستی ہے بامِ مظہر

ہمیں نہیں شوقِ بادشاہی ، یہ نسبتیں ہی فخر ہیں اپنا
غلامِ آقا ، غلامِ حنفیؒ ، غلامِ مدنیؒ ، غلامِ مظہرؒ

ہمارے تاریک رات دن میں، ہے مظہریت کی روشنی اب
سو صبحِ مظہر رہے فروزاں ، سدا منور ہو شامِ مظہر

۞......۞......۞......۞

مدح قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

نتیجۂ فکر مولانا فضل الرحمٰن، بہاولپور

علم کے تھے بادشاہ — قاضیٔ مظہر حسین
عمل کے تھے شہنشاہ — قاضیٔ مظہر حسین
ذکرِ حق فکرِ خدا — ان کا زاد و راحلہ
فقرا کے تھے آشنا — قاضیٔ مظہر حسین
زہد و تقویٰ ان کا تھا — سلف کا عکسِ جمیل
مقتدا و مہتدیٰ — قاضیٔ مظہر حسین
مظہرِ حسین تھے — عاملِ ثقلین تھے
عاشقِ خیر الوریٰ — قاضیٔ مظہر حسین
اسوۂ اسلاف تھے — قدوۂ اخلاف تھے
خدام کے تھے رہنما — قاضیٔ مظہر حسین
اہل سنت کے امام — مدنی آقا کے غلام
حق کے میرِ قافلہ — قاضیٔ مظہر حسین
دیوبند کے خوشہ چیں — عاشقِ مدنی حسین
نقشِ پائے صوفیا — قاضیٔ مظہر حسین

عالموں کے تاجور سالکوں کی راہ پر
گروہِ اولیاء قاضیؒ مظہر حسین

نعرۂ حق کا مدعا قاضیؒ مظہر حسین
حق پرستی کا جنون رفض و بدعت سرنگوں

حنفیوں کا پیشوا قاضیؒ مظہر حسین
اہلِ بیت مصطفیٰ کا غلامِ بے ریا
خادم اصحاب تھا قاضیؒ مظہر حسین

افضل ناداں کو
ترے مدح خوان کو
چاہیے تری دعا
قاضیؒ مظہر حسین

⊛......⊛......⊛......⊛

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی مابعد کی امت پر لازم ہے

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں.....

جماعتِ صحابہؓ مابعد کی امت کے لیے معیارِ حق ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق کے متبع اور محافظ تھے ان کا باہمی اختلاف اعتقادی اور اصولی نہیں بلکہ فروعی اور اجتہادی ہے اور حضور خاتم النبیین ﷺ نے بھی اپنے معجزانہ ارشاد "ما انا علیہ و اصحابی" میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی مابعد کی امت پر لازم کردی ہے یعنی میری امت کے وہ لوگ جنت میں جائیں گے جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریق پر ہوں گے۔ [صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی ص ۵]

حضرت قائد اہل سنت نور اللہ مرقدہٗ

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی

تھے سنت کے عاشق شریعت کے رہبر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
تھے بحر طریقت کے ماہر شناور — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
وہ درویش انساں وہ شیخ معظم — وہ جانِ تمنا وہ حسن مجسم
تھے مخلص سراپا وہ غیرت کے پیکر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
وہ اسلاف کے اپنے نور نظر تھے — وہ اخلاف میں اپنے شمس و قمر تھے
وہ اِخلاص و تقویٰ کے تھے لعل و گوہر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
بلا شک وہ تھے شیخ مدنیؒ کے پالے — پلیدوں سے تھے وہ کہاں ڈرنے والے
رہے ایک لمحہ نہ باطل سے دب کر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
سنا ان کا جب نعرہ حق چار یارؓ — لگی چلنے باطل کے سینے پہ آری
اِدھر خارجی کانپتے دیکھے تھر تھر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
ترے بن مجھے چین حضرت کہاں ہے — کہ ویران اب میرے دل کا جہاں ہے
جدائی میں میں تیری رہتا ہوں مضطر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
تری مشعلِ رہ سراسر تھی ہستی — یہ دنیائے دل اس پہ ہے ناز کرتی
کمالات حقہ سے ہے عقل ششدر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
نفاست کے پیکر فراست میں یکتا — تھے اسلاف کے زیرِ نقش کف پا
نظافت شرافت سخاوت کے خوگر — مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر

ترے جامِ عرفاں کے قربان ساقی	بڑھے جس سے رندوں کا ایمان ساقی
پلاتے تھے جب جام پہ جام بھر کر	مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
کبھی تو یہ باطل سے آزاد ہو گا	وطن میرا اسلام سے شاد ہو گا
پڑھا جائے گا اس میں قرآن گھر گھر	مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
اے خدام کے خادموں اور جیالو	اٹھو اہل سنت کا پرچم سنبھالو
طریق ہدایت یہی ہے سراسر	مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر
خدایا! تو اس قاسمی پر کرم کر	اسے بھی میسر وہ نقش قدم کر
جو حق و صداقت کا ہر دم ہو مظہر	مرے شیخ مظہر، مرے شیخ مظہر

عقیدہ عصمت انبیاء اور اہل سنت والجماعت

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں......

اہل السنت والجماعت کے عقیدے میں معصوم وہ ہے جس سے گناہ کا صدور محال ہوتا ہے اور راجح اور قوی مسلک یہ ہے کہ پیدائش سے لے کر وفات تک انبیائے کرام علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اگر قرآن مجید کسی نبی علیہ السلام کی طرف معصیت یا ذنب وغیرہ کو نسبت کی گئی ہے تو اس سے مراد ذلت (لغزش) اور ترک اولیٰ ہے جو عصمت کے منافی نہیں اور مسئلہ عصمت انبیاء کی بحث بندہ نے مفصل و مدلل ''علمی محاسبہ'' میں کر دی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے۔ [کشف خارجیت ص ۱۷۴]

رحلت قائد پر

مطیع الرحمٰن اطہر ہاشمی

دیو بند آسماں ہے قاضی ہے اس کا تارہ　　ہمیں فخر ہے یہ اطہر مظہرؒ ہے پیر ہمارا
دیو بند کے چمن پر سرتاپا ہم فدا ہیں　　گلہائے باغِ دیو بند انعامِ کبریا ہیں
برصغیر کو جس نکہت سے ہے سنوارا

اصحاب مصطفیٰ کی الفت میں غرق مظہر　　پیغمبر خدا کی الفت میں غرق مظہر
پھیلا دیا جہاں میں حق چار یارؓ نعرہ

رخصت ہوا جہاں سے جانِ جہان یارو　　جاری رہے گا لیکن اس کا ہی فیضان یارو
نقش قدم نہ چھوٹے ان کا کبھی خدارا

برحق ہے موت یارو اس پر بھی کیا گلہ ہے　　مدنیؒ کا تھا وہ پیارا مدنی سے جاملا ہے
لیکن تری جدائی کے صدمے نے ہم کو مارا

خدام کے چمن پر چھائی ہوئی خزاں ہے　　وہ خوشبوئیں وہ رونق وہ روشنی کہاں ہے
جس نے مرے سخن کو اک نظر سے سنوارا

قاضی ظہور تیری صورت ہے اس کی صورت　　ہوتی رہے گی پوری دیدار کی ضرورت
کرتے رہیں گے سنی مظہر کا یوں نظارہ

اے جانے والے تجھ سے پیمان ہے ہمارا　　تیرے مشن پر مریں گے اعلان ہے ہمارا
ہرگز نہیں کریں گے تری سوچ سے کنارا

❀❀❀

خدام اہل سنت کا وہ میر کارواں

جناب قاری ظفر اقبال

نہ جھکا ہے نہ بکا ہے نہ ڈرا ہے ہر زماں
اس کی جرأت کے گواہ ہیں یہ زمین و آسماں
کی ہے حق کی ترجمانی جس کا نام مظہر حسینؒ

علم میں تھا وہ سمندر اور ولایت کا بادشاہ
ذکر سے چہرہ منور دیکھا ہم نے جا بجا
ذاکر قلبی لسانی جس کا نام مظہر حسینؒ

شیخ مدنیؒ کا وہ عکس اور خلیفہ انہی کا تھا
تھا علم میں اُن کا پیرو اور عمل بھی انہی سا تھا
شیخ مدنیؒ کی جانفشانی جس کا نام مظہر حسینؒ

دین حق کے واسطے ظلم سہتا ہی رہا
پہنچ کر وہ جیلوں میں بھی حق کہتا ہی رہا
کی ہے اس نے حق رسانی جس کا نام مظہر حسینؒ

تھا میرا پیر طریقت اور سنت کا پاسبان
تھا خدام اہل سنت کا وہ میر کاروان
تھی عجب اس کی زندگانی جس کا نام مظہر حسینؒ

جانشین تھا اہل حق کا اور حق کا وہ سفیر
مال و دولت بادشاہت اس کی نظروں میں حقیر
تھا وہ اک عالم ربانی جس کا نام مظہر حسینؒ

تھا وہ قائد اہل سنت اور وکیل اصحابؓ کا
عاشق سچا وہ تھا حضرت رسالت مآبؐ کا
زندگی پائی جاودانی جس کا نام مظہر حسینؒ

اس کی تحقیق حق کو کوئی ٹھکرا سکتا نہ تھا
اس جیسی فہم و فراست کوئی پا سکتا نہ تھا
ہر محقق کی سلامی جس کا نام مظہر حسینؒ

مسکراہٹ اس کی دیتی غم کو تھی مٹا
بوجھ سر پر ہزاروں من کا کر دیتی تھی فنا
ملتی تھی واں شادمانی جس کا نام مظہر حسینؒ

چھپتا تھا باطل ہمیشہ ہر زماں اور ہر جگہ
اس ''وارِ قلم'' کی باطل تاب لا سکتا نہ تھا
ہو بڑھاپا یا جوانی جس کا نام مظہر حسینؒ

خارجی ہو رافضی ہو یا کہ مودودی ہی ہو
کافروں میں ہو یہودی یا کہ مرزائی ہی ہو
سمجھایا تحریری لسانی جس کا نام مظہر حسینؒ

گلشن خدام پر چھائی خزاں

جناب ماسٹر محمد یوسف

چل بسے سینوں کے میر کارواں ۔۔۔ گلشن خدام پر چھائی خزاں
زندگی بھر اہل سنت کے لیے ۔۔۔ وقف کر رکھا تھا اپنا جسم و جاں
عظمت اصحاب پر زورِ بیاں ۔۔۔ رک نہ سکتا تھا یہ اک سیلِ رواں
ردّ بدعت میں تھا ملکۂ راسخہ ۔۔۔ مدحت سنت پہ نورانی بیاں
رحمتیں برسیں تری صبح و مسا ۔۔۔ اے خدائے ذوالجلال و مہرباں
حضرتِ مدنیؒ کے روحانی سپوت ۔۔۔ صبر و استقلال کے کوہِ گراں
زہد و تقویٰ میں کمال اخلاص تھا ۔۔۔ علم و عرفاں کے تھے بحر بے کراں
سن ترپن (۵۳) میں چلی تحریک جب ۔۔۔ نو ماہ تک جیل کاٹی مرحبا زور بیاں

رحمتیں برسیں تری ان پہ سدا یا رب
قبر میں ترے فضل سے ہو تری منزل آساں

شام وسحر باتیں تیری

مولانا خلیل احمد مینی

روز و شب باتیں تری شام و سحر باتیں تری
یاد آتی رہیں گی ہم کو عمر بھر باتیں تری

تاب سخن کہاں ہے لب کو تیرا نام لوں
کرتی ہے دل سے مری چشم تر باتیں تری

باتیں تیری اے دلبر موتی موتی گوہر گوہر
کیسے دل کو لگنے والی تھیں اے مظہر باتیں تری

دھیرے دھیرے اک اک لفظ جرعہ جرعہ کانوں سے
پی کر بھرا دل کا سمندر مینا و ساغر باتیں تری

فتنوں نے جب بھی سر اٹھایا قلم ترا ہی فاتح پایا
قلم تیرا پھر خنجر براں اور تیغ مکرر باتیں تری

بکھرے بکھرے دل کے ٹکڑے نکھری نکھری شانِ صحابہؓ
عشق تھا ان کا دل کے اندر ان کی تھیں اکثر باتیں تری

ہوتا خلیل کوئی میرے سرہانے گاتا جائے جوان کے ترانے
سنتا میں پھر میٹھی میٹھی ارفع و اعلیٰ باتیں تری

الوداع

آرزومند سعد

آنکھوں سے چلے تو قطرے بنے
دل سے چلے تو راز بنے
حضرت کی وفات کا غم ایسا
آنسو بے سہارا دل سے چلے

آنسو تھمتے نہیں گرتے ہیں قدم
گویا آج آیا ہو روز قیم
وکیل صحابہؓ رخصت جو ہوئے
سنی پہ لگا کچھ گہرا زخم

اصحابؓ نبیؐ کے پروانے
عشاق نبی کے دیوانے
قربان گئے اس نعرے پر
چار ہی یارؓ میرے افسانے

تعاقب کیا میرے مرشد نے
فتنوں کو دبایا قائد نے
اور دین مبین کو ظاہر کیا
مدنی کے خلیفہ راشد نے

فرشتے کھڑے ہیں عظمت سے
رضوان بھی آیا ہے جنت سے
حوریں بھی منتظر اُن کی
آسمان سجا ہے رحمت سے

رضوان سجا لے جنت کو
دربان سمجھ لے عظمت کو
تقدیر نے کیا کچھ ایسا ستم
سعدی سے اُٹھایا شفقت کو

۞......۞......۞......۞

تیرا مشن ہم سنائیں گے

جناب قمر عباس خدامی

اے قاضی مظہرؒ تیرا ہم مشن سنائیں گے
تیرا مشن تیرا جھنڈا عالم میں لہرائیں گے

کردار کا تو غازی مدنی کی نشانی تھی
حق بات بیاں کرنا تیری ریت پرانی تھی
جو نعرہ دیا تو نے دنیا کو سنائیں گے

مسلک کی حفاظت میں تو لکھنوی جیسا تھا
اور کفر کے خرمن پہ تو غزنوی جیسا تھا
تیرے حوصلے کو قائد سینے سے لگائیں گے

اصحابؓ کی عظمت کا شیدائی دیوانہ تھا
اصحابؓ ستارے ہیں یہ اُس کا ترانہ تھا
جو سبق دیا تو نے ہم وہ نہ بھلائیں گے

جرأت بخاری کا عینی گواہ

جناب محمد عثمان

ہو گیا ہے جدا ہم سے آہ! بے تاج بادشاہ
کردار مدنی کا اخلاص و جرأت بخاری کا عینی گواہ

ہم آہ آہ کریں یا منائیں یومِ سیاہ
نہیں نہیں وہ جنت کا طالب جنت میں لے چکا ہے پناہ

ساری زندگی وہ توحید کا چرچا کرتا رہا عام
شرک و بدعت کا قاضی پیہم کرتا رہا جام

چاہتا تھا وہ ملک میں خلافت کا نظام
اسی اک لگن اسی ایک محنت میں رہتا تھا صبح و شام

مرا قائد ایک پھول تھا یا کہ علم کا آفتاب
جو کچھ بھی تھا حضرت مدنی کا تھا انتخاب

سرکاری ملا کا کرتا رہا وہ ہمیشہ احتساب
ناداں کرتا ہے کیوں اعتراض میرے قائد کی زندگی کھلی ہے کتاب

نور پھیلاتی رہیں تعلیمات آپ کی

حافظ محمد معاویہ عثمانی

حضرت جی معمور ہو کر برکتوں سے حیات آپ کی
نور پھیلاتی رہیں دنیا میں تعلیمات آپ کی

کوشاں ہے صبح و شام اسلام کے لیے
وقف ہیں اسلام کے لیے خدمات آپ کی

والد محترم ہیں مناظر اسلام شیخ محترم کے
ہے ان ہی کی دعاؤں سے روشن حیات آپ کی

رہتے ہیں ہمیشہ رضا الٰہی کے طلبگار
ہے اس کے لیے سب ریاضت آپ کی

ہیں با اصول بھی با کردار بھی با حیا بھی
قابل رشک ہیں صفات آپ کی

سادگی کو سمجھتے ہیں حسن انسانیت
مزین ہے سادگی سے طبیعت آپ کی

مدحت سرا سبھی ہیں آپ کے حسن اخلاق کے
کرتی ہے مسحور دلوں کو گفتار آپ کی

کیوں نہ نازاں ہو وہ اپنی قسمت پر
میسر ہو جسے عالیشان محبت آپ کی

کیوں ڈرتے ہو آلام و مصائب دنیا سے
رہتی ہو ہر دم جس پر بصارت آپ کی

دعا گو ہو اللہ سے کہ سدا رہے
محفوظ بہر شر سے حیات آپ کی

خدا کی کروڑوں رحمتوں کا ہو نزول آپ پر
ہر دم رہے شاد و آباد ذات آپ کی

اس خاکسار عثمانی کو بنا دیا شاعر
ہاں یہ حضرت سب ہے محنت آپ کی

صحابہؓ کی وکالت پر قربان تھا

پروفیسر قاضی غلام محمد چاولی

وہ ہر دم صحابہؓ کی وکالت پہ قربان تھا
نسبت صحابہؓ جس کا ایمان تھا

عمر عزیز وقف کر دی تھی آقا کی حرمت کے لیے
اہل باطل و فرنگی نبوت کے لیے مبلغ براں تھا

اسلاف کا اسوہ اس کے مد نظر تھا
جس میں اوصاف ملائک تھے وہ انسان تھا

دجل و تلبیس کے اس پر فتن دور میں
وہ اہل دل ، صاحب عرفان تھا

کرتا رہا منقبت اصحابؓ احمدؐ اور ان کی آلؓ کی
جس کا ہر عمل شاہ امم پر ایقان تھا

وقت وداع جم غفیر کے آنسوؤں کی لڑی نے
دی شہادت اس امر کی عظیم انسان تھا

اس خاطی و عاصی ان کی نگہِ التفات تھی
کسب اس وارث علم انبیاء کا یہ احسان تھا

خاموش تھے خدام اور آنسو زار، زار

حاجی غلام عباس ایم۔اے

بوقت سحر جب ہوا حضرتؒ کا وصال
قابلِ دید تھا چہرۂ اقدس کا جمال
رُخِ اقدس تھا مثل کندن تابدار
میں بھی مانتا ہوں یہ حقیقت کہ تھا ایسا ہی تابدار
خبر مرگ حضرتؒ کی پل بھر میں پھیل گئی
ریڈیو اور ٹی وی کے چینل پر بھی فوراً آ گئی
سن کے یہ خبر حزیں آنے لگے خدام قطار اندر قطار
خاموش تھے خدام اور آنسو زار زار
پہلی نماز جنازہ قاری خبیب احمد عمر کی اقتدا میں ہوئی ادا
یہ ہیں حضرت جہلمیؒ کے جانشین اور ہیں صاحب باوفا و باحیا
پھر یہ جسد خاکی حضرتؒ ہمیں ہائی سکول لے جایا گیا
بے انتہا وسعت کے پھر اِسے بھی تنگ ہی پایا گیا
دوسری نماز جنازہ قاضی ظہور صاحب کی اقتدا میں ہوئی ادا
یہ ہیں حضرتؒ کے جانشین اور مجسمۂ پیکر صبر و رضا
پھر حضرتؒ کے جسد خاکی کو قبرستان لے جایا گیا
اور والدِ گرامی حضرت دبیرؒ کے پہلو میں دفنایا گیا
پھر لحد میں اترے رشیدی و ظاہر و اخیار
جسد خاکی کو رکھا لحد اندر مگر آنکھوں سے جاری آنسو تھے زار زار
عاجز یہ کرتا ہے دعا بصد رنج و ملال
جنت الفردوس میں ہو ٹھکانا اے میرے پروردگار

یہ اپنا اپنا مقدر ہے کوئی دنیا پر کوئی عقبیٰ میں
مظہرؔ تیری زندگی بھی آخرت کی رہنمائی ہے

پیر طریقت ، پیر شریعت ، جان ملت ، عالم دیں
دین سے ہٹ کر جس کو پیارا نہ بیٹا نہ بھائی ہے

عالم بنتا جہد مسلسل عامل رب کی مرضی سے
یہ آمیزش نبیوں کی وراثت تیرے جلوؤں میں سمٹ آئی ہے

عالم تو ہزاروں دنیا میں پر علم کی حفاظت مشکل ہے
"علمی محاسبہ" پڑھ کے دیکھ جو حضرت نے چھپوائی ہے

اے باطل تو نے دیکھی ہی نہیں صداقت کی اک جھلک
تیرا کلیجہ پھٹ جائے جب دیکھے کیسی پذیرائی ہے

کاش یہ سورج نہ ڈھلتا یہ منظر بس ابھی نہ تکتا
اب تو مقدر سے ہو گی ایسی ہستی تک رسائی ہے

خالی دامن پر حسرت دل اِس آس پہ زندہ ہے حسین
کبھی ان کی شفاعت ہو جائے یہ بھی خدامی سپاہی ہے

میرے قائد جیسا کوئی نہیں

محمد اختر اعوان، ہٹالی

اصحابؓ نبیؐ کا گن گایا میرے قائد جیسا کوئی نہیں
ہے رتبہ ان کا بتلایا میرے قائد جیسا کوئی نہیں

تھا جب تک دم میں دم ان کا تعریف صحابہؓ کرتے رہے
باطل کی قوتیں ہر ایک سے ہر دم لڑتے رہے
وہ تھے سینوں کا سرمایہ میرے قائد جیسا کوئی نہیں

اصحاب نبیؐ پہ جیتے تھے اصحابؓ نبیؐ پہ مرتے تھے
جو حق بات ہوتی کہہ دیتے ہرگز نہ کسی سے ڈرتے تھے
جینے کا سلیقہ سکھلایا میرے قائد جیسا کوئی نہیں

سن کر گرج میرے قائد کی باطل پہ ہیبت چھائی تھی
حق کے معیار اصحابؓ نبیؐ آواز یہ ہر سو لگائی تھی
مسئلہ یہ سب کو سمجھایا میرے قائد جیسا کوئی نہیں

باطل کے لیے برسر میدان وہ اک برہنہ شمشیر تھی
محمودؒ و مدنیؒ کی وہ زندہ اک تصویر تھی
باطل کو جس نے للکارا میرے قائد جیسا کوئی نہیں

جو فتنہ اختر اٹھتا تھا اس کو وہ مار بھگاتے تھے
سچ بات وہ بتلاتے تھے حق بات وہ سمجھاتے تھے
وہ رحمت کے تھے سایہ میرے قائد جیسا کوئی نہیں

شانِ مظہرؒ

صوبیدار (ر) غلام حسین

اے ارضِ بھیں خوش قسمتی تیرے ذروں میں سمائی ہے
تیرے اندر وہ ہستی ہے جو صحابہؓ کی شیدائی ہے

وکیلِ صحابہؓ ، وکیلِ رسالتؐ ، توحید کا وہ داعی ہے
ہر بھولے بھٹکے کو راہ دکھلائے وہ جنت کا راہی ہے

تو کیا جانے عظمت اُس کی اے دنیا کے طالب
صحابہؓ اہلِ بیتؑ کی محبت اس کی رگ رگ میں سمائی ہے

بوڑھی عمر میں جیلیں کاٹیں حق سے منہ نہیں موڑا
سچی بات پہ ڈٹ جانا یہ اس کی ستھرائی ہے

جس طرح طارق ، ابن قاسم اور داستانِ خالدؓ لہو کو گرماتی ہیں
میرے پیر نے جان پہ کھیل کے عملی بات سکھلائی ہے

زندگی تو دراصل اسی کی ہے جو خالق کا پیارا ہے
اور اپنے پیاروں کو آزمانا یہ اس کی نتھرائی ہے

جس نے اپنی ذات کی خاطر ایک اینٹ بھی نہیں خریدی تھی
اللہ پاک نے اس کے سر پہ صحابہؓ کی محبت برسائی ہے

نئے نئے فتنوں کے اس دور میں وہ
روافض و بدعت کے زور میں وہ
ہر دشمن دیں کے سامنے وہ
پتھر کی اک سخت چٹان تھا

آخری سفر کے لیے جب تیار تھا
وصل یار کے لیے بیقرار تھا
چہرہ کتنا پر انوار تھا
فرشتہ صفت وہ جو انسان تھا

تو اقبال اتنا پریشان نہ ہو
کہ گلشن میں ایک دن بہار آئے گی
سینچا ہے خون جگر دے کر اس کو
وہ گلشن کا کتنا قدر دان تھا

۞......۞......۞......۞

عقیدت کے پھول

کلام جناب اقبال ملک

صورت سے دیکھو یا سیرت سے دیکھو
کردار سے دیکھو بصیرت میں دیکھو
جرأت میں دیکھو یا عظمت میں دیکھو
اسلاف کا وہ انمٹ نشان تھا

جو دیکھو تو لگتا تھا لاغر سا انسان
مگر عزم ہمت کا کڑیل جوان تھا
وہ لگتا تھا مدنیؒ کی تصویر سچی
دیو بند کی عظمت کا واضح نشان تھا

وہ ختم نبوت کا بے لوث خادم
یاران نبوت کا پکا محافظ
حرم نبی کا وہ پاسبان تھا
بڑا اس کا محکم یقین ایمان تھا

جب قائد بلائیں گے

حاجی محمد نواز تارڑ

قائد کے فرمان پر لبیک کہتے جائیں گے
حاضر ہوں گے حکم پر جب قائد ہمیں بلائیں گے
دیو بند کے ہیں روشن ستارے ہمیشہ جگمگائیں گے
التماس کریں گے حکومت سے سنی حقوق منوائیں گے
بیعت رضوان کی طرح قائد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ آئیں گے
لوگوں کو سمجھائیں گے اپنا نام لکھائیں گے
جمع ہو کر پرچم تلے مل جل کر اسے اٹھائیں گے
ہم بلند کریں گے پرچم کو مدنی مسجد پر لہرائیں گے
جو مطالبہ چل رہا ہے ہم پھر قرار داد دہرائیں گے
پہلے والا فیصلہ بھی عدلیہ کو پھر دکھلائیں گے
حق کے لیے میدان کی طرف اپنے قدم بڑھائیں گے
جب ضرورت قوم کی ہو گی دشمن سے ٹکرائیں گے
کسی وقت بھی دشمن سے خوف نہ کھائیں گے
کفر کے طوفان کا رخ ان شاء اللہ موڑ بھگائیں گے
پر امن رہنے کی کوشش ہو گی مگر شرائط رکھائیں گے
مٹ کر بھی محافظ ہم نئی تاریخ بنائیں گے

رخصت ہوئے دنیا سے وکیل صحابہؓ

قاضی محمد ضیاء الحق

رخصت ہوئے دنیا سے ''وکیل صحابہؓ'' — ہر سنی ہے غمگین کہ غمخوار تھے قاضیؒ
دبیرؒ کے فرزند و برادرِ منظورؒ — والد اظہر جرأت اظہار تھے قاضیؒ
اک مدت کیا حضرتِ مدنیؒ نے جسے تیز — حق کی وہ چمکتی ہوئی تلوار تھے قاضیؒ
پابند سلاسل رہے اور نظر بند — جیلوں کے مؤذن غازی و جرار تھے قاضیؒ
ہر فتنہ باطل کو کچلنے کا تھا جذبہ — دیو بند کی عظمت کے علمدار تھے قاضیؒ
شیعہ ہوں کہ مرزائی مودودی خوارج — ہر ایک کی سرکوبی کو تیار تھے قاضیؒ
انگریز سے پرویز تلک حکام کے منہ پر — حق کی بات کہی مجاہد جی دار تھے قاضیؒ
دیو بند کی تابندہ روایات کے مظہر — بندہ مومن راہبر احرار تھے قاضیؒ
اصحابؓ محمدؐ کے وکیل مخلص — اور حبِ صحابہؓ سے سرشار تھے قاضیؒ
بے باک مقرر و مصنف و محقق — میدان سیاست کے بھی شاہسوار تھے قاضیؒ
موقف تھا اٹل جس میں ذرا بھی نہ لچک تھی — بس عزم مجسم بڑے خود دار تھے قاضیؒ
وہ پیکر اخلاص تھے، اسلاف کی تصویر — اللہ کے ولی محسن و غم خوار تھے قاضیؒ
مظہر تھے وہ کردارِ حسینؓ ابن علیؓ کے — عصری یزیدوں سے برسر پیکار تھے قاضیؒ
تھے سنی مسلمانوں کے قائد و مرشد — خدام کی تحریک کے سالار تھے قاضیؒ
چکوال کی دھرتی پہ اللہ کا کرم تھے — غازی گفتار نہیں صاحب کردار تھے قاضیؒ
حق کا قلم آخری دم تک رکھا اونچا — گرچہ بہت عرصہ سے بیمار تھے قاضیؒ

وہ مظہر اسلام مظہرِ ایمان و یقین تھے
حق کی ضیا صاحب اسرار تھے قاضیؒ

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

جمعدار فرمان علی مرحوم

گلِ مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ جیہڑا پاک قرآن بیان کرے — جے تو عمل کریں تو پک سمجھیں رب مشکل سب آسان کرے
گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

مسجد وچ تے قاضی ہے وچ میدان دے غازی ہے — لا دیندا سر دی بازی اے ہر منکر نوں اعلان کرے
گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

مظہر پیر طریقت دا رکھے قائم قدم حقیقت دا — اے پاک پوش شریعت دا تلقین توحید دا دان کرے
گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

جتھے مظہر حسین جا پیر دھرے شیطان جاندا نس دور پرے — رب رحمت دی برسات کرے یہ راز نیاز رحمان کرے
گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

ایہ سنت جماعت رسول دی اے ایہ اصحابہ مقبول دی اے — ایہ پابند اسی اصول دی اے جیویں نبیاں دا سلطان کرے
گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

تو چھوڑ دے دعویٰ دنیا دا نہ ترب گن تیاں سنیاں دا — پھر دیکھ مراداں پنیاں دا پورے مطلب پاک قرآن کرے
گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

تو پاک قرآن چھوڑ نہیں پھر اور کسے دی لوڑ نہیں — منہ حق دی طرفوں موڑ نہیں رب پاک چا پاکستان کرے
گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

مومن رب بن ڈردا نہیں، وہ تقیہ ہرگز کردا نہیں — مارے رب بن مومن مردا نہیں، رب جینوں مسلمان کرے
گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

میدان ہے صوفیاں سچیاں دا، اتھے کم نہیں کوڑیاں کچیاں دا   کھیڈ نہیں ایہ بچیاں دا، سر صدقے جو قربان کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

جدوں ہوسی دن قیامت دا کھل جاسی بھید امانت دا   رکھیں خیال توں اپنی ضمانت دا تینڈی مدد اتھے کیہڑا خان کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

فرمان علی دا بھل نہیں ایہ دوٹ تینڈے دا مل نہیں   تو در در اُتے رُل نہیں تیرا شان انسان سجان کرے

گل مظہر حسین مجاہد دی سُنڑ

❀......❀......❀......❀

صحابہ کرامؓ اور موعودہ خلفائے راشدین سب حق اور معیار حق ہیں

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں......

چونکہ از روئے قرآن مہاجرین و انصار اور ان کے متبعین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رضامندی کی سند عطاء فرمادی ہے۔ وہ سب حق ہیں اور ان سے حق ہی ملتا ہے۔ ان کے مابین فروعی اور اجتہادی اختلافات رونما ہوئے ہیں ان کو حق و باطل کا اختلاف نہیں کہہ سکتے کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق اجتہادی خطاء میں بھی مجتہد کو ایک ثواب ملتا ہے۔
لہٰذا صحابہ کرام اور قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سب حق اور معیار حق ہیں ان پر تنقید و جرح کرنا اور ان کو معیار حق قرار نہ دینا دینِ اسلام کی خدمت و تعمیر نہیں بلکہ تفریق و تخریب ہے۔ [صحابہ کرامؓ اور مودودی ص ۱۱۱]

جو یادگار اسلاف تھا

کاوش: محمد عمران فاروق، چکوال

جو ہمارا کاروان تھا جاتا رہا
جو ہمارا قائد تھا مہربان تھا جاتا رہا

اب رہی کسی گفتار میں لذت نہیں
جو بہت شیریں زبان تھا جاتا رہا
اب کبھی آتا نہیں دل کو سرور
جو لطف کا بوستان تھا جاتا رہا
چہرہ انور سے غائب حزن وغم
جو خندہ رخ ہر زمان تھا جاتا رہا
روز و شب تبلیغ میں محو خیال
جو اسلام کا پاسبان تھا جاتا رہا
وہ توحید وختم نبوتؐ کے ذکر میں
جو دائما رطب اللسان تھا جاتا رہا
وہ نقیب عظمت صحابہؓ وہ میر قافلہ
جو قائد ہر پیر و جوان تھا جاتا رہا
وہ نعرہ حق چاریارؓ بتانے والا
جو یادگار اسلاف تھا جاتا رہا
وہ مدنیؒ شیخ کی مسند سے مستفید
جو مبلغ قرآن تھا جاتا رہا
اب کہاں ہے وہ اسلام کا خطیب
جو خدام کے درمیان تھا جاتا رہا

خادم دین محمد مصطفیٰ مظہر حسین

کیپٹن حزین چکوالوی

خادمِ دینِ مصطفیٰ مظہر حسین
ہے فدائے امتِ خیر الوریٰ مظہر حسین

استقامت حضرت شبیر کی ہے اس کا وصف
پیرو پسر علی مرتضیٰؓ مظہر حسین

قوتِ باطل اسے ہرگز جھکا سکتی نہیں
خوشہ چیں ہے حنبلؒ مغفور کا مظہر حسین

کلمۂ حق کی شہادت اس کو وجہِ اِفتخار
خوفِ استبداد سے ماورا مظہر حسین

پیروئ سنت اسلاف کی پاداش میں
ہے گرفتارِ بلا واحسرتا مظہر حسین

ہاں کریگا مجلس و مقتل میں بھی اعلانِ حق
کھڑکھڑا کر آہنی زنجیر پا مظہر حسین

اس جری کو دیکھ کر کیسے نہ آئے برملا
ہر مسلمان کے لبوں پر مرحبا مظہر حسین

ہمنوا اس کا حزیں ہونا سعادت ہے بڑی
حضرت شبیرؓ کا ہے ہمنوا مظہر حسین

۞ ۞ ۞ ۞

عصری تقاضوں سے ہم آہنگ اسلامی تربیت گاہ

مرکز تعلیم الدین

مقاصد واہداف

دین اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کے مجموعہ کا نام ہے، جسے سامنے رکھتے ہوئے مرکز میں دونوں شعبوں کے متعلق حسب ذیل منصوبہ جات تجویز کیے گئے ہیں ملاحظہ ہوں۔۔۔

- مسجد صدیق اکبرؓ کا قیام
- ناظرہ وحفظ قرآن کریم
- مختصر تعلیم الدین کورس (برائے طلباء وطالبات)
  ترجمہ قرآن۔ تجوید۔ تفہیم سنت وفقہ کلاسز
- کتب وکیسٹ لائبریری
- فری ڈسپنسری
- دستکاری سکول
- بیت الاشاعت

ہماری دعوت

یہ مرکز ایسے علاقہ میں قائم کیا گیا ہے جسے پسماندگی کی وجہ سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے ہمیں یہاں اپنے منصوبہ جات کی تکمیل کیلئے آپ کی پرخلوص دعاؤں اور نیک توجہات کی ضرورت ہے۔ آئیں ہمارے ساتھ اس کار خیر میں شریک ہوں۔

الداعی الی الخیر

(مولانا) میاں عبدالوحید اشرفی صدر مرکز تعلیم الدین صوفیہ آباد ۱۸ کلومیٹر فیروز پور روڈ لاہور
Tel: 042-7124882 Mob: 0333-4435214

قائد اہل سنت نمبر

باب 8

عکس تحاریر

چند یادگار مکاتیب کے انمول عکس

پرانے اور نئے خطباء اور مقررین کیلئے خوشخبری

سیرت مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر ایک سو (100) تقریریں ایک سو (100) خطبات

مولانا عبدالرؤف چشتی دیوبندی کی ۲۰ سالہ خطابت کا نچوڑ

خطبات چشتی

(چار جلدوں میں)

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ نے اپنے مدرسہ کے طلباء سے فرمایا! کہ جس نے خطیب بننا ہو وہ خطبات چشتی کا مطالعہ کرے، اللہ تعالیٰ نے مولانا چشتی کو خطابت کی بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے

- فن خطابت سیکھنے والوں کیلئے بے نظیر کتاب ''خطبات چشتی''
- طلباء کیلئے حسین تحفہ، سیرت کے موضوع پر جمعہ پڑھانا آسان ہوگیا

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن اشرفی لاہور

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان کراچی۔ حضرت مولانا علامہ خالد محمود (پی ایچ ڈی لندن)

حضرت مولانا قاری حنیف جالندھری ملتان۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد فیصل آباد

حضرت مولانا قاری عبدالحی عابد لاہور۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری محمد الیاس فیصل آباد

اور دیگر علماء کی تقاریظ سے مزین سب نے خطبات چشتی کو خطباء، طلباء کیلئے مفید قرار دیا۔

نوٹ: ''خطبات سیرت'' خطبات چشتی کے نام سے چھپ گئے ہیں آج ہی خرید کیجئے

خطبات چشتی کی خصوصیات

❖ ایک خطبے کا دوسرے خطبے کے ساتھ حسین ربط
❖ عربی، فارسی، اُردو، پنجابی برموقع اشعار سے مزین
❖ مشکل واقعات انتہائی آسان ترین انداز میں
❖ ہر خطبہ میں نیا مواد اور نئے واقعات

ملنے کا پتہ: جامعہ مدینۃ العلم چشتیہ رفیع کالونی
نزد رفیع فلور مل صمد پورہ روڈ اوکاڑہ

آئین تحفظِ ختمِ نبوت زندہ باد

یا اللہ مدد

نظامِ خلافتِ راشدہ زندہ باد

کلمۂ اسلام کی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خلافتِ راشدہ

حق چار یارؓ

حضرۃ ابوبکر صدیق
حضرۃ عمر فاروق
حضرۃ عثمان غنی
حضرۃ علی المرتضیٰ

حوالہ نمبر ______

تاریخ ______

در بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

ہدیہ صلوٰۃ و سلام .

من نازل الحدائق و راجی الجانب منظور حسین غفر اللہ لہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی الرحمۃ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا سید ولد آدم
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین
الصلوٰۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین
الصلوٰۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین۔

شائع کردہ: تحریکِ خدامِ اہل سنت والجماعت پاکستان

باسمہ تعالیٰ

حضرت سیدی و مولائی والدی الماجد المکرم لازالت فیوضہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہمدرد گرامی نامہ موصول ہوئے۔ اور یہ دو طیبہ الیٰ...۔

بخاری شریف اس وقت کتب خانہ میں موجود نہیں ہے تقریباً دو ہفتہ تک میسر آ جائیگی۔ اس کی قیمت میں پہلے سے بھی زیادہ رعایت ہوگی ہے چنانچہ ایک روپیہ جو روہ آنہ پر اس وقت فروخت ہوتی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جب کتابیں آ جائیں گی خرید لونگا۔ اور اس قیمت پر بخاری شریف جیسی معظم بالشان کتاب گویا مفت مل رہی ہے۔

مصری تمام کتابیں ارزاں قیمت پر مل رہی ہیں۔ اور بہت بڑی ضخیم کتابیں جن کی قیمت پہلے سو سو روپیہ سے بھی زیادہ تھی پندرہ اور اٹھارہ روپیہ تک فروخت ہو رہی ہیں۔ تشنگان علوم کیلئے عربی زبان کے حوالہ کا یہ نادر موقع تھا۔

آفتاب ہدایت کی کتابت کا سلسلہ مبارک ہو۔ خداوند کریم اس کو انجام تک پہنچائے۔ تاکہ ظلمات کو دور کرنے کیلئے پھر دوبارہ نورانی آفتاب ثابت ہو۔ بلاشبہ اہل باطل کے مقابلہ میں یہ بہترین حربہ ہے۔

جو بحث آیت کریمہ ھذا صراط علی مستقیم کے متعلق تھی۔ جس میں رافضی مرزا کے اعتراضات کا جواب دیا ہے اس کے متعلق میں نے مولانا اعزاز علی صاحب شیخ الادب سے دریافت کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ میرے علم میں علی بمعنی الیٰ کا استعمال لغت عرب میں نہیں ہے۔ اس لئے یہ معنی ذرا بعید ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق احقر کی عرض یہ ہے کہ اس وقت غالباً میں نے کسی تفسیر کا حوالہ نہیں دیا تھا کہ علی بمعنی الیٰ بھی مراد لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اگر علی بمعنی الیٰ اگر نہ بھی لیا جائے تو ان علی نے جو اعتراضات کئے ہیں وہ وارد نہیں ہوتے۔ کیونکہ کتب تفسیر میں اس معنی کے موافق عبارت کی تقدیم مانی گئی ہے۔ اور مشہور یہ ہے جو بیضاوی نے بھی لکھا ہے کہ ھذا صراط علی ای حق علی ان اراعیہ او مستقیما

اور صاوی علی جلالین جلد دوم میں ہے لکھا ہے۔ ای ھذا دین مستقیم لا اعوجاج فیہا فعلیّ حفظہ تفضلاً و احساناً۔

نیز تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے ماتحت سلف کی بعض عبارت درج ہے وقال مجاہد ھو الحق یرجع الیہ

وصلاۃ الطبری فی قولہ ان ھذا صراط علی مستقیم ای الحق یرجع الی اللہ وعلیہ طریقہ لا یعرج علی شیء وقال الاخفش یعنی علی الدلالۃ

وکرامتہ وقیل علی ہمنہ الخ و هذا اشارۃ الی الاخلاص المتیرم من المخلصین الخ۔ بہر حال ان عبارات سے اگر آپ چاہیں تو کتاب میں کسی کو منسلک فرمالیں۔ تاکہ اس مسئلہ پر مفصل محققانہ حیثیت میں بحث ہو جائے۔ اور کسی قسم کا اشکال باقی نہ رہے جیسا آپ مناسب خیال فرمائیں۔ علاوہ ازیں ایک اور عرض یہ ہے کہ پہلے ایڈیشن میں آپ نے کتاب کا انتساب جناب پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کی طرف کیا تھا۔ لیکن اس کے ذریعہ کوئی دینی یا دنیوی (مالی) نفع غالباً نہیں حاصل ہوا۔ نیز اس کتاب کی علمی شان اس سے بلند ہے کہ کسی مزعومہ شخصیت کی طرف اس کی نسبت بحوالہ کی جائے بالخصوص اس کتاب کے مطالعہ سے حضرت مؤلف کی علمی شان منسوب الیہ کے مقابلہ میں زیادہ نمایاں ہوتی ہے۔

اگر احقر کی عرض قبول ہو تو اس دفعہ کسی ایسی شخصیت کی طرف اس کا انتساب پیش کیا جانا چاہیے جس سے نفع مالی وغیرہ متوقع ہو۔ کیوں نہ اس کو شہنشاہ کونین، سرور دو عالم، شفیع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس تالیف کا انتساب کیا جائے۔ جن کے جان نثار صحابہ کرام کے ناموس کے تحفظ کیلئے یہ کتاب لکھی گئی۔ جن کے ادنیٰ غلاموں میں مؤلف بھی ہے۔ یہ ایک ایسا انتساب ہوگا کہ تمام دنیا کی دولت اس کے سامنے ہیچ ہے اور یہ ایک ایسی [illegible] ثابت ہوگی جو لازوال دولت ابدیہ کے حصول کا ذریعہ ہے۔ دوسرا انسان کیا دے سکتا ہے۔ جب کہ خود خالق کائنات رزاق ہے۔ اور اس کے محبوب آقائے دو جہاں اس کے خزانوں کو تقسیم کرنے والے ہیں۔ انما انا قاسم واللہ یعطی یا زمان ہمارا تعلق کی نسلی تیاری کا ہی ہے۔ امید ہے کہ میری اس گزارش کو آپ قبول فرمائیں گے۔ اور کسی کے رہین منت ہونے کی ضرورت وجاہت ہی کیا ہے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

ششماہی امتحان کا نتیجہ نکل آیا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے امتیازی نمبر سے کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ والحمد للہ علی ذلک۔ سالانہ امتحان قریب آگیا ہے۔ کامیابی کیلئے خصوصی دعا فرماتے رہیں۔ ماہ شعبان کے ابتدائی عشرہ کو غالباً شروع ہوگا اور قریباً بیس دن تک رہیگا لیکن اس وقت تک [illegible] باقی رہ جائیگا۔ جب کہ [illegible] ہو جائیگا ان شاء اللہ پھر کر شعبان کے اختتام سے فراغت ملیگی۔ ابھی دو ماہ کا عرصہ باقی ہیں۔ تکرار زیادہ ہے۔ والسلام۔ نیازمند

مظہر حسین غفرلہ

متعلم دارالعلوم دیوبند

[illegible]

بخدمت اقدس جناب والدی الماجد مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ کاشف حالات ہوا۔ جناب ماموں صاحب کے الحمد للہ نکاح کی اطلاع سے بہت مسرت حاصل ہوئی۔ مبارک ہو۔ خدا کرے کہ جلد شادی کی رسم بھی بمطابق شریعت ادا ہو جائے۔ تمام گھر والوں کو اس شادی کی مبارکباد اور بالخصوص جناب ماموں جی صاحب مستحق صد مبارکباد ہیں کہ ان کی مدت کی دلی تمنا خداوند کریم نے پوری کی ہے۔ مبارک ہو۔ میرے خیال میں ان کو پہلے شادی کی خبر تھی۔ جس میں تاخیر ہو رہی ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے گھر بھی اب اچھا مل گیا ہے۔ جہاں تک رسم کا تعلق بھی رہے گا۔ ہاں یہ عرض ہے کہ شادی کا رسم شریعت کے خلاف نہ ہونا چاہیے۔ زیادہ اسراف کی کوشش نہ کی جائے۔ اور جو مردانہ کپڑے بنوائے جائیں وہ حرمت کے دائرہ میں نہ آ جائیں۔ مثلاً لنگیاں وغیرہ اگر بنوائی ہیں تو تمام ریشم نہ ہو اور نہ تانا ریشم کا ہو۔ اور نہ اطراف میں ریشم چار انگل سے زیادہ لگایا جائے ورنہ سب کپڑے بیکار ہو جائیں گے۔ اور بجز اخراجات بیجا کے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ جب تک ہم اپنے گھر کا رسم کو مطابق احکام شرعیہ نہ کریں گے دوسروں کا اصلاح نہیں کر سکیں گے۔ اور علاوہ ازیں تمام شر... تعلیم آتا ہے ویل للاھل مرۃ وللطعام سبحتین [سیئات] أو کما قال علیہ الصلوۃ والسلام۔ ان شاء اللہ اس دفعہ کی رخصت تک گھر حاضر ہو جاؤں گا۔ حسب ارشاد آپ کا ارشاد نامہ بیان کیا ہے۔ اس کے مدرسہ کا جناب حکیم صاحب ربانی کا پانچ روپے کا منی آرڈر کتاب کے لئے پہنچ گیا ہے۔ اگر ... ارشاد ... ہے۔ خیر ہم ... ہیں۔ آپ ... ہمارا دارالعلوم کا امتحانات ششماہی کا قریب الاختتام ہے۔ آئندہ ہفتہ کو تحریری امتحانات شروع ہو جائیگا اور ہمارا امتحان غالباً دس شعبان کو شروع ہو کر بیس تک رہیگا۔ سب سے آخر میں بخاری شریف کا پرچہ ہوگا۔ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس امتحان میں بھی کامیابی کامل نصیب فرماوے۔ کیونکہ دس کتابوں کا امتحان دینا ہے۔ اور تمام [illegible] ہے۔ اور مشکل یہ ہے کہ امتحانات کے ایام میں بھی ہمارے اسباق [illegible]

جاری رہیگا۔ ہز ہائینس نواب زخمی ہو کر بیگم صاحبہ نواب رہ جائینگے ۔ اہمامی رسالہ آج منظر عام

پر ماہانہ شمارہ میں (از اور راحلہ رفیقہ بیگم صاحب مجددی رسالہ کا اعلان) کتابت

کتابت ملتی ہیں جمع کی جاتی ہے۔ گو جانتا ہوں کتاب ساتھ ۔ اگر آپ شمارہ از جلد ارسال کرا دوں ۔

اور اگر حضور کو اچھا استفادہ ہو سکا تو اس سے سرفراز کریں ۔ ورنہ رسالہ کا ماہانہ ۔ (ایک چار ہی ہے

زینت کا موقع ۔ کیونکہ مسالہ چھپ گیا ہے) اور یہاں بہ مناسبت کسی کا شکریہ کرے ۔ ۔۔

سب رہے مسرور عنایت کریں۔ انشاء اللہ کامیاب ہوگا آمین ۔ گو کہ کام رہا اور ان کا صدر ہیں۔

کرنے کا اظہار ۔ والسلام ۔

نیازمند ۔ الفقیر مظہر حسین عفی عنہ

منشی برادران دیوبند ۔ اسلام ۲۹ رجب ۱۳۶۰ھ

یہاں پر شیعہ سنی مسلم کا سخت تنازعہ ہے ۔ گزشتہ چند سالوں سے برابر اپنا گرفتہ لیل "نکالا جاتا ہے

جب کا راستہ مسجد سے گزرتا ہے اور مسلمانوں کا خون رہتا ۔ اس سے پہلے بھی گرفتہ واقعہ اشتعال انگیز

جانب سے اور مسلمانوں نے ہندوؤں سے زیادہ منظم کیا ۔ پانچ چار روز سے یہاں فوج اور پولیس کا

ربط ہوا ہے ۔ شیعہ گرفتار ہو رہے ہیں ۔ اور باہر سے بلائے گئے ہیں ۔ جانتے تک کا بھی اتفاق ہے ۔

اور یہ ممانعت ہے کہ شیعہ و مسلم کا آپس میں کیسا جھگڑا ہو رہا ہے ۔ ابھی تک مسلمانوں کو یہ احساس نہیں

ہیں ۔ اور حکومت ہندوؤں کے آگے حالات واضح ہو رہے ہیں ۔ انشاء اللہ ملت کو حسن اتحاد کے ساتھ رہنا ہے۔

اس کے علاوہ ایک نئی مصیبت اور اسلامی کارخانہ مسلمانوں پر حملہ کا رد ہے آگیا ہے ۔ اور وہ یہ کہ انگریز

نے فوج بھی شروع کر دی ہے ۔ خاک گزرا فرقہ بھی زور مانگ کر رہے ہیں ۔ سکھ رہنما ہندو رہبر اپنا مطالبہ

کے اعلان شائع کر چکا ہے ۔ تمام مسلم لیگ نے انگریز کا رویہ اس پر کمزور ہوا ہے ۔ کانگریس نے بازی ہی جیتا تو اب تک سیاسی

آزمائش میں جتنی قیمتی وقت ضائع ہو گیا نہ معلوم کہ یہ کالا کالا کا فیصلہ ہو گا ۔ انگریز اس سلسلہ میں جب تک

ہے ۔ انشاء اللہ ضرور بہ ہمہ نہیں دو ہزار فلسطین ۔ ابھی تک ظلم و ستم جاری ہے ۔ وزیر ستان میں گڑبڑ شروع ہے

ستم ہیں پنجاب آتا ہے ۔ یہاں مسلمان بچائے کی مذمت فرما رہے ہیں کہ کارگاہ جو ہو کر ان اشتعال کا جھگڑا پر ۔ چینی مسلمان گویا

انشاءاللہ [illegible] ۔ اور [illegible] مسلمانوں [illegible]
[illegible] اللہ [illegible] ۔ [illegible]

بخدمت مکرم جناب [illegible] صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ نوازش نامہ [illegible]
[illegible]
[illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] مسلمانان [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] پنجاب میں [illegible] مسلمان [illegible] ۔
[illegible]
[illegible] مسلم لیگ [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] مسلمان [illegible] ۔ اگر گورنمنٹ [illegible]
مسلم لیگ میں [illegible] ۔ [illegible] اخبارات [illegible] کام [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ اگرچہ کانگریسی ممبران نے اسمبلی میں [illegible]
[illegible] ۔ [illegible] کانگریس [illegible] ۔ اگرچہ
ان مسلمانان پنجاب [illegible]
[illegible] ۔ اب [illegible] انگریز سرکار کی حمایت اور [illegible]

(۲)

یہ زمانہ [illegible] کا مظاہرہ کرنے اور اسلام کی [illegible] زندگیاں کیسی خطرناک وقت ہے۔ انسانوں کا آزمائش کا [illegible] تھا۔

اب ہر دو جماعتوں اور احرار اسلام کا فیصلہ بالکل [illegible] کہ بھرتی کی مخالفت کرینگے۔ ۱۴ ستمبر کو دہلی میں جمعیت کی

مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوئی جس میں اس کا مستقل فیصلہ کیا جانا تھا۔ حضرت مولانا مدظلہ بھی تشریف لے جائینگے۔ [illegible]

کہ جمعیت علماء ہند بھی انگریز کے [illegible] بھرتی کا [illegible] اعلان کریں۔ امید ہے کہ ان کے خلاف کوئی فتویٰ

جاری کرینگے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ سکوت اختیار کر لینگے لیکن انگریز کی حمایت نہیں کر سکتے۔ [illegible] مولانا

نے فرمایا تھا۔ کہ کوئی [illegible] جائز نہیں ہو سکتا اور جو کوئی کریگا وہ [illegible] بلکہ کلب دنیا ہے۔

[illegible] میں آپ نے فرمایا کہ انگریز مثل سانپ کے ہے۔ [illegible] اس کی جنگ میں امداد کرتے ہیں وہ سانپ کو دودھ پلاتے

ہیں۔ حالانکہ چاہئے یہ کہ سانپ کو [illegible] مار دیا جائے اگرچہ [illegible] نہ ہو جائے۔ لیکن آج کل مشکل

یہ ہو گئی ہے۔ کہ ہمارے پنجاب کے مسلمانوں نے انگریز کا ساتھ دیا ہے۔ [illegible] کا ثبوت [illegible]

اب ہمارا [illegible] ہیں [illegible] جو فلسطین و [illegible] پر [illegible] کر رہے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی [illegible] کہ وہ حق کے [illegible] پنجاب کے مسلمانوں

کو [illegible] انگریز [illegible] نہیں آتا۔ نہ خدا یاد نہ ان کے [illegible] بس دولت کو اور نوکری۔ لعنت ہے

ایسی زندگی پر۔ [illegible] گورنمنٹ نے آرڈیننس جاری کیا ہے کہ جو کوئی بھی بھرتی کے خلاف آواز اٹھائیگا اس کو

دس سال قید [illegible] سزا دی جائیگی۔ ان حالات میں فرزندان اسلام [illegible] سخت [illegible] کا سامنا

اور نیز جمعیت العلماء اور احرار [illegible] عمل [illegible] کرینگے۔ [illegible] نتیجہ یہ [illegible] ہے۔

کہ ایسے حالات میں جبکہ کوئی مسلمان انگریز کے خلاف کرنے کو تیار نہیں اور [illegible] جان دینے کو تیار ہے۔

[illegible] آواز بار بار [illegible] جاپان تک [illegible] جیسے [illegible] دشمن کے حوالے

نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ ان کے [illegible] سے بھی [illegible] اور اپنا [illegible] جاری رکھیں۔ اگر آپ [illegible] بھرتی [illegible]

[illegible]

(۵)

اگرچہ یہ کسی کا ذمہ نہیں لیکن سرکاری اہلکار کو یہ تھا کہ بیجا مداخلت بیان نہیں کرتا ۔ یہی ہے کہ دشمن
کے ہاتھ میں کھیلنا جاری ہے صدر بش بتصمیم کو بہ نظر ... مسلمانوں پر ایسا خیال رکھ رہے ہیں جو آج سے اختیار کرے۔
لیکن عملی طور پر مسلمانوں میں وہ چیز پیدا کرنے کی کوشش کو مسلمانوں میں کا ۔ سب سے بڑا کام یہ ہے کہ مسلمانوں
کو یہ سمجھایا جائے کہ دنیا میں قابض ہے - اور مسلمانوں کو یہ سمجھایا جائے ۔ بالخصوص مسلمان لیڈر جو ہیں
صدر بش کی سیاست آمریت کی نیستی اور قدر گندہ کر چکی ہے۔ کہ وہ حق بات کرنے میں ... اور روحانی ورثہ ...
ہمیشہ کر سکتے ہیں ۔ جب تک ان کے اندر حق دیکھنے اور سننے کی سکت نہ پیدا کر دی جائے کسی اسلامی کام کا فرض
ان سے یہ معاملہ ٹلتا ہی ہے ۔ پھر جو کچھ ہوگا انشاء اللہ خود ہی اپنے دین کا نگہبان ہے حسبنا اللہ ونعم الوکیل
علم بالا کی گہری سازش کے ساتھ ۔ واصبر علی ما یقولون واھجرھم ھجرا جمیلا۔

آل کا مدینہ ... بسمت ... ہے۔ ... کا لشکر ... سے ... میں ... ہے
کا ... کر رہے ہیں۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون۔
مشرف کا ... کہ امریکہ میں حکومت ... گرفتار کر لیا تھا ۔ ...
... بے ... اقدامات ... کہ ہم امریکہ میں ... بنا رہے ہیں ۔ لیکن ... کر رہی ہے
جبکہ مشرف ... حکومت سے معافی مانگ کر اپنا ... لیکر ... واپس چلے ۔
... معافی مانگ کر ... اور ... کر رہا ہے ۔ ... حکومت ... ہے ۔ میں نے ... معافی نہیں مانگی
مطلب اصل میں یہ حکومت کا ... سے ... معافی مانگی تھی ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ ... کذاب
... لیکن ... اور ... لیکن ... فرعون ... ہوگا ... ابراہیم ... کی ...
نیز یہ بھی اللہ ... کہ ... اللہ ... صاحب ... رضی اللہ عنہ ... ہیں ۔ ... الزام لگایا گیا ہے ...
... مشرف کو قتل کرنے کی ... ۔ اللہ ... صاحب ... کو دشمن کا ... سے ... آئندہ

ہمارا امتحان عنقریب شروع ہو جائیگا۔ کامیابی کی دعا فرماویں۔ سید احمد ملک شاہ صاحب غالباً اس دفعہ میرے ساتھ ہی آئینگے۔ کیونکہ وہاں ان کو بھی گھر سے شادی کیلئے بلایا گیا ہے۔ شاید وہ گھر چلے جائینگے۔

مولوی عبدالشکور صاحب ایم اے (خادم الاسلام) کا خط آیا ہے۔ ان کا بڑا بھائی گوجرخان کے قریب بیمار رہتا ہے۔ ان کے پاس گئے تھے لیکن اب لکھا ہے کہ خود فلاں بیماری میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ [illegible] اور اب بیمار ہی ہیں۔ میں نے ان کو لکھا ہے۔ شاید وہ آپ کے پاس ملاقات کرنے کیلئے آجائینگے +

باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔ کوئی فکر نہ کریں۔ والباقی عند التلاقی۔

میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دو زندگیاں گزاری ہیں۔ ایک مکی اور دوسری مدنی۔ مکی زندگی میں مسلمانوں نے مظلومانہ حیثیت سے ایام گزارے۔ اور ماریں کھا کھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تبلیغ و ہدایت کا سلسلہ تدریجاً جاری رکھا۔ کفار [illegible] ظلم و ستم کو برداشت کیا۔ [illegible] کا مقصد اصل میں مسلمانوں کی ایک کامل ایمانی جماعت کو منظم کرنا تھا۔ ان میں جانثاری اور برداشت و تحمل کا مادہ پیدا کرنا مقصود تھا۔ تاکہ آئندہ کے پروگرام میں سہولت ہو سکے۔ لیکن مدینہ منورہ میں جانے کے بعد اسلام نے دوسری زندگی اختیار کی۔ اور ارشاد باری نازل ہوا۔ اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ۔

اس کے بعد مار پیٹ اور ظلم و ستم کا جواب [illegible] سے نہیں بلکہ تلوار و پتھر سے دیا گیا۔ اسی واسطے ہم دو زندگیاں رکھتے ہیں تاکہ مسلمان حالات زمانہ کے موافق ان کو اختیار کر سکیں۔ اس وقت اتنی حالت نازک ہے کہ پاکستان میں تحریک اسلام رکھنے کا کوئی خاص سامان نہیں۔ اسی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی پر عمل کرنا مجبوراً لازمی ہو گا تاکہ اپنی طاقت بلند تر ہوتی جائیگی۔ اس صورت میں ہمارے فرض عمل اور [illegible] میں سب سے اولیٰ ہو گا۔ کیونکہ وہ تو دشمن کو ترقی دے رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ملک [illegible] لیکن ہم دشمن [illegible] کو اپنا قیمتی دشمن سمجھتے ہیں۔ اس کے ساتھ [illegible] ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کی قوت کو جمع کر کے اپنے مقصد یعنی علم بلند کرینگے۔ اور [illegible] آگے جو منظور ہو گا۔ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن ۔

سب حضرات کو سلام۔ والسلام احقر الانام خادم اہل السنۃ مظہر حسین غفرلہ [illegible] یوم الجمعۃ۔

۷۸۶

بخدمت اخی المکرم المحترم ایدہ اللہ الرحمٰن۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکتوب مرغوب کاشف حالات ملا۔ خدائے قدوس کا شکر ہے کہ آپ کو مرض سے صحت عطا فرمائی ہے۔ مفاسد ظاہریہ و باطنیہ سے ذات بابرکات کو محفوظ فرما کر رکھے آمین۔

اس امر سے تو بہت خاص طور پر مسرت و انبساط حاصل ہوا ہے کہ پہلے خط میں جو گذارشات احقر نے کی تھیں اور مجلس مشاورت پر جن تحفظات کا اظہار کیا تھا۔ آپ نے بھی پوری موافقت فرمائی ہے۔

جیسا کہ آپ کو لیڈران حضرات کے طرز عمل سے ان کا آئندہ پروگرام معلوم ہو چکا ہے کہ کئی ذاتی مقاصد کی بنا پر وہ مجالس اسلامیہ کا ڈھونگ رچا رہے ہیں۔ اور علاوہ اپنا ذاتی علاقہ قائم رکھنے کی فکر میں ہیں ان پر احقر کے دلائل اطمینان ہی نہیں حاصل ہوتا تھا۔ مگر ان کی نظروں میں کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا۔ جو حقیقی اسلامی خدمت کیلئے تیار ہو اور اپنے اندر خاص استعداد رکھتا ہو کہ قوم کو صحیح رہنمائی کر سکے۔ ان کے ملاؤں صاحبان کا مشغلہ دین کو بیچنا ہے۔ جو آج کل مسلمانوں کی ہر سیاسی و مذہبی جماعت کا تحفہ ہے۔ یعنی ظاہری نمود و نمائش کا زیادہ خیال اور حقیقی و اصلی اسلامی روح سے غفلت و بے اعتنائی۔

فرض کیجئے اگر انہی اصولوں پر کام شروع کیا اور اسی وردی کو اپنا طغرائے امتیاز بنایا تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی گو کثرت الاکثر کرتے صحیح الدماغ مذہبی آدمی بنظر استحسان نہیں دیکھ سکتا۔ اس سے تو صرف خاکسار کا نقشہ کرنا ہی منظور ہوتا۔ بالخصوص جبکہ اراکین کمیٹی بھی مختلف الخیال بھائی ہیں۔ البتہ اگر آپ کو یہ پوری توقع ہے کہ ان کا آپس میں اتفاق قائم نہیں رہ سکیگا کیونکہ ہر ایک اپنی امارت کی فکر میں ہے تو فی الحال ہم کو علی الاعلان ان سے الگ ہونے کی ضرورت نہیں تاکہ ہم پر افتراق کرنے کا الزام نہ عائد ہو سکے۔ آئندہ دیکھا جائیگا کہ کونسی صورت اختیار کی جائے۔ فی الحال نظر اور تمام امور کے فیصلہ کرنے کے لئے سیاسی کو مجاہدہ سے ٹکرا جانا ہے جو اجتماعی اعلیٰ کو جب تک انفرادی طور پر روحانی چیز نہ پیدا ہو مجاہدہ کا لفظ استعمال کرنا ایک استہزاء و تمسخر ہے۔ اور یہ کبر و غرور پیدا

رہنمائی کرتی ہے۔ ابھی قریب میں ایک مخلص صادق آئی تھی کہ "نیز ہمارے ملک کا نام محمد افضل" یا کچھ ان نے مرتبہ کا اپنی نام بشیر شاہ ہے" (اپنا نام)

اور عرض کیا تھا کہ ہماری جماعت کا نام "خدام اسلام جماعت اہل" ۔ اور ہر ایک فرد کا خادم اسلام کہلایا جانا بھی موزوں رہتا

کیونکہ اگر کوئی کام بھی دین کا کر لیا تو خدمت اسلام میں داخل ہو سکتا ہے۔ اس سے کبر و نخوت بھی ظاہر نہیں ہوتا۔

اگر غور کیا جائے تو یہ ایک ایسا نام ہے کہ فطرت کو گویا جمع کر رکھا ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا میاب فرد ہو کر رہیگی۔

اور یہ جماعت بے شمار [illegible] میں کامیاب رہیگی۔ کیونکہ اگر دس آدمی بھی ظاہر شریعت پر پابند ہو جائیں تو

دیہات کا بہت سا عنصر درست ہو جاتا ہے۔ اس لئے جو اصول لائحہ عمل میں لکھے گئے ہیں وہ ایسے صاف، سادہ اور

حقیقت پر مبنی ہیں کہ کوئی شخص کسی قسم کا اعتراض نہیں کر سکتا۔ اصول نہایت واضح ہیں کوئی پیچیدگی نہیں۔ ہاں یہ علیحدہ

بات ہے کہ خدا نخواستہ ہم خود بھٹک جائیں، صراط مستقیم پر قائم نہ رہیں تو کامیاب نہ ہوں۔ خداوند راہ راست پر قائم رکھے آمین۔

خدام اسلام [illegible] کے متعلق بھی ان شاء اللہ رمضان مبارک میں مقرر کرینگے۔ اور کوئی امتیازی وردی وغیرہ

تجویز کی جائیگی۔ [illegible] تو ضروری ہے لیکن ایسی ہو کہ اسلامی وقار کو قائم رکھ سکے۔ اس سادگی کو بھی ملحوظ رکھنا ہے۔

[illegible] سلسلہ ہمیشہ آہستہ آہستہ بڑھتا جائیگا اور پھیلتا ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اور شاید وہ وقت ہوگا جب لوگوں کو ان کی

صداقت کا یقین آ جائیگا۔ کیونکہ ابھی تو لوگ [illegible] بد ظن ہو چکے ہیں کہ کسی پر اعتماد قائم نہیں کر سکتے۔

آپ کا عزیز [illegible] محمد صاحب [illegible] گئے تھے اور وہاں سے ہو کر [illegible] آ گئے ہیں۔ [illegible]

[illegible] رمضان میں [illegible] جائینگے۔

[illegible] ہو گئے ہیں۔ [illegible]

[illegible] ہو رہی ہے۔

الحمد للہ [illegible] ماہ شعبان کے آخر تک گھر پہنچ سکیگا۔ کیونکہ دورہ شریف [illegible] سے ختم ہوتا ہے۔ خدا انجام بالخیر کرے۔

تمام حضرات [illegible] کو السلام علیکم [illegible] ۔ عزیزہ [illegible] کو پیار۔

نیاز مند

احقر الانام خادم الاسلام مظہر حسین غفرلہ

[illegible]

مورخہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ

جو فتویٰ آپ نے لکھا ہے۔ وہ تیار کر کے ارسال کیا جاتا ہے۔ حکیم یار خان کو بورڈ سے مولوی زکی نیک کا ذمہ بنتا ہے۔
اور آپ منگوالیں۔ خدام اہل السنۃ کے مصارف پر اس کا ذوق پیدا کرنا جانتے ہیں۔ اور اس سے بہتر اسباب ملا جائیگا
لیکن یہ خیال رہے کہ اس مقدمہ کے علاوہ اور کسی مد میں خرچ نہ ہو۔ اور خرچ بھی عند الضرورۃ ہو۔
حکیم یار خان کا یہ سلسلہ بہ نسبت اس پر دلالت کرتا ہے کہ فطرت نہایت صحیح طور پر باقی ہے۔ ابھی تک خلق کا
گہرا اثر اس پر نہیں ہوا۔ ورنہ اس کی کوئی اور شکایت مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو عقائد کی زنجیروں
سے مکمل طور پر نجات عطا کرے۔ یہی شان اس طرح مستقیم۔

باقی حالات کا علم نہایت مسرت و انبساط سے کیا جائے۔ مذہبی پالیسی غالب رہے۔ تا کہ اس طرح سے
آہستہ آہستہ قوت بڑھتی رہے اور لوگ اس طرف متوجہ ہوتے رہیں۔ کیونکہ کامیابی اسی میں ہے کہ ہماری تبلیغی وقت
میں زیادہ ضروری طاقت علی الاعلان ظاہر نہ ہو۔ کیونکہ اس۔ ۔۔۔ سلسلہ جتنے منظم ہو جائے اور کام کیا جائے
بالخصوص ہمارا علاقہ جہالت اور بد دینی میں مبتلا ہے۔ جب تک مذہب کی روشنی ان تک نہ پہنچے کسی کام کا نہیں۔
خاص طور پر اگر خدام اسلام شریعت مطہرہ پر عامل ہو جائیں۔ تو باطل کی راہیں کھل جاتی ہیں۔
مولوی احمد علی شاہ صاحب، مولانا گل رسول صاحب اور سید محمد شاہ صاحب سے ہدیہ مسنونہ۔
اور ایک یہ بھی گزارش ہے۔ کہ سید احمد علی شاہ صاحب کی نسبت میں نے پہلے بھی لکھا تھا کہ کوئی امامت کی صورت ہو جائے تو اچھی بات ہو
اس کا مطلب تو مشکل ہے۔ جیسا کہ والد صاحب نے فرمایا ہے۔ لیکن علاوہ اس کے یہ ارادہ ہے کہ رمضان شریف میں شاہ صاحب موصوف
ساتھ جائیں اور ان کی خاص وجہ یہ ہے کہ ان کی حالت نازک ہے۔ وطن سے فقط سالانہ کو واپس جا سکتے ہیں اور
دوسرا بھی کوئی ایسی جگہ نہیں ہے۔ اگر صرف تھوڑی کیا مکمل ہو ایک مذہبی ہمدردی کی بات ہے۔ آپ کی اس میں کیا مرضی ہے؟
جناب والد صاحب اگر اجازت فرماویں تو مناسب ہوگا۔ کیونکہ زیادہ ادا نہیں ہوگا۔ مجھ کو تو اس کی بہت اللہ تعالیٰ اور زیادہ
کھلا دے۔ واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ اس کا اجازت نامہ جو والد صاحب سے ہو مطلوب ہو اور اپنا مشورہ بھی لکھیں تاکہ سکون
والسلام۔
یوم الخمیس۔

اُختنا المحترمہ سلمہا اللہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - مکتوب مرغوب کاشف احوال ہوا -

الحمد للہ - آپ کو صبر واستقلال ملا ہوا ہے - اہل ایمان کا یہی شیوہ ہے
کہ ہر حالت میں متوکل علی اللہ رہیں - یہ محض خدا کی رحمت ہے کہ ان مصائب میں
ہم ضعفاء کو صبر عنایت فرمایا ورنہ ہم کیا ہیں بے اختیار و بے بس -
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ - آئندہ بھی اسی کی بارگاہ سے امید رحمت رکھتے ہیں۔
مرض کا تو کوئی علاج ہی نہیں - لیکن زندگی مصیبت موجودہ بھی ایک دن
ان شاء اللہ زائل ہوجائیگی اور مفارقت کے داغ مٹ جائینگے -
راقم اپنے اندر کوئی کمال نہیں رکھتا - سراپا غافل و عاصی ہے - اور
اصلاح نفس میں بہت زیادہ کاہل - لیکن باایں ہمہ اتنا ہی عرض کرتا
ہے - کہ ہماری مصیبت ہمارے ہی اعمال سیئہ کا نتیجہ ہے - وما ابری
نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء - اور باوجود سزا ہونے کے یہ
مصیبت ہمارے لئے سراسر رحمت الہیہ ہے - کیونکہ سزا سے مقصود بھی مبتلا
کی اصلاح ہی ہے - بہر لحاظ سے ہمارے لئے یہی جالب رحمت ہے اور
آپ کیلئے اور ہمارے جملہ احباب و متعلقین کیلئے بھی - اپنے مرحوم اسلاف
سا غم تو بالکل تکلیف دہ ہیں - ہماری نجات کا وقت مقرر ہے - اس کے مطابق
باذن اللہ ضرور واقع ہوگا - البتہ محض دعا میں کوئی مضائقہ نہیں -
راقم اب تک بہت راحت سے دن گزرے ہیں اور آئندہ بھی ان شاء اللہ
فضل خداوندی کے امیدوار ہیں - واللہ غالب علی امرہ -
اس وقت آپ کی بہت بہتر ہے کہ والد مرحوم کے غم کو دل میں جگہ
نہ دیں - اور اگر کسی امر میں بے اختیار ایسا خیال آ بھی جا

(۲)

تو مشیت و منشأ خداوندی کا مراقبہ کریں کہ اللہ جل شانہ نے تقدیر میں
یہی اور حکم بھی۔ اس کو قدرت تھی کہ والد صاحب کا سایہ اور زیادہ مدت
کیلئے تمہارے سر پر رہتا۔ لیکن ان کی حکمت بالغہ یہی تھی کہ ان کو ہم سے
جدا کر کے اس دار فانی کے مصائب سے نجات دی جائے۔ اس میں ہم کو
تردد ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ باقی دیگر معاملات میں اللہ تعالیٰ خود دستگیری
فرمانے والے ہیں۔ وہ خود ہمارے ضعف کو جانتے ہیں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔
ان شاء اللہ آپ خیال کرتے کوئی خاص ملال لاحق نہیں ہوگا۔
اس وقت آپ کا کام یہی ہے کہ احکام شرع کے ماتحت گھر کے مشاغل
کو جاری رکھیں۔ حتی الوسع معاملات میں مخلوق سے نظر اٹھانے کی کوشش
کریں۔ کیونکہ مخلوق کی ہر خواہش کو آدمی پورا نہیں کر سکتا۔ البتہ اپنی طرف
سے حسن خلق کا برتاؤ کرنا ضروری ہے جب تک کہ اپنے ضروری مشاغل دینیہ
میں خلل انداز نہ ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔
میرا خیال بھی ہے کہ ایک دفعہ ملاقات ہو جائے تاکہ آپ کی مزید تسلی
ہو اور عزیز کی تمنا بھی پوری ہو۔ لیکن کچھ دن اور صبر کریں۔
میں خود آپ کو لکھوں گا۔ جب تک باپردہ مستورات کی ملاقات
کا خاص انتظام نہ ہو۔ ملاقات مشکل ہے۔ نیز ان دنوں سفروں
میں فسادات کا بھی سخت خطرہ ہے۔ بہر حال میری اطلاع کا انتظار کریں۔
نیز میرا ارادہ ہے کہ جائیداد کی تقسیم کیلئے دیوبند سے افتاء منگوا لیا
اور تمام بھائی بہنوں میں شرع کے مطابق جائیداد تقسیم کی جائیگی۔
یہ ضروری فرض ہے۔ لوگوں نے اس کو بالکل مجبور کر رکھا ہے۔ نیز اپنے اور

(۳)

بھجوا دینگے۔ جو قرضہ والد صاحب پر باقی رہ گیا ہے اس کی فہرست تیار کریں۔ اور آپ اپنا
حساب بھی کریں۔ بحکم شرع میت کے ترکہ میں سے پہلے قرضہ ادا کرنا ضروری ہے اس
کے بعد وارثوں میں جائیداد تقسیم ہوتی ہے۔ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ۔
قاضی محمد حنیف صاحب کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ رمضان کے بعد والد مرحوم
کے چالیسویں کی رسم ادا کی جائیگی۔ یہ خلاف شرع رسمیں ہیں۔
دن معین کر کے ایصال ثواب ضروری سمجھنا بدعت و گناہ ہے۔ ہرگز اس رسم
کو ادا نہ کیا جائے۔ اسی طرح آئندہ کیلئے مرحوم صاحب اور والدہ صاحبہ وغیرہ
کا کسی قسم کا عرس نہ قائم کیا جائے۔ تاکید ہے اس میں طرح طرح کے
مفاسد ہیں۔ بندہ ان رسموں کو کسی طرح برداشت نہیں کرسکتا۔
ایصال ثواب کے متعلق پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ کہ صدق و اخلاص سے خدا کی
راہ میں صدقہ کر کے اس کا ثواب بخشنا جائز ہے۔ بشرطیکہ خلاف شرع
رواج نہ ہو جائے۔ سورۃ اخلاص آیت کریمہ۔ یا درود شریف یا کلمہ طیبہ
کا لاکھ پڑھ کر والد مرحوم کو ایصال ثواب کرسکتے ہیں۔ پڑھنے والے بے طمع
درویش لوگ ہوں تو بہتر ہے۔ ان کے ساتھ کھانے کا انتظام کرنا ضروری
نہیں۔ اگر نقد یا طعام یا کپڑے کا صدقہ کرنا ہو تو بغیر کسی اہتمام کے
کسی اور دن کیا جاسکتا ہے۔ مسلمانوں نے خواہ مخواہ تکلفات کو اختیار کر
لیا ہے ورنہ شریعت میں بہت آسانی رکھی ہے۔ چوتھا چالیسواں نہ کیا جائے
تو ملامت کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی مسلمان نماز روزہ نہ ادا کرے تو کوئی سرزنش
نہیں کی جاتی۔ مردوں اور عورتوں میں سے کئی بالکل تارک نماز ہیں
ان پر کوئی انکار نہیں کرتا۔ عورتوں میں تو نماز کی پابندی کوئی ہی ہوتی ہے۔
یہ زمانہ بے دینی اور مخالفت شرع کا ہے۔ رسم و بدعات نے بالکل

(۴)

اجتناب کرنا اور صوم وصلوٰۃ اور دیگر فرمودات اسلام کی پابندی
کیلئے مسلمانوں کو تلقین کرنا بہت ضروری ہے - موت و حیات اور شادی غمی
کی رسوم کو مطابق شریعت کے ادا کرنا لازمی ہے - بدعت کو مٹانے اور سنت
پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام کو خود زندہ کرنے میں بڑا ثواب ہے . اور یہی
کمال ایمان ہے - مشکوٰۃ شریف کی احادیث کا مطالعہ کریں .
خداوند کریم ہم کو شریعت مقدسہ کی اتباع کی توفیق واستقامت نصیب فرمائے۔
اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ -

ماہ رمضان کافی گزارا نہیں پڑا - البتہ دنیوی حیثیت سے روز عید اچھی طرح
منایا گیا - بفضلہ تعالیٰ چار پانچ قسم کا کھانا میسر ہوگا - آپ کی تسلی ہوگی -
نماز عید بھی پڑھی گئی اور انصاری کا کافی اجتماع ہوگیا -

محمد اکبر بخیریت ہیں - ان کے گھر میں سب مستورات بیمار ہیں - محمد اسلم کا خط
بھی مل گیا تھا - ایک ضروری بات محمد اکبر کی طرف سے عرض کی جاتی ہے
اور میرے نزدیک بھی اس کا انجام رہنا بہت ضروری ہے - غلام حسین
کی وفات کے بعد اہل وعیال پریشانی میں ہو گئے - دونوں لڑکیوں کا
شریعت کے مطابق نکاح ہو چکا ہے - محمد اسلم کی موجودگی میں ان کو
گھر سے آنا چاہیئے وہ والدۂ اسلم کے پاس ہی رہیں - ان کا گھر اب
یہی ہے - محمد اکبر کو اس کا بڑا فکر ہے کہ میکے والے کوئی خرابی نہ کریں
اس کا جلد انتظام کرنا چاہیئے - علاوہ ازیں یہاں ان کی تربیت اچھی ہوجائیگی
چھوٹی عمر میں گھر سے مانوس ہوجائینگی - نیز آپ کے پاس پڑھتی رہینگی
بڑے بے صاحب بھی یہاں ہی ہیں تو وہ بہت خوش رہینگی -
چھوٹی لڑکیوں کا مرضی علاقے میں رہنا ہرگز مناسب نہیں

قائد اہل سنت نمبر

باب 9

آئینہ تصاویر

آبائی گھر سے مرقد مبارکہ تک حیات مستعار
کے مختلف گوشے کیمرہ کی آنکھ سے

یا اللہ مدد

اصلی کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خلافت راشدہ حق چاریارؓ

خیر الناس من ینفع الناس

لوگوں میں سے بہترین وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے

دکھی انسانیت کی خدمت وفلاح کا ایک عظیم الشان رفاعی ادارہ

بیاد شیخ التفسیر امام الاولیاء خدمت خلق کے عظیم داعی حضرت مولانا احمد علی لاہوری قادریؒ

القادری فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

القادری فاؤنڈیشن ایک رفاعی ادارہ ہے جس کے قیام کا مقصد خدمتِ خلق مستحق ونادار طلباء وطالبات کیلئے مفت تعلیم' دستکاری سنٹر کا قیام' غریب عوام کے لئے علاج ومعالجہ کی سہولت' فری ڈسپنسریاں' ایمبولینس سروس، بیواؤں اور یتیموں کی کفالت ہے

اپیل

مخیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ اس عظیم رفاعی ادارہ کے ساتھ مالی تعاون فرما کر اپنے حق کی ادائیگی کا فرض پورا کریں

زر تعاون کا پتہ

قاری عطاء اللہ طارق کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45396/5 حبیب بنک کینٹ صدر کشمیر روڈ برانچ راولپنڈی

منجانب

مولانا قاری عطاء اللہ طارق بن حکیم امانت اللہ قادری چیئرمین القادری فاؤنڈیشن

ہیڈ آفس کری خدابخش ضلع راولپنڈی،

فون: 051-4633036 / 0541-620698 / 0300-5418198

حضرت قائد اہل سنتؒ کا آبائی گھر (جائے ولادت، 20 اکتوبر 1914ء)

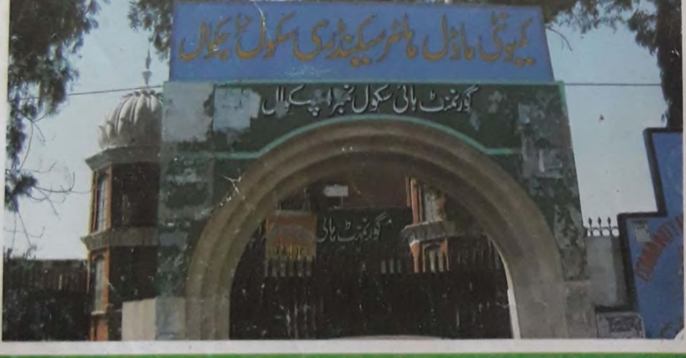

گورنمنٹ ہائی سکول چکوال، جہاں سے میٹرک پاس کیا (1928ء)

دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ کے مختلف مناظر، جہاں مشکوٰۃ شریف تک کتب پڑھیں (1937ء)

مرکزِ رشد و ہدایت دار العلوم دیوبند، جہاں دورۂ حدیث مکمل کیا (1939ء)

فاروقی مسجد بھیں دیو بند سے واپسی پر جہاں مدرسہ اظہار الاسلام کی بنیاد رکھی (مئی 1952ء)

مرکزی مسجد اہل سنت بھیں جہاں جمعہ پڑھانا شروع کیا (1949ء)

امدادیہ مسجد چکوال، جہاں حضرت مدنیؒ کے ارشاد پر مدرسہ اظہار الاسلام کی ثانیاً بنیاد رکھی (1955ء)

مدنی مسجد چکوال، جہاں اہل محلہ کے اصرار پر خطابت و درس شروع فرمایا (1958ء)

مرکزی دفتر تحریک خدام اہل سنت پاکستان، خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی گئی (1969ء)

جامعہ اہل سنت تعلیم النساء کی پرشکوہ عمارت، جسے تادم آخر شرف سکونت بخشا (بنیاد 1960ء)

خواب گاہ کے دو مختلف مناظر

مزار پرانوار اور اگلی جانب آپؒ کے والد گرامیؒ کی مرقد مبارکہ (وفات 26 جنوری 2004ء)

قائد اہل سنت نمبر

باب ۱۰

منظوم کلام

توحید۔ رسالت۔ مدح صحابہؓ اور مختلف موضوعات
پر مشتمل قائدِ اہل سنتؒ کا منتخب کلام

ہم

امام اہل سنت مجدد العصر سلطان العارفین غزالی دوراں رئیس المتکلمین
اسوۃ الصلحاء قدوۃ العلماء حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو
دورِ حاضر کے کٹھن جان لیوا حالات میں حقیقتاً

مجددانہ کردار ادا کرنے پر سلام پیش کرتے ہیں

اور ادارہ حق چاریارؓ کو **مبارک باد** پیش کرتے ہیں

جنہوں نے قبلہ حضرت مجدد العصرؒ کی حیات طیبہ سے سنی عوام کو روشناس کرانے کے لئے

خصوصی نمبر کی اشاعت کا انتظام کیا

منجانب

- حضرت مولانا مفتی عطاء اللہ صاحب مدظلہٗ
- مولانا مفتی غلام مصطفےٰ صاحب
- حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب
- ڈاکٹر محمد آصف رضا صاحب
- حضرت قاری محمد ابراہیم صاحب
- راؤ عادل امیر صاحب
- حضرت قاری محمد یونس صاحب
- ڈاکٹر راؤ شمس ہادی صاحب
- حضرت قاری محمد اسحاق غازی صاحب
- راؤ ذوالفقار احمد صاحب
- حضرت مولانا حافظ محمد افضل صاحب
- راؤ زبیر اختر صاحب
- حکیم قاری محمد اسحاق بدر صاحب
- جناب عبدالوکیل قاسمی

مناجات بحضور قاضی الحاجات جل شانہ

(تحریر قیام مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ ۱۴۰۱ھ)

در پہ ہے تیرے اک گدا — بے سہارا بے نوا
تجھ کو ہمیشہ ہے بقا — فانی ہیں سب تیرے سوا
رحم کی ہو نظر خدا — سب کا تو ہی مشکل کشا
قلب و نظر کو دے شفاء — باطن ہو میرا پر ضیاء
میری یہی ہے التجاء — اپنا بنا لے اے خدا
ظل وہ تیری صفات کا — جلوہ ہو تیری ذات کا
حب رسول مصطفیٰؐ — دل میں مرے رہے سدا
تو جلوہ نمائے مصطفیٰؐ — ذات ہے تیری کبریا
فضل سے اپنے کر عطا — جلوہ رسولؐ پاک کا
جلوہ ہو یارؓ غار کا — ثانی جو ہے مزار کا
جلوہ عمرؓ کا بھی دکھا — مظہر ہے جو جلال کا
عثمانؓ خلیفہ پر حیا — چوتھے علیؓ ہیں مرتضیٰ
چاروں خلیفہ بالھدیٰ — وعدہ یہ ہے قرآن کا
سارے صحابہؓ باوفا — سب ہیں نجوم اقتدا
آپ کی پاک ازواجؓ کا — سارے ہی اہل بیتؓ کا
سنی کو پیرو تو بنا — سب کو ملے تیری رضا

مظہر ہے کرتا یہ دعا
ہم کو ملے تیری رضا

[ماہنامہ حق چار یار ۱۹۹۱ء]

شریعت مصطفےٰ کی جان سے عزیز

ہے اسی کے نام سے میرے سخن کی ابتدا
قادر مطلق ہے جو دی جس نے توفیق کلام

بعد اس کے سرور کون و مکاں کی ذات پر
گنبد خضرا میں پہنچے صد درود صد سلام

اور ہیں آلؓ نبیؑ ازواجؓ بھی جنتی
ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ برحق امام

اور صحابہؓ کی جماعت بھی ہے سب معیارِ حق
مل چکی قرآن میں ہے ان کو رضوان دوام

مسئلہ ختم نبوت کا ہے ایمان کا مدار
سب مسائل سے بلند و بالا ہے اس کا مقام

پاسداری دین کی کر لی تو پھر ہے خوش نصیب
پرچم حق کو بلند و بالا کر تو صبح و شام

سوشلزم، دہریت، الحاد کا رخ پھیر دو
ووٹ لینے کے لیے پھرتے رہیں وہ بے لگام

وہ شریعت بل کے جس نے قوم میں بویا نفاق
حکمرانوں نے کیا برباد ہے ملکی نظام

ہے شریعت مصطفیٰ کی مال اور جان سے عزیز
زندگی فانی ہے تم اس پر رہو ثابت مدام

بالیقین فانی ہے یہ سب دنیوی جاہ و جلال
گر ہو ایمان و عمل تو ہے یہی نعمت تمام

جھوٹ اور بہتان کے بت ہوں گے سارے پاش پاش
حق کے آگے کب ٹھہر سکتا ہے باطل بد نظام

انتخابی فتح لیکن آخری منزل نہیں
منتہیٰ اپنی جماعت کا ہے اسلامی نظام

مظہر ناکارہ کی تو ہے یہی ہر دم دعا
ملکِ پاکستان میں نافذ ہو بس شرعی نظام

(ماہنامہ حق چاریارؓ ستمبر ۱۹۹۳ء)

ختم نبوت کے مجاہد

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی نے چکوال کی ایک صوبائی سیٹ پر مرزائی کو ٹکٹ دیا۔ حضرت قائد اہل سنت کو جب بتایا گیا کہ چکوال میں اُس مرزائی امیدار نے کیمپ لگایا ہے۔ حضرت نے جوش ایمانی میں چند اشعار کہے جو سپیکر پر منادی کرنے والے ساتھی نے کیمپ کے سامنے پڑھے اشعار سنتے ہی مرزائی کیمپ اکھاڑ کر غائب ہو گئے وہ اشعار قارئین کے لیے پیش خدمت ہیں

آ گئے ختم نبوت کے مجاہد آ گئے
آ گئے میدان میں حق کے مجاہد آ گئے

تیغ باطل کند ہو جائے گی اک للکار سے
آ گئے شیر خدا کے اب مجاہد آ گئے

جھوٹ اور بہتان کے بت ہوں گے سارے پاش پاش
بت گرد ہٹ جاؤ راہ سے بت شکن اب آ گئے

دین کی بتی کو روشن کر مسلماں ہر جگہ
ظلمت باطل کے چھٹ جانے دن اب آ گئے

کفر کے ایوان میں اک زلزلہ آنے کو ہے
آ گئے میدان میں سنی مجاہد آ گئے

منکر ختم نبوت اور تلوار علیؓ
یہ تعلق ہو نہیں سکتا کبھی رب کی قسم

تھی وہ تلوار علیؓ در سایۂ ختم الرسل
اور یہ جھوٹی نبوت کے صنم خانوں میں ہے
ذوالفقار حیدری تھی ہاتھ میں شبیر کے
منکر ختم نبوت کو یہ کیسے مل گئی؟
حیدری تلوار کو کرتا ہے تو بدنام کیوں
کیا یہی اسلام ہے اور وفاداری تیری
اک طرف ختم الرسل اور اک طرف جھوٹا نبی
اے مسلماں دیکھ لے ہے کس طرف ابن علیؓ

(۱۳/اپریل، ۱۹۹۷ء)

❁......❁......❁......❁

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

اہل السنت والجماعت ایک ایسا عنوان ہے جس کے ذریعے اسلام حقیقی کا حصول آسان ہو جاتا ہے کیونکہ دین اسلام وہی ہے جو حضور خاتم النبیین ﷺ کی سنت سے اصحاب رسول ﷺ کو ملا ہے اور قرآن و سنت کو بلاواسطہ آنحضرت ﷺ سے حاصل کرنے والے چونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اس لیے سنت رسول ﷺ کے بعد جماعت رسول ﷺ کی طرف نسبت کرنے سے ہی دین حق کی صحیح نشان دہی ہو سکتی ہے۔ اسی بنا پر حضور رحمت للعالمین ﷺ نے ما انا علیہ واصحابی ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی میری امت میں سے وہی لوگ آخرت میں نجات پائیں گے جو میری اور میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کی پیروی کریں گے۔ [ماہنامہ حق چار یارؓ، جنوری ۱۹۹۱ء، ص ۲]

حق چار یار رضی اللہ عنہم

روز نامہ نوائے وقت راولپنڈی ۳ مئی ۱۹۸۲ء میں ایک خبر شائع ہوئی کہ شیخوپورہ کے میونسپل باغ میں برنے کے درخت پر خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی ابھر آئے ہیں۔ برنے کے درخت پر قدرتی طور پر واضح الفاظ میں اور بالترتیب ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان، علی۔ عربی رسم الخط میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

اخبارات کی ان خبروں کے بعد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی مع جماعتی رفقاء ۶ مئی ۱۹۸۲ء کو شیخوپورہ تشریف لے گئے۔ اس موقع پر آپ نے جو اشعار کہے نذر قارئین ہیں (سالانہ روئیداد مدرسہ ۱۹۸۲ء ص ۱۶)

شیخوپورہ میں آئی ہے کیا بہار — ابھر آئے درخت پہ نام چارؓ
یہ عجیب حق کا ہے شاہکار — ہے شجر بھی مظہر چار یارؓ
چمن چمن کلی کلی خوش بہار — دیکھو جا کے جلوۂ چار یارؓ
یہ رسولؐ پاک کے جانثار — ہیں خلیفہ خاص یہ چار یارؓ
ہیں صدیقؓ عمرؓ ایسے تاجدار — کہ نبیؐ کی ان کو ملی مزار
وہ غنیؓ ہیں عثمانؓ نامدار — ہیں علیؓ بھی صاحب ذوالفقارؓ

ہے درخت کی بھی یہی پکار
بولو دم بدم حق چار یارؓ

(؛)......(؛)......(؛)......(؛)

شانِ حسین رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے زمانۂ طالب علمی میں ''شانِ حسین'' کے عنوان سے ایک نظم لکھی جو اس وقت بعض مذہبی رسائل میں بھی شائع ہوئی۔ چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں......

کس کے سیما سے نمایاں تھا ولایت کا نشاں؟
کس کے چہرہ کی چمک مثلِ چراغاں تاباں؟

کس کے دم سے ہوئی عالم میں حقیقت عریاں؟
کس کے سینہ میں منور تھا چراغ عرفاں؟

جو نواسہ تھا محمد کا ، علیؓ کا پیارا
حضرت فاطمہؓ کی آنکھ کا جو تھا تارا

خوف دشمن کا نہ اعداء کی ستم گاری کا
تیغ و خنجر کا نہ باطل کی جفا کاری کا

چینی و رومی و ہندی کا نہ تاتاری کا
قلب مومن میں بھروسہ تھا فقط باری کا

گرز توحید سے دشمن کے صنم کو توڑا
راہِ حق میں بخوشی جاہ و حشم کو چھوڑا

مسلم سے!

مسلم خوابیدہ! یہ غفلت؟ تساہل الحذر؟ — بستر راحت پہ تو اب تک پڑا ہے بے خبر
لُٹ چکی ہے دولتِ اسلام تیرے ہاتھ سے — مٹ گیا ہے تیرے دل سے جذبۂ علم و ہنر
کیا تجھے کچھ یاد ہے اسلاف کا طرزِ عمل — مسلموں نے کس طرح کی زندگی اپنی بسر
کونسی ملت کا تو ہے فرد کس کا ہے غلام — اپنی حالت سے بھی ناواقف ہے ناداں اسقدر
تو مسلماں تھا تیری فطرت میں تھا جاہ وجلال — قیصر وکسریٰ کے ایوانوں میں تھا تو جلوہ گر
سارے عالم میں بجا ڈنکا تیرے اسلام کا — تیری پیشانی پہ ظاہر تھا نشان تابندہ تر
تو مربی تھا زمانہ تھا تیرے زیر نگیں — پاؤں تیرے چومتی تھی دولت و فتح وظفر
تو خدا کا تھا خدا ہی پر بھروسہ تھا تجھے — جز خدا پیش دگر جھکتا نہیں تھا تیرا سر
تیرا آقا ہادیٔ اسلام ہے خیرالانام — وجہ تخلیق دو عالم، باعث ِ خیرالبشر
پیشوا تیرے وہ کیسے پیکر اسلام تھے — یعنی خالدؓ، حیدرؓ و عثمانؓ، بوبکرؓ و عمرؓ
لیکن اب حالت ہے یہ اقوام دنیا میں کجا؟ — وسعتِ دنیا میں بھی ممکن نہیں تیرا گزر
شیشۂ دل زنگ آلودہ ہوا ہے اس قدر — اب نظر آتا نہیں کچھ امتیازِ خیروشر
تیری ہستی پردۂ ظلمت میں کیسی گم ہوئی — بہر دریوزہ گری پھرتا ہے تو اب دربدر
کیوں گرفتارِ حوادث ہے؟ نہیں معلوم کیا ہے؟ — تو نے چھوڑی اتباع ہادیٔ جن و بشر
توڑ زنجیر تساہل چھوڑ افسردہ دلی! — اٹھ عمل پیرا ہو اب اسلام کے احکام پر

یا خدا مسلم کو پھر اسلام کا پابند کر
یہ دعائے نیم شب ہے مظہر خستہ جگر

[رسالہ عارف اکتوبر ۱۹۳۷ء]

فضلِ حق میری نصیحت ہے یہی از دردِ دل
راہِ حق پر گامزن رہنا بہ ہمت صبح و شام

دنیوی اسباب پر نازاں نہ ہو جانا کبھی
قبضۂ قدرت میں ہیں تن، ملک، مال، نام

دولت و عزت ہے دنیا کی یہ فانی بے وفا
اقتدارِ دنیوی کو ہے نہیں حاصل دوام

ہیں فرائض دین کے جو روزہ و حج و زکوٰۃ
کر نماز پنجگانہ کی بھی پابندی مدام

سرورِ کونین کی سنت پہ رہ ثابت قدم
کر رضائے حق کی خاطر خدمتِ ملک و عوام

مظہرِ ناکارہ اب آخر میں کرتا ہے دُعا
ملکِ پاکستان میں نافذ ہو بس شرعی نظام

❁.....❁.....❁.....❁

حقیقی اسلام کے لیے اہل السنّت والجماعت کا عنوان

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں......

اصحابِ رسول اللہ ﷺ کی یہی وہ جنتی جماعت ہے جو قرآن و حدیث کی روشنی میں واجب الاحترام اور حضور خاتم النبیین ﷺ اور مابعد کی امت میں ایک مؤثر اور برحق شرعی واسطہ ہے اس لیے اسلام حقیقی کی صحیح نشان دہی کے لیے اہل السنّت والجماعت کے عنوان سے نسبتِ رسول اور نسبتِ جماعتِ رسول ﷺ کا اظہار و اعلان کیا جاتا ہے۔ [سنی موقف ص ۴۳]

ہدیۂ تبریک

بخدمت مرزا افضل حق صاحب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب

ہے اُسی کے نام سے میرے سخن کی ابتدا
قادرِ مطلق ہے جودی جس نے توفیق کلام

بعد اس کے سرورِ کون ومکاں کی ذات پر
گنبدِ خضرا میں پہنچے صد درود وصد سلام

کامیابی ہو مبارک مرزا افضل حق تجھے
فضل حق سے ہوگئی حاصل تجھے فتح عوام

تیرے گھر والوں، بزرگوں اور سب احباب کو
ہو مبارک، صد مبارک تو ہوا ہے نیک نام

سیٹ صوبائی پہ تھا اک معرکہ ہنگامہ خیز
حق تعالیٰ کی مدد سے ہوگیا تو شاد کام

سوشلزم ، دہریت ، الحاد کا گٹھ جوڑ تھا
اور تھی مرزائیت بھی ساتھ ان کے بے لگام

سایۂ ختم الرسل میں تو نے جب لی ہے پناہ
نصرتِ حق آسماں سے ہوگئی نازل تمام

مسئلہ ختم نبوت کا ہے ایماں کا مدار
سب مسائل سے بلند و بالا ہے اس کا مقام

اور صحابہؓ کی جماعت بھی ہے سب معیارِ حق
مل چکی قرآن میں ہے ان کو رضوانِ دوام

اور ہیں آلِ نبیؐ، ازواج بھی سب جنتی
ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ برحق امام

دین کی بنیاد پر تھا یہ ہمارا اتحاد
رب تعالیٰ کی مدد سے جو ہوا مقبولِ عام

پاسداری دین کی کری خوشا تیرا نصیب
دین کی بتی جلالی پالیا اونچا مقام

آگئے خدام اہل سنت آخر جوش میں
بت شکن جب آگئے تو بت گرے اوندھے تمام

جھوٹ اور بہتان کے بھی ہوگئے بت پاش پاش
سامنے حق کے نہیں باطل کو رہ سکتا قیام

انتخابی فتح لیکن آخری منزل نہیں
ملتجیؔ اپنی جماعت کا ہے اسلامی نظام

سوشلزم ، دہریت ، الحاد کا رُخ پھیر دو
ووٹ لینے کے لیے پھرتے رہیں وہ بے لگام

وہ شریعت بل کہ جس نے قوم میں بویا نفاق
حکمرانوں نے کیا برباد ہے ملکی نظام

ہے شریعت مصطفےٰ کی مال اور جاں سے عزیز
زندگی فانی ہے تم اُس پر رہو ثابت قدم

بالیقیں فانی ہے یہ سب دنیوی جاہ و جلال
گر ہو ایمان و عمل تو ہے یہی نعمت تمام

جھوٹ اور بہتان کے بت ہوں گے سارے پاش پاش
حق کے آگے کب ٹھہر سکتا ہے باطل بد نظام

انتخابی فتح لیکن آخری منزل نہیں
منتہیٰ اپنی جماعت کا ہے اسلامی نظام

مظہر ناکارہ کی تو ہے یہی ہر دم دعا
ملک پاکستان میں نافذ ہو بس شرعی نظام

(۱۶ ستمبر ۱۹۹۳)

سوشلزم، دہریت، الحاد کا رُخ پھیر دو

ستمبر ۱۹۹۳ء الیکشن کے ایام میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے فیصلہ فرمایا کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں کی بوجہ شرعی نظام نافذ نہ کرنے کے حمایت نہ کی جائے۔ بلکہ کسی آزاد امیدوار کو ووٹ دیے جائیں۔ اس موقع پر آزاد امیدوار راجہ ثناء الحق نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو ہر طرح اعتماد دلایا کہ اگر وہ کامیاب ہوگیا تو شرعی نظام کے نفاذ میں سر توڑ کوشش کرے گا۔ اس موقع پر حضرت مولانا نے جو اشعار کہے تھے۔ چند ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں......

اے ثناء الحق ، ثناء حق ہمیشہ کر بیاں
وادئ پر خار میں بھی یاد رکھو حق کا پیام

کامیابی کامرانی ہو ثناء الحق تجھے
نصرتِ حق تجھ کو حاصل ہو ، رہے تو شاد کام

دین کی بنیاد پر تجھ سے ہمارا اتحاد
رب تعالیٰ کی مدد ہو ، تو ہو مقبولِ عوام

پاسداری دین کی کر لی تو پھر خوش نصیب
پرچم حق کو بلند و بالا کر تو صبح و شام

سیٹ قومی کی ہے یہ ہے معرکہ ہنگامہ خیز
حق تعالیٰ کی مدد سے تیرا ہو اونچا مقام

رواں ہے قافلہ حق کا

صدر ایوب خان کے ظالمانہ دورِ حکومت میں جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے ایک احتجاجی جلوس پر ۱۹۶۸ء میں پولیس نے لاٹھی چارج کرتے ہوئے جب حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کو شدید زدوکوب کیا اور ظلم وستم کا بازار گرم کیا۔ اس سے متاثر ہو کر حضرت قائد اہل سنتؒ نے ایک طویل نظم لکھی جس کے چند اشعار ہدیۂ قارئین ہیں......

اٹھا اسلام کا پرچم رواں ہے قافلہ حق کا
جو ہر افرادِ ملت کو پیام حق سناتا ہے

امیر کارواں ہیں حضرت درخواستیؒ اس کے
جلو میں جن کے ہر راہی قدم آگے بڑھاتا ہے

کوئی طبقہ نہیں ہے مطمئن تم سے اگر سمجھو
تو ناحق زور بازو ہر کسی کو کیوں دکھاتا ہے

مخالف ہیں اگر علماء، تو ہیں ناراض وکلاء بھی
وہ کالج کا جواں بھی مشتعل میداں میں آتا ہے

سیاست داں صحافی اور مزدور کساں سارے
نہیں تم سے کوئی راضی نہ کوئی خوف کھاتا ہے

تو مولانا عبید اللہ انور پر جفا کر کے
حق و انصاف کا دعویٰ بتا کسے سناتا ہے

دعویدارانِ محبت نے بھلا کیا سیکھا
تعزیہ سازی کا بس ایک تماشا سیکھا

بت پرستی کا یہ اک طرز نرالا سیکھا
ہاء و ہو، شور و شر و گریہ و غوغا سیکھا

ان خرافات کو کب رکھتا روا ہے اسلام
ہے برا فعل یہ، الحاد ہے، بدعت ہے حرام

امتیازِ حق و باطل تھا دکھایا اُس نے
دین فطرت پہ مسلماں کو چلایا اُس نے

جہل و بدعت کے اسیروں کو چھڑایا اس نے
ڈنکا توحید کا عالم میں بجایا اُس نے

تخت و دولت، نہ حکومت کا وہ شیدائی تھا
مظہر حق تھا، شہادت کا وہ خود داعی تھا

(بشارت الدارین، ص ۳۵)

احمد حسن کی یاد میں

داغِ فرقت دے گیا ہم کو عزیز احمد حسن
عمرِ نو میں جسکو حق نے کی عطا عقلِ کہن

باپ کی آنکھوں کا تارا والدہ کا نورِ عین
بھائیوں کے لیے تھا جو باعثِ تسکین و چین

عمر چودہ سال تھی یا اس سے کچھ بیش و کم
موت کی منزل میں اس نے جب رکھا اپنا قدم

پہنچا یہ فخرالحسن کو صدمہ ہے بس جانکاہ
لیک جز رب کے کوئی نہیں جائے پناہ

ہے بڑا مسعود سب سے صاحبِ عقل و ذکا
اس سے چھوٹا ہے قمر رکھتا ہے جو شرم و حیا

سب سے چھوٹا طارق ہوشیار و دانا خوش مزاج
اس سے زاہد ہے بڑا سادہ جبیں ماں کا چراغ

تھا بڑا زاہد سے احمد جو گیا خلد بریں
دارِ فانی سے چلا وہ چھوڑ کر سبکو حزیں

کل نفس ذائقہ الموت جب اعلان ہے
موت سے بچ جائے آخر کون وہ انسان ہے

اس تماشہ گاہِ عالم میں ہو شاہ یا کہ گدا
موت کے پنجہ سے چھٹکارا نہ کوئی پائے گا

موت احمد کے لیے ثابت ہوئی آبِ حیات
موت سے پہلے نہ کی اس نے کوئی دنیا کی بات

دنیوی آلائشوں سے پاک ہو کر رہ گیا
کچھ تکدر تھا تو تپ نے اس کو زائل کر دیا

اس کے اوصاف و محاسن ہم سے جو مستور تھے
موت سے آ کر وہ ہم پہ آشکارا کر دیئے

پیارے احمد ہاں بتا کیا دیکھتا تھا تو وہاں
بھائیوں کو چھوڑ کر پھر بھاگتا تھا تو کہاں

گھوڑیاں لائے تھے جنت سے فرشتے تیرے پاس
تو بڑھاتا ہاتھ اپنے جا رہا تھا ان کے پاس

روحِ احمد نے دیا گویا ہے سب کو یہ پیام
مرنے سے پہلے ہی کر لو جینے والو نیک کام

میرے ابا میری اماں میرے سب بھائی عزیز
فانی دنیا کو نہ رکھنا دل سے تم عزیز

ذکرِ حق و پیروی مصطفیٰ دائم رہے
حبِ اصحابِ نبیؐ و آل بھی قائم رہے

مظہر آشفتہ دل آخر یہ کرتا ہے دعا
اے میرے مولا میرے حاجت روا واحد خدا

تحفظ اسلام پارٹی کا انتخابی موقف

رحمٰن کا پیغام ہو   میں خادم اسلام ہوں
مقصود خیر انام ہوں   ہمدرد خاص و عام ہوں

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

قرآن پر ایمان ہے   توحید میری جان ہے
سنت میں میری شان ہے   یہی دین اور ایمان ہے

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

ہر دم خدا کا نام لو   عشق نبی کا جام لو
عقل و خرد سے کام لو   کلمے کا پرچم تھام لو

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

جھوٹے فسانے چھوڑ دو   اور سب بتوں کو توڑ دو
اِلحاد کا رُخ موڑ دو   باطل کا بھانڈا پھوڑ دو

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

تو فکر جیت ہار نہ کر   خدائے وحدہٗ سے ڈر

تو پاکستان میں کر نظر　　خلفائے راشدینؓ پر

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

تارے ہیں اصحابؓ نبی　　جن کو بشارت ہے ملی
جنت خدا نے ان کو دی　　ان کے ثناخواں سب ولی

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

صدیق اکبرؓ یار غار　　فاروق اعظمؓ جانثار
عثمانؓ علیؓ حق کے شعار　　سب مان لو حق چار یارؓ

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

ہے ووٹ سب کا امتحاں　　مقصد ہے کیا دل میں نہاں
ہے یہ دعاء رب جہاں　　مظہر ہو حق کا پاسباں

پرچم ہے میرا عالی شاں
کلمہ میرا اصلی نشاں

۞......۞......۞......۞

خدام اہل سنت میدانِ عمل میں

خدام اہل سنت ہیں ہم سنت کو پھیلائیں گے
ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلائیں گے

ہم شاہِ رسل کی امت ہیں جن پہ ہے نبوت ختم ہوئی
ہم منکر ختم نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائیں گے

وہ ساقی کوثرؐ، شافعِ محشر، جانِ جہاں، محبوب خدا
ہم ختم نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے

اصحابِ نبیؐ ، ازواج نبیؐ اور آلِ نبیؐ پر ہم قرباں
ابو بکرؓ، عمرؓ،عثمانؓ، علیؓ کی شانیں ہم سمجھائیں گے

یہ چاروں خلیفہ برحق ہیں اور حسن حسینؓ بھی ہیں پیارے
جنت کے جوانوں کے سید ہم ان کی راہ دکھلائیں گے

سب یار نبیؐ کے پیارے ہیں اور دین کے روشن تارے ہیں
یہ سب حق کے چمکارے ہیں ہر جا یہ چمک دکھلائیں گے

فرمان رسول اکرمؐ ہے ما انا علیہ واصحابی
میرے اور میرے صحابہؓ کے پیروہی جنت جائیں گے

قرآن کا جلوہ سنت میں اور سنت کا ہے صحابہؓ میں
ہم ان کی تابعداری میں باطل سے خوف نہ کھائیں گے

اے مسلم تو مایوس نہ ہو، رکھ سچے خدا پر اپنا یقین
اسلام تو دینِ فطرت ہے ہم فطرت ہی منوائیں گے

مزدور وکساں حیران ہیں کیوں، اسلام سراسر رحمت ہے
قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی دلوائیں گے

اسلام ہے دین اس خالق کا، انسان کو جس نے پیدا کیا
ہر ذرہ ذرہ پیدا کیا ہم اس کی حمد سنائیں گے

یہ دنیا عالم فانی ہے سب خلقت آنی جانی ہے
ازلی ابدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائیں گے

تھا پاکستان کا مطلب کیا، بس لا الہ الا اللہ
میدان عمل میں آ کر ہم یہ مطلب حل کرائیں گے

اے پاکستان کے باشندو! آئینِ شریعت لازم ہے
ہم مسلم ہیں اللہ کے لیے اسلام کا ڈنکا بجائیں گے

خدام اہل سنت کا ہے مظہر بھی ادنیٰ خادم
ہم دین کی خاطر ان شاء اللہ پرچم حق لہرائیں گے

(ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور، اکتوبر ۱۹۸۹ء)

❁……❁……❁……❁

حضرت قائدِ اہل سنتؒ نے فرمایا۔۔۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی صحبت میں ایمان لانے والا اگر ایک ساعت اس کو حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوا، پھر حاضری نصیب نہ ہوئی وفات ہوگئی، تو اس ایک لمحہ کے دیدار کے اثر سے اس کا قلب اتنا صاف اور منور ہو جاتا ہے کہ آج سو سال بھی کوئی صوفی، بزرگ، مجاہدہ کرے تو اس کے دل میں وہ نورانیت پیدا نہیں ہوسکتی۔ (حق چاریارؓ اگست 2004ء)

SARKAL MEDICOS

Opp. Emergency Gate Jhelum Road, Chakwal

سرکال میڈیکوز

بالمقابل ایمرجنسی گیٹ، جہلم روڈ چکوال

Ph: 0573-552006 Mob: 0333-5902808

قائد اہل سنت نمبر

باب ۱۱

معاصر اخبارات و جرائد کا خراجِ تحسین

وفات حسرت آیات پر مختلف ماہناموں
اور روزناموں کا خراج عقیدت

یا اللہ مدد | اسلام اصلی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ | خلافت راشدہ حق چار یارؓ

حضرت قائد اہل سنتؒ نے فرمایا!

☆ مولانا جہلمی (مولانا عبداللطیف صاحبؒ) آخری دم تک تاج وتخت، ختم نبوت کے محافظ رہے، مولانا مرحوم مودودی جماعت کو ایک مستقل فتنہ سمجھتے تھے، مولانا اپنے مسلک وموقف حق پر مضبوطی سے قائم رہے، اور حق پر ڈٹ جانا ہی مولانا مرحوم کی دینی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ (ماہنامہ حق چار یارؓ جہلمی نمبر)

☆ اگر علمی اور تحقیقی حیثیت سے مولانا اوکاڑوی مرحوم (مولانا محمد امین صفدرؒ) کی تبلیغی زندگی کا جائزہ لیا جائے، تو یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑتی ہے، کہ انہوں نے مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں سے دین حق اور علمائے حق کے حقوق کے تحفظ کا فریضہ بطریق احسن انجام دیا۔ (ماہنامہ حق چار یارؓ اوکاڑوی نمبر ص ۳۵)

نیو شوکت کاپی ہاؤس نوٹ بک لاہور
Tel: 042-7120047

عامر برادرز بھون روڈ چکوال
Tel: 0573-553232

مکتبہ رشیدیہ چھپڑ بازار چکوال
Tel: 0573-553200

مکتبہ الحسینیہ سبزی منڈی تلہ گنگ روڈ چکوال
Tel: 0573-53683

[ماهنامه انوار مدینه، لاهور ذی الحجه ۱۴۲۴ھ]

''موت العالم موت العالم''

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ وفات پا گئے

گزشتہ ماہ کی ۲۶ تاریخ کو چکوال میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد وفات فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ تھے۔ آپ ''تحریک خدام اہل سنت'' کے بانی اور امیر تھے۔ حق کا بانگِ دہل اظہار آپ کا خصوصی امتیاز تھا، باطل کے لیے آپ کی ذات شمشیرِ برہنہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ دین حق کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کے لیے آپ ہمہ وقت تیار رہتے تھے، متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں بھی اٹھانا پڑیں۔ اس پیرانہ سالی میں بھی آپ کی استقامت قابل رشک تھی۔ آپ کی وفات سے پیدا ہونے والا خلاء بہت دیر میں پُر ہوگا۔ پاکستان میں آپ حضرت شیخ العرب والعجم قدس سرہ العزیز کے آخری خلیفہ تھے۔ اس اعتبار سے یہ حادثہ مزید اندوہناک ہو گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے وجود سے وابستہ برکات کے سلسلہ کو اپنے فضل و کرم سے جاری و ساری رکھے۔ آپ کے اہل خانہ اور دیگر وابستگان کو ہر قسم کی محرومی سے بچائے رکھے آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کرائی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ [ادارہ]

❀......❀......❀......❀

[ماهنامه الحسن لاهور، فروری ۲۰۰۴ء]

بزم مدنی کا ایک چراغ اور بجھا

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے خلیفہ اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ زندگی کی نوے بہاریں گزار کر مورخہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء اتوار اور پیر کی درمیانی شب چکوال میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم برصغیر کے چند ان علماء کرام میں سے ایک تھے جنہوں نے ساری زندگی اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر گزار دی۔ مولانا مرحوم نے درسگاہی نظام کے ساتھ ساتھ خانقاہی سلسلہ بھی قائم کر رکھا تھا۔ آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کا انتقال امت مسلمہ کے لیے نا قابل تلافی نقصان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

حضرت کے بارے میں تفصیلی معلومات آئندہ اشاعت میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔
(ان شاء اللہ)

قارئین سے حضرت کی مغفرت اور ان کے پسماندگان کے صبر جمیل کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

❁......❁......❁......❁

[ماھنامہ الھدیٰ خیر پور سندھ، مارچ ۲۰۰٤ء]

اناللہ وانا الیہ راجعون

تحریک خدام اہل سنت کے بانی و امیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ صاحب ایک مجاہد عالم دین اور اکابر علماءِ دیوبند کے مسلک کے ترجمان تھے۔ انہیں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ فتنہ رافضیت کے خلاف ان کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع رہا۔ انہوں نے تحریک خدام اہل سنت کے نام سے تنظیم قائم کی جس کے چکوال، جہلم، راولپنڈی اور گجرات کے اضلاع میں خاصے اثرات موجود ہیں۔ نیز ساری زندگی تحریر و تقریر کے ذریعے باطل فرقوں کے خلاف جدوجہد میں مصروف رہے۔ تا آنکہ ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء کی صبح کو ۹۰ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند حضرت قاضی ظہور الحسین اظہر کو ان کا جانشین اور تحریک خدام اہل سنت کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔

❁......❁......❁......❁

[ماہنامہ حق نوائے احتشام کراچی، مارچ ۲۰۰۴ء]

پاکستان میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی چل بسے

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے ممتاز شاگرد، اجل خلیفہ، نمونہ اسلاف، دار العلوم دیوبند کے قابل ترین فاضل، ختم نبوت کے سرخیل، حامی السنۃ، ماحی البدعۃ، ترجمان حضرت مدنی رحمہ اللہ و اکابرین دیوبند، یادگار سلف الصالحین، قابل رشک مصنف، مدلل تحریر و اثر انگیز تقریر کے مالک بانی تحریک خدام اہل سنت اور ماہنامہ حق چار یار سمیت بہت سے رسالوں کے مدیر اعلیٰ و سرپرست حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ ۳/ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ/ ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء بروز پیر اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس میں شک نہیں کہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے انتقال پر ملال سے جو خلاء پیدا ہوا ہے۔ اس کا پر کرنا نہایت مشکل ہوگا۔ ایسی عظیم الصفات ہستی تو صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو کہ ہماری معلومات کے مطابق قاضی صاحب رحمہ اللہ پاکستان میں حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ کے آخری خلیفہ تھے۔ ارکان برما میں حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ کے آخری خلیفہ حضرت مولانا پیر مظفر احمد مینکوی، فاضل دارالعلوم دیوبند (۱۹۵۶ء)، شیخ الحدیث جامعہ ریاض العلوم بوسیدنگ ہیں اور بنگلہ دیش میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب آف درگاپور ضلع سونام گنج سمیت چند حضرات ہیں۔

قاضی رحمہ اللہ صاحب یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء کو ضلع چکوال کے معروف قصبہ بھیں میں پیدا ہوئے، قاضی صاحب رحمہ اللہ کے والد ماجد حضرت مولانا قاضی کرم الدین دبیر رحمہ اللہ ممتاز عالم دین تھے۔ جن کی ایک معتدبہ زندگی قادیانیت کی تردید میں صرف ہوئی، تفصیل کے لیے کتاب ''تازیانہ عبرت'' کا مطالعہ کیا جائے۔

قاضی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں حاصل کر کے ۱۹۲۸ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول چکوال سے میٹرک پاس کیا۔ پھر دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ چلے گئے، وسطی کتابیں وہیں پڑھ کر از ہر ہند دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور ۱۹۳۹ء میں سند فراغت حاصل کی۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ کے اساتذہ میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، حضرت مولانا شمس الحق

العثمانی رحمہ اللہ، صاحب فتح الملہم حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، شیخ الادب حضرت مولانا محمد اعزاز علی رحمہ اللہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع رحمہ اللہ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا پیر مبارک شاہ رحمہ اللہ جیسے اساطین وقت وائمہ زمانہ شامل ہیں۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کو حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے کسب فیض اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ اس لیے قاضی صاحب رحمہ اللہ ''مجمع البحرین'' کے مصداق تھے۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۹ء تک انگریز کے دور حکومت میں راولپنڈی، جہلم، لاہور اور ملتان کے قید خانوں میں اسیر رہے۔ ۲۹/فروری ۱۹۵۲ء کو قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فراغت کے بعد پاکستان تشریف لاکر چکوال میں امدادیہ مسجد میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی، یہ مدرسہ آج پاکستان کے صف اوّل کے مدارس میں شامل ہے۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ نے ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۶ء تک کا زمانہ رد قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت میں گزارا اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ تفصیل کے لیے کتاب ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء'' ملاحظہ ہو۔ ۱۹۵۵ء میں کل پاکستان جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم کے امیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں جمعیت علمائے اسلام راولپنڈی ڈویژن کے امیر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد جب قاضی رحمہ اللہ کو احساس ہوا کہ موجودہ زوال پذیر عہد میں صحابہ ؓ کو تنقید کا نشانہ بنانا اور ان کے اقوال، افعال، اعمال اور کردار و گفتار کو تختۂ مشق بنانا بدبختوں کا معمول بنتا جارہا ہے تو انہوں نے ۱۹۶۹ء میں ''تحریک خدام اہل سنت'' کے نام سے ایک عظیم الشان تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ پھر ۱۹۸۸ء میں تنظیم کا ترجمان ماہنامہ ''حق چار یار ؓ'' جاری فرمایا۔ قلیل مدت میں اس تنظیم اور ترجمان نے جو روشن کردار ادا کیا وہ اب تاریخ کا حصہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ماہنامہ ''حق چار یار ؓ'' کے مضامین پرمغز، مقالات جاندار اور علمی مباحث دلائل سے مزین ہوتے ہیں۔

اس رسالہ نے خلفاء راشدین کی حقانیت، نظام خلافت راشدہ کی ضرورت اور صحابہ ؓ کی صداقت کو جس انداز میں اُجاگر کیا اور چار دانگ عالم میں پھیلایا یہ ایک نادر المثال تاریخی ریکارڈ ہے۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو نواز شریف دور حکومت میں آخری مرتبہ گرفتار ہوئے اور سنت یوسفی کا نمونہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب رحمہ اللہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

❀......❀......❀......❀

[ماهنامه البلاغ کراچی، مارچ ۲۰۰۴ء]

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال

۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ موافق ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء پیر کے روز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے خلیفہ ارشد اور تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے بانی و امیر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بھی تمام علمی ودینی حلقوں کو افسردہ چھوڑ کر سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مرحوم ۱۰/ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ بمطابق یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء کو مولانا محمد کرم الدینؒ کے گھر ''بھیں'' ضلع چکوال میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے ہی حاصل کی جو بڑے جید عالم دین تھے، اس کے بعد اپنے تعلیمی مراحل طے کرتے ہوئے بالآخر میں دارالعلوم دیوبند چلے گئے، جہاں وقت کے نامور علماء ومشائخ سے علمی وروحانی فیض حاصل کیا، آپ کے اساتذہ حدیث میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، شیخ الادب مولانا اعزاز علی، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی اور علامہ شمس الحق افغانی (رحمہم اللہ تعالیٰ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملاقات کی خاطر تھانہ بھون حاضر ہوتے رہے اور روحانی فیض حاصل کرتے رہے مگر باقاعدہ بیعت وخلافت کا شرف حضرت مدنی قدس سرہ سے حاصل کیا۔

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے اپنی تعلیمی وتبلیغی مصروفیت کا آغاز اپنے وطن چکوال سے کیا اور پوری زندگی وہیں اسی مبارک کام میں مشغول رہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت کو تقریر وتحریر کی عمدہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ جن سے آپ نے اپنی دینی، تبلیغی، تالیفی اور اصلاحی خدمات میں بھرپور کام لیا۔

۱۹۶۹ء میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی اور امیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۹ء میں ایک دینی جریدہ ماہنامہ ''حق چار یارؓ'' جاری کیا جو کہ الحمد للہ اب تک جاری ہے، نیز مختلف موضوعات پر درجنوں کتابیں تالیف فرمائیں، جامعہ عربیہ اظہار الاسلام اور جامعہ اہل سنت تعلیم النساء بھی آپ کے یادگار کارنامے ہیں، اور ان شاء اللہ یہ سب کام آپ کے لیے آپ کے اعمال نامے میں باقیات صالحات اور صدقات جاریہ ہیں۔

حضرت قاضی صاحب کی وفات کا سانحہ صرف آپ کے متعلقین کے لیے ہی صدمہ نہیں ہے بلکہ ملک کے تمام علمی و دینی حلقوں کے لیے بڑا اندوہناک واقعہ ہے۔

ادارہ ''البلاغ'' اور دارالعلوم کراچی کے اساتذہ وطلبہ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین کے ساتھ اس صدمے میں شریک ہیں، کہ ایک عالم ربانی کی وفات سے امت علم وفضل کے قیمتی اثاثے سے محروم ہو جاتی ہے، اور بلاشبہ حضرت کی وفات سے بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔ قارئین البلاغ سے بھی بارگاہِ الٰہی میں اس دعاء کی درخواست ہے کہ مولائے کریم حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کامل مغفرت فرمائیں ان کو درجات عالیہ سے نوازیں، پسماندگان، تلامذہ اور دیگر عقیدت مندوں کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جاری کردہ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمین یارب العالمین۔

[ماهنامه الهادی کراچی، مارچ ۲۰۰۴ء]

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ آخرت

اکابر کی یادگار نمونۂ اسلاف امام اہل سنت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بروز پیر مورخہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء سحری کے وقت سفرِ آخرت پر روانہ ہو گئے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ ساری زندگی خدمت دین میں گزار دی۔ بڑی استقامت کے ساتھ دین کی خدمت کرتے رہے ناساعد حالات سے گزرتے رہے۔ باطل فرقوں کے خلاف مسلسل برسرپیکار رہے توحید، رسالت، ختم نبوت، حجیت حدیث اور تحفظ ناموس صحابہ کا مشن زندگی بھر جاری رکھا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ اظہارِ حق وتردید باطل میں کبھی نہ گھبرائے اور نہ کسی کی ملامت کی پرواہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل زندگی سے نوازا تھا۔ نوے سال کی طویل عمر میں جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ آخرت کے مسافر کو آخر منزل ہی مل گئی اور قرار آ ہی گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر وتقریر کے ذریعے خوب خدمت اسلام کی۔ تصوف میں آپ نمایاں مقام رکھتے تھے۔ واصلان حق میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے دینی حلقوں میں بڑا خلا واقع ہوا

ہے جو شاید صدیوں میں پڑھ نہ ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اپنے قرب کے اعلیٰ ترین مدارج نصیب فرمائے اور خطایا سے درگزر فرمائے۔ آمین۔

۞ ۞ ۞ ۞

[ماہنامہ الرشید لاہور، فروری ۲۰۰۴ء]

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کا انتقال

۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء جب محترم مولانا ظفر اللہ شفیق تشریف لائے تو بتایا کہ قاضی مظہر حسین چکوال والے انتقال کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احقر کا کئی دفعہ خیال ہوا کہ چکوال جانا چاہیے اور حضرت قاضی صاحب کی زیارت کرنا چاہیے کہ شیخ العرب العجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بڑے خلیفہ وہی پاکستان میں ہیں۔ جب اچھی عمر اور صحت تھی تو جا نہ سکا اور اب ضعف اور کمزوری لاحق ہے۔ راولپنڈی کی لائن سے ہٹ کر جانا مشکل ہوتا تھا۔ ورنہ چکوال میں دو بزرگوں کی زیارت اور جگہ دیکھنے کا بڑا خیال پیدا ہوتا رہا۔ بہرحال زیارت مقدر میں نہ تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ موت سے پہلے وصیت لکھوائی کہ مولانا جمیل الرحمٰن مدنی مسجد کے خطیب اور لڑکوں کے مدرسہ کے مہتمم ہوں گے۔ لڑکیوں کا مدرسہ زاہد حسین کے اہتمام میں ہوگا جو سب سے چھوٹے داماد ہیں۔ قاضی ظہور الحسین جماعت کا کام کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی امداد فرمائیں۔

یہ بڑی اچھی روایت ہے ورنہ آج کل تو تدفین کے بعد جانشینی کی پگڑی باندھی جاتی ہے یا پھر والد ماجد خود ہی اپنی خانقاہ یا جامعہ کا اہتمام بیٹے کے سپرد کر دیتے ہیں۔ الا ماشاءاللہ۔ خال خال ایسی مثالیں کم ہیں کہ ایسا نظام کر دیا جائے جو قابل رشک ہو۔ قاضی صاحب مرحوم بڑے سلجھے ہوئے انسان تھے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض لوگوں کو ہمیشہ ان کی ذات میں الجھاؤ نظر آتا رہا۔ میں نے اگرچہ زیارت نہیں کی لیکن ہمیشہ ذہن اچھا ہی رہا اور احقر ویسے بھی اپنے آپ کو مسلک حق کے کام کرنے والوں کا ہمیشہ نیازمند اور خادم ہی سمجھتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اسی پر خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔

۞......۞......۞......۞

[ہفت روزہ خدام الدین لاہور، فروری ۲۰۰۴ء]

حضرت قاضی مظہر حسین صاحب کا انتقال

قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ (خطیب مدنی جامع مسجد چکوال مہتمم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان) ۹۰ سال کی عمر میں ۲۶ جنوری بروز پیر پونے پانچ بجے سحری کے وقت دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید اور خلیفہ مجاز تھے۔ پہلی نماز جنازہ اڑھائی بجے کالج گراؤنڈ چکوال جب کہ دوسری نماز جنازہ سہ پہر ۴ بجے آبائی گاؤں بھیں میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں غروب آفتاب سے قبل تدفین عمل میں آئی۔

اللھم اغفرہ و ارحمہ و ادخلہ فی جنت النعیم.

❀ ..... ❀ ..... ❀ ..... ❀

[ماہ نامہ نور علی نور کراچی، محرم ۱۴۲۵ھ]

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال

انا للہ وانا الیہ راجعون

جانے والوں کی یاد آتی ہے
جانے والے نہیں آتے

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ العزیز شمالی پنجاب کے شہر چکوال میں سکونت رکھتے تھے۔ آپ عالم حق نوا اور مرشد کامل تھے، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے مرید و مجاز بیعت تھے۔ دین حق کے ابلاغ و تحفظ خصوصاً ناموس رسالت اور عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کے تحفظ و دفاع میں آپ کی جدوجہد کا فیض پاکستان ہی میں نہیں دنیا میں اقصائے مشرق سے انتہائے مغرب تک پھیل چکا ہے۔

جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب نے سیاسی مقاصد کے لیے جب ''خلافت وملوکیت'' جیسی رسوائے زمانہ کتاب شائع کی تو خلیفۂ راشد سیدنا عثمان ذوالنورینؓ، رسول اللہ ﷺ کے برادر نسبتی کاتب وحی حضرت امیر معاویہ ؓ اور دیگر اکابرین امت کی وکالت میں جن اہل علم نے اضطراب قلبی کے ساتھ اظہار حق کا فریضہ ادا کیا حضرت قاضی صاحب ان کے ہراول دستہ میں تھے، لاہور سے شائع ہونے والا ماہنامہ حق چاریارؓ اور تحریک خدام اہل سنت حضرت قاضی صاحب کی فیض رساں یادگاریں ہیں۔

⊛......⊛......⊛......⊛

[ماھنامہ الجمعیۃ راولپنڈی، فروری ۲۰۰۴ء]

تحریک خدام اہل سنت کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال

تحریک خدام اہل سنت کے بانی امیر اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ بھی رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۶ جنوری کو الجمعیۃ کے ادارتی صفحے کی کاپی طباعت کے لیے پریس میں جاچکی تھی کہ ان کے انتقال پرملال کی خبر موصول ہوئی۔ چنانچہ طباعت روک کر اس خبر فاجعہ کو شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم ظلمت کے اندھیروں میں ایک چراغ تھے۔ انہوں نے اپنی ۹۰ سالہ بھرپور زندگی میں وکالت صحابہؓ کا حق ادا کردیا۔ آپ کی پوری زندگی حق کی خاطر صعوبتوں اور تکالیف سے مزین ہے۔ آپ پوری زندگی علم وعمل کی تصویر بنے رہے اور باطل تحریکوں کے خلاف شمشیر بے نیام کا کردار ادا کیا۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے شرف ملاقات کے علاوہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ، مولانا شبیر احمد عثانی، مفتی محمد شفیع، مولانا قاری محمد طیب، مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ جولائی ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۹ء تک انگریز دور حکومت میں راولپنڈی، جہلم اور ملتان کی جیلوں میں اسیر رہے۔ ۱۹۵۳ء میں مرزائیت کے خلاف تقاریر کے جرم میں گرفتار ہوئے۔ یوں آپ نے اپنی مجاہدانہ زندگی کے دس سال جیل میں گزارے۔ آپ ۱۹۵۵ء میں جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم اور ۱۹۶۲ء میں جمعیت علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن کے امیر مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۶۹ء میں تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی۔ آپ نے اپنے پسماندگان میں ایک بیٹا قاضی ظہور الحسین اور ۶ بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ۲۶ جنوری کو سحری کے وقت آپ کا انتقال ہوا۔ کالج گراؤنڈ چکوال میں مولانا قاری

خبیب احمد عمر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو اپنے آبائی گاؤں میں اپنے والد مولانا کرم دین کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ، مرکزی ناظم عمومی مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہ اور دیگر قائدین جمعیت نے ان کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ کریم انہیں بلند درجات اور لواحقین کو صبر جمیل سے نواز دے۔ آمین

❁......❁......❁......❁

[ماهنامه لولاک ملتان، محرم ۱٤۲٥ھ]

مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ بھی آخرت کو سدھار گئے

۲۶/جنوری ۲۰۰۴ء پیر صبح سحری کے وقت تحریک خدام اہل سنت کے بانی ''شیخ طریقت'' مجاہد فی سبیل اللہ، یادگار اسلاف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون.

۹۰ سال کی عمر پائی۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے کمزور ہو گئے تھے۔ لیکن معمولات میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ گزشتہ سے پیوستہ سال عیدالفطر کے اگلے روز برطانیہ سے آئے ہوئے مہمان حضرت مولانا محمد ایوب سواتی صاحب کی مساعدت کے لیے راقم الحروف کو چکوال آپ کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا۔ شفقت ومحبت سے اپنی چارپائی پر بٹھایا۔ دیر تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی تفصیلات پوچھتے رہے۔ تحریری وتقریری کام کی رپورٹ پر شگفتہ مزاج ہو گئے۔ ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور حقیقت یہ کہ محبتوں کی بارش کر دی۔ افسوس کہ ان کی موت نے ہم سے دعاؤں کا سہارا چھین لیا۔ آخری دنوں میں اطلاع ملی کہ صاحب فراش ہیں۔ آج افسوس ناک خبر سنی کہ کل انتقال ہو گیا اور شام تک تدفین کا عمل بھی مکمل ہو گیا۔ ان کی تقریباً پون صدی کی خدمات قابل قدر و قابل رشک ہیں۔ مدتوں ان کا خلا پر نہ ہو سکے گا۔ آپ کے جانشین اور اکلوتے صاحبزادے حضرت مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب مدظلہ ہم سب کی طرف سے تعزیت کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین...... ثم آمین! [تفصیل مقالات ومضامین میں پڑھیے]

❁......❁......❁......❁

[ماهنامه الصیانة لاهور، فروری ٢٠٠٤ء]

آہ! حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور خلیفہ مجاز تھے، آپ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاکستان میں آخری خلیفہ تھے، آپ کو اخلاص وللہیت اور غیرت وحمیت اپنے علمی وروحانی شیخ سے ورثے میں ملی تھی چنانچہ کئی مرتبہ کلمہ حق کہنے کی پاداش میں قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ اس طرح اپنے شیخ کی طرح سنت یوسفی پر عمل پیرا ہونے کی سعادت سے بہرہ یاب ہوئے۔ گزشتہ ماہ آپ کا انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

[تفصیل کے لیے مقالات ومضامین ملاحظہ فرمائیں]

❀......❀......❀......❀

[ماهنامه الفاروق کراچی، صفر ١٤٢٥ھ]

اناللہ وانا الیہ راجعون

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز، دارالعلوم دیوبند کے تربیت یافتہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قضائے الٰہی سے گزشتہ دنوں وفات پاگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ۱۹۱۴ء میں ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ زندگی بھر باطل تحریکوں کا تعاقب کیا، صعوبتیں جھیلیں، جیلیں کاٹیں، مگر مرتے دم تک راہ حق سے سرمو انحراف نہ کیا۔ یہاں تک کہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی مغفرت فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے۔ عزیز واقارب، خدام اور عقیدت مندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

[ماهنامه ندائے شاهی مراد آباد انڈیا، اپریل ۲۰۰۴ء]

عقیدہ میں تصلب، نظریہ کی پختگی

حج سے تین چار روز قبل ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ احقر حرم شریف سے نماز فجر پڑھ کر مدرسہ صولتیہ پہنچا تو مولانا مفتی شیر محمد صاحب علوی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور نے باچشم تر یہ افسوس ناک خبر سنائی کہ پاکستان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے آخری خلیفہ، بقیۃ السلف، قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کا ابھی کچھ دیر قبل اپنے وطن چکوال ضلع جہلم پاکستان میں وصال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ عقیدہ میں تصلب، نظریہ کی پختگی، اظہار حق اور صفات صحابہؓ وسلف صالحین کی عظمت وعقیدت کے معاملہ میں اپنا منفرد مقام رکھتے تھے۔

[تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]

[ماهنامه بینات کراچی، محرم الحرام ۱٤۲۵ھ]

قاضی صاحب راہیٔ عالم آخرت ہوگئے

تحریک خدام اہل سنت کے بانی وامیر، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ قدس سرہ کے تلمیذ رشید وخلیفہ مجاز، ماہنامہ حق چار یارؓ کے بانی ومدیر، جامعہ تعلیم النساء چکوال کے بانی ومدیر، جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال کے مدیر ومہتمم، جامع مسجد مدنی چکوال کے خطیب، اکابر علماء دیوبند کے سچے جانشین، اسلاف کی روایات کے امین اور وکیل صحابہؓ، امام اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قدس سرہ ۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء پیر اور منگل کی درمیانی شب صبح پونے پانچ بجے راہی عالم آخرت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان لله ما اخذ وله ما اعطى و كل شئ عنده باجل مسمى.

[تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]

[ماهنامه الخير ملتان، مارچ ۲۰۰۴ء]

حق کا ترجمان رخصت ہوگیا

الحمدلله و سلام على عباده الذين اصطفىٰ.

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

مولانا محمد علی جوہر مرحوم کا یہ شعر ہمارے دور میں کسی شخصیت کی حق گوئی و بے با کی، دینی غیرت و حمیت، تصلب فی الدین اور کسی مصلحت کے بغیر کلمہ حق کہنے پر صادق آتا ہے۔ تو وہ مناظر اہل سنت وکیل صحابہؓ، ترجمان مسلک حق حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی شخصیت تھی۔ افسوس کہ حق کا یہ ترجمان ۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ، ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء کو اپنی شعوری زندگی میں تقریباً ستر برس تک حق کی منادی کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

[تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]

❁.....❁.....❁.....❁

[ماهنامه القاسم اكوژه خٹک، مارچ ۲۰۰۴ء]

ممتاز عالم دین کا انتقال

ممتاز عالم دین، یادگار اسلاف، وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ اجل حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ بھی ۲۶/ جنوری کی صبح کو چکوال میں انتقال فرماگئے۔

انا لله وانا اليه راجعون.

حضرت قاضی صاحب صبر و رضا کے پیکر اور علم وعمل کا مجسم نمونہ تھے۔

[تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]

❁.....❁.....❁.....❁

[ماهنامه نصرة العلوم گوجرانواله، مارچ ٢٠٠٤ء]

موت العالم موت العالم کا مصداق

۳/ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بروز سوموار صبح ہی صبح بذریعہ ٹیلی فون یہ دل فگار خبر ملی کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے ہیں۔ بے ساختہ زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد جاری ہوا۔ قحط الرجال کے اس دور میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسی نابغۂ روزگار ہستیوں کا یکے بعد دیگرے اٹھ جانا یقیناً موت العالم موت العالم کا مصداق اور علامات قیامت کا پے در پے اظہار ہے۔ [تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]

[ماهنامه خلافت راشده فیصل آباد، مارچ ٢٠٠٤ء]

عقیدہ اور مسلک میں فولادی چٹان

جس طرح حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ طبیعت کے انتہائی نرم، مشفق، مہربان، سادگی وتقویٰ کے پیکر اور حد درجہ مہمان نواز تھے۔ ویسے ہی عقیدے اور مسلک کے اعتبار سے فولادی چٹان تھے۔ اپنوں، بیگانوں کی پرواہ کیے بغیر لگی لپٹی کے بیان کرنا حضرت والا کا عمر بھر وطیرہ رہا۔ بعض معاصرین کا خیال ہے کہ حضرت والا اپنے موقف کے اعتبار سے انتہائی سخت تھے۔ لیکن صاحب فراست لوگ جانتے ہیں کہ نفس پرستی اور مصلحت پسندی کے اس دور میں جب کہ ہر طرف خاص و عام حقیقت حال بیان کرنے سے عاری اور اظہار حق وصداقت سے چشم پوشی اختیار کر کے مصلحت کی منقش چادر کا سہارا لیے ہوئے ہے۔ ان حالات میں وہ مرد قلندر عقیدہ اور مسلک کے دفاع میں سخت موقف اپنائے ہوئے یقیناً حق بجانب تھا۔ ورنہ مسلک کا دفاع خطرہ سے خالی نہ تھا۔ [تفصیل کے لیے مقالات ومضامین دیکھیں]

❁.....❁.....❁.....❁

[ماهنامه الهدیٰ هرنولی، جنوری، فروری ۲۰۰٤ء]

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

قانون خداوندی ہے کل من علیھا فان (الایۃ) ہم خدام اہل سنت کے لیے آخری سہارا، امیر مرکزیہ بانی تحریک خدام اہل سنت، شیخ العرب والعجم حضرت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ کی پاکستان میں آخری نشانی اور خلیفہ مجاز، ہمارے پیرو مرشد و مربی، یادگار سلف، قدوۃ الاولیاء، وکیل صحابہؓ ترجمان اہل سنت، محافظ مسلک علماء دیوبند، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ بھی ہم سے جدا ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون......

۞......۞......۞......۞

[ماهنامه النصحية چارسده، اپریل ۲۰۰٤ء]

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز رخصت ہو گئے

سال عیسوی کی ابتداء اور سال ہجری کے آخری ایام میں یعنی ۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فرزند، ختم نبوت کے سرخیل، قابل رشک منصف، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

زبان پہ یا خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ نطق نے بوسے لیے میری زبان سے

[تفصیل کے لیے مقالات و مضامین دیکھیں]

۞......۞......۞......۞

[روزنامہ اسلام، راولپنڈی، ۲۷ جنوری ۲۰۰۴]

تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے امیر مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ انتقال کر گئے۔

تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے امیر، مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز، بانی و مہتمم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کو گزشتہ روز ان کے آبائی گاؤں بھیں ضلع چکوال میں ہزاروں اشکبار آنکھوں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مولانا قاضی مظہر حسین کا ۹۰ سال کی عمر میں ۲۶ جنوری کو صبح سحری کے وقت انتقال ہو گیا تھا۔ قاضی مظہر حسین نے نصف صدی سے زائد عرصہ دعوت و تبلیغ، تصنیف و تدریس اور مناظرہ و تحقیق کے ذریعے اہل سنت کی ترجمانی کی۔ مولانا قاضی مظہر حسین کا جنازہ دن ۲ بجے مدنی جامع مسجد چکوال سے اٹھا۔ نماز جنازہ کالج گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۳۰ ہزار افراد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ مشہور عالم دین مولانا قاضی عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا قاری خبیب احمد عمر نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں میانوالی، گوجرانوالہ، کراچی، اسلام آباد، راولپنڈی، گجرات، لاہور، جہلم، میرپور آزاد کشمیر، اٹک، پشاور اور ملک کے دیگر علاقوں سے علماء و مشائخ طلباء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ نماز جنازہ کے بعد جسد خاکی بھیں لے جایا گیا۔ جہاں دوسرے جنازہ کے بعد مولانا قاضی مظہر حسین کو ان کے آبائی قبرستان میں اپنے والد مولانا کرم دین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

❁......❁......❁

[روزنامہ جنگ راولپنڈی اسلام آباد، ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء]

خدام اہل سنت کے امیر قاضی مظہر حسین انتقال کر گئے

چکوال (نمائندہ جنگ) تحریک خدام اہل سنت کے امیر قاضی مظہر حسین مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۹۰ برس تھی۔ ان کا شمار برصغیر کے چند بڑے علماء میں ہوتا تھا۔ ان کی نماز جنازہ

گورنمنٹ کالج گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ انہیں آبائی گاؤں بھیں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

⊛......⊛......⊛......⊛

[روزنامہ اساس راولپنڈی، ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء]

تحریک خدام اہل سنت کے امیر کا انتقال

مختصر علالت کے بعد تحریک خدام اہل سنت کے امیر قاضی مظہر حسین انتقال کر گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون.

ان کا شمار برصغیر کے چند بڑے علماء میں ہوتا تھا۔ نماز جنازہ گورنمنٹ کالج چکوال میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ موضع بھیں والد گرامی مولانا کرم الدین کے پہلو میں شام ۶ بجے سپرد خاک کر دیئے گئے۔

⊛......⊛......⊛......⊛

[روزنامہ خبریں اسلام آباد، ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء]

مولانا قاضی مظہر حسین انتقال کر گئے

ممتاز عالم دین، امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان گزشتہ روز انتقال کر گئے۔ ان کی عمر تقریباً ۹۳ برس تھی۔ ان کی نماز جنازہ گورنمنٹ کالج کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ آپ ۱۹۱۴ء کو ضلع چکوال میں پیدا ہوئے اور دارالعلوم دیوبند مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ سے فیض حاصل کیا۔

⊛......⊛......⊛......⊛

[روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی، اسلام آباد، ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء]

تحریک خدام اہل سنت کے امیر انتقال کر گئے

مرحوم کی عمر تقریباً ۹۰ برس تھی اور ان کا شمار برصغیر کے چند بڑے علماء کرام میں ہوتا تھا۔ نماز جنازہ

میں ۳۰ ہزار افراد نے شرکت کی۔ بعد ازاں انہیں آبائی گاؤں بھیں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

❀......❀......❀......❀

[روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء]

تحریک خدام کے امیر قاضی مظہر حسین کا انتقال

تحریک خدام اہل سنت کے امیر قاضی مظہر حسین مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ جن کا شمار برصغیر کے چند بڑے علماء کرام میں ہوتا تھا۔ نماز جنازہ پہلے گورنمنٹ کالج چکوال کے گراؤنڈ بعد ازاں آبائی گاؤں بھیں میں ادا کیا گیا۔ ایس ایس پی چوہدری محمد زمان لنگڑیال نے چکوال کے نماز جنازہ میں خود بھی شرکت کی۔ اور حفاظتی اقدامات کا جائزہ لیتے رہے۔

❀......❀......❀......❀

[روزنامہ اسلام کالم (۱) تحریر! مولانا زاھد الراشدی]

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ چند یادیں

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب پاکستان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلفاء میں سے تھے اور ان کے بعد ہمارے علم کے مطابق پاکستان میں اب ایسے کوئی بزرگ باقی نہیں رہے جنہیں حضرتِ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے روحانی سلسلہ میں خلافت سے نوازا ہو۔ بنگلہ دیش میں دو تین بزرگ ابھی موجود ہیں جن میں سے ایک بزرگ حضرت مولانا عبدالحق صاحب آف درگاہ پور ضلع سونام گنج کا میں ایک کالم میں تذکرہ کر چکا ہوں۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ۱۹۱۴ء کے دوران ضلع چکوال کے گاؤں بھیں میں پیدا ہوئے۔ عیسوی حساب سے شمار کیا جائے تو وفات کے وقت ان کی عمر نوے برس بنتی ہے لیکن اگر ہجری سن کا اعتبار کیا جائے تو دواڑھائی برس بڑھ جائیں گے اور ان کی عمر ترانوے برس شمار ہوگی۔

حضرت قاضی صاحب کے والد محترم حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے بڑے علماء میں سے تھے اور ان کی شہرت دور دراز تک تھی۔ انہوں نے قادیانیت اور روافض کے خلاف اہل سنت

کے موقف کے دفاع میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ قادیانیوں کے ساتھ ان کی عدالتی معرکہ آرائی ''تازیانہ عبرت'' کے نام سے چھپ چکی ہے جب کہ ردّ روافض پر ان کی معرکۃ الآراء کتاب ''آفتاب ہدایت'' نے خاصی شہرت حاصل کی ہے وہ اپنے دور کے معروف مناظر اور واعظ تھے اور انہوں نے بہت سے مناظروں اور مباحثوں میں حصہ لیا۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے ۱۹۲۸ء میں میٹرک کیا۔ اس کے بعد دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں درس نظامی کی تعلیم پائی اور ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ ان کے اساتذہ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے علاوہ علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، حضرت مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا پیر مبارک شاہ رحمہ اللہ جیسے اکابر ہیں۔

میرے والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کا سن ولادت بھی ۱۹۱۴ء ہے جب کہ انہوں نے دارالعلوم دیوبند میں دروۂ حدیث ۱۹۴۱ء میں کیا ہے اور ان کے بخاری شریف کے استاذ بھی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ ہیں۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہم کا دینی، تعلیمی اور مسلکی امور میں ابتداء سے ہی ساتھ رہا۔ تینوں فضلائے دیوبند تھے اور حضرت مدنی کے شاگرد تھے۔ اس لیے ذوق و مشرب مشترک تھا اور علماء دیوبند کے مسلک کی ترویج اور دینی تعلیمات کے فروغ کے لیے تینوں بزرگوں کا باہمی تعاون و اعتماد اشتراک و رابطہ اس حد تک آگے بڑھا کہ خاندانی تعلقات اور رشتہ داریاں بھی قائم ہوگئیں۔ میرے چھوٹے بھائی مولانا عبدالحق خان بشیر جو گجرات کی مسجد امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خطیب ہیں۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے داماد ہیں جب کہ حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ کے بڑے فرزند مولانا قاری خبیب احمد عمر جوان کے جانشین بھی ہیں میرے بہنوئی ہیں۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے فرزند مولانا قاضی ظہور حسین صاحب اور مولانا قاری خبیب احمد عمر مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فاضل اور والد محترم مولانا محمد سرفراز خان صفدر کے شاگرد ہیں۔

اس طرح مسلکی رفاقت اور تعلیمی ربط و مشاورت نے تینوں خاندانوں کو باہمی رشتوں سے منسلک کر دیا اور بحمد اللہ تعالیٰ یہ باہمی ربط و اعتماد مسلسل آگے بڑھ رہا ہے۔

ہمارے طالب علمی کے دور میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ اکثر مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں تشریف لایا کرتے تھے اور ہمیں ان کی صحبت سے فیض اٹھانے کا موقع ملا کرتا تھا بلکہ مجھے اپنی تربیت و اصلاح میں بھی ان سے بہت استفادہ کا موقع ملا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ کا تذکرہ مناسب ہوگا……

طالب علمی کے ابتدائی ایام میں ''صاحبزادگی'' کے جراثیم چند برس تک میرے دماغ پر بھی مسلط رہے۔ میرے کپڑے عام درزی سے نہیں سلتے تھے۔ استری کیے بغیر رومال کندھے پر رکھنے کا روادار نہیں ہوتا تھا، نمائشی چشمہ ہر وقت آنکھوں پر ہوتا تھا، سر پر قراقلی اور ہاتھ میں چھڑی کا تکلف بھی پال رکھا تھا۔ دوسری طرف تحریر و تقریر اور تنظیمی کاموں کا ذوق بھی تھا۔ مدرسہ نصرۃ العلوم میں طلبہ کی پہلی یونین ۱۹۶۳ء میں بنی تھی۔ جس کے صدر مولانا سید عطاء اللہ شاہ شیرازی ؒ تھے۔ جو نصرۃ العلوم کے فاضل ہوئے اور مدرسہ کے سکول میں ایک عرصہ تک ٹیچر رہنے کے بعد گزشتہ سال وفات پا گئے ہیں۔ میں اس یونین کا سیکرٹری تھا۔ ہم ہر جمعرات کو عشاء کے بعد طلبہ کے اجتماع کر کے تقریریں کیا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ جمعرات کو ہمارے ہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہم نے ان سے طلبہ کے ہفتہ وار اجلاس میں شرکت کی درخواست کی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ میں نے اس محفل میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی ؒ کی جدوجہد کے حوالہ سے تقریر کی دوسرے روز صبح ناشتہ کے وقت میں حضرت قاضی صاحب ؒ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ انہوں نے رات کی میری تقریر کا ذکر چھیڑ دیا اور تعریف کی کہ……

''تمہارا ذوق اچھا ہے لیکن ساتھ میرے لباس اور ہیئت کذائیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت شیخ الہند ؒ ایسے نہیں رہتے تھے۔''

قاضی صاحب نے یہ جملہ کچھ اس انداز سے کہا کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے دل سے کوئی چیز نکل کر اڑ گئی ہے اور اس کے بعد سے آج تک میری صورت حال یہ ہے کہ گھر والے اپنی طرف سے ہر طرح کے تکلفات کا اہتمام کرتے ہیں لیکن میرے دل میں بحمد اللہ کبھی کسی تکلف کا داعیہ پیدا نہیں ہوا اور صاحبزادگی کا وہ بت جو میرے قلب و دماغ میں اس سے قبل خاصی جگہ گھیرے ہوئے تھا اس مرد درویش کی ایک ہی ضرب سے ریزہ ریزہ ہو گیا۔ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان میں میری عملی سرگرمیوں کا آغاز ہوا تو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ اور حضرت مولانا عبد اللطیف جہلمی ؒ دونوں بزرگ جمعیت میں

شامل تھے اور جمعیۃ کے اہم رہنماؤں میں شمار ہوتے تھے۔ بعد میں دونوں بزرگ یکے بعد دیگرے جمعیت سے الگ ہو گئے اور جمعیت کی سیاسی پالیسیوں کے ساتھ ان کا بعد بڑھتا گیا جبکہ میں جمعیت کی پالیسیوں کے ساتھ مسلسل پیش رفت کی حالت میں تھا لیکن اس کے باوجود میری نیازمندی اور ان کی شفقت میں کبھی کمی نہیں آئی۔ میں کبھی کبھی زیارت اور دعاء کے لیے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دیا کرتا تھا اور مجھے اس بات کا ڈر بھی ہوتا تھا کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرا کوئی نہ کوئی بیان سنبھال رکھا ہوگا جس پر مجھ سے جواب طلبی ہو سکتی ہے اور اکثر ایسا ہو جاتا تھا۔ ان کے ریکارڈ میں سے میرا کوئی بیان یا تحریر ملاقات کے وقت اچانک نکل آتی اور مجھے اس کی وضاحت کرنا پڑتی۔ بزرگوں کے حوالہ سے میرا معمول یہ ہے کہ بحث سے گریز کرتا ہوں اگر ایک آدھ مرتبہ کی وضاحت سے غلط فہمی دور کر سکوں تو کوشش کر لیتا ہوں لیکن اگر اس سے بات نہ بنے تو خاموشی سے ان کی بات سنتا رہتا ہوں اور اسے ان کی شفقت اور محبت کے باعث ان کا حق سمجھتا ہوں۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی میرا معاملہ ایسا ہی تھا۔ ان کی خدمت میں حاضری پر میں بہت کچھ سنتا تھا اور کچھ نہ کچھ عرض بھی کر دیا کرتا تھا۔ ہمیشہ شفقت فرماتے، دعاؤں اور نصیحتوں سے نوازتے اور ایمان و زندگی کی حفاظت کے لیے وظائف کی تلقین بھی فرماتے تھے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی جدوجہد دین کے ہر شعبے میں تھی لیکن دو باتوں کو ان کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی اور ان کی تگ و دو کا اکثر و بیشتر حصہ انہی دو امور کے گرد گھومتا تھا، ایک اہل سنت کے مذہب و عقائد کی ترویج اور دوسرا علماء دیوبند کے مسلک کا تحفظ، ان دو حوالوں سے وہ کسی مصلحت یا لچک کے روادار نہیں تھے اور کسی کو رعایت دینے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ ان کے نزدیک عقائد اور ان کی تعبیرات کے باب میں اکابر علماء دیوبند کی تصریحات ہی فائنل اتھارٹی کی حیثیت رکھتی تھیں کسی بھی حلقہ یا شخصیت کی طرف سے اس سے ہٹ کر کوئی بات سامنے آتی تو کسی جھجک کے بغیر اس کی تردید کر دیتے تھے اور اس معاملہ میں ان کے ہاں کوئی ترجیحات یا پروٹوکول نہیں تھا۔ ایک بار انہوں نے مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ان کی کسی تقریر یا تحریر پر گرفت کرتے ہوئے ایک پمفلٹ شائع کر دیا اس کے بعد کسی مرحلہ پر میری ان کے ہاں حاضری ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ حضرت ضیاء الرحمٰن فاروقی یا میرے جیسے لوگوں کے خلاف آپ پمفلٹ شائع نہ کیا کریں۔ ہم آپ کے بچے ہیں ہماری کسی بات میں غلطی دیکھیں تو خود بلا کر ڈانٹ دیا کریں، سمجھا دیا کریں۔ ہم اس سطح کے لوگ نہیں ہیں کہ آپ ہمیں اپنے

خلاف حریف بنائیں یہ آپ کی شخصیت اور مقام کے خلاف ہے اس کے جواب میں انہوں نے ایک جملہ فرمایا جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا کہ ......

''میں اپنی شخصیت کو دیکھوں یا مسلک کی حفاظت کروں''

آج حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ ہم سے رخصت ہو گئے ہیں تو میں اس حوالہ سے بھی غمزدہ ہوں کہ اب ہم سے جواب طلبی کرنے والا کون ہوگا؟ ہماری غلطیاں کون نکالا کرے گا، اور کس کی خدمت میں حاضر ہوتے وقت ہمارے دل میں ڈر ہوگا کہ فلاں بات کے بارے میں اگر انہوں نے پوچھ لیا تو ہم کیا جواب دیں گے؟ اللہ تعالیٰ اپنی جوار رحمت میں ان کے درجات بلند سے بلند فرمائیں اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دیں، آمین یا رب العالمین۔

❁......❁......❁......❁

[روزنامہ اسلام کالم (۲)......تحریر: مولانا محمد ازہر]

وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم کی رحلت

قحط الرجال کے اس دور میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے خلیفۂ ارشد اور تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے بانی و امیر، وکیل صحابہؓ، ترجمان مسلک حق مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ بھی تمام علمی، دینی حلقوں کو افسردہ چھوڑ کر ۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کی صبح کو سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

قاضی صاحب کی رحلت سے اس تاریکی میں مزید اضافہ ہو گیا جو علم و فضل، زہد و تقویٰ اور شریعت وطریقت کی جامع شخصیات کی جدائی کے باعث دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور دور دور تک روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ ہمارے اس دور کا بہت بڑا المیہ ہے کہ دین کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والی ایسی شخصیات جنہیں اپنے اخلاص وللہیت، رسوخ فی العلم اور استقامت کی وجہ سے مرجع کا درجہ حاصل ہے، کی جدائی کے بعد ان کی جگہ لینے والا کوئی نہیں ہوتا، ہر جانے والا اپنے بعد ایک مہیب خلاء چھوڑ کر جا رہا ہے جس کے بظاہر پر ہونے کے اثرات کہیں نظر نہیں آتے۔ یہ صورتحال ہمارے علمی و عملی مستقبل کے لیے شدید خطرے کی گھنٹی ہے۔ دارالعلوم دیوبند نے علم و عمل، زہد و ورع، تقویٰ و تدین، اخلاص و عزیمت، صبر و استقامت، فضل و کمال، جرأت و حق گوئی، اتباع سنت اور فوق العادت صفات و کمالات کا حامل جو

قافلہ حق تیار کیا تھا قاضی مظہر حسین اسی قافلہ کے فرد فرید تھے۔ آپ کے تصلب فی الدین، استقامت علی الشریعۃ، حق گوئی اور باطل کے خلاف مزاحمت پسندی دیکھ کر اکابر علماء دیوبند کے مذہب، جہاد، فتنوں کے خلاف مزاحمت و حقانیت اور باد تند و تیز کی گزرگاہوں میں شہادت حق کا چراغ روشن کرنے کی روایتیں سمجھ میں آجاتی ہیں۔

قاضی صاحب یوں تو سراپا نمونہ اسلاف اور جامع الصفات ہستی تھے مگر آپ کی زندگی کے دو پہلو ایسے تابناک، روشن اور غالب تھے کہ آپ کی تمام دینی، تبلیغی، تعلیمی اور اصلاحی خدمات میں ان کا رنگ نمایاں ہے۔ ان میں پہلا وصف دینی غیرت و حمیت، اور باطل و گمراہ فرقوں کا تعاقب اور ان کے خلاف زبان وقلم کا پوری قوت کے ساتھ استعمال تھا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو تحریر و تقریر دونوں پر ید طولیٰ عطا فرمایا تھا۔ آپ سامعین اور قارئین دونوں کو اپنی گرفت میں لے لیتے تھے اور ان میں حق اور باطل اور غلط اور صحیح کے درمیان فرق کرنے والی صلاحیتوں کو اجاگر کر دیتے تھے۔ آپ نے عمر بھر جس چیز کو حق سمجھا اسے مصلحت و مداہنت کی رعایت کیے بغیر ہانگ دہل بیان فرمایا اور اس راہ میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت یا تعلق، واسطہ کو مانع نہیں بننے دیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے جہاں قادیانیت، پرویزیت، رافضیت اور بہائیت جیسے فتنوں کے کفر والحاد اور زیغ وضلالت کو برملا بیان فرمایا، وہاں اہل سنت والجماعت کے عقائد اور مسلک حق سے انحراف کرنے والے افراد، جماعتوں اور گروہوں کا بھرپور علمی تعاقب کیا اور اس بات کی قطعاً پروا نہیں کی کہ ان کے اقدام سے کچھ افراد یا گروہ ناراض ہو جائیں گے، ان کی پوری زندگی کم وبیش اس شعر کی تصویر بن کر رہ گئی تھی......

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

جیسے عرض کیا ہے کہ قاضی صاحب باطل و ملحد فرقوں کے لیے تو تیغ براں تھے ہی، لیکن وہ ایسے افراد جو خود کو اہل سنت والجماعت یا دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہوئے بعض خود ساختہ عقائد و نظریات کو علمائے دیوبند کے نظریات قرار دیتے تھے، کی پوری قوت سے تردید فرماتے تھے۔ ان کا موقف اس سلسلے میں یہ تھا کہ اگر ایسے افراد یا گروہوں سے صرف نظر کیا جائے تو اس سے مسلک حق مجروح ہوتا ہے۔ لہٰذا شکوک و شبہات کو دور کرنے اور صحیح اور غلط کو خلط ملط ہونے سے بچانے کے لیے ان کی مدلل تردید ضروری ہے۔ احکام شریعت کا اتباع اور مسلک حق کی حفاظت آپ کے نزدیک تمام مصلحتوں سے بالاتر تھی۔ اپنے اسی

تصلب وحق پرستی کی بدولت آپ نے اپنے بعض مخلص احباب ورفقاء کی جدائی کو برداشت کیا مگر عقیدہ وعمل پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔

جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم اگرچہ خود کو علماء دیو بند کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے تاہم ان کی جماعت کو اہل سنت والجماعت ہی کا گروہ سمجھا جاتا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ مودودی صاحب بہت سے عقائد ومسائل میں انفرادی رائے رکھتے تھے جو مسلک اہل سنت والجماعت کے مطابق نہیں تھی۔ قاضی صاحب نے اس موضوع پر مستقل کتاب تالیف فرمائی اور ان اصول وعقائد اور مسائل کی نشاندہی کی جو مسلک اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں، بالخصوص مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلام اور خلفاء واصحاب رسول ﷺ کے معیار حق ہونے کے بارے میں مودودی صاحب کی فکری لغزش کا علمی وتحقیقی تعاقب کیا اور یہ واضح کیا کہ یہ سمجھانا یا کہنا کہ داؤد علیہ السلام کے عمل میں خواہش نفس کو دخل تھا، نبوت سے پہلے موسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا، یونس علیہ السلام نے فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہیاں کی تھیں، نوح علیہ السلام میں جاہلیت کا جذبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے خود غلطیاں کرائی ہیں، ابراہیم علیہ السلام کو توحید میں شک رہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے زبان درازی کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد کی خلافت میں ملوکیت آ گئی تھی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیاسی اغراض کے لیے کتاب وسنت کی خلاف ورزی کی تھی، فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مخلص نہ تھے، احادیث رسول قابل یقین نہیں۔ موجودہ حالات میں چوروں اور زانیوں کو شرعی سزائیں دینا ظلم ہے، وغیرہا عقائد اہل سنت والجماعت کے مسلک کے قطعی خلاف ہیں۔ اس سلسلہ میں قاضی صاحب کو نرمی اور مصلحت بینی کے مشورے بھی دیئے گئے مگر انہوں نے کسی کا مشورہ قبول نہیں کیا اور تند وتیز ہواؤں میں حق کا چراغ فروزاں رکھا، بلکہ جیسے جیسے دوسرے حلقے مصلحتوں کا شکار ہوتے گئے قاضی صاحب کے موقف میں سختی اور تصلب آتا گیا اور انہوں نے اپنی تحریک اور جدوجہد کا یہ اصول طے کر دیا کہ......

نوا را تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی

قاضی صاحب کا دوسرا نمایاں ترین وصف ان کی فنائیت وتواضع، بے نفسی وانکساری تھا جو درحقیقت تمام اخلاق حمیدہ اور اوصاف حسنہ کا منبع ہے۔ بلاشبہ تواضع اور بے نفسی میں آپ اپنے شیخ ومرشد شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ کا عکس جمیل تھے۔ اپنے متعلقین، احباب، رفقاء، تلامذہ اور

مریدین سے بھی اس طرح معاملہ فرماتے کہ آپ کی شان عبدیت وفنائیت صاف جھلکتی، چند سال قبل احقر کو بغرض زیارت ودعا حاضری کا اتفاق ہوا، ضعف وعلالت کے باعث ان کی کمر جھک چکی تھی، جسم بھی نحیف ونزار تھا۔ علالت کا ضعف اس پر مستزاد تھا، مگر نہایت بشاشت، خندہ روئی اور شفقت کا معاملہ فرمایا، خیرالمدارس اور ماہنامہ ''الخیر'' کے بارے میں دریافت فرماتے رہے، آخر میں احقر نے دعا کی درخواست کی اور جانے کی اجازت چاہی، اس پر ارشاد فرمایا کہ کھانا کھا کر جائیں۔ میں نے ادب سے معذرت کی مگر وہ گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر بعد بنفس نفیس جھکی کمر کے ساتھ سالن روٹی اٹھائے ہوئے تشریف لائے، انہیں اس حالت میں دیکھ کر سخت ندامت اور صدمہ ہوا کہ میں ان کے لیے تکلیف کا سبب بنا، مگر انہوں نے بڑی محبت سے کھانے کا حکم فرمایا۔ نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر وہ بابرکت کھانا کھایا جس کے انوارات عرصہ تک محسوس ہوتے رہے۔ ان کی تواضع وفنائیت کا یہ نقش ابھی تک دل میں تازہ ہے۔
آخر میں تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ تین ہفتے قبل ادارہ خیرالمعارف (شاخ خیرالمدارس ملتان) کے ایک استاذ اور قاضی صاحب کے مرید قاری احمد یار ان کی خدمت میں گئے تو ان سے مدرسہ کے حالات دریافت فرمائے۔ احقر کے بارے میں ذکر فرمایا ''میں روزنامہ اسلام میں ان کے مضامین پڑھتا رہتا ہوں، اچھا لکھتے ہیں'' قاری صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت انہوں نے یہ فرمایا، اس وقت بھی روزنامہ اسلام آپ کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ قاضی صاحب جیسی خدارسیدہ اور نمونہ اسلاف ہستی کے یہ الفاظ روزنامہ اسلام اور احقر کے لیے سعادت ہیں۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قاضی صاحب کو اعلیٰ علیین میں مقام رفیع عطاء فرمائیں، اپنے قرب خاص سے نوازیں اور انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کی رفاقت نصیب فرمائیں (آمین)

[یکم فروری ۲۰۰۴ء]

⊛......⊛......⊛......⊛

[روزنامہ اسلام لاہور کالم (۲) تحریر | حافظ عبدالجبار سلفی]

آہ! حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی رخصت ہوگئے!

مورخہ ۲۶ جنوری بروز سوموار یہ خبر دینی حلقوں پر صاعقہ آسمانی بجلی بن کر گری کہ پاکستان میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے واحد خلیفہ مجاز اکابرین دیوبند کی نشانی' رہبر کامل' وکیل

صحابہؓ، مجاہد باعمل، گلشن تقویٰ کے مہکتے پھول، شمشیر اسلام حضرت اقدس مولانا مظہر حسین ہم سب کو بے آسرا اور تنہا چھوڑ کر دار فانی سے دار بقاء کی طرف اور مخلوق سے منہ توڑ کر اپنے خالق حقیقی کے پاس چلے گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون.

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

بلاشبہ یہ رواں سال کی ابتداء میں ناقابل تلافی سانحہ ہے، موت سے کسی کو انکار یا رستگاری نہیں ہر ایک نے یہاں سے جانا ہے مگر اللہ جنت نصیب کرے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو کہ وہ زمانے کو رلا کر بچھڑ گئے۔

راقم الحروف صبح کی نماز کے بعد درس قرآن سے فارغ ہوا تھا کہ محترم قاری دلدار احمد صدیقی نے اچانک یہ خبر سنائی کہ مولانا قاضی مظہر حسین انتقال فرما گئے۔ یہ خبر سن کر گھڑی بھر کے لیے سکتہ کی کیفیت طاری ہوگئی، زبان بولنے سے، کان سننے سے دل و دماغ سوچنے سے اور پاؤں حرکت کرنے سے رک گئے۔ اس کے بعد مکمل تحقیق ہوئی تب بھی دل و دماغ اپنے اندر اس خبر کو جگہ دینے کے لیے تیار نہ تھے، بالآخر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، دل و دماغ سے ندا آئی کہ قیامت قائم ہوگئی کیونکہ حضرت کے وصال کے بعد ہر ایک چیز فضول لگ رہی تھی۔

''قاضی مظہر حسین'' محض ایک شخص کا نام نہیں تھا، یقیناً وہ اپنی ذات میں ''انجمن'' تھے، وہ محض ''پھول'' نہیں تھے ''پھولوں'' کا گلشن تھے۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ۱۹۱۴ء میں چکوال کے ایک گاؤں ''بھیں'' میں پیدا ہوئے تھے۔ (حضرت رحمہ اللہ کے مفصل حالات ہم نے روزنامہ اسلام ۱۱ دسمبر کے شمارے میں درج کر دیئے ہیں) مختلف مراکز سے علم حاصل کرنے کے بعد آپ مایہ ناز علمی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے بخاری شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دل میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کی بے حد عقیدت تھی۔ راقم الحروف نے حضرت رحمہ اللہ کی محفل میں بیٹھ کر خود سنا تھا کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کا درس سن کر دل دھل جایا کرتے تھے۔

واپس آئے اور آپ ہمہ تن خدمت دین میں مصروف ہو گئے، دینی مدارس کا جال بچھایا اور جمعیت

علماء اسلام پنجاب کے امیر مقرر ہوئے' مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ اور مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ آپ پر بہت اعتماد کرتے تھے۔

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے دل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ فرماتے تھے کہ صحابہؓ نبوت کے عینی گواہ ہیں اگر صحابہؓ کو اہمیت نہ دی گئی تو پورے دین سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے سیاسی طور پر اپنے لوگوں سے ''اشتراک'' کیا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرتے تھے تو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے دلبرداشتہ ہو کر جمعیت علماء اسلام سے استعفیٰ دیدیا حالانکہ مفتی محمود رحمہ اللہ کا فیصلہ خلوص پر مبنی تھا اور حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے پروانے تھے مگر قاضی صاحب رحمہ اللہ وقتی اشتراک'' کو بھی برداشت نہ کر سکے۔ یہاں سے آپ کی اصلیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آج کل اکثر آدمی ''شہرت'' کے مریض ہیں، خود کو ''نمایاں'' کرنے کے لیے وہ کتنے ''پاپڑ بیلتے'' ہیں، عہدوں کا لالچ ہوتا ہے مگر حضرت مرحوم رحمہ اللہ کے دل کے اندر ان ''فانی'' چیزوں کی کوئی قدر نہ تھی۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ کی کس کس ادا کا ذکر کیا جائے گا، وہ بڑے عظیم انسان تھے اور پوری عظمت کے ساتھ زندگی گزار کر ''سوئے عقبیٰ'' روانہ ہوگئے۔

کسی کی مخالفت کی پرواہ کیے بغیر وہ مسلک حق کی وکالت کرتے تھے، فتنہ سبائیت، فتنہ منکرین حدیث، فتنہ پرویزیت، فتنہ مماتیت، فتنہ مرزائیت کے خلاف انہوں نے جو روشن کارنامے سرانجام دیئے رہتی دنیا تک وہ یادر ہیں گے۔

حضرت ہر خاص و عام میں مقبول تھے یہی وجہ ہے کہ جب آپ کا جنازہ اٹھا تو ہر آنکھ اشکبار تھی، جنازے میں ''تاحد نگاہ انسان ہی انسان تھے'' علماء وطلباء، امراء وغرباء، ڈاکٹر و وکلا، غرضیکہ ہر طبقہ کے لوگ آپ کے جنازے میں نظر آرہے تھے۔ حق چار یارؓ کے نعروں کی گونج میں آپ کی میت کو گورنمنٹ کالج چکوال لایا گیا یہاں پر آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا قاضی ظہیب احمد عمر نے پڑھائی، بعدازاں آپ کو اپنے آبائی گاؤں ''بھیں'' لے جایا گیا یہاں پر دوسری نماز جنازہ ہوئی اور پھر ہزاروں آہوں اور سسکیوں میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

❁……❁……❁……❁

[روزنامہ چکوال نامہ، کالم (۱) ...... تحریر (جاوید اقبال ملک]

تاریخ ساز شخصیت......قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی فاضل دارالعلوم دیوبند تھے۔ آپ اکتوبر۱۹۱۴ء بمطابق ۱۰ ذی الحج ۱۳۳۳ھ بمقام بھیں ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نے ابتدائی عربی، فارسی، قرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم والد ماجد حضرت مولانا کرم الدین صاحبؒ سے حاصل کی۔ اور ساتھ ساتھ دنیاوی علوم میں گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے میٹرک کیا۔ اس کے بعد دو سال تک گورنمنٹ پرائمری سکول بھیں میں بچوں کو تعلیم دینے کے بعد اشاعت اسلام کالج لاہور میں داخلہ لیا اور دو سال تک ۱۹۳۳ء اور ۱۹۳۴ء میں اس ادارے میں تعلیم حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی میں فاضل عربی کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کر کے کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد دینی علوم وفنون کی تکمیل کے لیے جامعہ عزیزیہ بھیرہ میں داخل ہوئے اور علوم وفنون پڑھے اور ۱۹۳۶ء اور ۱۹۳۷ء میں دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ سے موقوف تک پڑھنے کے بعد ۱۹۳۸ء تا ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب استاد الحدیث دیوبند اور دوسرے بڑے بڑے مشائخ دیوبند علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت علامہ اعزاز علی صاحب اور حضرت مولانا پیر مبارک صاحب نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند سے فیض حاصل کیا۔ اور تادم آخر مختلف دینی محاذوں پر قابل قدر خدمات انجام دیتے رہے۔

حضرت قبلہ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے پسماندگان میں ایک بیٹا (قاضی ظہور الحسین صاحب) اور چھ بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ قاضی ظہور الحسین صاحب اب حضرت قبلہ کی وصیت کے مطابق تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کے امیر ہیں اور بہت ہی اعلیٰ پائے کے عالم وفاضل اور ہردلعزیز شخصیت کے مالک ہیں۔

میں اکثر سوچتا ہوں کہ ہمارے جیسے لوگ یوں ہی دنیا میں آتے ہیں اور وقت ضائع کر کے چلے جاتے ہیں ایک یہ شخص تھا کہ ایک تحریک تھا جس نے اپنی ساری زندگی ایک جہد مسلسل میں گزار دی اور حقیقت تو یہ ہے کہ اپنا نام امر کر گیا۔

مسلمہ بات ہے کہ کچھ جنازے استصواب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کہ خلق خدا اپنے خدا کے سامنے جانے والے کے بارے میں کیا شہادت پیش کرتی ہے۔ چکوال شہر نے جو منظر ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کی نماز جنازہ کا دیکھا وہ ایک عوامی استصواب سے کم نہ تھا۔ بھون چوک سے کانج گراؤنڈ تک لوگ ہی لوگ تھے پولیس کی بھاری نفری چوکس تھی یقیناً اتنے بڑے ہجوم کو کنٹرول کرنا بڑی مہارت کا کام ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت قبلہ کے آبائی گاؤں بھیں میں لوگوں کی کثیر تعداد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی مغفرت کرے اور ان کے بیٹے حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

قابل ستائش:

حضرت قاضی صاحب کے جنازے کے موقع پر لوگوں کی کثیر تعداد کو کامیابی سے کنٹرول کرنے پر یقیناً ایس ایس پی چکوال چوہدری خان زمان لنگڑیال، اے ایس پی چکوال اشفاق احمد صاحب اور دیگر پولیس کے اہلکار، ٹریفک پولیس اور ضلعی حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔

[یکم فروری ۲۰۰۴ء]

❀......❀......❀......❀

[روزنامہ چکوال نامہ کالم (۲) .... تحریر: ابن یوسف]

موتُ العالِم، موتُ العالَم

جب میں نے ہوش سنبھالا تو میرے آبائی گاؤں جھاٹلہ تحصیل تلہ گنگ میں دو روزہ سالانہ سنی کانفرنس منعقد ہوتی تھی۔ ہر سال جولائی کے مہینے میں اس کانفرنس کے انعقاد سے قبل اس کے اشتہارات پورے علاقے میں دیواروں پر چسپاں کیے جاتے تھے۔ جن پر نمایاں حروف میں ایک عظیم مذہبی شخصیت کا نام لکھا ہوتا تھا اور پھر سنی کانفرنس کے شروع ہونے پر ایک ویگن کو جس پر تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا پرچم لگا ہوا ہوتا تھا۔ مسجد بن والی کے سایہ دار پیپل کے درختوں کے نیچے پہنچتے ہی سارا مجمع لپک کر گھیر لیتا تھا۔ جس کی فرنٹ سیٹ پر ایک بزرگ شخصیت سے ملنے کے لیے ہر شخص بے تاب ہوتا تھا۔

میں نے بھی انہی کانفرنسوں کے دوران اس عظیم شخصیت کو دیکھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس شخصیت کے ساتھ میری عقیدت بڑھتی چلی گئی۔ یہ عظیم شخصیت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ؒ کی تھی۔ جنہوں نے آخری وقت تک اس سالانہ سنی کانفرنس کی سرپرستی فرمائی اور سرزمین تلہ گنگ کے عوام کو دینی مسائل وعلوم سے آگاہ کیا۔ جس کے نتیجے میں آج میرے گاؤں سمیت پوری تحصیل تلہ گنگ میں اس شخصیت کے چاہنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ اور یہ ہزاروں لوگ گذشتہ روز اپنے عظیم قائد ومبلغ کی وفات پر دل گرفتہ تھے اور اس روز ہر شخص ان کے جنازے میں شرکت کے لیے چکوال کی طرف رواں دواں تھا۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔ جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے مرکزی امیر اور متحدہ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن کی چکوال آمد کے موقع پر مجھے ان کے ہمراہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کے ہاں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس موقع پر جے یو آئی پنجاب کے امیر مولانا محمد عبداللہ اور دیگر اکابرین بھی ہمراہ تھے۔ ہم سب لوگ ملاقات کے لیے مدنی جامع مسجد کے عقب میں واقع حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کی رہائش گاہ پر پہنچے تو ان کے مریدین اور عقیدت مندوں کی ایک بڑی تعداد پہلے ہی وہاں موجود تھی۔ ہمیں ایک بیٹھک میں بٹھایا گیا۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین شدید علالت کے باعث بیٹھک کے اندر ایک کمرے میں موجود تھے۔ جس کے تنگ ہونے کے باعث ہمیں صرف ان کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی جب کہ مولانا فضل الرحمٰن اور دیگر مہمانوں نے چالیس منٹ تک حضرت مولانا قاضی مظہر حسین سے ملاقات کی۔ اس موقع پر مولانا فضل الرحمٰن نے قاضی مظہر حسین سے درخواست کی کہ وہ ہماری رہنمائی کے ساتھ ساتھ ماضی کی طرح جے یو آئی پر اپنا دست شفقت رکھیں۔ اس کے جواب میں قاضی مظہر حسین نے فرمایا کہ اللہ رب العزت آپ کو دین کی خدمت کی توفیق دے۔ میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اس آخری ملاقات سے قبل اپنی زندگی میں مجھے سینکڑوں مرتبہ اس عظیم مذہبی شخصیت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور میں نے ہر مرتبہ انہیں بے حد شفیق اور مہربان پایا۔

۱۹۹۱ء کے بلدیاتی انتخابات کے موقع پر میں نے روزنامہ جنگ کے اپنے ایک کالم میں ضلع چکوال کے اندر سیاسی حوالے سے تحریک خدام اہل سنت والجماعت کی سیاسی پوزیشن کا جائزہ لیتے ہوئے یہ تجویز پیش کی کہ اس جماعت کو بھی عملی سیاست میں آنا چاہیے۔ اس کالم کی اشاعت کے چند ہفتے بعد حضرت

مولانا قاضی مظہر حسین سے جہانلہ میں ایک تفصیلی ملاقات ہوئی جس میں میرے سیاسی تجزیے کے حوالے سے حضرت نے اتفاق کرتے ہوئے یہ عندیہ دیا کہ اس مرتبہ جماعت کچھ علاقوں میں اپنے حمایت یافتہ امیدوار سامنے لائے گی اور پھر انتخابی عمل میں تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے حمایت یافتہ متعدد امیدوار کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ تاہم ان انتخابات میں پہلی مرتبہ تحریک خدام اہل سنت کی اہمیت اور حیثیت ضلع چکوال میں نمایاں طور پر ابھر کر سامنے آئی۔ اسی اثناء میں ایک مرتبہ اس وقت کے ایم۔ این۔ اے راجہ محمد افسر مرحوم نے اسلام آباد میں ملاقات کے دوران حضرت مولانا قاضی مظہر حسین سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ جس کے نتیجے میں میں نے چکوال آ کر حضرت سے رابطہ کیا تو انہوں نے کمال مہربانی کرتے ہوئے راجہ محمد افسر ایم۔ این۔ اے سے ملاقات کی۔ جس میں راجہ محمد افسر نے زکوٰۃ کے مسئلے پر حضرت سے مفید معلومات حاصل کیں اور یہ ملاقات کرانے پر راجہ محمد افسر مرحوم ہمیشہ میرے ممنون رہے اور جب بھی ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضرت سے ملاقات کا تذکرہ کیا کہ اس کے نتیجے میں مجھے دینی علوم بالخصوص زکوٰۃ کے معاملات پر بے حد مفید معلومات حاصل ہوئیں۔ اپنی چالیس سالہ قربت کے دوران میں نے محسوس کیا کہ حضرت مزاج کے حوالے سے جتنے نرم اور حلیم تھے۔ دین اور فقہ کے معاملے میں ان کا موقف اتنا ہی سخت تھا اور وہ دینی علوم کے معاملے میں لچک کے قائل نہیں تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دینی مسائل پر انہوں نے کبھی لچک کا مظاہرہ نہیں کیا جس کے نتیجے میں ان کے اکثر علماء کرام سے اختلاف بھی کرتے رہے۔ اکثر مواقع پر بات چیت کے دوران وہ سیاست سے بیزاری کا اظہار کرتے تھے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین آج ہمارے درمیان نہیں لیکن ان کی جلائی ہوئی شمع ہمیشہ روشن رہے گی۔ ان کے ہزاروں شاگرد اور درجنوں تصانیف مدتوں تک ان کے مریدین اور عقیدت مندوں کے لیے روشنی کا چراغ بن کر انہیں اپنی تابناکیوں سے منور کرتی رہے گی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

اخبارات آزاد کشمیر

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم نعمان پورہ کے ناظم مولانا قاری محمد انور نے مجاہد آزادی شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی کے پاکستان میں آخری خلیفہ مولانا قاضی مظہر حسین آف چکوال کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کی موت سے پاکستان کے دینی علمی اور روحانی حلقوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ مولانا قاری محمد انور نے کہا کہ مرحوم مسلک اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی کے مینارہ نور تھے۔ جنہوں نے آخری دم تک مسلک حق کی حفاظت کی اور باطل فرقوں کی سرکوبی کے لیے اپنی پوری توانائیاں خرچ کی ہیں۔ جن کے ہزاروں شاگرد اور مرید اس وقت ملک وبیرون ملک میں اپنے مشن کی تعلیم وتدریس میں مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم نے اس دور کے سب سے بڑے فتنہ مودودیت کو بے نقاب کرنے میں جو تاریخی اور نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے وہ آنے والی نسلوں کے لیے راہ حق کی راہنمائی کرتا رہے گا۔ حضرت کی وفات پر مدرسہ عربیہ قاسم العلوم نعمان پورہ میں قرآن خوانی کر کے مرحوم کو ایصال ثواب کیا گیا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

قائد اہل سنت نمبر

باب 12

اخباری بیانات

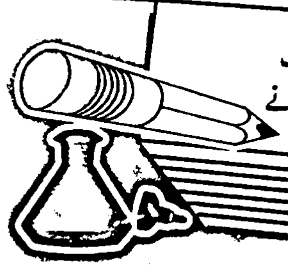

مذہب و مسلک کی حفاظت کے لئے مختلف
اخبارات میں کلمۂ حق کی ادائیگی کے چند نمونے

حضرت قائدِ اہل سنتؒ نے فرمایا۔۔۔

آگ کے ساتھ بیٹھو تو آگ کا اثر، پانی کے ساتھ پانی کا اثر، ہوا کے ساتھ ہوا کا اثر، خاک کے ساتھ خاک کا اثر، یہ اربعہ عناصر کا اثر ہے، دو چیزیں آپس میں مل جائیں تو ایک کا دوسرے پر اثر ہوتا ہے، تو اللہ کی کائنات میں سب سے بڑی ذات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہے۔ تو آپ کی صحبت کا اثر ہوگا یا نہیں؟ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنگت کا بھی کوئی اثر ہوگا (حق چار یارؓ اگست 2004ء)

خلافت راشدہ — یا اللہ مدد — حق چار یارؓ

فیضانِ نظر
قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ

PCO

سرکال
سائیکل سٹور اینڈ
فوسٹار پبلک کال آفس

پروپرائیٹر
حافظ سلطان محمود

ٹیلی فون، فیکس کی سہولت 24 گھنٹے
کالنگ کارڈ بھی دستیاب ہیں

بھون چوک
چکوال

[روزنامہ جنگ راولپنڈی، اسلام آباد]

پاکستان میں صرف حنفی فقہ کا نفاذ ہی ہوسکتا ہے

ہر فرقے کے لئے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں

چکوال ۳ ر مارچ (پ ر) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر اور تحفظ اسلام پارٹی کے رہنما مولانا قاضی مظہر حسین نے ایک بیان میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کے اس بیان کی بھرپور تائید کی کہ ''چونکہ ملک میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے پاکستان میں صرف حنفی فقہ کا نفاذ ہوگا اور ملک میں ہر فرقہ کے لئے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں'' مولانا نے کہا کہ صدر مملکت کے اس اعلان سے ہمیں خوشی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ چونکہ حنفی سنی قانون اصولی طور پر نظام خلافت راشدہ پر مبنی ہے اس لئے اہل سنت والجماعت کے مطالبہ کے پیش نظر نظام خلافت راشدہ کی اتباع کا اعلان کر کے سنی حنفی فقہ کی بنیاد کا تحفظ کیا جائے۔ مولانا نے کہا کہ دین کی اصل بنیاد کتاب اللہ کے بعد سنت رسول اللہ ہے سنت سے مراد حضور ﷺ کا وہ طریقہ اور عمل ہے جن کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے یا جن کی ترغیب دی ہے یا جن سے منع نہ کیا ہے۔ سنت رسول کا مفہوم شرعاً بہت وسیع اور جامع ہے اور قرآنی احکام پر عمل کرنے کا صحیح اور کامل نمونہ حضور کی سنت مقدسہ ہے۔ مولانا نے کہا کہ جس طرح حضور کی سنت کتاب اللہ کے علوم و احکام کے حصول کا واسطہ اور ذریعہ ہیں اسی طرح جماعت مصطفیٰ بھی مابعد کی امت تک سنت مصطفیٰ کو علمی و عملی ہر حیثیت سے صحیح طور پر پہنچانے کا واحد ذریعہ ہے اگر جماعت مصطفیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شریعت و سنت کے حصول کے لیے شرعی واسطہ تسلیم نہ کیا جائے تو پھر دین کامل اور شریعت محمدیہ ﷺ کے مکمل طور پر حاصل کرنے کا عالم اسباب میں اور کوئی ذریعہ نہیں اسلامی قانون کے نفاذ اور جاری کرنے اور چلانے کے لئے حضور کی معاون و مددگار یہی مقدس جماعت مصطفیٰ تھی۔ حضور ﷺ کی جماعت جیسی نہ پہلے جماعت ہوئی ہے اور نہ آئندہ پیدا ہوگی۔ نظام مصطفیٰ کا نقشہ ہمیں جماعت مصطفیٰ ہی سے ملا ہے۔ حضور ﷺ کے بعد اسی مقدس جماعت نے حضور ﷺ کے نافذ کردہ اسلامی قانون کے جلوے خلافت راشدہ کے پرچم تلے فتوحات اسلامیہ کے ذریعے ایران، مصر، شام، عراق، افریقہ اور کابل قندھار تک پھیلائے اس لئے اگر ہم دیانتداری سے اسلامی قانون جاری کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے بھی اسلامی نمونہ وہی ہے جو خلافت راشدہ کا ہے۔ مولانا نے کہا کہ فقہ حنفی اور خلافت راشدہ کا اصل اصول کلمہ طیبہ

ہے اور یہی قیام پاکستان کے وقت نعرہ لگایا گیا تھا۔ یہی اصلی کلمہ اسلام حضرت محمد ﷺ کے دور رسالت اور دور خلافت راشدہ سے لے کر آج تک اجتماعی طور پر ملت اسلامیہ تسلیم کرتی چلی آئی ہے اور اس سے ملت اسلامیہ کی وحدت قائم ہے لیکن آج بعض لوگوں نے اس کلمۂ اسلام کے الفاظ میں اضافہ کر کے چند جملے بڑھا دیئے ہیں اس لئے ضروری ہو گیا ہے کہ قانونا اصلی کلمۂ اسلام کا تحفظ کیا جائے اور اس میں اضافہ قانونا ممنوع قرار دیا جائے۔ مولانا نے کہا کہ ہماری تحریک کا مقصد مروجہ سیاسی محاذات اور گردو پیش کے خطرات سے بالاتر ہو کر مذہب اہل سنت والجماعت کی بنیاد پر سنی مسلمانوں کو متحد و منظم کرنا ہے۔ [۴ مارچ ۱۹۷۹ء]

۞......۞......۞......۞

زکوٰۃ کمیٹیوں کی نوعیت صرف دنیوی اور سیاسی نہیں بلکہ دینی اور شرعی ہے

نظام زکوٰۃ وعشر پر مکمل ایمان نہ رکھنے والوں کو ان میں نمائندگی نہ دی جائے

چکوال ۹ راگست (پ ر) تحریکِ خدام اہل سنت پاکستان کے بانی وامیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ زکوٰۃ کمیٹیوں میں شیعوں کی رکنیت ختم کر دی جائے۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ متعدد مقامات سے یہ اطلاعات آئیں ہیں کہ زکوٰۃ کمیٹیوں میں بعض ایسے افراد کو بھی ممبر بنایا گیا ہے جن کی دیانت وامانت قابل اعتماد نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ مجوزہ کمیٹیوں کی نوعیت صرف دنیوی اور سیاسی نہیں بلکہ خالص دینی اور شرعی ہے کیونکہ مثل نماز کے زکوٰۃ بھی ایک عبادت ہے جس کا حکم قرآن حکیم میں ہے اور سورۃ الحج کی آیت تمکین میں نظام صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے فرائض میں شمار کیا گیا ہے "یعنی یہ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں تمکین واقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور ہر معروف (نیکی) کا حکم دیں گے اور ہر منکر (برائی) سے روکیں گے" مولانا نے کہا کہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ افضل الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافتِ نبوت پر متمکن ہونے کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا (حالانکہ وہ کلمہ اسلام، نماز، روزہ اور حج کا انکار نہیں کرتے تھے) تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا اور دور رسالت اور دورِ خلافتِ راشدہ میں انہیں لوگوں کو تحصیل زکوٰۃ پر مامور کیا جاتا تھا جو فرض زکوٰۃ کے معتقد ہوتے تھے لیکن یہ امر انتہائی تعجب خیز

ہے کہ زکوۃ کمیٹیوں میں شیعوں کو بھی ممبر بنایا جا رہا ہے جو اعتقاداً زکوۃ کے منکر نہیں ہیں لیکن وہ شیعہ مذہب کی بنیاد پر صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر آف پاکستان کے نافذ کردہ قانون زکوۃ کو صحیح نہیں تسلیم کرتے۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے مفتی جعفر حسین صدر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کے بعض بیانات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ان کے بقول فقہ جعفریہ کے مطابق ۹ چیزوں پر زکوۃ واجب ہے۔ سونے، چاندی اور نوٹوں پر زکوۃ واجب نہیں بلکہ سکوں پر ہے اور پھر یہ کہ شیعوں سے زکوۃ وصول شدہ رقم شیعوں پر ہی صرف ہو سکتی ہے۔ عشر بھی زمین پر سرے سے واجب نہیں یہ صرف اس سرکاری زمین پر ۱۰ فیصد لگتی ہے جو مزارعین کو پٹہ پر دی جائیں۔ مفتی جعفر حسین نے کہا کہ فقہ جعفریہ کے نزدیک نقدی پر قطعاً کوئی زکوۃ نہیں جبکہ سونے چاندی کی صورت میں سکے نہ ہوں تو زکوۃ کا کوئی جواز نہیں مفتی جعفر حسین نے بتایا کہ صوبہ پنجاب سے اہل تشیع نے ان کی اپیل پر اب تک بیس سے پچیس کروڑ روپیہ بنکوں سے نکلوایا ہے'' قائد تحریک فقہ جعفریہ پاکستان علامہ مفتی جعفر حسین مجتہد نے شیعان پاکستان کو ہدایت کی وہ کسی بھی زکوۃ کمیٹی کا رکن نہ بنیں اور زکوۃ و عشر کمیٹیوں کی تشکیل کا بائیکاٹ کر دیں۔ کیونکہ فقہ جعفریہ میں عشر کا کوئی جواز نہیں'' مولانا قاضی مظہر حسین نے ان مذکورہ بیانات کی طرف توجہ دلانے کے بعد کہا یہ بھی ملحوظ رہے کہ مفتی جعفر حسین کے مندرجہ بیانات کو شیعہ سپریم کونسل پاکستان کی مکمل تائید حاصل ہے جو کہ شیعہ علماء و زعماء پر مشتمل ہے اور اس میں کسی شیعہ عالم کا اختلاف نہیں ہے۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا ہے کہ یہ خالص مذہبی اور شرعی مسئلہ ہے اس لئے زکوۃ کمیٹیوں کی تشکیل اسلامی اصول و ضوابط اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے صدر مفتی جعفر حسین کے واضح بیانات کے پیش نظر ہونی چاہیے۔ انہوں نے کہا زکوۃ کمیٹی میں مروجہ رواداری اور وسعت قلبی کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا کہ محض شیعوں کو ان کی دلداری کے لئے اس شرعی نظام کا نمائندہ بنا دیا جائے جس کے وہ اپنے مذہب کی بنیاد پر منکر ہیں اور سوائے سونے چاندی کے سکوں کے ان کے نزدیک کرنسی نوٹوں اور سونے چاندی کے ڈھیروں پر بھی زکوۃ نہیں ہے اور نہ ہی ان پر عشر لازم آتا ہے۔ مولانا نے کہا کہ اگر شیعوں کو زکوۃ کمیٹی کا ممبر بنانا ضروری ہو تو پھر حکومت کو چاہیے کہ پاکستان میں سونے اور چاندی کے سکے رائج کر دے (۲) یا صدر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان مفتی جعفر حسین سے یہ واضح اعلان کرا دے کہ وہ صدر مملکت کے نافذ کردہ قانون زکوۃ کو تسلیم کرتے ہیں اور سونے چاندی کی زکوۃ اور نجی زمینوں کا عشر ادا کریں گے اگر ان دو صورتوں میں سے حکومت کوئی صورت اختیار نہ کر سکے تو پھر زکوۃ کمیٹی کی سطح پر بھی شیعوں کو ممبر بنانا شرعی اصول و ضوابط کے خلاف ہے۔ اس

طریق کار سے زکوٰۃ کمیٹیوں میں انتشار پیدا ہوگا جس کی وجہ سے عملاً زکوٰۃ کمیٹیاں ناکام ہوجائیں گی اور اسلامی قانون کے مخالفین و منکرین اور کمیونسٹ واشتراکی لوگوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا ایک زریں موقعہ مل جائے گا۔ مولانا نے کہا کہ جس طرح کسی کیمونسٹ کو کسی اسلامی قانون کی نمائندگی کمیٹی کا ممبر نہیں بنایا جا سکتا اور فرض نماز کے منکر کو نماز کا امام یا مقتدی نہیں بنایا جا سکتا اسی طرح جب تک شیعہ علماً صدر مملکت کے نافذ کردہ قانون زکوٰۃ کو واضح طور پر تسلیم نہ کریں شیعوں کو نظام زکوٰۃ کا محصل اور محافظ قرار نہیں دیا جا سکتا انہوں نے زکوٰۃ کمیٹی کے صدر کے نام ایک پیغام بھیجا ہے۔ مولانا نے کہا اسلام کے نام پر دو متضاد قوانین کا نفاذ بالکل بے معنی ہے۔ بطور پبلک لاء صرف فقہ حنفی کا قانون نافذ کیا جائے دوسرے اقلیتی مسلم فرقوں کی شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق کئے جانے کی علماء نے اجازت دی ہے لیکن پبلک لاء حنفی فقہ کے مطابق نافذ کیا جائے اور خلافت راشدہ کے معیاری دور کی پیروی میں قرآن و سنت پر مبنی اسلامی نظام حکومت قائم کر کے پاکستان کو ایک مثالی مملکت بنا کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ [۱۰/اگست ۱۹۷۹ء]

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

سنت مطہرہ سے وابستہ ہوکر مسلمان دنیا میں سر بلند ہو سکتے ہیں۔

صدر مملکت خلافت راشدہ کے اتباع کی تصریح کے ساتھ اسلامی نظام کا دوٹوک اعلان کریں

[قاضی مظہر حسین]

چکوال ۳/دسمبر (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کی دسویں سالانہ سنی کانفرنس یہاں سے ۱۵ کلومیٹر دور قصبہ بھیں میں شروع ہوگئی۔ اضلاع جہلم، سرگودھا، میانوالی، ڈیرہ اسماعیل خان، ملتان، راولپنڈی، آزاد کشمیر، پشاور، گجرات، اٹک اور ایبٹ آباد اور دور دراز مقامات سے تعلق رکھنے والے متعدد علما نے بھی اجلاس میں شرکت کی۔ تحریک کے بانی مولانا قاضی مظہر حسین نے پہلے روز جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یکم محرم کو صدر مملکت جنرل ضیاء الحق نے جس نظامِ اسلام کا اعلان کیا ہے وہ ناکافی ہے اس میں خلافتِ راشدہ کی پیروی کا ذکر نہیں۔ حالانکہ کتاب و سنت پر مبنی نظام اسلام کا کامل اور جامع نمونہ خلافتِ راشدہ کا نظام ہے۔ انہوں نے کہا کہ خلافتِ راشدہ کا نظام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نافذ فرمایا تھا اس لئے جنرل ضیاء الحق

نظام خلافتِ راشدہ کے اتباع کی تصریح کے ساتھ اسلامی نظام حکومت کا دوٹوک اعلان کر دیں۔ خلافتِ راشدہ امتِ مسلمہ کے لئے وہ معیاری نمونہ حکومت ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرآنی وعدۂ خلافت کے تحت خلفائے راشدین نے نافذ فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آج کل پاکستان میں جس قدر فسادات برپا ہیں ان سے امتِ محمدیہ ﷺ کو بچانے کے لئے اگر کوئی نسخہ شفا ہو سکتا ہے تو وہ ارشادِ نبوی کا نظام ہے سنتِ مطہرہ کے دامن سے وابستہ ہو کر مسلمان دنیا میں سربلند ہو سکتے ہیں۔ محض اسلام کا دعویٰ دنیوی اور اخروی ذلت سے نہ بچا سکے گا۔ [۳۱ دسمبر ۱۹۷۸ء]

۞ ...... ۞ ...... ۞ ...... ۞

قرآن وسنت کے منافی اسلامی نظام قبول نہیں کیا جائے گا

خلفائے راشدین کی معیاری خلافت قیامت تک امت مسلمہ کے لئے ایک کامل نمونہ حکومت الٰہیہ ہے۔

چکوال ۵ فروری (پ ر) پاکستان تحفظ اسلام پارٹی کے رہنما اور تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی مولانا قاضی مظہر حسین نے گزشتہ روز سرکال مائر کے مقام پر ایک سنی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایسا اسلامی نظام قابل قبول نہیں ہوگا۔ جو قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو۔ کیونکہ آج تک اسلامی حکومت کے اعلان کے ساتھ خلافت راشدہ کی اتباع کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ مولانا نے کہا کہ صحیح اسلامی نظام حکومت وہی ہو سکتا ہے جو امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اصحاب رسول ﷺ کی معاونت اور نصرت سے چاروں خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں قائم فرمایا تھا۔ مولانا نے کہا ان چار خلفاء کی خلافت راشدہ خداوند عالم کی عطا کردہ وہ موعودہ خلافت خاصہ ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ الحج کی آیت تمکین اور سورۃ النور کی آیت استخلاف میں فرمایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا خلفائے راشدین کی یہی وہ معیاری خلافت ہے جو اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت سے قائم کی گئی تھی اور جو قیامت تک امت مسلمہ کے لئے ایک کامل اور مقبول ترین نمونہ حکومت الٰہیہ ہے۔ بانی تحریک مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ پاکستان کے سنی علماء و مشائخ اور سنی لیڈران سیاست کی خدمت میں میری خصوصی عرضداشت یہی ہے کہ آپ گرمجوشی سے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق سے خلافت راشدہ کا نظام نافذ کرنے کا مطالبہ کریں تو

کوئی وجہ نہیں کہ جنرل موصوف اس مطالبہ کو نظر انداز کریں۔ مولانا نے کہا مسلمانان پاکستان کے لئے یہ بڑا آزمائشی وقت ہے کہ وہ کائنات کے قرآنی وعدے کے مطابق خلفائے راشدین کی خلافت راشدہ سے اپنی شرعی وفاداری کا ثبوت دیتے ہیں یا عملاً بے وفائی کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دعوت دیتے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ اگر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب پاکستان میں خدا کا پسندیدہ اسلامی نظام حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے کامل مثال اور نمونہ خلافت راشدہ کا وہ نظام ہے جو خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد (قرآن مجید پارہ ۱۸ سورۃ النور رکوع سات کی آیت خلافت کے تحت) حسب وعدہ خداوندی خلفائے راشدین نے قائم فرمایا تھا۔ ۲۱ فروری ۱۹۷۹ء

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا دور اسلامی نظام کا صحیح اور کامل نمونہ ہے
قرآن وسنت پر مبنی قوانین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اتباع میں بنائے جائیں
(مولانا قاضی مظہر حسین)

چکوال ۲۳ دسمبر (پ ر) ادارہ خدام اہل السنت والجماعت پاکستان کی گیارہویں سالانہ تبلیغی سنی کانفرنس بھیں کے آخری اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی مظہر حسین بانی ادارہ خدام اہل سنت پاکستان وخطیب جامع مسجد مدنی چکوال نے کہا کہ قرآن وسنت کے اصولوں کے تحت خلفائے راشدین کا قائم کردہ نظامِ حکومت ہر دور میں اسلامی حکومت کا ایک معیاری نمونہ ہے جس کو خلافت راشدہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اب حکومت کا کام ہے کہ وہ اپنا نظام قرآن وسنت پر مبنی خلفائے راشدین کی اتباع میں بنائے۔ اسلامی نظام کا صحیح اور کامل نمونہ وہی نظام حکومت ہے جو خلفائے راشدین خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نافذ فرمایا تھا ان میں کوئی اصولی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ اپنے اپنے دور خلافت میں چاروں خلفاء نے اجتہادی اور فروعی مسائل میں اپنے اپنے اجتہاد کی روشنی میں عمل کیا جو محلِ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ نظام خلافت راشدہ قیامت تک کے لئے ایک مثالی، کامل ومکمل نظام حکومت ہے۔ جس کی پیروی میں مسلم ممالک نظامِ شریعت نافذ کر سکتے ہیں۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ مسلمانانِ اہل سنت والجماعت صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق چیف مارشل لاء

ایڈمنسٹریٹر کے اس خط کی پرزور تائید کرتے ہیں جو انہوں نے ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ کو چودھویں صدی ہجری کے آخری سال کی تاریخی خوشی کے موقع پر تحریر کیا تھا۔ اسی خط کی روشنی میں پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ خلافتِ راشدہ کی تصریح کے ساتھ پاکستان میں اسلامی نظامِ حکومت قائم کر کے اپنا اسلامی فریضہ ادا کریں انہوں نے شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ نواسۂ رسول ﷺ جگر گوشہ بتول جنت کے جوانوں کے سردار حضرت امام حسین علیہ السلام دین و شریعت کے علمبردار تھے۔ آپ نے یزیدی اقتدار کے مقابلہ میں جس مؤقف کو حق سمجھا اس پر ثابت قدم رہ کر جام شہادت نوش فرمایا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مقدس زندگی کا مقصد عظیم حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کی سنتِ جامعہ اور شریعت مقدسہ کی اتباع و حفاظت تھا۔ آپ خلوص و تقویٰ کے پیکر تھے۔ آپ کی زندگی میں تلاوت قرآن ذکر و نماز اور صبر و استقامت کے انوار نمایاں ملتے ہیں۔ تمام مسلمان خلاف شرع امور سے خود بچیں اور دوسرے بھائیوں کو بھی بچائیں۔ سنی کانفرنس میں جن دوسرے علماء نے خطاب کیا۔ ان میں مولانا عبداللطیف جہلمی، مولانا عبداللہ خطیب اسلام آباد، مولانا امین شاہ مخدوم پور ملتان، مولانا خدایار بھکر، مولانا عزیز الرحمان راولپنڈی، مولانا اللہ یار قاضی ملتان، مولانا قاری شیر محمد لاہور، مولانا عبدالحی سرگودھا، مولانا قاری حسن شاہ لاہور اور مولانا محمد فیروز لاہور شامل ہیں۔ [جنگ راولپنڈی ۲۴ دسمبر ۱۹۷۹]

❀ ...... ❀ ...... ❀ ...... ❀

کسی شیعہ کو زکوٰۃ کمیٹی کا ممبر نہ بنایا جائے

ملک میں خلافت راشدہ کا نظام نافذ کیا جائے [مولانا قاضی مظہر حسین]

چکوال ۵ راگست (پ ر) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے ایک بیان میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق سے اپیل کی ہے کہ کسی شیعہ کو زکوٰۃ کمیٹی کا ممبر نہ بنایا جائے انہوں نے کہا ہے کہ حکومت نے جو زکوٰۃ کمیٹیاں قائم کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے اس میں کئی مقامات پر شیعوں کو بھی زکوٰۃ کمیٹی میں شامل کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ مفتی جعفر حسین صدر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا یہ بیان شائع ہو چکا ہے کہ شیعہ مذہب میں کرنسی نوٹوں اور سونا چاندی پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ زکوٰۃ صرف سونے چاندی کے برابر سکوں پر لازم آتی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ شیعہ کی زکوٰۃ صرف شیعہ پر ہی خرچ کی جاسکتی ہے۔ مفتی جعفر حسین زکوٰۃ کمیٹیوں کا بائیکاٹ کرتے ہوئے یہ اعلان بھی کر چکے ہیں کہ کوئی

شیعہ زکوٰۃ کمیٹی میں شامل نہ ہو اور کوئی شیعہ حکومت کو زکوٰۃ نہ دے۔ مفتی جعفر حسین کی اپیل پر شیعوں نے تقریباً ۲۵ کروڑ کی رقم بنکوں سے نکلوائی ہے۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا ہے کہ اس کے باوجود بعض افسران زکوٰۃ کمیٹیوں میں شیعوں کو بھی شامل کر رہے ہیں۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے اہل سنت والجماعت سے بھی پرزور اپیل کی ہے کہ جہاں کہیں زکوٰۃ کمیٹی میں شیعہ فرد کو شامل کیا جائے وہاں کے سنی ارکان زکوٰۃ کمیٹی سے احتجاجاً مستعفی ہو جائیں۔ مولانا نے کہا کہ سارے پاکستان میں شیعہ، حکومت نے جو زکوٰۃ کا نظام جاری کیا ہے کہ علی الاعلان بائیکاٹ کر رہے ہیں تو پھر رواداری کی کیا ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ علامہ خمینی نے ایران میں شیعہ قانون جاری کر دیا ہے اور صرف مجتہدین کو وہاں لیا جا رہا ہے سنی کو نہیں لیا جا رہا تو تمہیں یہاں کیا پڑی ہے؟ تم بھی کھلم کھلا کہہ دو کہ صدر صاحب دو قانون ہم برداشت نہیں کر سکتے کہ دو اسلام ہوں۔ پرسنل لاء کی اجازت علماء نے دے دی ہے کہ اپنے گھر میں کوئی وراثت یا نکاح وغیرہ کا معاملہ ہے لیکن ملکی جو جرائم ہوں گے ان کی سزا جدا جدا ہو تو جس طرح شیعہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان کے مذہب میں چور کی سزا کلائی سے ہاتھ کاٹنا نہیں صرف چار انگلیاں کاٹنا ہے تو پھر ہندو جو پاکستان میں شہری ہیں اور عیسائی، مرزائی بھی کل یہ مطالبہ کریں گے کہ ان کے مذہب میں یہ سزا نہیں ہے یہ ہے تو پھر کس کس کو راضی کرو گے۔ مولانا نے کہا ہم قرآن وسنت پر مبنی اسلامی نظام جو خلافتِ راشدہ کے دور میں نافذ رہا ہے دو ٹوک اعلان کا جو مطالبہ کر رہے ہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ خلافتِ راشدہ کے دور میں صحیح اسلامی نظام جاری ہوا اور دنیا میں اسلام کا ڈنکا بجایا گیا۔ مولانا نے کہا حکومت کے لئے بھی سوچنے اور سمجھنے کا وقت ہے ایسا نہ ہو کہ ناجائز دوسروں کی دلداری کرنے سے پاکستان کی سالمیت کو ہی خطرہ لاحق ہو جائے۔

[۱۶ اگست ۱۹۷۹ء]

قرآن اور شرعی احکام کا کامل ترین نمونۂ عمل حضور ﷺ کی سنت جامعہ ہے

کتاب اللہ پر ایمان رکھنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اعتقادی اور عملی فتنوں کا سد باب کریں

چکوال ۲۷ جنوری: امیر خدام اہل سنت پاکستان مولانا قاضی مظہر حسین نے مونا کے مقام پر ایک تبلیغی سنی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سیرت النبی ﷺ بیان کرتے ہوئے کہا کہ تمام دینی اور شرعی عقائد واعمال، انفرادی اور اجتماعی ملکی اور بین الاقوامی قوانین کی ماخذ کتاب اللہ کے بعد سنت رسول اللہ

ہے بلکہ کلام الٰہی (قرآن مجید) کے الفاظ وکلمات کا ثبوت بھی حضور ﷺ کی سنت وحدیث پر ہی موقوف ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں جن اہل ایمان کو بلا واسطہ زیارت نبوی کی نعمت عظمٰی نصیب ہوئی ان کو ایمان بالقرآن بھی ایمان بالرسول کے واسطہ ہی سے نصیب ہوا ہے مراد خداوندی کے تحت قرآن حکیم کی تعلیم وتفسیر اور تشریح کا ثبوت بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث وسنت پر ہی مبنی ہے اور قرآن اور شرعی احکام کا کامل ترین نمونہ عمل بھی حضور ﷺ کی سنت جامعہ ہی ہے انہوں نے کہا کتاب اللہ اور سنت رسول پر یقین وایمان رکھنے والے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ہادیٔ اعظم رسول اکرم ﷺ کی سنت مقدسہ کے ساتھ اپنے ایمانی اور روحانی تعلق کا بلاخوف لومۃ لائم کھلم کھلا اظہار کر کے ان سب اعتقادی اور عملی فتنوں کا سد باب کریں جو اسلام کے نام پر سادہ لوح ناواقف مسلمانوں کو راہ حق صراط مستقیم سے ہٹا کر کفر د باطل اور الحاد وزندقہ کے جہنمی راستوں پر چلانے کی کوشش کر رہے ہیں انہوں نے کہا حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت مقدسہ سے نسبت کی بناء پر تمام اہل اسلام رحمت للعالمین خاتم النبیین کی شاہراہ سنت پر گامزن ہو کر فلاح دارین حاصل کر سکتے ہیں حضور ﷺ کی سنت اور اسوۂ حسنہ کی اتباع ، اللہ تعالیٰ کی محبت اور اطاعت اور جنت کے حصول کی پیروی کو شرعاً حجت تسلیم کرنا ایمان کی علامت اور اس کا انکار عدم ایمان کی نشانی ہے۔ انہوں نے کہا جماعت رسول ﷺ کے تمام افراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم، رسالت محمدیہ ﷺ کے چشم دید گواہ ہیں مومنین کاملین کی یہی وہ جنتی جماعت ہے جن کو رب العالمین نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت عالم اسباب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غلبہ دین کا ذریعہ بنایا ہے اس لئے سنت رسول سے نسبت کے اظہار کے بعد جماعت رسول اللہ ﷺ سے نسبت کا اظہار بھی ضروری ہے تاکہ اس دین کامل اور راہ جنت کی پوری پوری نشاندہی ہو جائے جو مابعد کی امت کو حضور ﷺ اور آپ کی جنتی جماعت رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے ملا ہے۔ مولانا نے کہا رسول ﷺ نے پرچم رسالت کے سایہ میں اپنی مجاہدانہ سرفروشیوں سے نصرت خداوندی کے تحت کفار کی جنگی قوتوں کی پاش پاش کر کے اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ڈنکا بجا دیا۔ [۲۹ جنوری ۱۹۷۹ء]

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

حضور ﷺ کو جو خصائص ملے وہ کسی پیغمبر کو عطا نہیں کئے گئے

خلفائے راشدین کے دور میں بڑی بڑی جاہ و جلال رکھنے والی قومیں پرچم اسلام کے سامنے جھک گئیں

چکوال ۱۲؍ مارچ (پ ر) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیو بند کے خلیفہ مجاز و خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کے امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے یہاں مدنی مسجد میں جلسہ سیرت النبی ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام پیغمبر عیب سے پاک اور معصوم ہیں اور اپنے اپنے درجہ میں کامل ہیں۔ ہر نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے امت کی ہدایت کے لئے حسب ضرورت کمالات نبوت دے کر مبعوث فرمایا ہے لیکن اس آخری امت کے لئے رب العالمین نے حضور ﷺ کو خاتم النبین بنا کر مبعوث فرمایا ہے اب کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا اس لئے خالق کائنات نے آنحضرت ﷺ کو نبوت و رسالت کے سارے کمالات عطا فرما دیئے ہیں۔ نہ صرف سیرت بلکہ صورت میں بھی حضور ﷺ سب سے اعلیٰ شان رکھتے ہیں۔ معجزات محمدی ﷺ انبیائے سابقین علیہم السلام کے معجزات سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم ﷺ کو ملائکہ اور انبیاء وغیرہ ساری مخلوق سے زیادہ علم عطاء فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو جو خصائص عطا کئے گئے ہیں وہ اور کسی کو نہیں عطا کئے گئے۔ عالم دنیا، عالم برزخ اور عالم آخرت وغیرہ تمام جہانوں میں حضور ﷺ ہی کو سیادت و امامت حاصل ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے ''میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور مجھے فخر نہیں ہے اور میرے ہاتھ میں اللہ کی حمد کا جھنڈا ہوگا اور مجھے فخر نہیں ہے اور حضرت آدم اور تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور مجھے فخر نہیں ہے۔ (مشکوۃ شریف)'' مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ علاوہ ازیں نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبین ﷺ کو قیامت میں تمام بنی آدم کے لئے شفاعت کبریٰ کا مقام نصیب ہوگا۔ آنحضرت ﷺ ہر اعتبار سے رسول کامل ہیں۔ خالق کائنات نے اپنی مخلوق میں آپ ﷺ جیسا باکمال نہ پہلے پیدا کیا ہے اور نہ آئندہ پیدا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید پارہ ۲۶ سورہ الفتح رکوع ۴ آیت ۲۸ میں) فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ وہ اللہ اس سچے دین کو باقی تمام ادیان (باطلہ) پر غالب کر دے اور اللہ کافی ہے اس کی گواہی دینے والا''۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا اس عظیم قرآنی پیشینگوئی کے وقوع میں بھی کوئی

اہل عقل و انصاف انکار نہیں کرسکتا کہ اسلام نے اپنے ظہور کے بعد بڑی بڑی ابلیسی طاقتوں کو زیر و زبر کر دیا۔ مولانا نے کہا کہ خلفائے راشدین کے ایام خلافت میں غلبۂ دین اور عروج اسلام کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں نیست و نابود ہو گئیں۔ بڑی بڑی جاہ و جلال رکھنے والی قومیں پرچم اسلام کے سامنے جھک گئیں اور ایک پسماندہ عرب قوم نے توحید و سنت کا نور اطراف عالم میں پھیلا دیا۔ [۱۳ مارچ ۱۹۸۰ء]

....

جرأت ایمانی پر صدر مملکت کو مبارکباد

چکوال ۵/ اکتوبر (پ ر) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے یہاں سنی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے مسلمانان اہل سنت والجماعت، صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کو اس عظیم مقام پر فائز ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں، جو ان کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ملتِ مسلمہ کے قریباً ۹۰ کروڑ افراد کے واحد نمائندہ کی حیثیت سے نصیب ہوا ہے۔ مولانا نے کہا کہ جنرل اسمبلی میں جس ایمانی جرأت کی بناء پر جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلام کی دعوت اقوام عالم کے سامنے پیش کی ہے اور اسلام کے بنیادی عقیدہ کی بنا پر انہوں نے سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ﷺ ہونے کا واضح طور پر اعلان کیا ہے اور پھر دور حاضر کے اہم شرعی تقاضا کے تحت انہوں نے سن ہجری کی تاریخ بیان کرتے ہوئے حضرت فاروق اعظم کا تذکرہ "اسلام کے خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ" کے پر عظمت الفاظ سے کیا ہے۔ اس بناء پر وہ تمام عالم اسلام کی طرف سے لاکھ لاکھ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ سنی مسلمانوں کی طرف سے جنرل ضیاء الحق کو ان کے اس عظیم اسلامی کارنامے پر بھی مبارکباد پیش کی جاتی ہے جو انہوں نے حضور خاتم النبیین رحمت للعالمین امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی فیض یافتہ تمام جماعت مقدسہ کی شرعی عظمت کے قانونی تحفظ کے لئے آرڈیننس نافذ کیا کہ جو شخص براہ راست یا بالواسطہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن، اہل بیت علیہم السلام، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس ناموں کی بے حرمتی کرے گا۔ تو اسے تین سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی اور ان مقدس ہستیوں کے خلاف توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے والوں کو وارنٹ کے بغیر گرفتار کیا جا سکے گا۔ [۱۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء]

تحریک خدام اہل سنت نے شریعت بل کے لئے متعدد تجاویز پیش کر دیں

ملک میں بطور پبلک لاء فقہ حنفی کا نفاذ ہونا چاہیے

چکوال (پ ر) تحریک خدام اہل سنت پاکستان نے شریعت بل میں بعض ترامیم تجویز کی ہیں۔ اور اس سلسلے میں اپنی تجاویز اور نقطۂ نظر سے سینٹ سیکرٹریٹ کو باضابطہ طور پر آگاہ کر دیا ہے۔ تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین آف چکوال کے بیان کے مطابق شریعت بل میں تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے جو تجاویز پیش کی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

① پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار دیا جائے جیسا کہ اکثریت کی بنا پر ایران کو شیعہ اسٹیٹ قرار دیا گیا ہے۔

② مجوزہ شریعت بل کی دفعہ ۲ کی شق (ج) کے تحت یہ عبارت لکھی جائے۔

کتاب و سنت کے بعد خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اتباع لازم ہوگا اور جو حکم یا ضابطہ ان سے ثابت یا ماخوذ ہو شریعت کا حکم متصور ہوگا۔

شق (د) کے تحت یہ عبارت لکھی جائے۔ کوئی حکم یا ضابطہ جو اجماع امت سے ثابت ہو ماخوذ ہو شریعت کا حکم متصور ہوگا۔

③ چونکہ پاکستان میں سنی حنفی مسلمانوں کی عظیم اکثریت ہے۔ اس لئے بطور پبلک لاء فقہ حنفی کا نفاذ ہوگا جیسا کہ ایران میں بطور پبلک لاء فقہ جعفریہ نافذ ہے۔

④ اقلیتی مسلم فرقوں کے شخصی نزاعات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مسالک کے مطابق کئے جائیں۔

⑤ قرآن و سنت کی تعبیر کے تحت یہ عبارت لکھی جائے ....

قرآن و سنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو خلفائے راشدین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور اہل السنت والجماعت کے مستند مجتہدین کے علم اصول تفسیر اور علم اصول حدیث کے مسلم قواعد و ضوابط کے مطابق ہو۔

[۱۷ جولائی ۱۹۸۶ء]

قبلہ اول کی بے حرمتی مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے مترادف ہے

اسرائیل کی بڑھتی ہوئی جارحیت کا فوری نوٹس لیا جائے

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل سے مطالبہ

راولپنڈی ۱۵ اپریل (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے امیر اور ممتاز عالم دین مولانا قاضی مظہر حسین نے ایک بیان میں مسجد اقصیٰ کے حالیہ واقعہ کی شدید مذمت کی ہے اور اسے مسلمانوں کے خلاف کھلی جارحیت قرار دیا ہے۔ عبادت میں مصروف نہتے مسلمانوں پر اسرائیلی گولیوں کی بوچھاڑ تمام بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔ قبلہ اول کی بے حرمتی مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے مترادف ہے قاضی مظہر حسین نے کہا کہ قبلہ اول کی حفاظت مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی کے لئے اسرائیلی جارحیت کے خلاف اعلان جہاد کرنا چاہیے۔ انہوں نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل سے مطالبہ کیا کہ وہ بڑھتی ہوئی اسرائیلی جارحیت کا نوٹس لیں اور اس کے خلاف مناسب کاروائی کریں۔ حالیہ ہڑتال پر تبصرہ کرتے ہوئے قاضی مظہر حسین نے کہا کہ ملک بھر میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی اپیل پر منظم ہڑتال اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ پاکستان کے تمام مسلمان اسرائیلی جارحیت کے خلاف متحد ہیں اور انہیں ناکام بنانے کے لئے عملی کام کرنا چاہتے ہیں۔ تحریک خدام اہل سنت کے امیر نے اسلامی ممالک کے تمام سربراہان سے اپیل کی ہے کہ وہ باہمی اختلافات ختم کر کے متحد ہو کر اسرائیلی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہو جائیں اپنے تمام اقتصادی وسائل کو اسرائیل کے خلاف استعمال کریں۔ قاضی مظہر حسین نے اعلان کیا کہ اگر اسرائیل کے خلاف اعلان جہاد کیا گیا تو تحریک اس مقصد کے لئے لاکھوں رضا کار دے گی۔ جو اسرائیل کے خلاف جنگ کریں گے۔ قاضی مظہر حسین نے شہداء کے لئے دعائے مغفرت بھی کی۔ [۱۶ اپریل ۱۹۸۲ء]

قرآن پاک کا غلط ترجمہ کرنے پر قادیانی جماعت کے خلاف مقدمہ قائم کیا جائے

چکوال ۱۵ار جولائی (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کی چکوال شاخ نے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے محرف اور غلط ترجمہ قرآن کو ضبط کرنے کے احکام پر گورنر پنجاب کا شکریہ ادا کیا ہے کہ جن پانچ سرکردہ قادیانیوں کے خلاف مقدمہ کیا گیا ہے ان میں قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ کو بھی شامل کیا جائے۔ مدنی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے اجتماع میں اتفاق رائے سے منظور کی جانے والی قرارداد پر اظہار خیال کرتے ہوئے قاضی مظہر حسین امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان) نے کہا کہ ملزمان مذکور نے اپنے گمراہ کن نظریات کے مطابق قرآن کریم کا غلط ترجمہ کر کے بے حرمتی کا ارتکاب کیا ہے ایسا کرنا کتاب ہدایت میں بم رکھنے کی جسارت سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے اور اس طرح غلط ترجمہ کی اشاعت کے ذریعہ مسلمانان عالم کو گمراہ کرنے کی سازش کی گئی ہے قرارداد میں یہ بھی کہا گیا کہ ملزمان مذکور کے خلاف ۲۹۵ الف کی بجائے ۲۹۵ ب کے تحت مقدمہ قائم کیا جائے۔ [۱۶ جولائی ۱۹۸۲ء]

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

صحابہ رضی اللہ عنہم آرڈیننس پر عمل درآمد کے لیے نئے مؤثر اقدامات کئے جائیں

فلاح و کامرانی کے لئے اسوۂ حسنہ کا اتباع ضروری ہے، دار العلوم امینیہ راولپنڈی میں اجتماع سے قاضی مظہر حسین کا خطاب

راولپنڈی ۲۳ اپریل (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر اور ممتاز عالم دین مولانا قاضی مظہر حسین نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آرڈیننس پر مؤثر عمل درآمد کے لئے انتظامی مشینری کو واضح طور پر ہدایات دی جائیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں ایسا لٹریچر ملک میں موجود ہے جس سے ان مقدس ہستیوں کی توہین کا پہلو نکلتا ہے وہ دار العلوم امینیہ میں نماز جمعہ کے ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ دور میں جب عوام مادہ پرستی کی طرف مائل ہیں۔ اور سکون قلب کے بھی متلاشی ہیں۔ موجودہ ترقی یافتہ دنیا کی تمام آرام و آسائش انہیں سکون قلب مہیا نہیں کر سکتیں۔ یہ مقصد صرف اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب مسلمان اسلام کے زریں اصولوں پر عمل پیرا ہو کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوں اور زندگی کے ہر موڑ پر اسلامی اصولوں اور

حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو مدنظر رکھیں۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ مسلمان موجودہ دور میں اپنی تخلیق کے بنیادی مقصد کو بھول چکے ہیں جس کی وجہ سے مصائب و آلام نے انہیں آ گھیرا ہے انہوں نے بیت المقدس کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کے قبلہ اول کو ہمارے اسلاف نے آزاد کرایا تھا۔ لیکن آج ہماری نا اہلی کی وجہ سے یہ اہم مقام پھر یہودی کنٹرول میں ہے۔ افغانستان میں اسلام کے پیروکاروں پر ایسے ستم روا رکھے جا رہے ہیں کہ وہ لاکھوں کی تعداد میں اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ دنیا کے دیگر حصوں میں بھی مسلمان مختلف مسائل کا شکار ہیں۔ ان تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ ہم حقیقی معنوں میں مسلمان ہو جائیں۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ سنتِ رسول ﷺ کی پیروی سے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ پر اظہار خیال کرتے ہوئے قاضی مظہر حسین نے کہا کہ ہم صدر ضیاء الحق کی ان کوششوں کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس عمل سے قیام پاکستان کا بنیادی مقصد پورا ہوگا۔ انہوں نے زکوٰۃ آرڈیننس کے علاوہ دیگر اسلامی قوانین کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اور مطالبہ کیا کہ ملک میں خلافت راشدہ کا نظامِ حکومت قائم کیا جائے۔ سیاست کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان میں سیاست کا مقصد اقتدار پر قبضہ کرنا ہے۔ موجودہ حکومت نے وہ اسلامی قوانین رائج کئے ہیں جن کے بارے میں سیاست دانوں نے قوم سے متعدد وعدے کئے اور انہیں پورا بھی نہیں کیا۔ [۲۴/اپریل ۱۹۸۳ء]

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

خلفائے راشدین کا دور اسلامی نظام کا صحیح اور کامل نمونہ ہے

قرآن وسنت پر مبنی قوانین خلفائے راشدین کی اتباع میں بنائے جائیں۔ قاضی مظہر حسین

چکوال (ڈاک سے) پاکستان تحفظ اسلام پارٹی کے رہنماء اور تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی و امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے کسرال کے مقام پر ایک عظیم سنی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جنرل محمد ضیاء الحق ۱۲/ربیع الاول کو پاکستان میں اسلامی نظام حکومت قائم کرنے کا جو اعلان کریں گے اس سے کوئی مسلمان بھی اختلاف نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن وسنت کے اصولوں کے تحت خلفائے راشدین کا قائم کردہ نظام حکومت ہر دور میں اسلامی حکومت کا ایک معیاری نمونہ ہے۔ جس کو خلافت راشدہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اب حکومت کا کام ہے کہ قرآن وسنت پر مبنی قانون خلفائے

راشدین کی اتباع میں بنائے۔نظام اسلام یا نظام مصطفےٰ ﷺ کا صحیح اور کامل نمونہ وہی نظام حکومت ہے جو خلفائے راشدین نے نافذ فرمایا تھا۔ان میں کوئی اصولی اور دینی اختلاف نہیں ہے۔البتہ اپنے اپنے دور خلافت میں ہر ایک خلیفہ نے اجتہادی اور فروعی مسائل میں اپنے اپنے اجتہاد کی روشنی میں عمل کیا۔جو محل اعتراض نہیں ہوسکتا۔مولانا نے کہا کہ اگر خلفائے راشدین کے دور حکومت کو حضور ﷺ کے قائم کردہ نظام رسالت یا نظام مصطفےٰ کی پیروی میں ایک مثالی اور معیاری دور حکومت نہ تسلیم کیا جائے۔تو پھر پاکستان میں کتاب وسنت پر مبنی صحیح نظام حکومت کا قیام کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔کیا آج مسلمانوں کی کوئی جماعت ایسی بھی ہوسکتی ہے جو بلا واسطہ نبی کریم ﷺ کی تعلیم وتربیت سے فیض یافتہ جنتی جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور خلفائے راشدین سے بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں کامل ہو؟ اصلی کلمۂ اسلام کا تحفظ آپ پر لازم ہے۔مولانا نے کہا کہ اگر ہم شریعت کے نظام کا نفاذ چاہتے ہیں تو پھر حضور کی جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتباع کر کے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کریں جن کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی سند عطا فرمائی ہے۔

اجتماع نے ہاتھ اٹھا اٹھا کر نعروں کی گونج میں اس مطالبہ کی تائید کی۔سنی اجتماع کے دو اجلاس ہوئے۔پہلے اجلاس میں مولانا خدایار بھکر اور مولانا حافظ عبدالحمید اور مولانا سید محمد قاسم شاہ آف سرگودھا نے خطاب کیا آخری اجلاس سے مولانا قاضی مظہر حسین نے خطاب کیا۔ [۸ فروری ۱۹۹۷ء]

❀......❀......❀......❀

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اسلامی تعلیمات کا مکمل عملی نمونہ ہے

ملک میں جلد مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔قاضی مظہر حسین

راولپنڈی ۲۲ جنوری (نامہ نگار) ممتاز عالم دین اور تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا ہے کہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اس کا عملی نمونہ ہے جس پر گامزن ہو کر مسلمان دینی اور دنیوی فلاح حاصل کر سکتے ہیں۔وہ کلیام اعوان میں منعقدہ سیرت کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا اس سے پہلے پیغمبر مخصوص علاقوں کے لئے آتے تھے لیکن پیغمبر آخر الزمان نہ صرف آخری پیغمبر ہیں بلکہ سب جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔نبی اکرم ﷺ نے سادہ زندگی قرآن حکیم کے

مطابق بسر کر کے امت مسلمہ کے لئے سادگی اور اطاعت خداوندی کا عملی نمونہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام تمام موجودہ مسائل کا حل پیش کرتا ہے انہوں نے ملک میں نفاذ اسلام کی کوششوں کو سراہتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ملک میں مکمل طور پر اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک جاہل قوم کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ خلافت راشدہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں جنت کی بشارت دی ہے اس لئے ہمیں سب کا احترام کرنا چاہیے۔ [۲۳ جنوری ۱۹۸۲ء]

۞......۞......۞......۞

اسلامی ملک میں کسی عورت کا سربراہ مملکت ہونا رسول اکرم ﷺ کے ارشاد مبارک کے خلاف ہے۔ [قاضی مظہر حسین]

پھالیہ ۱۱ر دسمبر (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا ہے کہ مسلم ملک کی عورت سربراہ نہیں ہوسکتی۔ رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ قوم کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے امور مملکت کسی عورت کے سپرد کر دے۔ اس حدیث نبوی کی بنا پر ۱۹۵۱ء کراچی کے ۳۱ علماء نے دستور پاکستان کی اساس بنانے کے لئے متفقہ طور پر جو بائیس اسلامی نکات منظور کئے تھے ان میں نکتہ نمبر ۱۲ میں رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے۔ ستمبر ۱۹۶۹ء میں جمعیت علمائے اسلام نے بھی عورت کے سربراہ مملکت ہونے کے عدم جواز کی دوبارہ تصدیق کر دی تھی۔ اسلام میں عورت کے لئے نہ نبوت ہے اور نہ خلافت۔ جمعیت علمائے اسلام کے مذکورہ اسلامی منشور میں پاکستان کے نظام حکومت کی دفعات کے تحت نمبر ۷ میں یہ بھی لکھا ہے کہ سربراہ مملکت کا مسلمان ہونا اور پاکستان کی ۹۸ فیصد مسلمان اکثریت اہل سنت کا ہم مسلک ہونا ضروری ہے۔ ۱۶ اور ۱۹ نومبر ۱۹۸۸ء کے حالیہ انتخابات کے سلسلہ میں اسلامی جمہوری اتحاد اور پیپلز پارٹی کے مابین وزیر اعظم کے بارے میں جو نزاع پایا جاتا ہے اور پیپلز پارٹی کی طرف سے بے نظیر کو وزیر اعظم بنانے پر صدر پاکستان غلام اسحاق خان پر دباؤ ڈالا گیا ہے۔ یہ رسول پاک ﷺ کے ارشاد مبارک کے خلاف ہے اور ۳۱ علماء کے متفقہ فیصلہ کے بھی منافی ہے اور سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے جمہوری حقوق کے بھی خلاف ہے چونکہ بے نظیر شیعہ فرقہ سے بھی تعلق رکھتی ہے اس لئے قومی اسمبلی کے منتخب سنی اراکین کے لئے عموماً اور جمعیت علمائے اسلام اور جمعیت علمائے

پاکستان کے منتخب اراکین کے لئے ضروری ہے کہ وہ ارشاد رسالت ﷺ کے تحفظ اور سواد اعظم اہل سنت کے حقوق کے حصول کے لئے ہر ممکن کوشش کریں کے نظم کرنا کام ہے ... اور اتحاد کا ووٹ دیں۔

[۱۲ دسمبر ۱۹۸۸ء]

۞......۞......۞......۞

موجودہ سیاسی ڈھانچہ سب سے بڑی تخریب کاری ہے

علماء دھڑوں میں بٹنے کی بجائے مصالحت کا کردار ادا کریں: [قاضی مظہر حسین]

چکوال یکم جون (نمائندہ نوائے وقت) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی حسین نے کراچی اور حیدرآباد میں ہونے والے مظالم پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس کا ذمہ دار مروجہ سیاست کو قرار دیا ہے اور الزام عائد کیا ہے کہ موجودہ سیاسی ڈھانچہ سب سے بڑی تخریب کاری ہے جس کا شکار پوری قوم بنی ہوئی ہے انہوں نے پاکستان کی سلامتی کی دعا کی اور کہا کہ علماء کی سیادت قرآن و سنت کے تابع ہے۔ انہوں نے علماء پر زور دیا کہ وہ دو دھڑوں میں نہ بٹیں بلکہ مصالحت اور ثالثی کا کردار ادا کریں اگر شریعت کے خلاف کوئی بھی کام ہو تو علماء کا فرض ہے کہ وہ بلاتفریق سیاسی دھڑے بندی سے بالاتر ہو کر اس پر تنقید کریں۔ تاریخ گواہ ہے کہ علماء حق نے ہمیشہ حق گوئی اور ثالثی کا کردار ادا کیا ہے۔

[۲ جون ۱۹۹۰ء]

۞......۞......۞......۞

جہاد کشمیر میں شریک مسلمانوں کو حریت پسند نہیں مجاہدین کہا جائے

[قاضی مظہر حسین]

تلہ گنگ (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی میں بھارتی فوجوں کے خلاف برسرپیکار مجاہدین کی بھرپور تائید و حمایت کرتے ہوئے اخبارات سے اپیل کی ہے کہ جہاد کشمیر میں شریک مجاہدین کو حریت پسند کی بجائے مجاہدین کہا جائے محض حریت پسند تو کوئی غیر مسلم بھی ہو سکتا ہے جو بیرونی تسلط سے آزادی کی جنگ لڑ رہا ہے۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ احتجاجی جلوس نکالنا اور پتلے جلانا اسلامی تہذیب کا حصہ نہیں ہے اور

نہ صرف جلوس نکال کر کشمیر کو آزاد کرایا جا سکتا بلکہ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ قوم کو عملی جہاد کے لئے تیار کیا جائے تاکہ جذبہ ایمانی سے کشمیر کو آزاد کرانے کے بعد وہاں صحیح معنوں میں اسلامی ریاست قائم ہو سکے۔ انہوں نے کہا پاکستان میں مروجہ سیاسی نظام فرنگی طرز حکومت کی باقیات ہے جس میں حقیقی فلاحی اسلامی نظام کے قیام کا تصور محال ہے انہوں نے کہا کہ دس ہزار مجاہدین اسلامی نے مکہ فتح کیا اور آج ہم کروڑوں کی تعداد میں دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں اور قبلہ اول کو کافروں سے آزاد نہیں کرا سکتے۔ [۲۲ فروری ۱۹۹۰ء]

⚘......⚘......⚘......⚘

[روزنامہ صداقت، کراچی]

خلافت راشدہ کی پیروی میں اگر کوئی نظام حکومت قائم ہوگا

تو اسے اسلامی حکومت اور حکومت الٰہیہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں

چکوال یکم مارچ (پ ر) پاکستان تحفظ اسلام کے رہنما اور تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے مدنی جامع مسجد چکوال میں ایک عظیم اجتماع سے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ پاکستان میں نظام حکومت کا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو صدر مملکت نے قانون اسلام کا جو اعلان کیا ہے اس میں ایک اصولی خامی جو رہ گئی ہے اس بنا پر ان کا اعلان نامکمل ہے صدر صاحب دو ٹوک واضح خلافت راشدہ کے نظام کی ابتداء کا اعلان کریں انہوں نے کہا کہ ہر شرعی عبادت جو ہم کرتے ہیں اس کا طریقہ پرکھنے کا یہی ہوتا ہے کہ حضور اور حضور کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور خلفائے راشدین نے وہ عبادت کیسے کی؟ اس طرح اگر پاکستان میں ہم شریعت کا نام قائم کرنا چاہتے ہیں تو یہ بھی ہمیں سنت رسول ﷺ اور سنت خلفائے راشدین سے ملے گا کیونکہ یہ نظام وہاں ہی سے چلا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خلافت راشدہ عطا کرنے کی پیشن گوئی فرمائی تھی وہ پیشین گوئی قرآنی وعدہ کے مطابق خلفائے راشدین کے دور خلافت میں پوری ہوئی۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے بھی ان خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی پیروی کا تاکیدی حکم دیا ہے ''تم پر لازم ہے میری سنت کی پیروی اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی جو ہدایت یافتہ ہوں گے'' (مشکوۃ شریف) آج اگر خلافت راشدہ کی پیروی میں کوئی نظام حکومت قائم ہوگا اور چاروں خلفائے

راشدین ؓ کے برحق ہونے کی نشاندہی کی جائے گی تو اس کو اسلامی حکومت اور حکومت الٰہیہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں اس بنا پر ہمارا مطالبہ تھا اور ہے کہ اگر آپ دیانتداری سے اسلامی نظام اور قرآن و سنت پر مبنی حکومت الٰہیہ کا قیام چاہتے ہیں تو پھر نظام مصطفےٰ کے ساتھ جماعت مصطفےٰ صحابہ کرام ؓ اور خلفائے راشدین کی اتباع کا دوٹوک اعلان کیا جائے۔ مولانا نے کہا کہ تحریک خدام اہل سنت خلافت راشدہ اور حق چار یار ؓ کی گونج کو جو سارے ملک میں پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے وہ بھی اسی اہمیت پر مبنی ہے کہ مسلمان خلفائے راشدین کے اس شرعی مقام سے واقف ہو جائیں اور ان کے خلاف دوسرے نظریات و معتقدات سے ملک و ملت کو بچانے کی کوشش کریں۔ ہماری تحریک کا یہی مشن ہے اور ہماری یہی دعوت ہے انہوں نے کہا کہ اصل کامیابی اور فلاح اس میں ہے کہ مسلمان کو راہ حق پر چلنے کی توفیق مل جائے قرآن وسنت کے اصولوں کے تحت خلفائے راشدین کا قائم کردہ نظام حکومت ہر دور میں اسلامی حکومت کا ایک صحیح کامل اور معیاری نمونہ ہے۔ مولانا نے کہا کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے یہ بیان دیا ہے کہ ملک میں دو قانون نہیں چل سکتے ملک میں چونکہ اکثریت سنی مسلمانوں کی ہے اس لئے پاکستان میں بطور پبلک لاء صرف حنفی فقہ کا نفاذ ہوگا ہم جنرل ضیاء الحق کے بیان کی تائید کرتے ہیں اور مبارک باد دیتے ہیں۔ جس طرح یہ جرأت مندانہ اعلان کیا ہے اسی طرح یہ مومنانہ اعلان بھی کر دیں کہ اصلی کلمہ اسلام کا تحفظ کیا جائے گا۔

[۳ مارچ ۱۹۷۹ء]

[روزنامہ مشرق، لاہور]

تحفظ ناموس صحابہ ؓ آرڈیننس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے

پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جانا چاہیے: [قاضی مظہر حسین]

چکوال ۷ راگست (پ ر) متحدہ سنی محاذ پاکستان کے رہنما اور تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے صدر ضیاء الحق اور وزیر اعظم محمد خان جونیجو کو متحدہ سنی محاذ کی طرف سے آٹھ نکاتی سنی مطالبات کی فہرست ارسال کی ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جائے۔ مدنی جامع مسجد میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی مظہر حسین نے مطالبہ کیا کہ قرآن وسنت کے بعد قرآن کے چاروں موعودہ خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق ؓ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیروی میں اسلامی نظام حکومت نافذ کرنے کا دوٹوک اعلان کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ صدر مملکت کے نافذ کردہ تحفظ ناموس صحابہ آرڈیننس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے اور اس آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نے جو سنی مطالبات حکومت کو پیش کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں...... سنی فقہ حنفی بطور پبلک لاء نافذ کی جائے، تحفظ ناموس صحابہ آرڈیننس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے قرآن سنت کے مطابق خلفائے راشدین کی پیروی میں نظام اسلام نافذ کیا جائے۔ [۱۸ اگست ۱۹۸۵ء]

۞ ...... ۞ ...... ۞ ...... ۞

پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جائے۔ [قاضی مظہر حسین]

ہمیں پرائیویٹ شریعت بل کے اصل مقاصد سے مکمل اتفاق ہے

چکوال (نامہ نگار) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مجوزہ شریعت بل کے اصل مقاصد سے ہمیں اتفاق ہے لیکن چونکہ پاکستان میں سنی حنفی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے ان کے شرعی اصول وحقوق کے تحفظ کے لئے ہماری ترجیحی تجاویز یہ ہیں کہ پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جائے اور بطور پبلک لا فقہ حنفی نافذ کی جائے جیسا کہ اکثریت کی بنا پر ایران کو شیعہ سٹیٹ قرار دیا گیا ہے اور بطور پبلک لاء وہاں فقہ جعفری نافذ ہے اور اقلیتی مسلم فرقوں کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مسلک کے مطابق کئے جائیں گے۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ چونکہ خاتم النبیین حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ حکومت الہیہ کا کامل و جامع نمونہ خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نظام خلافت راشدہ جو قرآنی وعدہ کے تحت قائم ہوا اور جن کی اتباع کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم قرار دیا اس لئے قرآن وسنت کے بعد خلفائے راشدین کی اتباع لازم ہے اور جو حکم یا ضابطہ ان سے ثابت یا ماخوذ ہو شریعت کا حکم متصور ہوگا اور کوئی حکم یا ضابطہ جو اجماع امت سے ثابت یا ماخوذ ہو وہ بھی شریعت کا حکم متصور ہوگا اور قرآن وسنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو خلفائے راشدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل بیت رضی اللہ عنہم عظام اور اہل سنت والجماعت کے مستند مجتہدین کے علم اصول تفسیر اور علم اصول حدیث کے مسلمہ قواعد وضوابط کے مطابق ہو۔ [۳ جون ۱۹۸۷ء]

ملک بھر کے علمائے کرام متحد ہو کر ملکی سیاست کو قرآن وسنت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں

ملک بھر میں خلافت راشدہ کا نظام نافذ کیا جائے۔ اہل سنت راہنما قاضی مظہر حسین کا بیان

چکوال (نمائندہ خصوصی) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی امیر مولانا قاضی مظہر حسین نے یہاں ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کراچی اور حیدر آباد میں ہونے والے قتل وغارت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا ہے کہ سب سے بڑی تخریب کاری آج کل کی مروجہ سیاست ہے جس میں ساری قوم ڈوبی ہوئی ہے اور ملک میں خانہ جنگی کے خطرات منڈلا رہے ہیں انہوں نے ملک بھر کے علمائے دین سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ وہ دودھڑوں میں تقسیم ہونے کی بجائے آپس میں متحد ہو جائیں بلکہ ملکی سیاست کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں انہوں نے کہا علماء حق نے ہر دور میں حق گوئی کی ہے اور موجودہ وقت کے علماء کو چاہیے کہ وہ حق بات کہیں اور ملک میں خلفائے راشدین کے قانون کے انعقاد کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں اور اگر حکومت خلاف شریعت کام کرے تو اس پر بھی تنقید کریں اور اگر حزب اختلاف شریعت کے خلاف کام کرے تو اس کے محاسبے کے لئے بھی بھرپور طریقے سے ان کے خلاف مہم چلائی جائے۔ آخر میں انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی حق گوئی اور جرأت مندی کی مثال دیتے ہوئے علماء کو اس کی پیروی کرنے کی تلقین کی ہے۔

[۴ جون ۱۹۹۰ء]

❀......❀......❀......❀

[روزنامہ "مرکز" اسلام آباد]

مروجہ سیاست اور جمہوریت سے کبھی اسلام نہیں آسکتا

چاروں خلفائے راشدین کا نظام قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ہے: [قاضی مظہر حسین]

چکوال (نمائندہ مرکز) تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بانی وامیر مولانا قاضی مظہر حسین نے یہاں ۱۹ ویں سالانہ سنی کانفرنس کے آخری اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومتِ پاکستان یہاں

صحیح اسلامی نظامِ حکومت نافذ کر کے پاکستان کو اس کا گہوارہ بنائے۔ اور منکرات شرعیہ کا سدِ باب کر کے قیام پاکستان کے اصلی مقصد کی تکمیل کرے مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا ہے کہ ہم یزیدی نہیں حسینی ہیں۔ امام حسین علیہ السلام جنت کے جوانوں کے سردار ہیں وہ اپنے مؤقف حق پر آخر دم تک جمے رہے وہ نہ دبے نہ جھکے۔ مروجہ سیاست اور جمہوریت پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مروجہ سیاست اور جمہورت سے یہاں اسلام نہیں آسکتا جس سیاست میں امیدوار ہر چور ڈاکو بدکار شرابی کے ووٹ کا محتاج ہو۔ کیونکہ ایک ووٹ پر ہار جیت ہوسکتی ہے اور جس جمہوریت میں ہر چور ڈاکو، بدکار، شرابی کو بھی ووٹ دینے کا بھی حق ہو اور ممبر بننے کا بھی کیا اسلام کی یہ سیاست ہے؟ اسلام کا اگر الیکشن ہوسکتا ہے تو اس میں ووٹ لینے والے پر بھی پابندی ہوگی کہ نمازی ہو، اور شریعت کا پابند ہو۔ یہ اسلامی سیاست ہے۔ انہوں نے کہا کہ سب سے زیادہ دین کو تباہ کرنے والی اسلام کو نقصان پہنچانے والی یہ مروجہ سیاست ہے جتنی تباہی اور تفریق ووٹوں سے ہوتی ہے۔ اتنی اور کسی چیز سے نہیں۔ یہ نفس کی ہار جیت کی جنگ ہوتی ہے۔ کاش کہ یہی لوگ دین کے لئے کوشش کرتے۔

مارشل لاء کا معنیٰ یہ ہے کہ ''پورا کنٹرول'' حکمرانی کا طریقہ یہی ہے آج ایسا حکمران نہیں ملتا جو ڈنڈا چلائے خدا کے واسطے طریقہ یہی ہے۔ حکمرانی کا انہوں نے کہا کہ درہ فاروقی مشہور ہے۔ فاروقِ اعظم کے ہاتھ میں درہ ہوتا تھا جب تک کوئی حلال وحرام سے واقف نہیں ہوتا تھا دکان نہیں کرنے دیتے تھے۔ حج کے موقع پر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ گورنروں کو سامنے بٹھا کر عوام سے پوچھتے تھے۔ کہ ان پر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو بتاؤ۔ عدل وانصاف کا یہی تقاضا ہے۔ جس کو شکایت ہو سامنے بیان کرے یہی خلافت راشدہ ہے جس کے جلوے ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ ملک میں رشوت تخریب کاری، دہشت گردی اور دھماکوں کا زور ہے۔ جو حکومت کی انتہائی کمزوری کا کھلا ثبوت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قرآن کے موعودہ خلفاء ہیں۔ ان کا نظامِ حکومت قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ایک معیاری نمونہ ہے ان کی اقتداء میں کتاب وسنت کا نظامِ حق نافذ کر کے حکومت اپنا اسلامی فریضہ سرانجام دے۔ مولانا نے کہا کہ پاکستان میں سوادِ اعظم اہل سنت کی عظیم اکثریت ہے۔ اور ماضی کی شاندار تاریخ کی بنا پر پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار دیا جائے۔ جیسا

کہ ایران میں شیعوں کو اکثریت کی بنا پر وہاں کی حکومت کو شیعہ اسٹیٹ قرار دیا گیا ہے۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے کہا کہ انگریزی دور استبداد سے پہلے متحدہ ہندوستان میں صدیوں فقہ حنفی بطور پبلک لاء نافذ رہی۔ اب بھی پاکستان میں سنی حنفی مسلمانوں کی عظیم اکثریت ہے۔ اس لئے بطور پبلک، فقہ حنفی لاء نافذ ہونا چاہیے۔

پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ مرزائیوں کا شائع کردہ لٹریچر ضبط کر کے حضور خاتم النبیین ﷺ کے منصب ختم نبوت کا مکمل تحفظ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ رسول پاک سرور کائنات ﷺ کی مقدس جنتی جماعتِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم امہات المومنین رضی اللہ عنہن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اہل بیت رضی اللہ عنہم کے خلاف شائع کردہ ہر وہ لٹریچر ضبط کر لیا جائے۔ جس میں ان کی تنقیص و توہین پائی جاتی ہو اور ان گستاخانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنگین سزا دے کر اسلام کا تحفظ کیا جائے۔ [۲۴ ستمبر ۱۹۸۷ء]

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

باب 13

قائد اہل سنت نمبر

تاریخہائے ولادت و وفات

مختلف اہل علم کے قلم سے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقانیت

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں......

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں اور آنحضرت ﷺ کے سالے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی ہے۔"اللھم اجعلہ ھادیا ومھدیا" [ترمذی شریف۔] اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنا دے۔ اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بہت بڑی فضیلت پائی جاتی ہے کیونکہ اول تو آپ صحابی ہیں اور آپ کے لیے رحمۃ للعالمین ﷺ نے خصوصی دعا فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا آپ سے صلح کر لینا اور آپ کو اس وقت کی وسیع مملکت اسلامیہ کا خلیفہ تسلیم کر لینا اور پھر امامِ کربلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ۱۹ یا ۲۰ سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم کیے رکھنا اور آپ کی طرف سے سالانہ وظیفہ قبول کر لینا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقانیت اور خلافتِ حقہ کی ایک زبردست شہادت ہے۔ [مودودی مذہب پاکٹ سائز، ص ۴۷]

تواریخ وفات...... حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ

کاوش: مولانا قاری خلیل احمد تھانوی ☆

○...... آہ چھبیس جنوری کو مولوی مظہر حسین واصل بحق ہوئے — ۲۰۰۴ء

۳۸۱ + ۱۳۶۵ + ۲۵۸

○...... پیدائش انیس سو چودہ مجوب عالم مظہر حسین — ۲۰۰۴ء

۵۳۲ + ۱۹۹ + ۱۲۷۳

○...... ہائے الحاج مولوی مظہر حسین — ۱۴۲۴ھ

۵۹ + ۱۳۶۵

○...... وصال شد وکیل صحابہ مولانا مظہر حسین — ۲۰۰۴ء

۴۳۱ + ۱۷۲ + ۱۴۰۱

○...... خلیفہ محدث کبیر امام مولانا حسین احمد مدنی — ۲۰۰۴ء

۷۲۵ + ۷۸۴ + ۲۰۱ + ۲۸۵

○...... مہتمم جامعہ اظہار الاسلام چکوال از ہم جدا — ۲۰۰۴ء

۵۲۵ + ۱۴۱۸ + ۶۱

○...... جامع کمالات بانی انجمن خدام اہل سنت — ۲۰۰۴ء

۶۰۶ + ۶۳ + ۱۳۳۵

○...... صاحب عرفان مولانا مظہر حسین صاحب — ۲۰۰۴ء

۵۰۲ + ۱۲۸ + ۱۳۷۴

☆ لاہور

○...... رفیع المکان مولانا مظہر حسین صاحب ۲۰۰۴ء
+۵۰۲ +۱۲۸ ۱۳۷۴

○...... بیت قاضی صاحب ۱۴۲۴ھ
+۴۱۲ ۱۰۱۲

○...... آرام گاہ ولی زماں قاضی صاحب ۱۴۲۴ھ
+۲۶۸ +۱۴۴ ۱۰۱۲

○...... جائے امان قاضی فاضل دیوبند ۲۰۰۴ء
+۱۰۶ +۹۱۱ ۹۸۷

○...... مزار ہادی انجمن قاضی صاحب ۱۴۲۴ھ
+۲۴۸ +۱۶۴ ۱۰۱۲

○...... فانما قال جل مجدهٗ ، والله غفور رحیم ۲۰۰۴ء
+۳۸۸ ۱۶۱۶

○...... میگوید فبشره بمغفرة ۲۰۰۴ء
۹۰ + ۱۹۱۴

○...... فقد قال جل اسمه ، انا اعطینک الکوثر ۱۴۲۴ھ
۴۵۴ + ۹۷۰

○......وقال الله جل قوله ، واتممت علیکم نعمتی ۲۰۰۴ء
۳۷۷ + ۱۶۲۷

○......قد قال الله جل کلامه ، فاولئک لهم الدرجات العلٰی ۱۴۲۴ھ
۴۳۰ + ۹۹۴

تاریخ ہائے ولادت ووفات

حافظ ضیاء الرحمٰن جالندھری ☆

پیر کے دن صبح سویرے جہاں اس دار فانی میں سورج طلوع ہوا وہاں اس عالم اسلام کا ایک سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا......

افسوس صد افسوس پیر کے دن صبح سویرے جامعہ خیر المدارس ملتان کی جامع مسجد سے کسی طالب علم نے یہ اعلان کیا کہ مناظر اسلام ترجمان اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والے گزشتہ رات قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ذیل میں حضرت اقدس قاضی صاحب کی تاریخہائے وفات، ولادت ذکر کی جاتی ہیں۔

۱	قال الولی: خلقه فقدره	۱۳۳۲ھ
۲	ولادت مظہر حسین مدنی چکوالویؒ ہے	۱۹۱۴ء
۳	ولادت مبارک ابن مولانا محمد کرم دینؒ	۱۳۳۲ھ
۴	ولادت ادیب ابوظہور الحسین صاحب چکوالویؒ	۱۹۱۴ء
۵	علامہؒ کا سال فراغت	۱۹۳۹ء
۶	علامہ مولانا دیوبندی چکوالوی صاحبؒ فاضل اجل دار العلوم دیوبند	۱۹۳۹ء
۷	مولانا چکوالوی صاحبؒ شاگرد وخلیفہ مولانا حسین احمد المدنیؒ	۲۰۰۴ء
۸	دا مولانا چکوالویؒ مہتمم اظہار الاسلام	۲۰۰۴ء
۹	بسم الله السبوح المتين الرحمن الرحيم	۱۴۲۴ھ
۱۰	قال الشهيد: سلام عليه يوم ولد ويوم يموت ويوم يبعث حيًا	۲۰۰۴ء
۱۱	قال الله المهيمن البصير: فان الجنة هى الماوىٰ	۱۴۲۴ھ

☆ جامعہ خیر المدارس، ملتان

۱۲	ولقد قال الله المحيب المليك: نرفع درجات من نشاء	۲۰۰۴ء
۱۳	قال الواسع: انه من عبادنا المخلصين	۱۴۲۴ھ
۱۴	قال: لقد خلقنا الانسان فی احسن تقويم	۲۰۰۴ء
۱۵	قال الواحد المحمود: وادخلی جنتی	۱۴۲۴ھ
۱۶	وهُو: ذلك لمن خشی ربه	۲۰۰۴ء
۱۷	رضی الله الحامد الحق عنه	۱۴۲۴ھ
۱۸	كنت مناقبا مت شهيد	۱۴۲۴ھ
۱۹	مولانا عاش سباً قامات شهيدا	۱۴۲۴ھ
۲۰	گلستان طوبیٰ قاسم العلوم دار العلوم دیو بند	۱۴۲۴ھ
۲۱	آہ! بجھ گیا چراغ عاقب (ﷺ)	۱۴۲۴ھ
۲۲	آج علامہ قاضی صاحبؒ انتقال کر گئے	۲۰۰۴ء
۲۳	آج ہے ہی کو بار غم اٹھانا پڑا	۲۰۰۴ء
۲۴	آہ! آج وصال سوموار تین ذی الحجہ چودہ سو چوبیس ہجری	۲۰۰۴ء
۲۵	وصال جناب چکوالویؒ کا پیر چھبیس جنوری دو ہزار چار عیسوی	۱۴۲۴ھ
۲۶	آج کل عمر اکیانوے سال گیارہ ماہ تیئس دن ہے	۱۴۲۴ھ
۲۷	جی آپؒ کی عمر کے کل دن بتیس ہزار پانچ سو پچانوے ہے	۱۴۲۴ھ
۲۸	اب ہم کو جام غم پینا پڑا	۱۴۲۴ھ
۲۹	گلباز مظہر حسین نور الله مرقده	۲۰۰۴ء
۳۰	وفات ضیاء الاحناف بن مولانا کرم الدینؒ	۲۰۰۴ء
۳۱	از قلم الداعی ضیاء الرحمٰن بن محمد سعید جالندھری	۲۰۰۴ء

قطعہ سالِ وفات

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

دین مصطفےٰ پہ صد آفریں فدا ہوا
مولانا مظہر حسین ہم سے اب جدا ہوا
۱۴۰۱ + ۲۳ ۱۴۲۴

قدسیوں کے قافلے کہہ رہے ہیں ہر طرف
سوئے جناں اب رواں مرد حق ادا ہوا
زاہد شب زندہ دار واعظِ شریں سخن
راہی خلد بریں بفضل خدا ہوا
حامئ سنت تھے وہ ماحئ بدعات و شرک
جو ہیں اہل حق تمام ان کا مقتدا ہوا
فانی بیچارہ وہ واقف و دانائے راز
خدمت دیں کے طفیل امام الہدیٰ ہوا

البشروہ بالفوز و بالمغفرۃ ۲۰۰۴ء

فضل خدا سے باقی جو مظہر حسین ہے

از جناب عبدالکریم صابر

پہلا پرچہ (ماہنامہ حق چاریارؓ) موصول ہونے پر مندرجہ ذیل قطعات تاریخ ہو گئے تھے۔

ان پر خدائے پاک کا فضلِ عظیم ہے
دنیا میں جس کا پھیلا ہوا فیضِ عام ہے
ان پر نگاہِ خاص شۂ مشرقین ہے
ہر ایک دل میں جس کا بڑا احترام ہے
فضلِ خدا سے "باقی جو مظہر حسین ہے"

۱۴۱۰ھ

عبد الشکور لکھنویؒ باقی نہیں تو کیا
ہے ان کے نام نامی میں ایک دلکشی عجیب
"مظہر حسین نام لطافت کلام ہے"

۱۴۱۰ھ

(ماہنامہ حق چاریار فروری ۱۹۹۱ء)

تاریخ ہائے وفات

کلک مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

ان کی یوں فرقت پہ آج دل بہت رنجور ہے
بہر تاریکیٔ شب اک چراغِ نور ہے
ہائے وہ بحق نگہ تربت میں مستور ہے
۱۹۶ ۱۸۰۸ ۲۰۰۴
نابغۂ عصر آہ آنکھوں سے یوں دور ہے
۱۴۲۴ھ
آئی یہ فانیؔ صدا مولا کا مغفور ہے
۱۴۲۴ھ

(بقیہ ص: 1358)
میں کوٹ کر بھری گئی ہے اور اس سے کتنے زہریلے جراثیم، دین میں پیدا کیے گئے ہیں۔ کیا آپ کتاب اور سنت کو اس عقیدہ کے بعد ثابت کر سکتے ہیں اور کسی زندیق وملحد پر اتمام حجت کا راستہ کھول سکتے ہیں جبکہ ہر دو طریقہ روایت، درایت کا مدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی پر ہے اور وہ معیار اور مدار حق نہ رہے اور نہ تنقید سے ہی بالاتر رہے اور نہ ان کی ذہنی غلامی جائز رہی۔ ظاہر ہے کہ تنقید کسی برائی ہی کی وجہ سے ہوتی ہے تو جب ان میں خرابیاں اور برائیاں موجود ہیں تو ان کی روایت کا کیا اعتبار ہے اور اسی طرح ان کی درایت کا کیا اعتبار ہوگا اور علیٰ ہذا القیاس ان کے طریقہ پر چلنا یعنی ذہنی غلامی بھی اگر صحیح نہیں ہے تو خیر القرون ہونا اور "کنتم خیر أمة اخرجت للناس" اور امة وسطا" وغیرہ آیات کو کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ تمام وہ احادیث صحیحہ جو کہ گوناگوں فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھری ہوئی ہیں سب بے کار ہو جاتی ہیں، کیونکہ سلب کلی کا مصداق بجز اس کے نہیں ہو سکتا۔

افسوس صد افسوس کہ بہت سے علماء اور فارغین دار العلوم بھی مودودی صاحب کی تلبیسات کے شکار ہو رہے ہیں، آپ بھی اس جماعت کی تنظیم اور ڈسپلن کی تعریف کرتے ہوئے اس میں شرکت کی خواہش کر رہے ہیں یا تردد میں ہیں۔ جس طرح چکڑالوی، قادیانی، مشرقی نے نیا دین اور نیا اسلام بنایا ہے اسی طرح مودودی صاحب نے نیا اسلام بنایا ہے، سابقین مجددین کی تجدیدات کو لات مار کر اپنی تجدیدات کو سب سے بالاتر فرماتے ہیں اور تمام اہل سنت والجماعت کے متفقہ اصول کو ٹھوکر مارتے ہیں۔ تمام علماء اور اہل طریقت حتیٰ کہ حضرت مجدد سرہندی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور اکابر علم وطریقت میں کیڑے نکال کر سب کی انتہائی تذلیل وتوہین کرتے اور سب سے نفرت دلاتے ہیں، بہرحال سوچئے اور سمجھئے اور اسلاف کرام کے طریقہ پر چلیے، واللہ معکم اینما کنتم.

مولانا عبداللہ صاحب درخواستی سے میں واقف نہیں اور نہ ان کے اصول سے واقف ہوں، اس لیے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر ان کے اصول واعمال اسلاف اہل سنت والجماعت کے مطابق ہوں تو ان کا ساتھ دیجیے۔ آپ مودودیوں کی تنظیم اور جدوجہد کو سراہتے ہیں۔

محترما! قادیانیوں اور عیسائیوں کی تنظیم وجدوجہد اس سے بدرجہا بالاتر ہے پھر کیا حکم دیں گے؟

جو رشتہ دار ادھیڑ عمر والی بیعت ہونا چاہتی ہیں ان کو آپ خود کیوں نہیں بیعت کر لیتے۔ آپ نیابتاً میری طرف سے ان کو بیعت کرلیں اور امور بیعت پر عہد لے کر تسبیحات ستہ تلقین فرما دیں۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۲۳ شوال ۱۳۷۳ھ

قائد اہل سنتؒ نمبر

باب 14

مکتوبات اکابر

حضرت قائد اہل سنتؒ کے نام چند یادگار خطوط

مکتوبات گرامی

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

①

جناب مولانا مظہر حسین صاحب چکوال، پاکستان کے نام

محترم المقام زید مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا والا نامہ مورخہ ۱۲ شعبان موصول ہوا تھا، حضرت شیخ الادب صاحب کے ذریعہ سے جواب بھیج دیا تھا۔ ذکر لسانی ہمیشہ اپنی کثرت سے اور مداومت سے ذکر قلبی جس کا مرکز زیر پستان چپ چار انگل ہے، اور ذکر روحی کی طرف جس کا مرکز زیر پستان راست ہی منجر ہوتا ہے مگر ہم کو لطائف کے جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس میں مسافت طویل ہے۔ بہر حال ۲۵ ہزار ذکر لسانی پر مداومت فرمایئے اور جس قدر اس میں زیادتی ممکن ہو عمل میں لاتے ہوئے قلبی ذکر کی طرف بھی توجہ فرمایئے یعنی قلب جو کہ بائیں پستان سے چار انگل نیچے ہے تصور کیجیے کہ اس سے لفظ اللہ برابر نکلتا ہے۔ ذات مقدسہ چونکہ محبوب قلب ہے اور حسب قاعدہ من احب شیئا اکثر ذکرہ قلب بے چینی کے ساتھ محبوب حقیقی کو یاد کر رہا ہے۔ اس میں ذکر لسانی کو کوئی دخل نہ دیجیے۔ فقط دھیان اور تصور ہوگا اور خیال ہی خیال میں ذکر کرتے ہوئے کم از کم دو ہزار روزانہ خواہ ایک ہی مجلس میں یا متعدد مجالس میں اس کو پورا کیجیے جو حرکت سینہ میں محسوس ہوتی ہے سلطان الاذکار کا مقدمہ ہے، اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقی عطاء فرمائے۔ اور ماسوی اللہ سے کلی انقطاع نصیب ہو۔ آمین۔

حصول زیارت مقدسہ مبارک ہو۔ آنکھ بند ہونا غالباً اشارہ اس طرف ہو کہ ذکر میں انہماک کیجیے اور اغیار سے انقطاع کیا کیجیے۔

مستری سردار محمد صاحب سے بھی سلام مسنون کہہ دیں میں ان کو غائبانہ بیعت کیے لیتا ہوں ان کو

اتباع شریعت کی تاکید اور تسبیحات ستہ کی تعلیم کر دیجیے۔

اس زمانہ کے قطب الارشاد اور مجدد کو میں نہیں جانتا، مجھ جیسا ناکارہ اور نالائق کس طرح جان سکتا ہے؟

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

سلہٹ، ۸ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ

(۲)

محترم المقام زید مجدکم...... جس دھن میں آپ لگے ہوئے ہیں بہت مبارک ہے۔ تمام جیل کی تکالیف پر پانی پھیر دینے والی ہے، اللھم زد فزد ......

کفر کافر را ودیں دیندار را
ذرہ دردت دل عطار را

یہ دھن اگر برسوں میں بھی حاصل ہو جائے بسا غنیمت ہے۔ ذکر و شغل میں جو حصہ بھی عمر عزیز کا صرف ہو جائے وہ ہی زندگی ہے......

ہر نفس بہرت مسیحائیست چست
گر نداری پاس او از جہل تست
ایں چنیں انفاس خوش ضائع مکن
غفلت اندر شہر جاں شائع مکن

حضرات چشتیہ قدس اللہ اسرارہم تمام لطائف کو قلب ہی میں مندرج مانتے ہیں، اور اسی طرف توجہ کرنے سے تمام لطائف کو طے کرتے ہیں۔

میرے محترم! یہ سب لطائف وسائل اور ذرائع ہیں انوار وغیرہ بھی مقاصد اصلیہ نہیں ہیں۔ وصل اور فراق بھی مقصد اصلی نہیں ہے ......

وصال و قرب چہ خواہی رضاء دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر ازیں تمنائے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے درجہ پر کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا ان کی شان میں فرمایا جاتا ہے "یبتغون فضلا من الله ورضوانا" معیت اور دوام حضور بڑی چیزیں اور انعام عظیم ہیں، مگر مقصود اصلی رضا خداوندی ہے اگر شہنشاہ کی دربارداری اور حاضرباشی حاصل ہو جائے اور معاذ اللہ رضا شاہی نصیب نہ ہو تو خسارہ ابدی ہے اور اگر رضا شہنشاہی حاصل ہو تو دوری مسافت اور غیر حاضری دربار کوئی چیز نہیں۔ بسا اوقات مجرمین بھی دربار میں حاضر ہوتے ہیں مگر ان کی یہ حاضری خوش نصیبی نہیں سمجھی جاتی۔ طلب رضاء خداوندی اور اس کا حصول سلوک ثانی ہے جس سے مراتب اولیاء اللہ کی عظمت حسب مراتب ہوتی ہے اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ انوار، کیفیات، مکاشفات، الہامات وغیرہ کے لیے فرماتے ہیں: "تلک خیالات تربی بها اطفال الطریقة" یہ وسائل ہیں مقاصد نہیں۔ کسی سے بھی دل نہ لگائیے اور کسی مقام پر قرار نہ پکڑیے بلکہ ہمیشہ آگے بڑھتے رہیے۔ قبض وبسط لوازمات بشری ہیں۔ بسط میں شکرگزاری ہے۔ "لئن شکرتم لا زیدنکم" اور قبض میں استغفار کی کثرت اور عدم مایوسی لازم ہے۔ حضور دائم بلا کیف وکم کی جدوجہد کرتے ہوئے رضا وخوشنودی کے خواہاں رہیں۔ جس کے لیے اتباع سنن سید المرسلین ﷺ ازبس ضروری اور لازم ہے: "قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله". اسی سے محبوب خداوندی بنتا ہے ..... هنیئا لارباب النعیم نعیمهم.

خوابہائے مختلفہ اور کیفیات متنوعہ مبارک اور امید افزا ہیں شکر کیجیے اور ذات منزهه عن جمیع الحوادث والنقائص متصفة بجمیع صفات الکمال الذی لیس کمثله شئی کا دھیان دائم ہونے کے لیے کوشاں رہیے۔ انوار اور ذوات الانوار غیر ہیں ان سے دل نہ لگائیے۔ والذین هم علیٰ صلاتهم دائمون. کی نعمت حاصل کیجیے ......

ہر آنکہ غافل ازوے یکزمان است
ہماں دم کافر است اما نہان است
مبادا غافلی پیوستہ باشد
در اسلام بروے بستہ باشد

اس راہ میں غفلت بھی گناہ ہے اس سے بار بار توبہ اور استغفار ہونی چاہیے۔ رزقنا الله وایاکم.

پڑھانے میں اگرچہ توجہ الی الغیر ہوتی ہے، مگر اس سے نسبت میں قوت ہوتی ہے، اور نشر واشاعت دین اور وظیفہ نبویہ (علی صاحبها الصلوٰة والتحیة) کی جو کہ تبلیغ وہدایت ہے ادائیگی ہوتی ہے، اس

لیے اس کے ادا کرنے میں حسب استطاعت کوشش کیجیے۔ وضو جب ٹوٹ جائے اور وضو کرنے میں دقت ہو تو ان اشیاء کی ادائیگی کے لیے جن میں وضو لازم نہیں ہے تیمم کرلیا کیجیے اگرچہ پانی موجود ہو جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جواب سلام کے لیے تیمم فرمایا تھا، توجہ الی اللہ میں استغراق ضروری نہیں ہے۔ لا تدرکه الابصار وھو یدرک الابصار بے کیف اور بے کم کی طرف قلبی توجہ ہونی چاہیے

ہست رب الناس را با جان ناس
اتصالے بے تکیف بے قیاس

حجابات اور انوار اور کیفیات اور لطائف کے متعلق مندرجہ بالا مضمون میں جواب آ گیا۔ حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ خاص حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان تفصیلات کو جن کو مجدد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ترک کر دیا تھا۔ آپ توجہ الی الذات بلا کیف ہی کو مدار سلوک قرار دیتے ہیں۔

جیل سے رہائی کے لیے ظاہری کوشش میں کوئی حرج نہیں۔ توکل اور اعتماد اللہ ہی پر رہنا چاہیے کامیابی ہو تو فبہا ورنہ کبیدہ خاطر نہ ہونا چاہیے۔ رضاء دوست جس میں ہو وہی عبد کا مقصد ہے اسی میں خوش رہنا چاہیے میں بھی دعا کرتا ہوں۔ اپنے رفقاء کو جو بھی لائق ہوں مرید ذکر تعلیم دیتے رہیے۔

والسلام
ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ
ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ

③

محترم المقام زید مجدکم۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

والا نامہ باعث سرفرازی ہوا تھا، مگر عدیم الفرصتی کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی معاف فرمائیں۔ آپ کی خیر و عافیت معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی، تلاشی کا واقعہ صرف ایک اشتہار قربانی کے متعلق ہوا تھا، جس میں کوئی چھپانا مقصود نہیں تھا، اس کو حکام نے قابل اعتراض سمجھا اور اہل دار العلوم اس کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے تھے بہر حال تقدیرات الٰہیہ میں جو کچھ تھا وہ پیش آیا ...فالی اللہ المشتکی

میرے محترم! مقصود اصلی سلوک سے احسان ہے (ان تعبد اللہ کانک تراہٗ (الحدیث) یعنی سالک میں ملکہ راسخہ پیدا ہو جائے، یہ مبداء ہے اور باعتبار نہایت کے رضاء باری عز اسمہ کا حصول ہے......

یہ کوشش کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت صادقہ پیدا ہو جائے، اور وہ بڑھتے بڑھتے اتنی ہو جائے کہ ماسوا کا تعلق قلبی منقطع ہو جائے، یہ اور اس کے مؤیدات وذرائع سب کے سب وسائل ہیں ریاضات اور اصلاح اخلاق بھی اسی قسم سے ہیں، متقدمین صوفیہ اصلاح اخلاق کو مقدم سمجھتے ہیں اور بسا اوقات اس میں سالہا سال خرچ کر دیتے ہیں، جس کے نتیجہ میں بسا اوقات وصول الی اللہ سے پہلے موت آجاتی ہے، اور انسان کو محرومی کی حالت میں دنیا سے سفر کرنا پڑتا ہے، متاخرین نے اس میں تدبر سے کام کیا، وہ وصول الی اللہ اور توجہ الی الذات المقدسہ کو مقدم فرماتے ہیں، اور اس رابطہ میں انہماک کرا کر حضور دائم کو پیدا کرتے ہیں اور اس ہی ملکہ کو رسوخ وقوت دیتے ہیں، اور جس کی وجہ سے اخلاق ذمیمہ اور رزائل ایک ایک کر کے زائل ہو جاتے ہیں بہرحال آپ توجہ الذات المقدسہ میں ہمیشہ کوشاں رہیں خواہ الی الذات المحضہ کی طرف یا باعتبار صفۃ من صفاتہ الکاملہ، اور الذین ھم علیٰ صلواتھم دائمون کا حال قائم رکھیں۔

انسان کے اعمال میں نقائص کا ہونا فطری امر ہے، مگر انسان کا فریضہ ہے کہ نقائص کے ازالہ میں کوشاں رہے اور ایاک نستعین ہر نماز میں اخلاص سے کہتا رہے جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں (دعائیں) ماعرفناک (1) حق معرفتک ولا عبدناک حق عبادتک اوکما قال) غرضیکہ اپنی طرف سے جدوجہد اعمال کی تتمیم واخلاص کی تکمیل ہمیشہ جاری رہنی چاہیے اور بارگاہ خداوندی میں اقرار بالتقصیر کے ساتھ جو کہ واقعی امر ہے، معافی کی درخواست ہمیشہ جاری رہنی چاہیے اور قبولیت کی امید رکھتے ہوئے ہر وقت خائف عن غضبہ تعالیٰ بھی رہنا ضروری ہے، الایمان بین الخوف والرجاء.

میں پہلے بھی غالباً آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کو اجازت ہے، جو بھی آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کرے اس کو بیعت کر لیا کریں اور اشغال سلوک تلقین فرما دیا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا، اتباع سنت کا ہمیشہ اور ہر امر میں خیال رکھیں، علاوہ مراقبہ معلومہ کے دوسرے اذکار کی ضرورت اگرچہ

---

(1) نہ ہم تجھ کو پوری طرح پہچان سکے۔ اور نہ جس طرح تیری عبادت کرنی چاہیے اس کا حق ادا کر سکے۔

اب نہیں ہے، مگر تائید اور تقویت کے لیے جون ساذ کرنا مناسب سمجھیں کرتے رہا کریں، صراط مستقیم اور امداد السلوک کو زیرِ مطالعہ رکھیں۔

خواب سب اچھے ہیں اور امید افزاء تعویذوں کی بھی اجازت دیتا ہوں، القول الجمیل میں سے لکھ دیا کریں، یا مقصود کے مطابق کوئی آیت لکھ دیا کریں، قرآن شریف کا ترجمہ پڑھانا بھی تبلیغ ہے، بہر حال جس قدر ممکن ہو انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کی اصلاح اور ہدایت میں بلا طمع کوشاں رہیں، دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں، واقفین پرسان حال سے سلام مسنون عرض کر دیں، آپ کا لفافہ کارآمد نہ ہونے کی وجہ سے واپس ہے۔

والسلام

حسین احمد غفرلہٗ

۷ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ

(۴)

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کریم کارساز بندہ نواز نے آپ کو قرب وحضور اور معیت کی نعمت وجدانی طور پر عنایت فرمائی اور نسبت میں قوت اور ترقی عطا فرمائی۔ فلله الحمد والمنة اللهم زد فزد.

محترما! توجه الى الذات المقدسة المنزهة عن ساير سمات النقص والزوال وعن المادة والمثال المتصفة بالكمال والجلال، کو جس قدر ممکن ہو بڑھایئے اور حضور دائم پیدا کیجیے۔

لطائف مدرکہ کا ترقی پذیر ہونا نعمت عظیمہ ہے اللہ تعالیٰ اور زیادہ فرمائے۔ ذاتِ مقدسہ بے مثل اور بے مثال ہے۔ اسی طرف دھیان متوجہ رہنا چاہیے......

اے برتر از قیاس وگمان وخیال و وہم
وز ہرچہ گفتہ اند وشنیدیم وخواندہ ایم

لیس كمثله شئی، اس کی شان ہے، لم يكن لهٗ كفوا احدٌ اس کی آن ہے وہی مقصود انس وجان ہے اس سے غافل ایک دم نہ ہونا چاہیے......

یک لحہ را غافل تو ازاں شاہ نہ باشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم.

اس توجہ دائی کے ساتھ مرضیات حق کو ہمیشہ تلاش کرنا اوراس میں منہمک رہنا اعلیٰ ترین مقصد انسانی ہے جس کے لیے درحقیقت جناب سیدالانام علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ اکمل التحیۃ والسلام کے سنن وآداب کی زیادہ سے زیادہ پیروی کرنا اشد ضروری ہے ......

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی، آلایۃ۔ارشادگرامی ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مطمح نظر یہی تھا۔ یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔اس کی دلیل ہے۔اسی کی جدوجہد میں ہمیشہ لگے رہیے یہی دُھن ہماری دن ورات رہنی چاہیے۔

میں دُعاء کرتا ہوں میرے پاس آنا اور رہنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ میں اسلاف کرام کا بدنام کرنے والا اور نفس اور خواہشات کا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے تو نجات کی اُمید کرسکتا ہوں۔

''عدل کرے تو تلیاں فضل کرے تو چھٹیاں۔'' بزرگانِ پنجاب کا صحیح مقولہ ہے۔

سودہ گشت ازسجدۂ راہِ بتاں پیشانیم
چند برخود تہمت دین مسلمانی نہم

لوگوں کی تبلیغ اور نصائح بآلایات القرآنیہ اور بالاحادیث النبویۃ علیٰ صاحبہا الف الف سلام وتحیۃ میں مشغول رہنا بہت بڑی کامیابی ہے......مگر اس راہ میں مشکلات اور تکالیف کا پیش آنا ناگزیر ہے۔انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جبکہ یہ حوادث پیش آتے رہے تو ہم کو اور آپ کو کب اس سے چھٹکارا ہوسکتا ہے۔صبر جمیل پر سہارا کرنا اور الطاف ربانیہ کا امیدوار رہنا ازبس ضروری ہے، جب کہ فرعون جیسے مدعی الوہیت کے سامنے ''قولا لہ قولا لینا''.اور بدبختانِ عرب کے مقابل ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کا ارشاد ہے تو ہم ناکاروں کو ابناءِ زماں کے مقابل بدرجہ اتم اس پر چلنا ضروری ہوگا۔غمگین اور مایوس نہ ہوئیے۔

ع...... سرزنش ہا گر کند خار مغیلاں غم مخور

اخلاص اور سچی ہمدردی کو ہاتھ سے جانے نہ دیجیے۔مجادلات اور فضول بکواس سے حتی الوسع اجتناب فرمایئے۔اس زمانہ میں مناظرہ حقیقی نہیں ہوتا۔نفس پرستی اور خودنمائی مقصود ہوتی ہے۔کہہ دیجیے کہ ہم نے حق بات ظاہر کردی۔ہمارا فریضہ صرف تبلیغ اور واضح کردینا ہے ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ ہاں اگر سخت ضرورت پیش آجائے تو اولاً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجیے اور اس سے استمداد باطنی کرنے

کے بعد میدان مناظرہ میں قدم رکھیے اور اس کی بے نیازی سے مطمئن نہ ہوجیے۔ ولو شاء ربک ما فعلوہ فذرھم وما یفترون کو کبھی ذہن سے نہ نکالیے۔ ہدایت اور اضلال دونوں اس کے اختیار میں ہیں۔ یضل من یشاء ویھدی من یشاء وقال سبحانہ وتعالیٰ ولو اننا نزلنا الیھم الملائکۃ وکلمھم الموتی وحشرنا علیھم کل شئی قبلا ما کانوا لیومنوا الا ان یشاء اللہ ولکن اکثرھم یجھلون. اس لیے تنگ دل نہ ہوجیے یہ اس کی شئون ہیں "اقام العباد فیما اراد" اس لیے ہر ایک کو ہم میں سے ہمیشہ اس سے ڈرتے رہنا اور اسی کی استمداد اور ہدایت چاہنا ازبس ضروری ہے۔ "وکذلک زینا لکل امۃ عملھم" اس کی شانِ بے نیازی ہے۔ "افامنوا مکر اللہ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون"۔

آپ کو جو تعلیم دی جاچکی ہے یہ آخری سب طرق کی تعلیم ہے اس پر کاربند رہیے اور اسی میں ترقی اور مداومت جاری رکھیے، استقامت اور کوشش سے آپ بڑے سے بڑے مقامات پر پہنچ سکتے ہیں۔ الاستقامۃ فوق الکرامۃ اتباع سنت ...... سینہ کا انہماک اور توجہ الی الذات المقدسۃ تمام ترقیات کی مفتاح ہیں اسی میں لگے رہیے۔ بزرگانِ دین مولانا محمد حسن صاحب امرتسری یا مولانا خیر محمد صاحب یا مولانا عبدالمالک صاحب وغیرہ حضرات سے آداب اور احترامات کے ساتھ ملیے۔ کسی کی بے ادبی، غیبت یا حضور میں عمل میں نہ لایئے اور نہ کسی کو حقارت سے دیکھیے یہ حضرات اور دیگر بزرگان تو بڑے ہیں ہی کسی عامی مسلمان کو بھی حقارت سے نہ دیکھیے۔ اگر کوئی عمل اس کا غلط ہو اس پر گرفت کیجیے مگر اس کی حقارت قلب میں ہرگز نہ لایئے۔ صراط مستقیم اور امداد السلوک کو زیر مطالعہ رکھیے۔ مولانا خورشید احمد صاحب ساکن قصبہ عبدالحکیم ضلع ملتان بھی مجاز ہیں اگر ممکن ہو تو ان سے ملاقات جاری رکھیے۔ لوگوں کو ارشاد و ہدایت کرتے رہیے جو بھی آپ سے طالب رہنمائی ہو، انشاء اللہ اس کو نفع پہنچے گا۔ سردار محمد صاحب میاں خان صاحب اور ماسٹر عبدالمجید صاحب کی حسب استعداد و ترقی تعلیمات جاری رکھیے۔ میاں فیروز دین صاحب کو آپ خود بیعت کرکے تلقینات جاری رکھیے۔ تسبیحات ستہ وظیفہ ہیں۔ ذکر مقدم از وظائف ہے۔ ذکر اسم ذات پاس انفاس وغیرہ حسب فرصت و ترقی تعلیم کرتے رہیں۔ جو شخص بھی بیعت کا خواہشمند ہو اس کو رد نہ کریں۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ العزیز کے

مکتوبات میرے پاس بالکل نہیں ہیں۔ پہلی جنگ عمومی میں میں مالٹا میں قید ہو گیا ترکی حکومت نے جملہ قلمی کاغذات ضائع کر دیے۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

دیوبند، ۲ ذیقعدہ ۱۳۶۹ھ

(۵)

ہر دو ہمشیروں سے بعد از سلام مسنون کہہ دیجیے کہ میں نے ان کو بیعت کر لیا ان کو تسبیحات ستہ صبح و شام بتا دیجیے اور اتباع شریعت کی تاکید کر دیجیے۔ عورتوں کی طبیعت ضعیف ہوتی ہے۔ ذکر کی زیادتی سے اور امورِ خانہ داری سے بسا اوقات عاجز ہو جاتی ہیں۔ اس لیے ان کی تعلیم میں اسم ذات کے ذکر لسانی پر اکتفاء کیجیے۔ گیارہ ہزار جو آپ نے بتا رکھا ہے مناسب ہے۔ بڑی ہمشیرہ صاحبہ کو بھی حسب حکم بیعت کر لیا۔ ان کو پاس انفاس کی مداومت کی تاکید کر دیں اور ذکر قلبی میں "اللہ ھو" روزانہ دو ہزار کا تصور باندھیں۔ قریب کے قصبہ میں مدرسہ قائم کرنا مناسب ہے، بشرطیکہ اس کی طرف توجہ تام کی جائے، آپ اور آپ کے احباب مشورہ اور استخارہ کر کے انجام دیں۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب مرحوم کے متوسلین میں تشدد بہت زیادہ ہے جو کہ غلط درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا وتطاوعا ولا تختلفا اور الدین یسر واحب الدین الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ البیضاء الحدیث کے خلاف ہے۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے مکتوب انوار القلوب کے بالکل مخالف ہے اگرچہ بریلویوں کے غلو کا جواب اسی طرح ہوتا ہے۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ

(۶)

نظر بندی کا علم فقط اس خط سے ہوا۔ اگرچہ عرصہ دراز سے کوئی والا نامہ نہیں آیا تھا مگر یہ خیال نہ تھا۔ حق تعالیٰ آپ حضرات کے اس دینی جہاد کو قبول فرمائے اور باعث کفارہ سیئات اور ترقی درجات

کرے آمین۔

محترما! اس دورِ فتن میں دین کو پکڑنا قبض علی الجمر کا مرادف ہے سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیے۔ اگر تعلیمات دینیہ کا مشغلہ ہو تو زیادہ مفید اور ضروری معلوم ہوتا ہے ورنہ تبلیغی جماعت کا پروگرام انسب ہے کم ازکم سلفِ صالح کے قدم بقدم تو رہنا نصیب رہتا ہے۔ جو جماعتیں نئی نئی زرق برق پوشاک میں نمودار ہو رہی ہیں ان کی چمک دمک میں محو ہو جانا انتہائی خطرناک ہے۔ مودودیوں کی گمراہی سے آپ غالبًا بالکل ناواقف ہیں آپ فرماتے ہیں جماعت اسلامی کے معاملہ میں بندہ اکثر متردد رہتا ہے کیا اس جماعت کی مخالفت کرنا ضروری ہے۔ یا نظام اسلامی کے پیش نظر ان سے اتفاق کیا جائے۔ یا توقف وسکوت بہتر ہے۔'' آپ اس قدر غافل کیوں ہیں؟ ان کی کتابوں کو تنقیدی اور گہری نظر سے دیکھیے۔ وہ تو چودہ سو برس والے طریقہ اسلامیہ کے علاوہ ایک نیا اسلام بنا رہے ہیں، جس میں ہر پروفیسر، ہر گریجویٹ، ہر عربی زبان سے شُدبُد رکھنے والا مجتہد مطلق ہے۔ یہی نہیں کہ اس کو اجتہاد کرنا جائز ہے بلکہ اس پر اجتہاد کرنا اس قدر ضروری اور لازم ہے جیسا کہ سانس کے لیے ہوا اور پیاس کے لیے پانی ضروری ہے۔ اس اسلام میں بڑے سے بڑے صحابی پر بھی اعتماد کلی نہیں ہے۔ اگر چہ وہ خلیفہ اول ہی کیوں نہ ہو عام صحابہ رضی اللہ عنہم تو کسی شمار وقطار میں نہیں ہیں اور جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور ارباب قرن اول اس حال میں ہوئے تو تابعین اور بعد والے کس درجہ میں مانے جاسکتے ہیں یعنی امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور دوسرے ائمہ حدیث یا ائمہ فقہ یا ائمہ جرح وتعدیل کیا درجہ رکھ سکتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا متفقہ اصول تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی عدالت کا جو کہ دلالت قطعیہ سے ماخوذ ہے بالکل ان کے نزدیک واہی اور لچر ہے۔ کوئی ہستی صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین وغیرہم میں سے قابل تقلید مطلق نہیں ہے اور نہ کوئی ان میں سے معیار حق ہے، بلکہ ہر ایک انسانی کمزوریوں سے بالفعل متصف ہے۔ ان کا بنیادی عقیدہ دستور جماعت اسلامی دفعہ ۶ میں حسب ذیل ہے......

- ''رسولِ خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو، ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اس معیار کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہے اس کو اسی درجہ میں رکھے۔''

اب آپ اس عقیدہ اور دفعہ پر غور فرمائیے کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے اور کس قدر الحاد اور بے دینی اس کی تہہ میں رکھی گئی ہے اور تمام سلف صالح کی کس قدر بے اعتباری درایتاً اور روایتاً شریعتاً اور طریقتاً اس

باقی ص ۱۳۴۸ پر

⑥

محترم المقام زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مودودیوں سے جو حضرات وہاں پر ہیں ناواقف ہیں ان کی کتابیں دیکھتے نہیں یا اگر دیکھتے بھی ہیں تو تنقیدی نظر اور غور سے نہیں دیکھتے جو لوٹ میں نے دستور اسلامی کا آپ کو لکھا تھا کہ صفحہ ۵، ۶ عقیدہ رسالت جناب رسول اللہ ﷺ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں......

''رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے، کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ الخ اس پر غور فرمایئے، کیا یہ انبیاء سابقین علیہم السلام جن پر ایمان لانا اور ان کی رسالت میں تفریق نہ کرنا ضروری ہے اس کا انکار نہیں؟ اور کیا یہیں سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت کا انکار نہیں ہوتا جن کی تعدیل اور مقبولیت میں آیات قطعیہ وارد ہیں کیا یہ عقیدہ اسلام کو باقی رکھنے والا ہے۔ کیا اس میں وہ لاتعداد روایتیں ذخیرۂ احادیث کی جو کہ انفرادی طور پر صحاح میں مدح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے اور اجتماعی طور پر وارد ہیں ان سب کا انکار نہیں ہے اور کیا ایسے عقیدہ کے ہوتے ہوئے کوئی شخص فرقہ ناجیہ اہل سنت میں شمار کیا جاسکتا ہے؟ اور کیا اس قاعدہ اور دستور کے تسلیم کرنے کے بعد احادیث اور قرآن قابل اعتماد ہو سکتے ہیں۔ مدار دین کے نقل کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ جب وہ انفراداً اور اجتماعاً معیار حق نہیں، نہ تنقید سے بالاتر ہیں تو ان پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے اور ان کی مرویات کا کوئی اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ اس پر تو روافض کا کہنا کہ انہوں نے قرآن میں تحریف کی اس میں سے دس پارے نکال دیے گئے وغیرہ وغیرہ سب قابل قبول ہو سکے گا۔ کیا اس میں تقلید صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین کرام اور ائمہ کا انکار نہیں غور فرمایئے۔ یہ جماعت اسلام کو برباد کرنے اور اس کے اصول و فروع کو جڑ سے اکھاڑ دینے کے لیے نیا مذہب بنا رہی ہے اور ہمارے ہی نادان اور بھولے بھالے علماء اور عوام اس کو رو میں بہتے جا رہے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی۔

جو عبارت کہ جناب نے نقشِ حیات جلد اول صفحہ ۳۲۵ کی نقل فرما کر قابل اعتراض قرار دی ہے وہ عبارت میری نہیں، تاریخ روہیل کھنڈ معروف بحیات حافظ رحمت خاں کے مصنف کی ہے یہ جو کہ نقشِ حیات میں صفحہ ۳۲۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۳۲۷ کی دوسری سطر تک چلی جاتی ہے۔ اگر یہ مورد اعتراض ہے

تو اعتراض تاریخ کے مصنف مذکور پر ہوسکتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مورخ مذکور حکم شرعی بیان نہیں کر رہا ہے بلکہ بادشاہ روہیل کھنڈ کے کارنامہ کو دکھلا رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حافظ رحمت خاں صاحب مرحوم کی حکومت اس کو اپنا فریضہ نہیں سمجھتی تھی اور نہ اس پر عامل تھی۔ اب یہ بات دوسری ہے کہ حکومت مذکور اس میں حق پر تھی یا غلط کار تھی۔ مورخ تو اس کے کارنامے دکھلا رہا ہے ممکن ہے کہ حکومت مذکور کا یہ عمل شرعاً صحیح ہو۔ کوئی اس زمانہ کی حالت اس کی مقتضی ہو اور ممکن ہے کہ پالیسی نظر شارع میں غلط ہو، بہر حال یہ تاریخی واقعہ ہے اس کو حکم شرعی نہیں کہا جاسکتا۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ کے متعلق جو شبہ ہے وہ بھی بے موقع ہے یہ دونوں حضرات مرحومین احکامِ الٰہیہ سے بہ نسبت ہمارے بہت زیادہ واقف تھے اور وہ اپنے ماحول سے بھی بہ نسبت ہمارے زیادہ واقف تھے۔ اگر انہوں نے گوالیار کے راجہ اور وزیر کو لکھا ہے تو مقتضائے وقت اور ماحول کی بناء پر لکھا ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ اھون البلیتین بعض اوقات میں مختار ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے اس وقت کا یہ مقتضی ہو۔ ہم کو حسن ظن کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی تحریک میں راجہ مہندر پرتاپ کو حکومت موقتہ کا پریذیڈنٹ تسلیم کرنا حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے مشورہ اور حکم سے نہیں ہوا وہ تو اس وقت مالٹا میں اسیر تھے، ثانیاً ایسا کرنا بھی ماحول کی ہی بنا پر تھا جس کو یہ حضرات مشاہدہ کہہ رہے ہیں یہ پریذیڈنٹی (صدارت) ہمیشگی کی نہ تھی، بلکہ حکومت موقتہ (عارضی حکومت) کی تھی۔ شہنشاہ عالمگیر مرحوم کے مقالہ کے متعلق بھی شبہ بے موقع ہے اور وہ مقالہ ملازمتوں کے متعلق ہے حکومت کے متعلق نہیں...... وہ پالیسی جو کہ کسی عہدہ کے اہل تھے عالمگیر مرحوم نے اُن کی اس عہدہ کی قابلیت کی بنا پر ان کو مقرر کیا۔ اہل غرض نے اس پر اعتراض کیا اور شریعت کی آڑ لے کر اپنے آپ کو حق بجانب قرار دیا، یقیناً اس میں ان کا اعتراض غلط اور عالمگیر مرحوم کا جواب صواب ہے۔ ملازمتوں کے متعلق حکومت اگر قابلیت کا لحاظ نہ کرے گی اور ماہر فن کو مقرر نہ کرے گی تو کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی، جناب رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن اریقط دئلی کو رہبر طریق مدینہ منورہ بنایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے چند مہینے پہلے سے اس کو مقرر کیا تھا اور سخت خطرہ کے وقت میں اس پر اعتماد کیا تھا۔ کیا کنواں کھودنے، پاخانہ پیشاب صاف کرنے، مسجد بنانے، تعمیر کرنے، سڑک صاف کرنے وغیرہ میں مذہب کو دخل دیا جانا ضروری ہے؟ عالمگیر مرحوم کے جواب پر غور فرمائیے، ہاں اگر مسلمان قابل ہو اس کو ترجیح دی جانی چاہیے اور جب کہ آپ اہل ذمہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ: "دمائھم کدمائنا واموالھم کاموالنا". پھر اس مساوات کے بعد آپ

خدماتی عہدوں میں بھی ان کو جگہ نہ دیں گے تو کس طرح حکومت چلا سکیں گے اور چیزوں کے متعلق بھی اپنے شبہات لکھ دیں مجھ کو فرصت نہیں ہے اگر ہو سکا تو لکھ دوں گا، ورنہ ضخامت ہوتا۔

پھر جناب شاہ صاحب کو آپ لوگوں نے غلطی میں مبتلا کر دیا ہے وہ بے چارے مجھ کو کیا جانیں میں خود سخت نالائق اور ناکارہ ہوں ان کو آپ وہاں کسی بزرگ سے مرید کرا دیجیے یا خود مرید کر لیجیے میں تو خود نااہل و ناکارہ ہوں۔

ذکر کے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے بہتر اور اُمید افزا ہے، ہمیشہ ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے جو کہ بے چون و بے چگون تمام کمالات سے موصوف اور تمام نقائص سے پاک اور منزہ ہے۔ یہ ملکہ راسخہ جامہ فعلیت بصورت "وھم علیٰ صلوٰتھم دائمون". قائم ہو جائے۔ صراط مستقیم میں ہے...... وحقیقتش التفات دائمی است بسوئے ذات بیچون و بے چگون در ہمہ اوقات در نشست و برخاست وعروض مکاسب ومصائب واوقات خوردن و آشامیدن بحیثیتکہ ہیچ امر مانع التفات نہ گردد بمشابہ آنکہ ہرگاہ محبت چیزے یا اہتمام کارے در دل شخصے کہ راسخ گردد پس دریں اشتغال بحوائج ضروریہ واعمال معاشیہ دلش کماینبغی بسوئے ہماں امر متوجہ ہی ماند چنانچہ بر ہر صاحب وجدان پوشیدہ نیست۔''

(صراط مستقیم صفحہ ۱۰۸)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جبکہ ملکہ حاصل ہو گیا ہے تو اس کو فعلیت کا درجہ دیجیے اور دوام حضور کی کوشش کیجیے، اگر کوئی طالب راہ حق آئے اس کو اسلاف کا راستہ بتائیے۔ اگر آپ اپنے آپ کو اس کے لائق نہیں سمجھتے مگر جس پروردگار نے اس کو بھیجا ہے وہ اس کا کفیل اور مربی ہے۔ حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں...... دریں راہ جز درد نایافت وحسرت حرماں ہیچ نمی سراید چہ نایافت صورت نیستی دارد و اینکہ یافت دارد صورت ہستی دارد و ہستی بلا۔ سالک است و نیستی موجب ثمرات بے غایات پس بریں درد نایافت ماند تا زیدو بکار خود باید بود کار خلق حسب اجازت مشائخ باید کرد ما وشما وسیلہ بیش نیستم مالک خود کار ممالیک خود می کند وسائط را بہانہ بہادہ در دوروپوش فیضان خود کردہ واللہ معنا ومعکم...... (مکتوب پنجم صفحہ ۲۱۷)

دوسری جگہ فرماتے ہیں......

اگر چہ ایں روسیاہ گمراہ ہم سزاوار ایں امر عظیم نیست مگر امتثال امر بزرگاں نمود بیعت تبرکا می کند لہٰذا، آں برگزیدہ کونین بطوریکہ ایں مدبر را از بزرگان خود اجازت دادہ می آید مناسب کہ ہر کدام کس طالب

کہ رجوع نماید اخذ بیعت نمودہ تعلیم نام خدا نمایند ہرگز انکار نہ کنند ہدایت کنندہ ہادی مطلق است آن را کہ خواہد فرستاد ہدایت ہم خواہد کرد۔ (صفحہ ۲۱۲)

مدرسہ کا چکوال میں ہونا زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے۔ استخارہ مسنونہ سات مرتبہ کیجیے اگر جواب میں کوئی ہدایت ہو فبہا ورنہ رجحان قلبی پر عمل کیجیے۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

۱۵ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ دیوبند

مکتوبات گرامی

شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

①

برادر عزیز زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے خطوط سے یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی ہے کہ آپ نے اس تکلیف کے زمانہ میں بھی ارشادات خداوندی اور فرمانِ نبوی کو پس پشت نہیں ڈالا ہے۔

مومن کا فریضہ یہی ہونا چاہیے کہ وہ ہر قسم کے مرور اور ہر نوع کے یسر میں حقیقی مولا کی اطاعت سے باہر نہ ہو، میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ جیل میں آپ نماز باجماعت پڑھتے ہیں یا نہیں، لیکن میں یہ صاف الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ ان چیزوں کے حصول کے لیے اپنی تکلیفوں میں اضافہ نہ کریں اگر موقع ہو تو آئینی حدود میں رہ کر کارکنان جیل سے اجازت لے کر واجبات شرعیہ وفرائض اسلامیہ کو ادا کریں، اور اگر خدانخواستہ اجازت نہ ملے تو ایسی صورتوں میں غایت درجہ یہ ہے کہ اشارے تک سے نماز پڑھ لینے کا بھی حکم ہے، شرع کی عطا فرمائی سہولتوں پر عمل کریں۔

حضرت مولانا مدنی مدظلہ نے آپ کی غائبانہ بیعت منظور فرمالی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ پچیس ہزار مرتبہ اسم ذات بغیر جہر اور بغیر کسی تعین وقت کے شب و روز پورا کرلیا کریں میں دعا گو ہوں کہ خداوند عالم

آپ کو اپیل میں کامیابی عطا فرمائے۔ حضرت مولانا مدنی مدظلہ سے بھی دعا کے لیے عرض کر دیا ہے۔

والسلام

محمد اعزاز علی غفرلہٗ

از دیوبند ۸ جمادی الثانیہ ۱۳۶۱ھ ۲۲ جون ۱۹۴۲ء

(۲)

عزیز مکرم زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں ندامت کے ساتھ معافی کا خواستگار ہوں کہ آپ کے اس خط کا جواب بہت دیر میں روانہ کر رہا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اب ضعیف بھی ہو گیا ہوں۔ مشاغل ضروریہ کی کثرت ہے۔ سال ختم ہونے کو ہے۔ تو بعض اسباق بھی متعلق ہو گئے ہیں۔ مختصر یہ کہ اپنی عدیم الفرصتی کے اسباب غیر محدود ہیں۔ آج آپ کی خدمت میں عریضہ ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ پہلا لفافہ جس میں آپ نے بقول اپنے دو صاحبوں کی بیعت کی نسبت حضرت مولانا مدنی مدظلہ کی خدمت میں عرض کرنے کو کہا تھا۔ مجھ کو نہیں ملا۔ ورنہ میں حضرت کی خدمت میں ضرور پیش کرتا۔

دارالعلوم کے حالات تفصیل طلب ہیں۔ مخالفین کی نظریں دارالعلوم کو تباہ کرنے کے لیے تلی ہوئی ہیں۔ موقع ڈھونڈ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ علامہ عثمانی کے خلاف خدا جانے آپ کو کیوں گراں گذر رہا ہے۔ خدا نے آپ کو عالم بنایا ہے۔ زمانہ ماضی میں اس کی نظیریں بہت ملیں گی۔ یہ سچ ہے کہ گھر میں آگ گھر کے چراغ سے لگی ہے۔ مگر صحیح بات یہ ہے کہ یہ چراغ بھی وہ تھا جو مٹی کے تیل سے روشن کیا جاتا تھا۔ حضرت علامہ عثمانی لیگ کے مقاصد پورے کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اور حضرت مدنی مدظلہ لیگ کو اسلام کا بیخ کن قرار دیتے ہیں۔ لفظی چکر سے نکل کر اعمال کی تنقید کے بعد حضرت مدنی مدظلہ کا فرمانا ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

جمعیت نے حضرت مولانا مدنی مدظلہ کی سرپرستی میں ترقی کی ہے۔ آپ کے اطراف میں ممکن ہے کہ وہ اب تک گمنام ہو۔ مگر وہ اب زیادہ گمنام نہیں ہے۔ تالیفات کی اشاعت حتی الامکان بہت زیادہ کی جارہی ہے۔ لاہور میں ان تالیفات کی کوئی ایجنسی قائم ہے یا نہیں مجھ کو معلوم نہیں۔ حضرت مولانا مدنی مدظلہ کے متعلق لکھتے ہیں دشواری یہ ہے کہ ان کے صحیح حالات اس وقت خود انہیں کو معلوم ہوں گے۔

دوسرے لوگ ناواقف ہیں۔ اور اگر ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ میرے حالات اس غرض سے شائع کئے جا رہے ہیں کہ میری عظمت لوگوں کے دلوں میں قائم ہو۔ تو وہ سخت ناراض ہوں گے۔

علاوہ ازیں میرٹھ کے ایک صاحب نے چند واقعات ذکر کر کے چند ورق کا ایک رسالہ شائع کیا ہے۔ میرے نزدیک غلطی کی۔ حالات لکھنا تھے تو پوری تحقیق کے ساتھ اور بہت زیادہ مفصل اس کے لئے ایک جماعت کی ضرورت ہے۔ جو سرگرمی سے سوانح حالات مرتب کرے۔ اور بہت زیادہ روپے کی ضرورت ہے۔ جو ان کام کرنے والے کی تنخواہ پر صرف کیا جائے۔

جو حالات آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے افسوس کرنا آپ معاف کریں میرے نزدیک کفرانِ نعمت الٰہیہ ہے۔ آپ ذکر قلبی بھی کرتے ہیں۔ اور ذکر لسانی بھی۔ اور یہ بھی امید ہے کہ ذکر تمام بدن پر مستول ہو جائے۔ پھر جو آپ کا فرض منصبی ہے کہ گمراہوں کو راہ ہدایت پر لائیں۔ وہ بھی ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اب آپ اور کیا چاہتے ہیں۔ اب اور چاہتے کیا ہو پیغمبری مل جائے۔ خدا کا شکر کیجئے آپکی یہ حالت ہم جیسے ناکاروں کے لئے غبطہ کے قابل ہے۔ آپ نے جیل خانہ میں رہ کر قلب کی ایسی اصلاح کی۔ جو ہم جیسے آزادرہ کر نہ کر سکے۔

ہماری حالتوں سے عبرت کیجئے۔ اور خدا کا شکر کیجئے اور دعا کیجئے کہ خداوند عالم ہم جیسوں کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کی مرضیات کو حاصل کریں۔ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں بہت سے اردو دانوں نے کتابیں لکھی ہیں چالیس برس پہلے بعض کتابیں دیکھی بھی تھیں۔ مگر کسی مستند کتاب کا نام اس وقت یاد نہیں ہے۔ اُمید ہے کہ آپ مجھ کو دعا میں ضرور یاد رکھیں گے......

والسلام

محمد اعزاز علی غفرلہ از دیوبند

۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ

(۳)

میرے مخدوم زیدت معالیکم پس از تحیۂ مسنونہ،

آپ کا خط آیا، آپ کسر نفسی میں اس قدر متجاوز عن الحدود ہو گئے ہیں کہ مجھ کو خوف ہے کہ آپ کے الفاظ کفرانِ نعمت میں داخل نہ ہو جائیں۔ حضرت مولانا مدنی کی اجازت ہرگز ہرگز نااہل کے لیے نہیں ہو سکتی ہے آپ خدا کا شکر کریں، اور اس منصب کو غیر مترقب نعمت خیال کر کے مدارج میں ترقی کریں۔

وساوس وخطرات کو دل سے نکال دیں، شکر نعمت پر ازدیاد نعمت کا وعدہ خداوندی ہے۔ ہم خدام اگر نزدیکاں بے بر میں ہیں تو ہوا کریں آپ تو دوران باخبر میں ہیں، فللہ الحمد۔ حضرت مولانا مدنی ممت نوضہم سفر بہار میں مصروف ہیں پندرہ بیس یوم کے بعد واپسی ہوگی۔ اس وقت ان شاء اللہ ان کی خدمت میں آپ کا سلام عرض کردوں گا۔ ہو سکے تو حسن خاتمہ کی دعا آپ میرے لیے بھی کردیں۔

والسلام

محمد اعزاز علی غفرلہ

از دیوبند ۴ جمادی الاولیٰ ۰ ۱۳۷ھ

(۴)

جناب محترم زیدت معالیکم، پس از تحیہ مسنونہ،

نامہ صادر ہو کر باعث عزت افزائی ہوا، جیل میں زمانہ دراز گذار کر یہ ثابت کر دیا کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقلید اس گئے گذرے زمانہ میں بھی ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی اس سعی فی الدین عن الدین کو مقبول ومشکور کرے۔ آمین۔

رقم پتہ ذیل پر روانہ کر کے رسید میرے پاس بھیج دیں تو ''نقشِ حیات'' میں روانہ کرادونگا، مکاتیب شیخ الاسلام کی جلد ثانی میں تاخیر صرف اس وجہ سے ہو رہی ہے کہ مکاتیب کی نکاسی اب تک پوری طرح نہیں ہوئی، اگر ہو جاتی تو اس روپیہ سے دوسری جلد شائع ہو سکتی، اس کے ناشر کے پاس روپیہ کی کمی ہے۔ سنا ہے کہ دوسری جلد پہلی جلد سے زیادہ ذخیرہ عجائب ہے۔

مدرسہ اظہار الاسلام کی خبر سے بہت خوشی ہوئی، خداوند عالم آپ کے جذبات دینی کو قبول فرمادے۔ آمین۔ حضرت مولانا آسام تشریف لے گئے ہیں۔ پندرہ بیس یوم کے بعد واپسی کی امید کی جاتی ہے۔ میں آپ کا دعا گو ہوں اور حسن خاتمہ کی دعا کا امیدوار ہوں۔

والسلام

محمد اعزاز علی غفرلہ

از دیوبند ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۷۳ھ

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے نام شیخ الادب رحمہ اللہ کے جملہ مکتوبات کے لیے ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور کا ''شیخ الادب رحمہ اللہ نمبر'' ملاحظہ فرمالیں......رشیدی

مکتوب گرامی

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ (سابق مہتمم دار العلوم دیوبند)

سلام مسنون!

سامی نامہ باعث عزت ہوا۔ میں مسلسل سفروں میں رہا اس لیے جواب میں تاخیر ہوگئی۔

جماعت اسلامی کے جدید فقہیات اور تفقہ کی فرعیات جو جناب نے قلمبند فرما کر ارسال فرمائیں انہیں پڑھ کر افسوس ہوا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی نیا فقہ تیار ہو رہا ہے اور پرانے فقہ کا لباس اُتار کر پھینکا جا رہا ہے۔ إنا للہ۔ جماعت اسلامی کے افکار و خیالات کے بارہ میں جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے دو بار ظاہر ہو چکی ہے۔ جنوری ۱۹۴۷ء میں بھی اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں۔

اس میں نفس تحریک الٰہی کے بارہ میں جس کا عنوان اب یہ نہیں رہا عرض کیا گیا تھا کہ اس سے کسے اختلاف ہو سکتا ہے بشرطیکہ یہ عنوان محض نہ ہو بلکہ اس کے نیچے حقیقت بھی وہی ہو جو اس عنوان کے شایانِ شان ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت مولانا حسین احمد صاحب رحمہ اللہ کے ایک مکتوب کے مقدمہ کے طور پر احقر نے ایک تحریر لکھی تھی جس میں معیار حق کے مسئلہ پر کلام کیا تھا۔ اس سے ہی احقر کی رائے مکرر واضح ہوگئی تھی۔ پھر دہلی جمعیۃ العلماء کے دفتر سے ایک جماعتی بیان شائع ہوا۔ جس پر احقر کے بھی دستخط تھے اس میں اس تحریک کے اثرات (سلف سے اعتماد اٹھ جانے اور عظمت کے رشتے کمزور ہو کر اوپر زبان تنقید کھل جانے وغیرہا کو) ظاہر کر کے اس سے اپنی براءت کا اعلان کیا گیا تھا۔ بہر حال کئی بار آراء ظاہر ہو چکی ہیں جو اظہار خیال کے لیے کافی ہو جانی چاہیے۔ الخ

والسلام

محمد طیب

۳۰ شعبان ۱۳۸۳ھ

مکتوباتِ گرامی

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

①

باسمہ سبحانہٗ

محترمی ومکرمی جناب مولانا قاضی مظہر حسین صاحب احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو۔ پاکستان کے بعض دینی رسائل میں جناب کا اسم گرامی تو بار بار دیکھا اور آپ کی ایک کتاب ''مودودی مذہب'' کے حوالے نظر سے گزرتے رہے لیکن یہ بات ابھی چند ہفتے پہلے پاکستان کے ایک مخلص کے عنایت نامہ سے معلوم ہوئی کہ آپ مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں (جو سلانوالی ضلع سرگودھا) کے مناظرہ (۱۹۳۷ء) میں ایک فریق کی طرف سے صدر تھے۔ میں مولانا مرحوم سے واقف نہیں تھا۔ یاد آتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعض خطوط میں مولانا کا ذکر ہے اور مولانا مرحوم کی مرزا سے خط وکتابت بھی ہوئی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ کوئی دوسرے بزرگ ہوں اور مولانا مرحوم کے ہم نام رہے ہوں۔ جن مخلص دوست نے مجھے یہ لکھا تھا کہ آپ مولانا کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے ہی یہ بھی لکھا تھا کہ سلانوالی کے مناظرہ میں راقم سطور (محمد منظور نعمانی) کے بارے میں مولانا مرحوم نے اچھی رائے قائم کی تھی اور اس کے بعد ہی انہوں نے جناب کو تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند بھیجنے کا فیصلہ فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ اور پھر بیعت اور پھر اجازت کا شرف بھی عطا فرمایا۔ فھنیئاً لکم ثم ھنیئاً لکم.

میں چاہتا ہوں اور میری یہ درخواست ہے کہ اگر یہ واقعہ ہے تو اس کی تفصیل جناب خود اپنے قلم سے تحریر فرما دیں مجھے اس کی ضرورت ہے۔

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق جناب نے میرا مضمون اپنے دیباچہ کے اضافہ کے ساتھ جو شائع فرمایا تھا غالباً جناب ہی کی مرسلہ اس کی دو کاپیاں چند روز پہلے موصول ہوئیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا ہے کہ رسالہ کے صفحہ ۲ پر سطر ۱۵، ۱۶ میں جناب نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جس مضمون کا ذکر فرمایا ہے اس کا اصل واقعہ یہ ہے کہ وہ مضمون

لکھا ہوا خود حضرت مولانا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور ایک خاص مصلحت سے حضرت مولانا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود دہلی کا سفر فرما کر حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لی تھی کہ ان کے نام سے شائع کیا جائے۔ بلکہ دستخط بھی کرا لیے تھے۔ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالشکور صاحب کا اس وجہ سے بھی بہت لحاظ اور ادب فرماتے تھے کہ مولانا کے بڑے بھائی، حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی (والد ماجد شیخ الحدیث مدظلہ) سے مولانا عبدالشکور صاحب کا گہرا دوستانہ تعلق تھا ورنہ خود حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے شیعت کا مطالعہ نہیں فرمایا تھا۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ وہ کام شروع نہیں ہوا تھا جو تبلیغ کے نام سے حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی نسبت سے اب ہو رہا ہے۔

میرا مقصد صرف یہ ہے کہ اس سلسلہ میں جو اصل واقعہ ہے وہ جناب کے علم میں آجائے دعاؤں کا محتاج اور دعا گو ہوں۔

مکرر یہ کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اور خود جناب کے بارے میں جو کچھ میں نے دریافت کیا ہے اس کے جواب کا میں منتظر رہوں گا۔ خدا کرے کہ آپ جلدی ہی اس کو میرے لیے قلمبند فرما دیں۔ واجرکم علی اللہ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

محمد منظور نعمانی

۲۸/اپریل ۱۹۸۱ء

(۲)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

۳،۴۲،۱۹۸۵

محترمی مکرمی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت فیوضکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل جناب کی خدمت میں ایک مفصل عریضہ لکھا یا تھا وہ کل حوالہ ڈاک نہیں ہو سکا تھا آج معلوم ہوا کہ ہمارے ایک عزیز دوست دو تین دن کے اندر ہی انشاء اللہ کراچی جانے والے ہیں میں نے مناسب

سمجھا کہ اس خط کی فوٹو کاپی کرا کے ان کے ذریعہ بھیج دی جائے وہ انشاء اللہ کراچی پہنچ کر حوالہ ڈاک کر دیں گے، امید ہے کہ میرے خط کی یہ فوٹو کاپی آپ کو اصل خط سے پہلے مل جائے وہ فوٹو کاپی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہے۔ مگر گذارش ہے کہ میں نے کشف الاسرار اور مجلسی کی ''حق الیقین'' کے بارے میں جو زحمت جناب کو دی ہے اسے فی سبیل اللہ تصور فرما کر برداشت فرمائیں گے۔

داجرکم علی زللہ۔ دعا کا محتاج وطالب اور دعا گو ہوں۔

والسلام

محمد منظور نعمانی

(۴)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

از محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ (یوم الجمعہ) لکھنؤ

محترمی مکرمی جناب مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہوں۔ جناب کا عطیہ از مولانا عبدالوحید حنفی صاحب مرسلہ حق الیقین کا نسخہ ڈاک کے ذریعہ آج سے ۲، ۳ دن پہلے موصول ہوا ہے۔ اس کے ساتھ مولانا حنفی صاحب کا جو عنایت نامہ ملا ہے اس پر تحریر کی تاریخ ۵ شعبان لکھی گئی ہے۔ غالباً اس دن یا ایک دو دن بعد حوالہ ڈاک کیا گیا ہوگا۔ پارسل یہاں اس حال میں ملا کہ ڈاک کے محکمہ کے ذمہ داروں نے اس کو کھول کر دیکھا تھا اور شاید پوری تلاشی لی تھی لیکن الحمدللہ کتاب صحیح سالم آئی کہ اس کے ساتھ ۲۔۳ اشتہارات اور ۲ رسالے بھی۔

یہ آپ نے بڑی عنایت فرمائی رسمی طور پر نہیں صمیم قلب سے عرض کرتا ہوں کہ اس عنایت وکرم کے دل میں تشکر واحسان کی جو کیفیت ہے اس کے صحیح اظہار کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان عالی کے مطابق اس عنایت کا صلہ دنیا وآخرت میں جناب کو عطا فرمائیں۔ الخ......

والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوبات گرامی

①

مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ

محترم المقام حضرت مولانا قاضی صاحب زید کرمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گرامی نامہ پڑھا آپ کی پرانی رائے ہے مگر مجھے اس میں تھوڑی ترمیم کرنا ہے جو زبانی عرض کروں گا۔ خیال ہے پرسوں تین دسمبر کو چکوال آنے کا اگر حالات نے اجازت دی اور خدا تعالیٰ نے ملایا تو عرض کر دوں گا۔ آگے رب کا اختیار ہے۔ مضمون اخبار کا پڑھا آپ کے مضمون سے اختلاف اسی کو ہو سکتا ہے جو دین کا حامی نہ ہو......

والسلام

غلام غوث

②

حضرت قاضی صاحب زید مجدہ وکرمہ

السلام علیکم!

اگر آئندہ پھر کبھی از راہ شفقت لطف الملاقات کا شرف بخشیں تو یہ خیال ضرور رہے کہ برکت و رحمت کے ساتھ مجھے پڑھنے کی زحمت نہ ہو اگرچہ آپ کے مخصوص رسم الخط سے اچھا خاصا مانوس ہو چکا ہوں پھر بھی دقت کرنا اور سوچنا پڑتا ہے۔ مطلوبہ پرچے ارسال ہیں۔

اگر جمعہ کے جواز کا ترجمان القرآن اور دو جڑواں بیٹیوں کے نکاح والا ترجمان القرآن آپ کے پاس موجود ہو تو بہت جلد بذریعہ ڈاک ہی سہی روانہ فرما دیں اور تاریخ پیشی ۱۳ جولائی ہے۔ ایبٹ آباد میں اور بھی کوئی خاص بات والا پرچہ یا کتاب ہو تو ارسال کریں۔ آج کل مستغیث پر ہر طرح کی جرح کی جا رہی ہے۔ باقی گرامی نامے کے اندر کی تفصیلی بحث میں مجھے آپ سے اتفاق کیا میں تو گویا مریدوں میں داخل ہوں۔ دیکھئے جمعیۃ اور مجلس شوریٰ اور آپ کیا کرتے ہیں مرکزی دفتر اور صوبائی

دفتر میں فرق ہے۔ صوبائی دفتر کو لاہور میں رہنا چاہیے۔ باقی اخبار کہاں سے نکلے اس کا دستور سے کیا تعلق اگر دستور کے ضمن میں یہ بات طے کی گئی ہے جس کا مجھے علم نہیں تو میں اس کی مخالفت کروں گا اور ایسا نہ ہوگا۔ فقط...... والسلام

(۳)

محترم المقام حضرت قاضی صاحب زید کرمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خدا جانے کیا بات ہے الحمد للہ تعالیٰ اس غلط فہمی میں نہیں ہوں کہ کسی سے اچھا ہوں اور آپ کو ہر طرح مطاع ومقتدیٰ تصور کرتا ہوں۔

مگر حیران ہوں کہ دل یہی کہتا ہے کہ آپ ہماری سرپرستی فرمائیں اپنا کام علیحدہ رکھیں اور جاری رکھیں مگر منکرین حیات النبی ﷺ حامیان مودودیت اور مخالفین سب مجتمع ہوں اور ہم منتشر آگے آپ کا اختیار ہے۔ اور حقیقی مختار تو وہی رب مختار ہے حالات اچھے ہیں دعا کی ضرورت ہے......

والسلام

غلام غوث

مکتوب گرامی

محمود ملت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم ومحترم حضرت قاضی صاحب دام مجدکم العالی۔

سلام مسنون، مزاج گرامی۔ گزارش ہے کہ جناب کا گرامی نامہ ملا آپ نے جس جذبہ ایمانی کے تحت جماعتی فیصلہ پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اس سے بہت خوشی ہوئی علماء کی باوقار اور مقدس جماعت میں ایسے افراد کی ضرورت ہے کہ وہ سختی سے جماعت کو اس کے مقصد کی پابند رکھے جس کے حصول کے لیے جماعت کا وجود عمل میں آیا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی جماعت مرکزی مجلس عمومی میں اسلامی نظام حیات کو جمہوری مجلس عمل کے مقاصد میں اولین حیثیت دیکر شامل کر دیا ہے اور تین چار یوم تک مختلف کل جماعتی مجالس میں اسی موضوع پر ہی ہم نے سخت لڑائی کی ہے اور آخر کامیاب ہو کر رہے۔ اخبارات نے بالکل ناقص کر کے چھاپہ ہے اصل قرارداد کے الفاظ آپ کو لف کر کے بھیج رہا ہوں

۔باقی قرارداد کے الفاظ ترجمان میں بھی صحیح ترجمہ کے ساتھ شائع نہیں ہوئے اصل قرارداد انگریزی میں تھی ہم نے اس کا لفظی ترجمہ کرالیا اور وہی آپ کو بھیج رہا ہوں۔

میں ایک ہفتہ سے بیمار صاحب فراش ہوں۔میرے محترم اس قرارداد کی ترتیب وتدوین کے سلسلہ میں آپ اگر مولانا عبداللطیف صاحب (جہلمی) کو لے کر ملتان تشریف لے آویں تو میں اندر کی تمام باتیں اور پورا نشیب وفراز آپ کے سامنے رکھ دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ آپ مکمل طور پر مطمئن ہوجائیں گے یا حضرت مولانا غلام غوث صاحب سے ملاقات فرمالیں وہ پوری طرح حالات سے باخبر ہیں یا مولانا محمد اکرم صاحب (لاہوری) سے اطمینان حاصل فرمالیں۔ مجھے تو خوشی ہوگی کہ آپ ملتان تشریف لے آویں۔

گفتگو اور پوری تفصیلی حالات کے بعد بھی آپ مطمئن نہ ہوں تو پھر اختلاف کا اظہار فرماتے، دعاؤں میں یاد فرمائیں۔

والسلام

محمود عفا اللہ عنہ از ملتان

۱۹۷۰ء

مکتوب گرامی

جانشین امیر شریعت مولانا عطاالمنعم شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مجاہد اہل سنت حضرت مولانا قاضی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قریبا دو ماہ ہوئے کہ آپ کے شناسا اور میرے محترم جناب مولوی غلام یٰسین صاحب جہلمی نے میری خصوصی فرمائش پر جناب کی تالیف لطیف ''بشارت الدارین'' آپ کے مکتبہ سے قیمتاً حاصل کرنا چاہی تو میرا نام معلوم ہونے پر آپ نے اس کی واجبی قیمت وصول کیے بغیر ہی ہدیۃً عنایت فرمادی جو موصوف کی سفر سے واپسی پر مجھے مل چکی ہے۔آپ نے قیمت نہیں لی یہ حسن سلوک ہے۔فجزاللہ تعالیٰ.

باقی ہدیہ تو یوں بھی بے بہا ہوتا ہے از روئے حساب دینا بجز توجہ قلب از دیاد محبت اور جوابی خدمت کے سوا اس کی قیمت نہیں ہوتی۔سو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی توقع ہے اور عملاً بھی یہ حق ادا کرنے کی سعی کی جائیگی۔واللہ المستعان۔ البتہ مکتوب تشکر میں تاخیر میرے جیسے سراپا قصور کی غفلت اور کوتاہی کا نتیجہ ہے

ورنہ وصول ہدیہ کے بعد از خود پیدا ہونے والے احساس جواب اور قاصد ہدیہ کی یاد دہانی کے سلسلہ میں کوئی قصور حائل نہیں ہوا۔ گو اس کے علاوہ قریباً ڈیڑھ برس کی مسلسل بیماری اور ذاتی اور جماعتی معروفیات کا شرعی عذر بھی موجود ہے تاہم معذرت خواہ ہوں۔ امید ہے محسوس نہ فرمائیں گے۔

② کئی برس سے پندرہ روزہ ''الاحرار'' کی ادارت کا کام گھسیٹ رہا ہوں میرے نقطہ نگاہ سے علمی اور تبلیغی طور پر اب اس کا رخ حسب منشا ہو رہا ہے چند روز تک اس کے سابقہ شماروں میں سے چند پرچے بطور نمونہ اور ہدیۃً بھجواؤں گا۔ بعد مطالعہ اگر طبیعت آمادہ ہو تو عقیدہ و مسلک اہل السنت والجماعت کے مطابق کبھی کبھی کوئی چھوٹا بڑا مضمون اور مکتوب و مراسلہ چھپنے کے لئے بھیجا کریں تو شکر گزار ہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اخلاقی، قانونی یا کسی اور قسم کی مصلحت مانع نہ ہو تو کیا آپ اس کی اجازت دیتے ہیں کہ بشارت الدارین حسب موقع اور گنجائش ''الاحرار'' میں بالاقساط شائع کر دی جائے؟

یہ میری دلی خواہش ہے اور مولانا غلام یٰسین صاحب مذکور جو حسن اتفاق سے اس وقت میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے کئی احباب بھی اس بارہ میں میرے ہمنوا ہیں۔ اس کے متعلق پہلی فرصت میں آپ کی تحریری رضامندی اور اجازت کا بے چینی سے منتظر ہوں گا۔ امید ہے کہ مناسب اور حسب ضرورت جواب باصواب سے خورشید فرمائیں گے۔ واللہ الموفق

③ جماعت اسلامی اور مودودی صاحب کے متعلق آپ کا پرانا اور مشہور مقبول مضمون جس میں اکابر دیوبند کا بالعموم اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا بالخصوص دفاع کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا کتابی نام فی الوقت یاد نہیں رہا۔ نیز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتب کردہ شجرہ روحانیہ جس میں حضرت کے خودنوشت حالات بھی شامل ہیں اور چند برس ہوئے آپ نے اس کو بڑے اہتمام سے شائع کیا تھا۔

اور اگر کوئی مزید اس سلسلہ میں نئی مطبوعہ بھی ہو تو سب کے دو دو نسخہ پر مشتمل وی پی میرے نام کر دی جائے۔ ان شاء اللہ وصول کر لی جائینگی اور کیا لکھوں سب سے بڑی اور آخری فرمائش اپنی اور اماجی مدظلہا اور اپنی بیوی بچوں کی صحت و عافیت حصول علم دین توفیق عمل خیر نیز عزیمت و استقامت اور حسن خاتمہ کے لئے مسلسل دعاء کی التماس ہے۔ امید ہے کہ اس سے دریغ نہ فرمائینگے۔ والسلام

مخلص و فقیر ابو معاویہ

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

مکتوب گرامی

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ جناب والا کی مرسلہ کتاب ''خارجی فتنہ'' اور ''دفاع صحابہ'' وصول ہو چکی ہیں۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آپ نے خارجیت اور ناصبیت کا تعاقب فرمایا ہے یہ فتنہ رفض وشیعیت سے کم خطرناک نہیں۔ البتہ ایک بات محسوس ہو رہی ہے کہ کتابوں میں طوالت زیادہ ہے۔ اگر قدرے اختصار ہوتا تو بہتر تھا۔

والسلام

عبدالحمید

یکم ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

(۲)

شیخ الحدیث (یعنی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب دام مجدہم) سے آپ کی کتاب پر تبصرہ کے لئے کہا تھا۔ انہوں نے اپنی بیماری کی وجہ سے معذرت کی۔ آج کل سابقہ امراض کے علاوہ انہیں کمر میں شدید درد ہو گیا ہے۔ دعا فرمائیں۔ میرے ناقص خیال میں اس پر ہمارے جیسے لوگوں کے تبصرہ کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ جناب والا کا اسم مبارک اور نام نامی ہی سند کافی ہے۔ آپ اہل حق کے ترجمان اور سلف کے امین ہیں۔

والسلام

عبدالحمید

۲ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ

مکتوب گرامی

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

مخدوم گرامی قدر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلھم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت تمام ہوں۔ آمین

آپ کی طرف سے مختلف قراردادیں اور پمفلٹ آپ کی کرم نوازی سے موصول ہوتے رہتے ہیں۔ چونکہ ان میں کوئی جواب طلب بات نہیں ہوتی اس لئے جواب نہیں دیتا۔ لیکن ان سے جناب کی سرگرمیوں کا علم ہوتا رہتا ہے۔ اور دعا گو بھی رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جناب کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین

تازہ کتاب ''خارجی فتنہ۔ جلد اول'' موصول ہوئی۔ سرسری طور پر دیکھی دل بہت خوش ہوا۔ آپ نے مسلک حق کی خوب ترجمانی فرمائی ہے۔ آجکل اس معاملے میں جو افراط وتفریط چل رہی ہے۔ آپ نے اُس سے ہٹ کر اعتدال کا جو راستہ اختیار فرمایا ہے وہی علماء حق کا طریقہ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ یہ عریضہ محض اپنے جذبات کے اظہار کے لئے لکھا ہے۔ اس کی اشاعت مقصود نہیں۔

والسلام

تقی عثمانی

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

اهدنا الصراط المستقیم

الصیانۃ کا ایک افسوسناک مکتوب

ماہنامہ الصیانۃ لاہور دسمبر ۲۰۰۲ء شوال ۱۴۲۳ھ میں شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری کا ایک مکتوب بعنوان حقیقت افروز تاریخی مکتوب بجواب حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی شائع ہوا جو بندہ کے نزدیک ایک افسوسناک اور حیران کن مکتوب ہے۔ جس کے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہے قارئین کی واقفیت کے لئے مکتوب مذکور کے چند اہم اقتباسات حسب ذیل۔

اهدنا الصراط المستقیم

الصیانۃ کا ایک افسوسناک مکتوب

ماہنامہ ''الصیانۃ'' لاہور دسمبر 2002ء شوال 1423ھ میں شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ کا ایک مکتوب بعنوان ''حقیقت افروز تاریخی مکتوب بجواب حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ'' شائع ہوا جو بندہ کے نزدیک ایک افسوسناک اور حیران کن مکتوب ہے جس کے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہے، قارئین کی واقفیت کے لئے مکتوب مذکور کے چند اہم اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

ماہنامہ حق چار یارؓ کے لئے آخری ادارتی تحریر کی چند ابتدائی سطور جو آپ کی حیات میں ''شیخ الہندؒ نمبر'' کے عنوان سے شائع نہ ہوسکی اب ان شاء اللہ بہت جلد آخری تصنیف کے طور پر منظر عام پر آئے گی۔

خدام اہل سنت کی دعاء

خدایا اہلِ سُنّت کو جہاں میں کامرانی دے — خلوص و صبر و ہمّت اور دیں کی حکمرانی دے
تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں — رسولؐ اللہ کی سُنّت کا ہر سو نور پھیلائیں
وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو — ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو
صحابہؓ اور اہلِ بیتؓ سب کی شان سمجھائیں — وہ ازواجِ نبی پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حُسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا — انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہہ و بالا
تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں — کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں
تیرے کن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل — عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل
ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو — مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسول پاک کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم — ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہر ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

از! حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ

RG.NO.LRL219